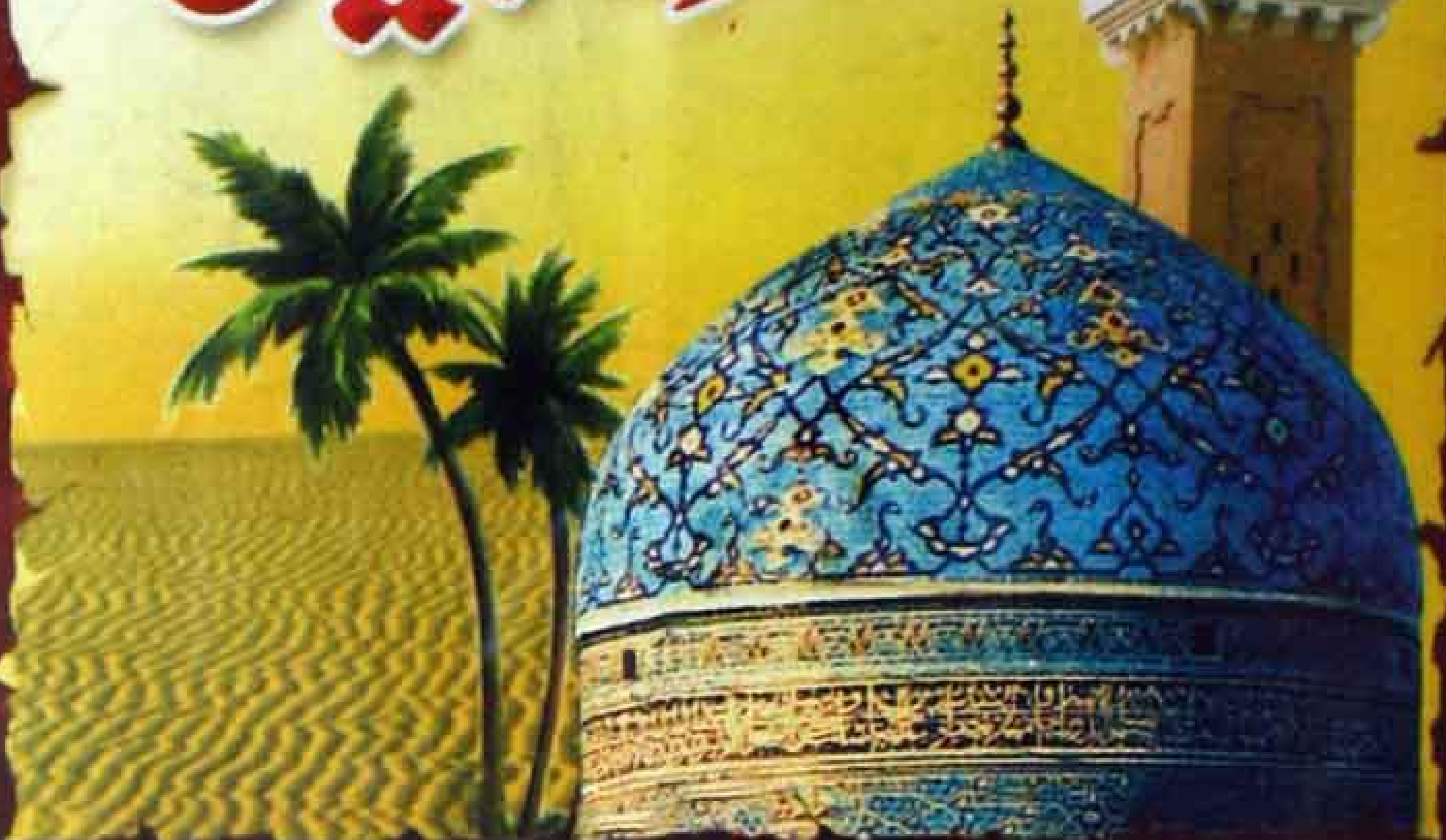
سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل و کرامات کا اولین مستند مجموعہ

قلائد الجواہر فی مناقب

شیخ عبد القادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا اردو ترجمہ

غوثِ جیلانی



تصنیف
علامہ محمد بن یحییٰ تاذفی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
علامہ محمد عبد الستار قادری

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے فضائل و کرامات کا اوّلین مُستند مجموعہ

قلائد الجواہر فی مناقب

شیخ عبد القادر گیلانی رضی اللہ عنہ

کا اُردو ترجمہ

غوثِ جیلانی

تصنیف

علامہ مُحمّد بن یحییٰ تاذفی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

علامہ مُحمّد عبد الستار قادری

شبیر برادرز

فون: 042-7246006

نام کتاب	۔۔۔۔	قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
مصنف	۔۔۔۔	علامہ محمد بن یحییٰ التاذفی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	۔۔۔۔	حضرت علامہ مولانا عبدالستار
اشاعت	۔۔۔۔	مارچ 2006ء
کمپوزنگ	۔۔۔۔	ورڈ زمیکر
صفحات	۔۔۔۔	360
پروف ریڈنگ	۔۔۔۔	شکیل مصطفیٰ اعوان صابری چشتی
مطبع	۔۔۔۔	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	۔۔۔۔	شبیر برادرز لاہور
قیمت	۔۔۔۔	150/=

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول 40 اردو بازار لاہور

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و نعت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَتَحَ لِاَوْلِیَآئِہٖ طُرُقَ الْھُدٰی وَاَجْرٰی عَلٰی اَیْدِیْھِمْ اَنْوَاعَ الْخَیْرَاتِ وَنَجَّاھُمْ مِنَ الرَّدٰی فَمَنِ اقْتَدٰی بِھِمِ انْتَصَرَ وَاھْتَدٰی وَمَنْ عَرَجَ عَنْ طَرِیْقِھِمِ انْتَکَسَ وَتَرَدّٰی وَمَنْ اَمَّ حِمَاھُمْ اَفْلَحَ وَسَلَکَ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْھُمْ بِالْاِنْکَارِ اَنْقَطَعَ وَھَلَکَ اَحْمَدُہٗ حَمْدَہٗ حَمْدَ عَلِمَ اَنْ لَّا مَلْجَاءَ مِنْہُ اِلَّا اِلَیْہِ وَاَشْکُرُہٗ شُکْرًا مَنِ اعْتَقَدَ اَنَّ النِّعَمَ وَالنِّقَمَ بِیَدَیْہِ وَاُصَلِّیْ وَاُسَلِّمُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ عَدَدَ اِنْعَامِ اللّٰہِ وَاَفْضَالِہٖ

ترجمہ: تمام تعریفیں اس ذات پاک کے لئے ہیں جس نے ہدایت کے طریقے اپنے اولیاء رحمۃ اللہ علیہم پر واضح اور منکشف کر کے ہر ایک قسم کی خیر و برکت ان کے ہاتھوں پر رکھ دی اور ضلالت و گمراہی کی ہلاکت سے انہیں مامون و محفوظ رکھا۔ جو کوئی ان کی پیروی کرتا ہے۔ نفس و شیطان پر غالب ہو کر نیک راہ کی ہدایت پاتا ہے۔ اور جو اُن کی پیروی سے گریز کرتا ہے وہ ٹھوکریں کھا کر اوندھے منہ گرتا اور گمراہ ہو کر اپنی جان کھوتا ہے۔ اور ان کے زمرے میں داخل ہونے والا منزلِ مقصود کو پہنچ کر فائز المرام ہوتا ہے اور انہیں برا جان کر ان سے بھاگنے والا راہِ راست سے دور ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ میں اس بات کا یقین کر کے اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں کہ اس کے سوا اور کہیں میرا ٹھکانہ نہیں اور یہ اعتقاد کر کے میں اس کی شکرگزاری کرتا ہوں کہ دنیا کی نعمتیں دینا اور پھر ان کا چھین لینا اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور جناب سرکار کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی آل و اصحاب پر اللہ تعالیٰ کے کل انعام و احسانات کے برابر درود و سلام بھیجتا ہوں۔

تمہید

حمد وصلوۃ کے بعد ضعیف وحقیر پر تقصیر گناہ گار امیدوار رحمت پروردگار محمد بن یحییٰ التاذفی غفراللہ ولہ ولوالدیہ واحسن الیہما والیہ عرض کرتا ہے کہ کتاب "التاریخ المعتبر فی انباء من غبر" قاضی القضاۃ مجیر الدین عبدالرحمٰن العلیمی العمیری المقدسی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیفات سے ہے میرے مطالعہ سے گزری میں نے دیکھا کہ مؤلف ممدوح نے سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی الحنبلی علیہ الرحمۃ کے سوانح بیان کرنے میں نہایت اختصار سے کام لے کر آپ کے صرف تھوڑے سے ہی مناقب کو ذکر کیا ہے جس سے بندے کو نہایت تعجب ہوا۔ بندے نے اپنے جی میں کہا کہ شاید مؤلف ممدوح نے باقی مناقب[1] کو شہرت کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے اور علامہ ابنِ جوزی کی پیروی کرکے آپ کے حالات کو ایک مختصر طریقہ میں بیان کیا ہے اور آپ کے مشہور واقعات کے لئے صرف شہرت کو کافی سمجھا ہے۔

سبب تالیف

اس لئے احقر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ کے پورے حالات کو ایک جگہ جمع کرکے بندہ بھی سعادتِ دارین حاصل کرے اور آپ کے ان تمام مناقب کو جنہیں بندہ نے متفرق کتابوں میں دیکھا یا ثقہ لوگوں سے سنایا جو کچھ خود بندے کو یاد ہیں ایک جگہ لکھے اور اس کے بعد آپ کا نسب بیان کرکے آپ کے اخلاق و عادات آپ کے علم وعمل آپ کے طریقہ وعظ ونصیحت آپ کے اقوال و افعال آپ کی اولاد آپ کی عظمت و بزرگی کا اعتراف کرتے ہوئے دیگر اولیائے عظام کی تعظیم کرنے کا حال لکھے اور جن اولیائے عظام نے آپ کی عظمت و بزرگی کا اعتراف کرکے آپ کی مدح سرائی کی ہے ان کے اور جن لوگوں کو کہ آپ سے تعلق رہا ہے یا جنہوں نے آپ کی خدمت سے فیض پایا ہے ان کے مناقب بھی ذکر کرے کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ اتباع و پیروان کی عظمت و بزرگی بھی مقتداء و پیشوا کی

[1] مناقب منقبت کی جمع ہے جس کے معنی بزرگی و مایہ ناز اور فضیلت کے ہیں اور مناقب سے فضائل واوصاف حمیدہ مراد ہوتے ہیں۔

عظمت و بزرگی سے ظاہر ہوا کرتی ہے اور نہروں کی نفع یابی چشمے کے زیادہ شیریں اور اس کے بڑے ہونے پر مبنی ہے اس کے بعد آپ کی پیدائش اور وفات کا حال لکھ کر خاتمہ میں بھی آپ ہی کے کچھ مناقب نیز آپ کے مناقب اور آپ کے کشف و کرامات کے متعلق اولیائے عظام کے کچھ اقوال ہیں مختصر طور سے بیان کر کے کتاب کو ختم کیا ہے تا کہ زیادہ طوالت ناظرین پر بار خاطر نہ گزرے چنانچہ احقر نے بعونہ تعالیٰ اپنی اس تألیف کو شروع کیا اور "قَلَائِدُ الْجَوَاهِرِ فِيْ مَنَاقِبِ شَيْخِ عَبْدُ الْقَادِرِ" اس کا نام رکھا۔

وَ بِاللّٰهِ اَسْتَعِيْنُ وَهُوَ حَسْبِيْ وَ نِعْمَ الْمُعِيْنُ ۔

آپ کا سن و مقام پیدائش

قطب الدین یونینی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ آپ 470 ہجری میں پیدا ہوئے آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے آپ کا مقامِ پیدائش پوچھا: تو آپ نے فرمایا! مجھے اس کا حال ٹھیک طور سے معلوم نہیں مگر ہاں! مجھے اپنا بغداد آنا یاد ہے کہ جس سال تمیمی کا انتقال ہوا اسی سال میں بغداد آیا اس وقت میری اٹھارہ برس کی عمر تھی اور تمیمی نے 488ھ میں وفات پائی۔

علامہ شیخ شمس الدین بن ناصر الدین محدث دمشقی نے بیان کیا ہے کہ آپ کی ولادتِ باسعادت بمقامِ گیلان 470ھ میں واقع ہوئی اس کے بعد انہوں نے بیان کیا ہے کہ گیل دو مقام کا نام ہے۔

اول: ایک وسیع ناحیہ کا جو بلاد دیلم کے قریب واقع ہوا ہے اور بہت سے شہروں پر مشتمل ہے مگر ان میں کوئی بڑا شہر نہیں۔

دوم: سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے شہر کا نام ہے جسے جیل بکسرہ جیم اور

نوٹ: مؤلف ممدوح نے آپ کی ولادت و وفات کا حال کتاب کے آخر میں خاتمہ سے پہلے بیان کیا مگر ہم نے مناسب خیال کر کے اسے شروع کتاب میں بیان کیا ہے اور آگے بھی اگر ہمیں ضرورت محسوس ہوگی تو تقدیم و تاخیر کو عمل میں لائیں گے ورنہ نہیں۔

کیل وگیل (بکاف عربی اور فارسی) بھی کہتے ہیں۔

اور حافظ ابو عبداللہ محمد بن سعد و میثی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کال کہا ہے انہوں نے یہ لفظ ابنِ حاج شاعر کے اشعار سے اخذ کیا ہے کیونکہ ابنِ حاج شاعر نے اپنے بعض اشعار میں کیل کو کال کہا ہے جو بلادِ فارس کے مضافات میں سے ایک قصبہ کا نام ہے۔

حافظ محب الدین محمد بن نجار نے اپنی تاریخ میں ابوالفضل احمد بن صالح حنبلی کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادتِ باسعادت 471ھ میں واقع ہوئی اور ابو عبداللہ محمد الذہبی نے بھی یہی بیان کیا ہے۔

الروض الظاہر کے مؤلف نے آپ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ مقام جیل (بکسر جیم وسکون یائے تحتانی) کی طرف منسوب ہیں جسے گیل وگیلان بھی کہتے ہیں۔

مؤلف بہجۃ الاسرار نے شیخ ابوالفضل احمد بن شافع کا قول نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادتِ باسعادت 471ھ میں بمقام نیق جو بلادِ جیلان سے متعلق ایک قصبہ کا نام ہے اور جیلان طبرستان کے قریب ایک چھوٹے سے حصہ (مثلاً ہندوستان میں اودھ) کا نام ہے جو شہروں اور بستیوں پر مشتمل ہے۔

مقام وسنِ وفات

آپ نے اپنی عمرِ بے بہا کا ایک بہت بڑا حصہ شہر بغداد میں گزارا اور وہیں پر شنبہ کی رات کو بتاریخ ہشتم ربیع الثانی 561ھ میں آپ نے وفات پائی اور دوسری شام کو اپنے مدرسہ میں جو بغداد کے محلّہ باب الازج میں واقع تھا مدفون ہوئے۔ ابنِ جوزی کے نواسے علامہ شمس الدین ابوالمظفر یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ آپ نے 561 ہجری میں وفات پائی اور ہجومِ خلائق کی وجہ سے آپ شب کو مدفون ہوئے کیونکہ بغداد میں ایسا کوئی شخص نہ تھا جو آپ کے جنازے میں شریک نہ ہوا ہو۔ بغداد کے محلّہ حلبہ کی تمام سڑکیں اور اس کے مکانات لوگوں سے بھر گئے تھے اسی لئے آپ کو دن میں دفن نہیں کر سکے۔

ابنِ اثیر اور ابنِ کثیر نے بھی اپنی اپنی تاریخ میں یہی بیان کیا ہے۔

ابنِ نجار نے بیان کیا ہے کہ شنبہ کی رات کو بتاریخ دہم ربیع الثانی 561ھ میں آپ نے وفات پائی اور آپ کی تجہیز و تکفین سے شب کو فراغت ہوئی آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالوہاب نے ایک بڑی جماعت کے ساتھ جس میں آپ کے دیگر صاحبزادے اور آپ کے خاص احباب اور آپ کے تلامذہ وغیرہ سب موجود تھے آپ کے جنازے کی نماز پڑھی اور آپ ہی کے مدرسہ کے سائبان میں آپ کو دفن کر کے دن نکلنے تک مدرسہ کا دروازہ بند رکھا پھر جب دروازہ کھلا تو آپ کے مزار پر لوگ نماز پڑھنے اور زیارت کرنے کے لئے بکثرت آنے لگے جس طرح سے جمعہ یا عید کو لوگ آیا کرتے ہیں۔

اس وقت بغداد کا خلیفہ المستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف بن المقتفی العباسی تھا جو 518ھ میں پیدا ہوا اور 555ھ میں اپنے باپ المقتفی لا مراللہ کی وفات کے بعد مسندِ خلافت پر بیٹھا اور اڑتالیس برس کی عمر میں صرف گیارہ برس خلافت کر کے 566ھ میں راہیِ مُلکِ بقا ہوا۔ یہ خلیفہ عدل و انصاف سے موصوف صائب الرائے تیز فہم تھا شعروسخن کا مذاق اور اُصطرلاب (ستاروں کی بلندی، دوری اور رفتار دریافت کرنے کا آلہ) وغیرہ آلاتِ فلک میں مہارتِ تام رکھتا تھا۔ (مترجم)

حافظ زین الدین بن رجب نے اپنے طبقات میں بیان کیا ہے کہ نصیر النمیری نے جس شب کو آپ دفن ہوئے اس کی صبح کو آپ کے مرثیہ میں ایک قصیدہ کہا: جس کا پہلا شعر یہ تھا۔

مشکل الامر ذا الصباح الجدید

لیس له الا مرمن ذلك السنا المعهود

ترجمہ: یہ صبح کا جدید واقعہ نہایت مشکل ہے جس سے صبح کی مقررہ روشنی مطلق نہیں رہی۔

نیز بیان کیا ہے کہ نصیر النمیری نے آپ کے مرثیہ میں اس کے سوا ایک اور بھی قصیدہ کہا تھا۔

آپ کا نسب

القطب الربانی و الفرد الجامع الصمدانی سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ مقتدائے اولیائے عظام سے ہیں جو کوئی آپ کی طرف رجوع کرتا اسے سعادت ابدی حاصل ہوتی محی الدین آپ کا لقب اور ابو محمد آپ کی کنیت اور عبدالقادر آپ کا نام ہے۔

آپ کا نسب اس طرح ہے محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح جنگی دوست یا بقول بعض جنگا دوست موسیٰ بن ابی عبداللہ یحییٰ الزاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض (جنہیں عبداللہ المجل بھی کہتے تھے) بن حسن المثنیٰ بن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان القریشی الہاشمی العلوی الحسنی الجیلی الحنبلی۔

آپ کے نانا حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سیدنا حضرت عبداللہ الصومعی الزاہد کے نواسے تھے۔ حضرت عبداللہ صومعی جیلان کے مشائخ ورؤسا میں سے ایک نہایت پرہیزگار وصاحب فضل وکمال شخص تھے آپ کی کرامتیں لوگوں میں مشہور ومعروف تھیں عجم کے بڑے بڑے مشائخوں سے آپ نے ملاقات کی۔ شیخ ابو عبداللہ محمد قزوینی کہتے ہیں کہ شیخ عبداللہ صومعی مستجاب الدعوات شخص تھے اگر آپ کسی پر غصہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ اس سے آپ کا بدلہ لے لیتا اور جسے آپ دوست رکھتے خدا تعالیٰ اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرتا آپ گو ضعیف ونحیف اور معمر شخص تھے لیکن آپ نوافل بکثرت پڑھا کرتے ہمیشہ ذکر و اذکار میں مصروف رہتے۔ ہر ایک سے عاجزی و انکساری سے پیش آتے اپنا حال کسی سے نہ کہتے مصائب پر صبر اور اپنے اوقات کی حفاظت کیا کرتے اکثر امور واقعہ ہونے سے پہلے ان کی خبر دے دیا کرتے اور پھر جس طرح آپ ان کی خبر دیتے اسی طرح وہ واقعات ہوتے۔

ابو عبداللہ محمد قزوینی نے ہی بیان کیا ہے کہ ہمارے بعض احباب ایک قافلہ کے ساتھ

تجارت کا مال لے کر سمرقند کی طرف گئے جب وہاں ایک بیابان میں پہنچے تو ان پر بہت سے سوار ٹوٹ پڑے۔ قافلہ والے کہتے ہیں کہ ہم نے اس وقت شیخ عبداللہ صومعی کو پکارا تو ہم نے دیکھا کہ آپ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا اللّٰهُ تَفَرَّقِيْ يَا خَيْلُ عَنَّا پڑھ رہے ہیں یعنی ہمارا پروردگار پاک اور بے عیب ہے تم اے سوارو! ہمارے پاس سے بھاگ کر منتشر ہو جاؤ آپ کا یہ کہنا تھا کہ تمام سوار منتشر ہو کر کچھ تو پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے اور کچھ بھاگ کر جنگل کی طرف چلے گئے اور ہم ان کی دست برد سے مامون و محفوظ رہے اس کے بعد ہم نے آپ کو تلاش کیا تو ہم نے آپ کو نہیں پایا اور نہ ہم نے یہ دیکھا کہ آپ کہاں چلے گئے؟ جب ہم جیلان واپس آئے تو ہم نے لوگوں سے یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے ہم سے قسمیہ کہا: کہ شیخ صاحب موصوف اس اثناء میں ہم سے جدا نہیں ہوئے۔

آپ کے والد ماجد

حافظ ذہبی و حافظ ابنِ رجب نے بیان کیا ہے کہ آپ یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت ابو صالح جنگی دوست تھے۔ مؤلف کہتا ہے کہ جنگی دوست فارسی لفظ ہے جس کے معنی جنگ سے انسیت رکھنے والے ہیں۔

آپ کی والدہ ماجدہ

آپ کی والدہ ماجدہ کی کنیت اُم الخیر اور امۃ الجبار ان کا لقب اور فاطمہ نام تھا آپ حضرت عبداللہ الصومعی الزاہد الحسینی کی دختر اور سراپا خیر و برکت تھیں۔

آپ کا مدتِ شیر خواری میں رمضان کے ایام میں دودھ نہ پینا

آپ کی والدہ ماجدہ فرمایا کرتی تھیں کہ میرے فرزند ارجمند عبدالقادر پیدا ہوئے تو وہ رمضان کے دنوں میں دودھ نہیں پیتے تھے پھر انتیس ماہ رمضان کو جب مطلع صاف نہ تھا اور بدلی کی وجہ سے لوگ چاند نہ دیکھ سکے تو صبح کو لوگ میرے پاس پوچھنے آئے کہ آپ کے صاحبزادے عبدالقادر نے دودھ پیا یا نہیں میں نے انہیں کہلا بھیجا کہ نہیں پیا جس سے انہیں

معلوم ہوا کہ آج رمضان کا دن ہے جیلان کے تمام شہروں میں اس بات کی شہرت ہوگئی تھی کہ شرفائے جیلان میں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دودھ نہیں پیتا آپ کی والدہ ماجدہ جب حاملہ ہوئیں تو کہتے ہیں کہ اس وقت ان کی ساٹھ برس کی عمر تھی اور ساٹھ برس کی عمر میں کہتے ہیں قریش کے سوا اور پچاس برس کی عمر میں عرب کے سوا اور کسی عورت کو حمل نہیں رہتا۔

آپ کا بغداد جانا

جب آپ پیدا ہوئے تو آپ نے اپنے بغداد جانے کے وقت تک ناز و نعمت میں پرورش پائی اور ہمیشہ آپ پر توفیقِ الٰہی شامل حال رہی پھر آپ اٹھارہ برس کی عمر میں جس سال تمیمی نے وفات پائی آپ بغداد تشریف لے گئے اس وقت بغداد کا خلیفہ المستنظہر باللہ ابو العباس احمد بن المقتدی بامر اللہ العباسی تھا جو خلفائے عباسیہ میں سے تھا 470ھ میں پیدا ہوا اور سولہ برس کی عمر میں اپنے باپ کی وفات کے بعد مسند خلافت پر بیٹھا اور 512ھ میں بعمر بیالیس سال راہیٔ ملکِ بقا ہوا۔

خضر علیہ السلام کا آپ کو بغداد میں داخل ہونے سے روکنا اور آپ کا سات برس تک دجلہ کے کنارے پڑے رہنا' اور پھر بغداد جانا

شیخ تقی الدین محمد واعظ بنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''روضۃ الابرار و محاسن الاخیار'' میں لکھا ہے کہ جب آپ بغداد کے قریب پہنچے تو حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو اندر جانے سے روکا اور کہا کہ ابھی تمہیں سات برس تک اندر جانے کی اجازت نہیں اس لئے آپ سات برس تک دجلہ کے کنارے ٹھہرے رہے اور شہر میں داخل نہ ہوئے اور صرف ساگ وغیرہ سے اپنی شکم پُری کرتے رہے یہاں تک کہ اس کی سبزی آپ کی گردن سے نمایاں ہونے لگی پھر جب سات برس پورے ہوگئے تو آپ نے شب کو کھڑے ہو کر یہ آواز سنی کہ عبدالقادر! اب تم شہر کے اندر چلے جاؤ گو شب کو بارش ہو رہی تھی اور تمام شب اسی طرح ہوتی رہی مگر آپ شہر کے اندر چلے گئے اور شیخ حماد بن مسلم دباس کی خانقاہ پر اترے شیخ

موصوف نے اپنے خادم سے روشنی بجھوا کر خانقاہ کا دروازہ بند کرا دیا اس لئے آپ دروازے پر ہی ٹھہر گئے اور آپ کو نیند بھی آ گئی اور احتلام ہو گیا تو آپ نے اٹھ کر غسل کیا آپ کو پھر نیند آ گئی اور احتلام ہو گیا آپ نے اٹھ کر پھر غسل کیا اسی طرح آپ کو شب بھر میں سترہ 17 دفعہ احتلام ہوا اور سترہ 17 ہی دفعہ آپ نے غسل کیا پھر جب صبح ہوئی اور دروازہ کھلا تو آپ اندر گئے شیخ موصوف نے آپ سے اٹھ کر معانقہ کیا اور آپ کو سینہ سے لگا کر روئے اور کہنے لگے کہ فرزند عبدالقادر! آج دولت ہمارے ہاتھ ہے اور کل تمہارے ہاتھ میں آئے گی تو عدل کرنا۔

بہجۃ الاسرار کے مؤلف شیخ ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر الشافعی اللخمی (منسوب بہ قبیلہ لخم) نے آپ کے بغداد جانے کا خیر مقدم لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ اس سرزمین کے لئے ایسے مبارک آنے والے کا قدم رکھنا جہاں اس کے آنے سے سعادت مندی کے جملہ آثار نمایاں ہو گئے بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ اس کا قدم پہنچنے سے رحمت کی بدلیاں چھا گئیں اور بارانِ رحمت برسنے لگا جس سے اس سرزمین میں ہدایت کی روشنی دگنی ہو گئی اور گھر گھر اجالا ہو گیا پے در پے قاصد مبارکبادی کے پیغام لانے لگے جس سے وہاں کا ہر ایک وقت عید ہو گیا اس زمین سے ہماری مراد عراق عرب ہے جس کا دل (یعنی بغداد) محبتِ بشریٰ کے نور سے وجد میں آ گیا اور جس کے شگوفے دار درخت اس آنے والے کا منہ دیکھ کر اپنے شگوفوں کی زبان سے خدائے تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے لگے۔

اشعار تہنیت آمیز

لمقدمرا نهل السحاب واعشب العراق
و زال الغی واتضح الرشد

آپ کے قدوم نے رحمت کی بدلیاں برسا کر عراق کو تر و تازہ کر دیا
جس سے گمراہی زائل- اور ہدایت واضح ہو گئی

فصيد انه رتد وصحرا
وحيانه دو ومباهه شهد

اور وہاں کی لکڑیاں خوشبودار ہو گئیں اور جنگل بھیڑ ہو گیا
وہاں کی کنکریاں موتی ہو گئیں اور وہاں کا پانی شہد ہو گیا

یمیس بہ صدر العراق صبابة
وفی قلب نجد من محاسنہ وجد

عراق کا سینہ اُس کی محبت سے بھر گیا
اور آپ کے محاسن سے نجد کے دل میں وجد پیدا ہو گیا

وفی الشرق یرق من محاسن نورة
وفی الغرب من ذکری جلالتہ رعد

مشرق میں آپ کے نور ہدایت کی روشنی سے بجلی چمکنے لگی
اور مغرب میں آپ کی عظمت کے ذکر سے گرج پیدا ہو گئی

آپ کا علم حاصل کرنا

جب آپ نے دیکھا کہ علم کا حاصل کرنا ہر ایک مسلمان پر صرف فرض ہی نہیں بلکہ وہ نفوسِ مریضہ کیلئے شفائے کلی ہے وہ پرہیز گاری کا ایک سیدھا راستہ اور پرہیز گاری کی ایک حجت اور واضح دلیل ہے وہ یقین کے تمام طریقوں میں سب سے اعلیٰ وانسب ہے اور تقویٰ و پرہیز گاری کا وہ ایک بڑا درجہ اور مناصبِ زمینی میں سب سے رافع نیک لوگوں کا مایہ فخر و ناز ہے تو آپ نے اس کے حاصل کرنے میں جلد کوشش کی اور اس کے تمام فروع واصول کو دور وقریب کے علمائے کرام ومشائخ عظام وائمہ اعلام سے نہایت جدوجہد سے حاصل کیا۔

آپ کا قرآن مجید یاد کرنا

قرآن مجید آپ نے پہلے ہی یاد کرلیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے علم فقہ حاصل کیا۔ اور عرصہ دراز تک آپ ابوالوفا علی بن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ ابوالخطاب محفوظ الکلو ذانی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ ابوالحسن محمد بن قاضی ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ محمد بن الحسین بن محمد الفراء الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ قاضی ابوسعید یا بقول بعضے ابوسعید المبارک بن علی الحرمی رحمۃ اللہ علیہ (منسوب بحرم محلّہ بغداد) جو حنبلی مذہب

رکھتے تھے' مگر اپنے مذہب سے ان کے بعض اصولی وفروعی مسائل میں مخالف تھے۔

علم ادب آپ نے ابوزکریا بن یحییٰ بن علی التبریزی سے۔ اور علم حدیث بہت سے مشائخ سے پڑھا۔ جن میں محمد بن الحسن الباقلانی رحمۃ اللہ علیہ' ابوسعید محمد بن عبدالکریم بن خشیشا رحمۃ اللہ علیہ' ابوالغنائم محمد بن محمد علی بن میمون القرسی رحمۃ اللہ علیہ' ابوبکر احمد بن المظفر رحمۃ اللہ علیہ' ابوجعفر بن احمد بن الحسین القاری السراج رحمۃ اللہ علیہ' ابوالقاسم علی بن احمد بن بنان الکرخی رحمۃ اللہ علیہ' ابوطالب عبدالقادر بن محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ' عبدالرحمٰن بن احمد ابوالبرکات ہبۃ اللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ' ابوالعز محمد بن المختار رحمۃ اللہ علیہ' ابونصر محمد رحمۃ اللہ علیہ' ابوغالب احمد رحمۃ اللہ علیہ' ابوعبداللہ اولادعلی النباد رحمۃ اللہ علیہ' ابوالحسن بن المبارک بن الطیوری رحمۃ اللہ علیہ' ابومنصور عبدالرحمٰن القزاز رحمۃ اللہ علیہ' ابوالبرکات طلحہ العالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ مشائخ داخل ہیں۔

آپ مدت العمر ابوالخیر حماد بن مسلم بن دروۃ الدباس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور انہیں سے آپ نے بیعت کر کے علم طریقہ وادب حاصل کیا۔

آپ کا خرقہ پہننا

خرقہ شریف آپ نے قاضی ابوسعید المبارک المخزومی موصوف الصدر سے پہنا اور انہوں نے شیخ ابوالحسن علی بن احمد القریشی سے انہوں نے ابوالفرح الطرطوسی سے انہوں نے ابوالفضل عبدالواحد التمیمی سے انہوں نے اپنے شیخ شبلی سے انہوں نے شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی سے انہوں نے اپنے ماموں سری سقطی سے انہوں نے شیخ معروف کرخی سے انہوں نے داؤد طائی سے انہوں نے سید حبیب عجمی سے انہوں نے حضرت حسن بصری سے انہوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے آپ نے جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیا آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے انہوں نے حضرت جل وعلیٰ سے تَقَدَّسَتْ اَسْمَائُہٗ

آپ سے کسی نے پوچھا: کہ آپ نے خدائے تعالیٰ سے کیا حاصل کیا؟ آپ نے فرمایا: علم وادب۔

خرقہ کا ایک اور بھی طریقہ ہے جس کی سند علی بن رضا تک پہنچتی ہے لیکن حدیث کی سند کی طرح وہ ثابت نہیں۔

قاضی ابو سعید المخزومی موصوف الصدر لکھتے ہیں کہ ایک دوسرے سے تبرک حاصل کرنے کے لئے میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی کو اور انہوں نے مجھ کو خرقہ پہنایا۔

مؤلف "مختصر الروض الزاہر" علامہ ابراہیم الدیری الشافعی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے تصوف شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب الہمدانی الزاہد سے (جن کا ذکر آگے آئے گا) حاصل کیا۔

بغداد جا کر آپکا وہاں کے مشائخ عظام سے شرف ملاقات حاصل کرنا

آپ جب بغداد تشریف لے گئے تو آپ نے وہاں جا کر اکابر علماء وصلحاء سے شرف ملاقات حاصل کیا جن میں ابو سعید المخزومی موصوف الصدر بھی داخل ہیں انہوں نے اپنا مدرسہ جو بغداد کے محلہ باب الازج میں واقع تھا آپ کو تفویض کر دیا تو آپ نے اس میں نہایت فصاحت اور بلاغت سے تقریر اور وعظ ونصیحت کرنا شروع کر دیا جس سے بغداد میں آپ کی شہرت ہوگئی اور آپ کو قبولیتِ عامہ حاصل ہوئی۔

آپ کے مدرسہ کا وسیع کیا جانا

آپ کی مجلسِ وعظ میں اس کثرت سے لوگ آنے لگے کہ مدرسہ کی جگہ ان کے لئے کافی نہ ہوتی اور تنگی کی وجہ سے آنے والوں کو مدرسہ کے اندر جگہ نہیں مل سکتی تھی تو لوگ باہر فصیل کے نزدیک سرائے کے دروازے سے باہر تک کر بیٹھ جاتے اور ہر روز ان کی آمد زیادہ ہوتی جاتی تو قرب وجوار کے مکانات شامل کر کے مدرسہ کو وسیع کر دیا گیا۔ امراء نے اس کی وسیع عمارت بنوا دینے میں بہت سا مال صرف کیا اور فقراء نے اس میں اپنے ہاتھوں سے کام کر کے اس کی عمارت کو بنایا۔ منجملہ ان کے ایک مسکین عورت اپنے شوہر (اس کا شوہر معماری کا کام جانتا تھا) کو ہمراہ لے کر آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ یہ میرا شوہر ہے اس پر بیس دینار میرا مہر ہے اسے اپنا نصف معاف کرتی ہوں بشرطیکہ نصف باقی کے عوض یہ آپ کے مدرسہ میں کام کرے اس کے شوہر نے بھی اس بات کو منظور کر لیا عورت نے مہر وصول پانے کی رسید لکھوا کر آپ کے ہاتھ میں دیدی اس کا شوہر مدرسہ میں کام کرنے کے لئے آنے لگا

آپ نے دیکھا کہ یہ شخص غریب ہے تو آپ ایک روز اسے اس کے کام کی اجرت دیتے اور ایک روز نہیں دیتے تھے جب یہ شخص پانچ دینار کا کام کر چکا تو آپ نے اسے مہر کی رسید نکال کر دیدی اور فرمایا کہ باقی پانچ دینار تمہیں میں نے معاف کیے۔

528ھ میں یہ مدرسہ ایک وسیع عمارت کی صورت میں بن کر تیار ہو گیا اور آپ ہی کی طرف منسوب کیا گیا۔ اب آپ نے نہایت جدوجہد و اجتہاد کے ساتھ تدریس افتاء و وعظ کے کام کو شروع کیا دور دور سے لوگ آپ سے شرفِ ملاقات حاصل کرنے کے لئے آنے لگے اور نذرانے گزارنے لگے۔ چاروں طرف سے دور دراز کے لوگ آ کر آپ کے پاس جمع ہو گئے اور علماء و صلحاء کی ایک بڑی جماعت آپ کے پاس تیار ہو گئی اور آپ سے علم حاصل کر کے پھر وہ اپنے اپنے شہروں کی طرف واپس چلے گئے اور تمام عراق میں آپ کے مرید پھیل گئے اور آپ کے اوصافِ حمیدہ و خصائلِ برگزیدہ کے لئے لوگوں کی زبانیں مختلف ہو گئیں۔ کسی نے آپ کو ذوالبیانین اور کسی نے آپ کو کریم الجدین والطرفین اور کسی نے صاحب البرہانین کہا کسی نے آپ کا لقب امام الفریقین والطریقین اور کسی نے ذوالسراجین والمنہاجین اسی لئے بہت سے علماء و فضلاء آپ کی طرف منسوب ہوئے ہیں اور خلقِ کثیر نے آپ سے علوم حاصل کیے جن کی تعداد شمار سے زائد ہے۔ منجملہ ان کے الامام القدوہ ابوعمرو عثمان بن مرزوق بن حمیر ابن سلامۃ القرشی نزیل مصر تھے۔

آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ جب میرے والد نے حج بیت اللہ کیا اور اس وقت میں بھی ان کے ہمراہ تھا تو میں نے دیکھا کہ عرفات کے میدان میں شیخ بن مرزوق اور شیخ ابومدین کی آپ سے ملاقات ہوئی تو ان دونوں حضرات نے والد ماجد سے تبرکا خرقہ پہنا اور آپ کے روبرو بیٹھ کر آپ سے کچھ حدیثیں سنیں۔

شیخ عثمان بن مرزوق موصوف الصدر کے صاحبزادے شیخ سعد بیان کرتے ہیں کہ میرے والدِ ماجد اکثر امور کی نسبت بیان کیا کرتے تھے کہ ہم سے ہمارے شیخ، شیخ عبدالقادر جیلانی نے ایسا بیان کیا کبھی کہتے کہ ہم نے اپنے شیخ، شیخ عبدالقادر جیلانی کو ایسا کرتے دیکھا یا آپ کو میں نے ایسا کہتے سنا کبھی اس طرح کہتے کہ ہمارے پیشوا و مقتدا شیخ عبدالقادر

رحمۃ اللہ علیہ ایسا کیا کرتے تھے۔

قاضی ابویعلی محمد بن الفراء الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبدالعزیز بن الاخضر نے بیان کیا کہ مجھ سے ابویعلی کہتے تھے کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اکثر بیٹھا کرتا تھا اور شیخ فقیہ ابوالفتح نصر المنی شیخ ابومحمد محمود بن عثمان البقال امام ابوحفص عمر بن ابونصر بن علی الغزال رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابومحمد الحسن الفارسی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبداللہ بن احمد الخشاب رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوعمرو عثمان الملقب بشافعی زمانہ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ بن الکیرانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ فقیہ رسلان عبداللہ بن شعبان رحمۃ اللہ علیہ، شیخ محمد بن قائد الاوانی رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن سنان الردینی رحمۃ اللہ علیہ، حسن بن عبداللہ بن رافع الانصاری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ طلحہ بن مظفر بن غانم العلثمی رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن سعد بن وہب بن علی الہروی رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن ازہر الصیرنی رحمۃ اللہ علیہ، یحییٰ بن البرکہ محفوظ الدبیقی رحمۃ اللہ علیہ، علی بن احمد بن وہب الازجی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی القضاۃ عبدالملک بن عیسیٰ بن ہریاس المرائی رحمۃ اللہ علیہ، عبدالملک بن کالبائی کے بھائی عثمان اور ان کے صاحبزادے عبدالرحمٰن عبداللہ بن نصر بن حمزۃ البکری رحمۃ اللہ علیہ، عبدالجبار بن ابوالفضل المقفصی رحمۃ اللہ علیہ، علی بن ابوطاہر الانصاری رحمۃ اللہ علیہ، عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی الحافظ رحمۃ اللہ علیہ، امام موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد قدامۃ القدسی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم بن عبدالواحد المقدسی الحنبلی وغیرہ بھی آپ کی مجلس میں رہا کرتے تھے۔

شیخ شمس الدین عبدالرحمٰن بن ابوعمر المقدسی کہتے ہیں کہ شیخ موفق الدین نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اور حافظ عبدالغنی نے ایک ہی وقت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک سے خرقہ پہنا پھر آپ سے ہم نے علم فقہ اور حدیث پڑھی اور آپ کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے مگر افسوس کہ ہم آپ کی حیاتِ مستعار سے صرف بیس روز سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھا سکے۔

آپ کے تلامذہ

محمد بن احمد بختیار رحمۃ اللہ علیہ، ابومحمد عبداللہ بن ابوالحسن الجبائی رحمۃ اللہ علیہ، فرزند عباس المصری رحمۃ اللہ علیہ، عبدالمنعم رحمۃ اللہ علیہ، بن علی الحرانی رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم الحداد الیمنی رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ الاسد الیمنی رحمۃ اللہ علیہ، عطیف بن زیاد الیمنی رحمۃ اللہ علیہ، عمر بن احمد الیمنی الجری رحمۃ اللہ علیہ، مدافع بن احمد ابراہیم بن بشارۃ

العدلی رحمۃ اللہ علیہ، عمر بن مسعود البراز رحمۃ اللہ علیہ' استاد میر محمد الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بطائحی نزیل بعلبک رحمۃ اللہ علیہ، مکی بن ابوعثمان السعدی رحمۃ اللہ علیہ، وفرزندان عبدالرحمٰن و صالح ابوعثمان السعدی عبداللہ بن الحسین بن العکبری رحمۃ اللہ علیہ، ابوالقاسم بن ابوبکر احمد و عتیق برادران ابوالقاسم بن ابوبکر عبدالعزیز بن ابونصر خبائدی رحمۃ اللہ علیہ، ومحمد بن ابوالمکارم الجبہ اللہ الیعقوبی رحمۃ اللہ علیہ، عبدالملک بن دیال و ابوالفرح فرزندان عبدالملک بن دیال رحمۃ اللہ علیہ، ابواحمد الفضیلہ وعبدالرحمٰن بن نجم الخزرجی رحمۃ اللہ علیہ، یحییٰ التکریتی رحمۃ اللہ علیہ، ہلال بن امید العدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ یوسف بن مظفر العاقولی رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن اسماعیل بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن المنصوری سدوۃ الصیر یفینی رحمۃ اللہ علیہ، عثمان الیاسری رحمۃ اللہ علیہ، محمد الواعظ الخیاط رحمۃ اللہ علیہ، تاج الدین بن بطہ رحمۃ اللہ علیہ، عمر بن المدائنی رحمۃ اللہ علیہ، عبدالرحمٰن بن بقاء رحمۃ اللہ علیہ، محمد النحال رحمۃ اللہ علیہ، عبدالعزیز بن کلف رحمۃ اللہ علیہ، عبدالکریم بن محمد الصیری رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن محمد بن الولید رحمۃ اللہ علیہ، عبدالحسن بن دویرہ رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن ابوالحسین رحمۃ اللہ علیہ، دلف الحمیری رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن الدیبقی رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن احمد الموذن رحمۃ اللہ علیہ، یوسف ہبۃ اللہ الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ، علی بن النفیس المامونی محمد بن اللیث الضریر رحمۃ اللہ علیہ، شریف احمد بن منصور رحمۃ اللہ علیہ، علی بن ابوبکر بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن نصرہ رحمۃ اللہ علیہ، عبداللطیف بن الحرانی وغیرہ بھی جن کے اسمائے گرامی بخوف طوالت نہیں لکھ سکے ہمارے دورے میں شریک تھے۔

حلیہ شریف

شیخ موفق الدین قدامۃ القدسی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے، شیخ، شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نحیف البدن اور میانہ قد تھے آپ کی بھنویں باریک اور ملی ہوئی تھیں اور آپ کا سینہ چوڑا تھا اور ریش مبارک بھی آپ کی بڑی اور چوڑی تھی آپ کی آواز بلند تھی آپ مرتبہ عالی اور علم وافر رکھتے تھے۔

علامہ ابوالحسن علی المقری الشطنوفی المصری نے اپنی کتاب بہجۃ الاسرار میں جس میں انہوں نے آپ کے حالات اور آپ کے مناقب اور آپ کی کرامات کو بیان کیا ہے۔ قاضی القضاۃ ابوعبداللہ محمد بن الشیخ العماد ابراہیم عبدالواحد المقدسی سے منقول ہے کہ ان کے شیخ شیخ موفق الدین نے ان سے بیان کیا کہ جب وہ 561ھ میں بغداد تشریف لے گئے

تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ علمی و عملی ریاست کے مرکز بنے ہوئے تھے جب طلبہ آپ کے پاس آ جاتے تو پھر انہیں اور کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہ ہوتی کیونکہ آپ مجمعٔ علوم وفنون تھے اور کثرت سے طلبہ کو پڑھایا کرتے تھے اور نہایت عالی ہمت اور سیر چشم تھے۔

آپ کے خصائلِ حمیدہ

آپ کی ذات مجمع البرکات میں صفاتِ جمیلہ و خصائلِ حمیدہ جمع تھے حتیٰ کہ انہوں نے بیان کیا کہ آپ جیسے اوصاف کا شیخ میں نے پھر نہیں دیکھا۔

بعض لوگوں نے بیان کیا کہ بہ نسبت کلام کرنے کے آپ کا سکوت زیادہ ہوا کرتا تھا آپ اپنے مدرسہ سے جمعہ کے دن کے سوا اور کبھی نہ نکلتے اور اس دن صرف آپ جامع مسجد یا مسافر خانہ کو جاتے آپ کے دستِ مبارک پر بغداد کے معزز لوگوں نے توبہ کی اسی طرح سے بڑے بڑے یہودی اور عیسائیوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا آپ حق بات کو منبر پر کھڑے ہوکر کہہ دیا کرتے اور اس کی تائید اور ظالموں کی مذمت کیا کرتے۔

خلیفۃ المقتفیٰ لامراللہ نے جب ابوالوفاء یحییٰ بن سعید کو جو ابن المرجم الظالم کے نام سے مشہور تھا قاضی بنا دیا تو آپ نے منبر پر چڑھ کر خلیفۃ المؤمنین سے کہہ دیا کہ تم نے ایک بہت بڑے ظالم شخص کو منصبِ قضاء پر مامور کیا تم کل پروردگارِ عالم کو جو اپنی مخلوق پر نہایت مہربان ہے کیا جواب دو گے؟ خلیفہ موصوف یہ سن کر کانپ اٹھا اور رونے لگا اور اسی وقت اس نے ابوالوفاء یحییٰ بن سعید کو منصبِ قضاء سے معزول کر دیا۔

حافظ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن طرخان نے بیان کیا کہ شیخ موفق الدین سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا حال دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: کہ ہم آپ سے صرف آپ کی اخیر عمر میں مستفید ہوئے ہیں جب ہم آپ کی خدمتِ بابرکت میں گئے تو آپ نے ہمیں مدرسہ میں ٹھہرایا اور آپ بھی اکثر ہمارے پاس تشریف رکھا کرتے تھے۔ اکثر آپ اپنے صاحبزادے کو ہمارے پاس بھیج دیتے وہ آکر ہمارا چراغ روشن کر جایا کرتے اور اکثر اوقات آپ اپنے دولت خانہ سے ہمارے

لئے کھانا بھی بھیجا کرتے ہم لوگ آپ ہی کے پیچھے نماز پڑھا کرتے میں خود کتاب الخرقی پڑھا کرتا اور حافظ عبدالغنی آپ سے کتاب الھدایہ فی الکتاب پڑھا کرتے اور اس وقت ہمارے سوا آپ کے پاس اور کوئی نہیں پڑھتا تھا۔ ہم آپ کے زیر سایہ صرف ایک ماہ اور نو دن سے زیادہ قیام نہ کر سکے کیونکہ پھر آپ کا انتقال ہو گیا اور شب کو ہم نے آپ ہی کے مدرسہ میں آپ کے جنازے کی نماز پڑھی۔ آپ کی کرامات سے زیادہ میں نے کسی کی کرامات نہیں سنیں دینی بزرگی کی وجہ سے ہر کہ ومہ آپ کی نہایت عزت و تعظیم کرتا تھا۔

صاحب تاریخ الاسلام نے بیان کیا ہے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر بن ابی صالح عبداللہ جنگا دوست الجیلی الزاہد صاحب کرامات و مقامات تھے۔ فقہاء و فقراء کے شیخ و امام و قطب وقت اور شیخ المشائخ تھے پھر اخیر میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ علم و عمل میں کامل تھے آپ کی کرامات بکثرت متواتر طریقہ سے ثابت ہیں زمانہ نے آپ جیسا پھر نہیں پیدا کیا۔

سیرۃ النبلا میں مذکور ہے کہ شیخ الامام العالم الزاہد العارف شیخ الاسلام امام الاولیاء تاج الاصفیا محی الدین شیخ عبدالقادر بن صالح الجیلی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ شیخ بغداد تھے۔ بدعت کو مٹاتے اور سنت کو جاری کرتے تھے آپ حسیب و نسیب و نجیب الطرفین تھے اپنے جد امجد سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی حدیث کے حافظ تھے۔

کتاب العمر میں بیان کیا ہے کہ شیخ عبدالقادر بن ابی صالح عبداللہ جنگی دوست الجیلی شیخ بغداد الزاہد شیخ وقت قدوۃ العارفین صاحب مقامات و کرامات تھے اور مذہب حنبلی کے ایک بہت بڑے مدرس تھے، وعظ گوئی اور مافی الضمیر بیان کرنا آپ ہی کا حصہ تھا۔

حافظ ابو سعید عبدالکریم بن محمد بن منصور السمعانی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ ابو محمد شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ جیلان سے تھے اور حنابلہ کے امام اور ان کے شیخ وقت و فقیہ صالح اور نہایت ہی رقیق القلب تھے، ہمیشہ ذکر و فکر میں رہا کرتے تھے۔

محب الدین محمد بن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ شیخ عبدالقادر بن ابی صالح جنگا دوست الزاہد اہل جیلان سے تھے، امام وقت اور صاحب کرامات ظاہرہ تھے اس کے بعد

انہوں نے بیان کیا ہے کہ آپ بعمر 18 سال 488ھ میں بغداد تشریف لے گئے اور وہاں جا کر آپ نے علمِ فقہ اور اس کے جملہ اصول و فروع اور اخلاقیات پر عبور کر کے علمِ حدیث حاصل کیا اس کے بعد آپ وعظ و نصیحت میں مشغول ہوئے اور آپ نے اس میں نمایاں ترقی حاصل کی پھر آپ نے تنہائی، خلوت، سیاحت، مجاہدہ، محنت و مشقت، مخالفتِ نفس، کم خوری و کم خوابی جنگل و بیابان میں رہنا وغیرہ سخت سخت امور اختیار کیے۔ عرصہ تک شیخ حماد الدباس الزاہد کی خدمت بابرکت میں رہ کر ان سے آپ نے علمِ طریقہ حاصل کیا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی مخلوق پر ظاہر کر کے اس کے دل میں آپ کی عزت اور عظمت اور بزرگی ڈال دی جس سے آپ کو قبولیتِ عامہ حاصل ہوئی۔

حافظ زین الدین بن رجب نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر بن ابی صالح عبداللہ جنگی دوست بن ابی عبداللہ الجیلی ثم البغدادی الزاہد شیخ وقت و علامۂ زمانہ قدوۃ العارفین، سلطان المشائخ اور سردارِ اہلِ طریقت تھے آپ کو خلق اللہ میں قبولِ عام حاصل ہوا۔ اہلِ سنت نے آپ کی ذاتِ بابرکات سے تقویت پائی اور اہلِ بدعت و متبعانِ خواہش نے ذلت اٹھائی آپ کے اقوال و افعال آپ کے مکاشفات اور آپ کی کرامات کی لوگوں میں شہرت ہوگئی اور قرب و جوار کے بلاد و امصار سے آپ کے پاس فتوے آنے لگے، خلفاء و وزراء، امراء، غرباء غرض سب کے دل میں آپ کی عظمت و ہیبت بیٹھ گئی۔

قاضی القضاۃ محب الدین العلیمی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ حنبلی[1] تھے۔ کتاب غنیۃ الطالبین وکتاب فتوح الغیب آپ ہی کی

---

[1] یہ ترجمہ ہے اصل کتاب کے لفظ امام الحنابلہ کا جس کا ترجمہ ہے کہ آپ حنبلیوں کے امام تھے پس اس میں مترجم سے تسامح ہوا ہے (فائدہ) کتاب غنیۃ الطالبین سرکار غوث پاک کی تصنیف ہے اس کا منکر مائل برفض ہے۔ غنیۃ الطالبین کا حضور کی تصنیفات سے ہونا اجلہ محدثین و اہلِ حق سے منقول ہے جیسا کہ متن کتاب ہذا سے ثابت ہے اور اسی طرح لکھا ہے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انتباہ میں اور صاحب شفاء العلیل نے اور خواجہ نور محمد صاحب قبلہ عالم مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح کتاب شعاع نور میں بہجۃ الاسرار اور قلائد الجواہر سے آپ کا حنبلی المذہب ہونا اظہر من الشمس ہے اور غنیۃ الطالبین سے بھی آپ کا حنبلی المذہب ہونا ثابت ہے جس سے ثابت ہوا کہ غنیۃ کا مصنف کوئی اور عبدالقادر نہیں بلکہ غوث پاک ہی ہیں پس اس کا منکر مؤید روافض ہے۔

تصنیفات سے ہیں جو طالبانِ حق کے لئے از بس مفید ہیں۔

امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن محمد البرزالی الاشبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المشیخہ البغدادیہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں حنابلہ وشافعیہ کے فقیہ اور دونوں مذہب والوں کے شیخ تھے آپ کو فقہاء وفقیر وخاص وعام غرض سب کے نزدیک قبولیت عامہ حاصل تھی۔ خاص وعام آپ سے مستفید ہوا کرتے تھے آپ مستجاب الدعوات اور نہایت رقیق القلب، علم دوست، نہایت خلیق اور سخی تھے آپ کا پسینہ خوشبودار تھا، ہمیشہ ذکر وفکر میں مشغول رہتے۔ عبادت کی محنت ومشقت برداشت کرنے میں آپ نہایت مستقل مزاج اور راسخ القدم تھے۔

آپ کا وعظ ونصیحت

ابراہیم بن سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ علماء کا لباس پہنتے تخت پر بیٹھ کر کلام کرتے آپ کا کلام باآوازِ بلند اور بہ سرعت ہوا کرتا تھا جب آپ کلام کرتے تو لوگ اسے بغور سنتے اور جب آپ کسی بات کا حکم دیتے تو لوگ فوراً آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتے جب کوئی سخت دل والا شخص آپ کو دیکھتا تو وہ رحم دل ہو جاتا۔

حافظ عماد الدین ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ محی الدین شیخ عبدالقادر بن ابی صالح ابو محمد الحنبلی جب بغداد تشریف لے گئے تو آپ نے وہاں جا کر علم حدیث پڑھا اور اُس میں کمال حاصل کیا۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ علم فقہ وحدیث وعلوم حقائق ووعظ گوئی میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ نیک بات بتاتے۔ اور برائی سے روکنے کے سوا اور کسی امر میں نہ بولتے۔ خلفاء' وزراء' امراء وسلاطین' خواص وعوام کو مجلسوں میں منبر پر چڑھ کر اُن کے روبرو نیک بات بتا دیتے۔ اور برائی سے اُنہیں روکتے جو کوئی ظالم کو حاکم بنا دیتا تو آپ اُسے منع کرتے۔ غرض آپ کو راہِ خدا میں قدم رکھنے' خلق اللہ کو نیک بات بتانے اور برائی سے روکنے میں کسی سے کچھ خوف وعار نہ ہوتا تھا۔ آپ بہت بڑے زاہد ومتقی تھے۔ آپ کی کرامتیں اور آپ کے مکاشفات بکثرت ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ آپ ساداتِ مشائخ کبار سے تھے۔ قدس اللہ سرہ ونور ضریحہ۔

روزانہ شب کو آپ کا دستر خوان وسیع کیا جاتا تھا۔ جس پر آپ اپنے مہمانوں کو ساتھ لے کر کھانا تناول فرماتے۔ غرباء و مساکین کے ساتھ آپ زیادہ بیٹھا کرتے۔ طالب علم آپ کے پاس ہمیشہ بکثرت موجود رہتے۔

آپ کی مجلس میں سب کا یکساں ہونا

آپ کی مجلس میں کسی بیٹھنے والے کو یہ گمان کبھی نہ ہوتا تھا کہ آپ کے نزدیک اس سے زیادہ اس مجلس میں کسی کی بھی وقعت و عزت ہے جو لوگ آپ کے فیضِ صحبت سے دور ہو جاتے تو آپ ان کا حال دریافت فرماتے رہتے انہیں یاد رکھتے اور بھول نہ جاتے ان سے کوئی قصور سرزد ہوتا تو آپ اس سے درگزر فرماتے جو کوئی آپ کے سامنے کسی بات پر قسم کھا لیتا تو آپ اس کی تصدیق کرتے اور اس کے متعلق اپنا حال مخفی رکھتے۔

آپ کے واسطے غلہ علیحدہ بویا جاتا

آپ کے واسطے غلہ علیحدہ آپ ہی کے پیسے سے بویا جاتا تھا آپ کے دوستوں میں سے گاؤں میں ایک شخص تھے وہ ہر سال آپ کے واسطے غلہ بویا کرتے پھر آپ کے دوستوں میں سے ہی ایک شخص اسے پسواتے اور روزانہ چار پانچ روٹیاں پکوا کر مغرب سے پہلے آپ کے پاس لے آتے آپ انہیں توڑ کر جو غرباء آپ کے پاس موجود ہوتے انہیں تقسیم کر دیتے اور جو کچھ بچ رہتا اسے آپ اپنے لئے رکھ لیتے پھر مغرب کے بعد آپ کا خادم مظفر نامی خوان میں روٹیاں لے کر کھڑا ہوتا اور پکار کر کہتا کہ کسی کو روٹی کی ضرورت ہے؟ کوئی بھولا بھٹکا مسافر کھانا کھا کر شب کو یہاں رہنا چاہتا ہو تو آئے اور یہاں کھانا کھا کر رہ جائے اسی طرح آپ کے لئے تحفہ و تحائف و ہدیہ وغیرہ آتے تو آپ اسے قبول فرماتے اور اس میں سے کچھ حاضرین کو بھی تقسیم کر دیتے اور ہدیہ بھیجنے والے سے بھی آپ اس کے ہدیہ کی مکافات کیا کرتے آپ کے پاس نذرانے آتے تو آپ انہیں بھی لے لیتے اور ان میں سے کھاتے بھی۔

علامہ ابنِ نجار اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ جبائی نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے حضرت شیخ

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ میں نے تمام اعمال کی تفتیش کی تو کھانا کھلانے اور حسنِ خلق سے افضل و بہتر میں نے کسی کو نہیں پایا اگر میرے ہاتھ میں دنیا ہوتی تو میں یہی کام کرتا کہ بھوکوں کو کھانا کھلاتا رہتا۔

علامہ ابنِ نجار بیان کرتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ میرے ہاتھ میں پیسہ ذرا نہیں ٹھہرتا اگر صبح کو میرے پاس ہزار دینار آئیں تو شام تک ان میں سے ایک پیسہ بھی نہ بچے۔

ایک کند ذہن طالب علم کی آپ سے پڑھنے کی حکایت

احمد بن المبارک المرقعانی بیان کرتے ہیں منجملہ ان لوگوں کے جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے علم فقہ پڑھتے تھے ایک عجمی شخص تھا اس کا نام اُبَی تھا۔ یہ شخص نہایت غبی اور کند ذہن تھا نہایت دقت اور محنت سے سمجھائے ہوئے بھی یہ شخص کوئی بات نہیں سمجھ سکتا تھا ایک روز یہ شخص آپ سے پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں آپ کی ملاقات کے لئے ابنِ سمحل آئے انہیں آپ کے اس شخص کے پڑھانے پر نہایت تعجب ہوا جب وہ شخص اپنے سبق سے فارغ ہو کر چلا گیا تو انہوں نے آپ سے کہا: کہ مجھے آپ کے اس شخص کے پڑھانے پر نہایت تعجب ہے کہ آپ اس کے ساتھ حد درجہ مشقت اٹھاتے ہیں آپ نے ان کے جواب میں فرمایا: کہ اس کے ساتھ میری محنت و مشقت کے دن ایک ہفتہ سے کم رہ گئے ہیں، ہفتہ پورا نہ ہونے پائے گا کہ یہ بیچارہ رحمتِ الٰہی میں پہنچ جائے گا۔ ابنِ سمحل کہتے ہیں کہ ہم اس بات سے نہایت متعجب ہوئے اور ہفتہ کے دن گننے لگے یہاں تک کہ ہفتہ کے اخیر دن میں اس کا انتقال ہو گیا۔ ابنِ سمحل کہتے ہیں کہ میں اس کے جنازے کی نماز میں شریک ہوا تھا مجھے آپ کی اس پیشین گوئی سے جو آپ نے اس کے انتقال سے پہلے سنا دی تھی نہایت تعجب رہا۔

آپ کی پھوپھی صاحبہ کی دعا سے پانی برسنا

شیخ ابوالعباس احمد ابو صالح مطبقی نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ جیلان میں خشک سالی

ہوئی لوگوں نے ہر چند دعائیں مانگیں نمازِ استسقاء بھی پڑھی مگر بارش نہ ہوئی لوگ آپ کی پھوپھی صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے دعائے استسقاء کے خواستگار ہوئے آپ نیک بخت اور صالح بی بی تھیں اور آپ کی کرامات سب پر ظاہر تھیں آپ کی کنیت اُم محمد تھی آپ کا نام عائشہ اور آپ کے والد ماجد کا نام عبداللہ تھا آپ نے لوگوں کے حسب خواہش اپنے دروازے کی چوکھٹ سے باہر ہو کر زمین جھاڑی اور جنابِ باری کی بارگاہ میں عرض کرنے لگیں کہ اے پروردگار! میں نے زمین کو جھاڑ کر صاف کر دیا تو اس پر چھڑکاؤ کر دے آپ کے اس کہنے کو تھوڑی بھی دیر نہیں گزری تھی کہ آسمان سے موسلا دھار پانی گرنے لگا اور یہ لوگ پانی میں بھیگتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس گئے۔

آپ کی راست گوئی کا بیان

شیخ محمد قائد روانی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا اس روز میں نے آپ سے کئی باتیں پوچھیں میں نے آپ سے یہ بھی پوچھا کہ آپ کی عظمت و بزرگی کا دارو مدار کس بات پر ہے؟ آپ نے فرمایا: راست گوئی پر میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا حتیٰ کہ جب میں مکتب میں پڑھتا تھا تب بھی کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

آپ کے بغداد تشریف لے جانے کا سبب

پھر آپ نے فرمایا: جب میں اپنے شہر میں صغیر سن تھا تو میں ایک روز عرفہ کے دن دیہات کی طرف نکلا اور کھیتی کے بیل کے پیچھے ہو لیا اس نے میری طرف دیکھا اور کہا: عبدالقادر! تم اس لئے پیدا نہیں ہوئے ہو میں گھبرا کر اپنے گھر لوٹ آیا اور اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گیا اور لوگوں کو میں نے عرفات کے میدان میں کھڑے ہوئے دیکھا پھر میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس آیا اور میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ مجھے خدا کی راہ میں وقف کر دیں اور مجھے بغداد جانے کی اجازت دیں کہ میں وہاں جا کر علم حاصل کروں آپ نے مجھ سے اس کا سبب دریافت کیا تو میں نے انہیں یہی واقعہ سنا دیا آپ چشم بگریہ ہوئیں اور 80 دینار جو والد ماجد نے آپ کے پاس چھوڑے تھے میرے پاس لے کر آئیں میں نے ان

میں سے چالیس دینار لے لئے اور چالیس دینار اپنے بھائی کے لئے چھوڑ دیئے آپ نے میرے چالیس دینار میری گدڑی میں سی دیئے اور مجھے بغداد جانے کی اجازت دی اور آپ نے مجھے خواہ میں کسی حال میں ہوں راست گوئی کی تاکید کی میں چلا اور آپ باہر تک مجھے رخصت کرنے آئیں اور فرمایا: اے فرزند! میں محض لوجہ اللہ (اللہ کے لئے) تمہیں اپنے پاس سے جدا کرتی ہوں اور اب مجھے تمہارا منہ قیامت ہی کو دیکھنا نصیب ہوگا۔

آپ کا بغداد رخصت ہونا' راستے میں قافلہ کا لوٹا جانا

پھر میں آپ سے رخصت ہو کر ایک چھوٹے سے قافلہ کے ساتھ جو بغداد جاتا تھا ہولیا جب ہم ہمدان سے گزر کر ایک ایسے مقام میں پہنچے جہاں کیچڑ بکثرت تھی تو ہم پر ساٹھ سوار ٹوٹ پڑے اور انہوں نے قافلہ کو لوٹ لیا اور مجھ سے کسی نے بھی تعرض نہ کیا مگر تھوڑی دور سے ایک شخص میری طرف کو لوٹا۔ کہنے لگا کیوں تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ میں نے کہا: ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں اس نے کہا: پھر وہ کہاں ہیں؟ میں نے کہا: میری گدڑی میں میری بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں اس نے جانا میں اس کے ساتھ ہنسی کر رہا ہوں اس لئے وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا اس کے بعد میرے پاس دوسرا شخص آیا اور جو کچھ مجھ سے پہلے شخص نے پوچھا تھا وہی اس نے بھی پوچھا میں نے جو پہلے شخص کو جواب دیا تھا وہی اس سے بھی کہا اس نے بھی مجھے چھوڑ دیا ان دونوں نے جا کر اپنے سردار کو یہ خبر سنائی تو اس نے کہا: کہ اسے میرے پاس لاؤ وہ آ کر مجھے اس کے پاس لے گئے اس وقت یہ لوگ ایک ٹیلے پر بیٹھے ہوئے قافلہ کا مال آپس میں تقسیم کر رہے تھے ان کے سردار نے مجھ سے پوچھا: کیوں تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا: چالیس دینار اس نے کہا: کہ وہ کہاں ہیں؟ میں نے کہا: میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں اس نے میری گدڑی کے ادھیڑنے کا حکم دیا تو میری گدڑی ادھیڑی گئی اور اس میں چالیس دینار نکلے اس نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں ان کا اقرار کرنے پر کس چیز نے مجبور کیا؟ میں نے کہا: میری والدہ ماجدہ نے مجھے راست گوئی کی تاکید کی ہے میں ان سے عہد شکنی نہیں کر سکتا۔

راہزنوں کا سردار میری یہ گفتگو سن کر رونے لگا اور کہنے لگا: کہ تم اپنی والدہ ماجدہ سے

عہد شکنی نہیں کر سکتے اور میری عمر گزر گئی کہ میں اس وقت تک اپنے پروردگار سے عہد شکنی کر رہا ہوں پھر اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی پھر اس کے سب ہمراہی اس سے کہنے لگے کہ تو لوٹ مار میں ہم سب کا سردار تھا اب توبہ کرنے میں بھی تو ہمارا سردار ہے ان سب نے بھی میرے ہاتھ پر توبہ کر لی اور سب نے قافلہ کا سارا مال واپس کر دیا یہ پہلا واقعہ تھا کہ لوگوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کر لی۔

آپ کو اپنی ولایت کا حال بچپن سے ہی معلوم ہو جانا

آپ سے کسی نے پوچھا: کہ آپ کو یہ بات کب سے معلوم ہے کہ آپ اولیاء اللہ سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جبکہ میں اپنے شہر میں بارہ برس کے سن میں تھا اور پڑھنے کے لئے مکتب جایا کرتا تھا تو میں اپنے اردگرد فرشتوں کو چلتے دیکھتا تھا اور جب میں مکتب میں پہنچتا تو میں انہیں کہتے سنتا کہ ولی اللہ کو بیٹھنے کی جگہ دو۔

ایک روز میرے پاس سے ایک شخص گزرا جسے میں مطلقاً نہیں جانتا تھا اس نے جب فرشتوں کو یہ کہتے سنا کہ کشادہ ہو جاؤ اور ولی اللہ کے بیٹھنے کے لئے جگہ کر دو تو اس شخص نے فرشتوں سے پوچھا: کہ یہ کس کا لڑکا ہے؟ ایک فرشتہ نے ان سے کہا: کہ یہ ایک شریف گھرانے کا لڑکا ہے انہوں نے کہا: کہ یہ عظیم الشان شخص ہوگا پھر چالیس برس کے بعد میں نے اس شخص کو پہچانا کہ ابدال[۱] وقت سے تھے۔

آپکا بچوں کے ساتھ کھیلنے سے باز رہنا اور کئی کئی روز تک آپکا کھانا نہ کھانا

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب میں اپنے گھر پر صغیر سن تھا اور کبھی بچوں کے ساتھ کھیلنے کا قصد کرتا تو مجھے کوئی پکار کر کہتا:

کہ آؤ تم میرے پاس آ جاؤ تو میں گھبرا کر بھاگ جاتا اور والدہ ماجدہ کی آغوش میں چھپ رہتا اور اب میں یہ آواز خلوت میں بھی نہیں سنتا۔

---

[۱] ابدال سے اولیاء اللہ کا وہ گروہ مراد ہے جن کی برکت سے زمین قائم ہے ان کی کل تعداد 70 بیان کی گئی ہے 40 ملک شام میں اور 30 دیگر ممالک میں موجود رہتے ہیں جب ان میں سے کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بجائے اس کے اپنے برگزیدہ بندوں میں سے اور کسی کو اس کا قائم مقام کر دیتا ہے۔ (مترجم)

اثنائے تنگدستی میں آپ کا کسی سے سوال نہ کرنا

شیخ طلحہ بن مظفر علثمی بیان کرتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا: کہ جب بغداد میں میں نے قیام کیا تو بیس روز تک مجھے کوئی چیز کھانے کو نہیں ملی اس لئے میں ایوان[1] کسریٰ کی طرف گیا کہ شاید وہاں سے کوئی چیز مجھے دستیاب ہو مگر میں نے جا کر دیکھا کہ میرے سوا ستر اولیاء اللہ اور بھی اپنے کھانے کے لئے کوئی مباح چیز تلاش کر رہے ہیں میں نے اس حال میں انہیں تکلیف دینا خلاف مروّت جانا اس لئے میں بغداد لوٹ آیا یہاں مجھے ایک شخص میرے شہر کا ملا جسے میں نہیں جانتا تھا اس شخص نے مجھے کچھ سونا چاندی کے ریزے دیئے اور کہا: یہ تمہارے لئے تمہاری والدہ ماجدہ نے بھیجے ہیں میں فوراً اس ویران محل کی طرف گیا اور ان ریزوں میں سے ایک ریزہ میں نے رکھ لیا اور باقی انہی اولیائے کرام کو جو میری طرح وہ بھی قوت لایموت تلاش کر رہے تھے تقسیم کر دیئے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: کہ یہ کہاں سے لائے میں نے کہا: یہ میرے لئے میری والدہ ماجدہ نے بھیجے ہیں میں نے نامناسب جانا کہ میں اپنے حصہ میں آپ لوگوں کو شریک نہ کروں پھر میں بغداد لوٹ آیا اور اس ایک ریزے کا جسے میں نے اپنے لئے رکھ لیا تھا کھانا خریدا اور فقراء کو بلا کر یہ کھانا ہم سب نے مل کر کھا لیا۔

بغداد کی قحط سالی کے متعلق آپ کی کئی حکایتیں

ابوبکر التمیمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ جب بغداد میں قحط سالی ہوئی تو مجھے اس وقت نہایت تنگ دستی پہنچی کئی روز تک میں نے کھانا مطلق نہیں کھایا بلکہ اسی اثناء میں کوئی پھینکی پھانکی ہوئی چیز تلاش کرتا اور اسے کھا لیتا ایک روز بھوک نے مجھے بہت ستایا اس لئے میں دجلہ کی طرف چلا گیا کہ شاید مجھ کو وہاں سے کچھ بھاجی ترکاری کے پتے جو پھینک دیئے جاتے ہیں مل سکیں تاکہ میں اس

---

[1] ایوان ایک بہت بڑی عمارت کو کہتے ہیں۔ مثلاً شاہی محل اور ایوان کسریٰ سے اس قسم کی ایک بہت بڑی عمارت یا شاہی محل مراد ہے۔ جو اس وقت کے مشہور مقامات میں سے اور شہر بغداد سے کچھ فاصلہ پر واقع تھا اور ویران پڑا ہوا تھا۔ (مترجم)

سے بھوک کی آگ بجھالوں مگر جب اس طرف گیا تو میں جدھر جاتا وہیں پر اور لوگ مجھ سے پہلے موجود ہوتے اور جو کچھ ملتا اسے وہ اٹھا لیتے اگر مجھے کوئی چیز ملتی بھی تو اس وقت بھی بہت سے فقراء میرے ساتھ موجود ہوتے اور ان سے میں مزاحمت اور پیش قدمی کر کے اس چیز کو لے لینا اچھا نہیں جانتا تھا آخر کو میں شہر میں لوٹ آیا یہاں مجھے کوئی ایسا موقع نہیں ملا کہ جہاں کوئی پھینکی ہوئی چیز لوگوں نے مجھ سے پہلے نہ اٹھالی ہو۔

ایک دفعہ اثنائے قحط سالی میں آپ کا بھوک سے نہایت عاجز آنا

غرضیکہ میں پھرتے پھرتے سوق الریحانین (بغداد کی ایک مشہور منڈی) کی مسجد کے قریب پہنچا اس وقت مجھ کو بھوک کا ایسا غلبہ ہوا کہ جسے میں کسی طرح روک نہیں سکتا تھا۔ اب میں تھک کر اس مسجد کے اندر گیا اور اس کے ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ رہا اس وقت گویا میں موت سے ہاتھ ملا رہا تھا کہ اسی اثناء میں ایک فارسی جوان مسجد میں نان اور بھنا ہوا گوشت لے کر آیا اور کھانے لگا۔ غلبۂ بھوک کی وجہ سے یہ کیفیت تھی کہ جب کھانے کے لئے وہ لقمہ اٹھاتا تو میں اپنا منہ کھول دیتا حتیٰ کہ میں نے اپنے نفس کو اس حرکت سے ملامت کی اور دل میں کہا: کہ یہ کیا نازیبا حرکت ہے یہاں بھی آخر خدا ہی موجود ہے اور ایک دن مرنا بھی ضروری ہے پھر اتنی بے صبری کیوں ہے؟ اتنے میں اس شخص نے میری طرف دیکھا اور اس نے مجھ سے صلاح کی کہ بھائی آؤ تم بھی شریک ہو جاؤ میں نے انکار کیا اس نے مجھے قسم دلائی اور کہا: نہیں نہیں آؤ شریک ہو جاؤ میرے نفس نے فوراً اس کی دعوت کو قبول کر لیا میں نے کچھ تھوڑا سا ہی کھایا تھا کہ مجھ سے میرے حالات دریافت کرنے لگا آپ کون اور کہاں کے باشندے ہیں؟ اور کیا مشغلہ رکھتے ہیں؟ میں نے کہا: کہ میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور طلب علم مشغلہ رکھتا ہوں اس نے کہا: میں بھی جیلان کا ہوں اچھا آپ جیلان کے ایک نوجوان کو جس کا نام عبدالقادر ہے پہچانتے ہیں میں نے کہا: یہ وہی خاکسار ہے یہ جوان اتنا سن کر بے چین ہو گیا اور اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور کہنے لگا: بھائی خدا کی قسم! میں کئی روز سے تمہیں تلاش کر رہا ہوں جب میں بغداد داخل ہوا تو اس وقت میرے پاس اپنا ذاتی خرچ بھی موجود تھا مگر جب میں نے تمہیں تلاش کیا تو مجھے کسی نے تمہارا پتہ نہیں بتلایا

اور میرے پاس کا اپنا خرچ پورا ہو چکا تھا آخر کو میں تین روز تک اپنے کھانے کو سوائے اس کے کہ تمہارا خرچ میرے پاس موجود تھا کچھ بندوبست نہ کر سکا جب میں نے دیکھا کہ مجھے تیسرا فاقہ گزرنے کو ہے اور شارع (ﷺ) نے پے در پے فاقہ ہونے کی حالت میں تیسرے روز مردار کھانے کی اجازت دیدی ہے اس لئے میں آج تمہاری امانت میں سے ایک وقت کے کھانے کے دام نکال کر یہ کھانا خرید لایا ہوں اب آپ خوشی سے یہ کھانا تناول کیجئے یہ آپ ہی کا کھانا ہے اور میں آپ کا مہمان ہوں گو بظاہر یہ میرا کھانا تھا اور آپ میرے مہمان تھے میں نے کہا: تو پھر اس کی تفصیل بھی بتلایئے اس نے کہا آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے لئے میرے ہاتھ آٹھ دینار بھیجے ہیں میں نے کھانا اسی میں سے خریدا ہے اور میں آپ سے اپنی اس خیانت کی معافی چاہتا ہوں کہ شارع (ﷺ) نے مجھے اس کی اجازت دی تھی میں نے کہا: یہ کوئی خیانت نہیں آپ کیا کہتے ہیں پھر میں نے اسے تسکین دی اور اطمینان دلا کر اس بات پر اپنی خوشنودی ظاہر کی پھر ہم دونوں سے کچھ بچ رہا وہ میں نے اسی نوجوان کو واپس کر دیا اور کچھ نقدی بھی دی اس نے قبول بھی کر لیا اور مجھ سے رخصت ہوا۔

حتی الامکان آپ کا بھوک کو ضبط کرنا

شیخ عبداللہ سلمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں نے کئی روز تک کھانا نہیں کھایا اتفاق سے میں محلہ قطیعہ شرقیہ میں چلا گیا وہاں مجھے ایک شخص نے ایک چٹھی دی جسے میں نے لے لیا اور ایک حلوائی کو دے کر حلوہ پوریاں لے لیں اور اپنی اس سنسان مسجد میں گیا جہاں میں تنہا بیٹھ کر اپنے اسباق کو دہرایا کرتا تھا میں نے یہ حلوہ پوری لے جا کر محراب میں اپنے سامنے رکھ دیا اور اب یہ سوچنے لگا کہ یہ حلوہ پوری میں کھاؤں یا نہیں اتنے میں میری نظر ایک پرچہ پر پڑی جو دیوار کے سایہ میں پڑا ہوا تھا میں نے اس کاغذ کو اٹھا لیا اس میں لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض اگلی کتابوں میں سے کسی کتاب میں فرمایا ہے کہ خدا کے شیروں کو خواہشوں اور لذتوں سے کیا مطلب خواہشیں اور لذتیں تو ضعیف اور کمزور لوگوں کے لئے ہیں تا کہ وہ اپنی خواہشوں اور لذتوں کے ذریعہ سے طاعت و عبادت الٰہی کرنے میں تقویت

حاصل کریں میں نے یہ کاغذ پڑھ کر اپنا رومال خالی کر لیا اور حلوہ پوری کو محراب میں رکھ دیا۔

شیخ ابو عبداللہ نجار نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ مجھ پر بڑی بڑی سختیاں گزرا کرتی تھیں اگر وہ سختیاں پہاڑ پر گذرتیں تو پہاڑ بھی پھٹ جاتا۔

آپ کا صبر و استقلال

جب وہ مجھ پر بہت ہی زیادہ گزرنے لگتیں تو میں زمین پر لیٹ جاتا اور یہ آیہ کریمہ

"فان مع العسر یسرًا ان مع العسر یسرًا"

پڑھتا یعنی "بے شک ہر ایک سختی کے ساتھ آسانی ہے بے شک ہر ایک سختی کے ساتھ آسانی ہے" پھر میں آسانی سے سر اٹھاتا تو میری ساری کلفتیں دور ہو جاتیں پھر آپ نے فرمایا: جبکہ میں طالب علمی کرتے ہوئے مشائخ و اساتذہ سے علم فقہ پڑھتا تھا تو میں سبق پڑھ کر جنگل کی طرف نکل جاتا اور بغداد میں نہ رہتا اور جنگل کے ویران اور خراب مقامات میں خواہ دن ہوتا یا رات ہوتی رہا کرتا اس وقت میں صوف کا جبہ پہنا کرتا تھا اور سر پر ایک چھوٹا سا عمامہ باندھتا تھا۔ ننگے پیر کانٹوں اور بے کانٹوں کی جگہوں میں پھرتا رہتا کاہو کا ساگ اور دیگر ترکاریوں کی کونپلیں اور خرنوب بری جو مجھے نہر اور دجلہ کے کنارے مل جایا کرتیں کھا لیا کرتا تھا۔

آپ کا بڑی بڑی ریاضتیں اور مجاہدے کرنا

کوئی مصیبت بھی مجھ پر نہ گزرتی مگر یہ کہ میں اسے نبھا دیتا اور اپنے نفس کو بڑی بڑی ریاضتوں اور مجاہدوں میں ڈالتا یہاں تک کہ مجھے دن کو یا رات کو غیب سے آواز آتی میں جنگلوں میں نکل جایا کرتا اور شور و غل مچاتا لوگ مجھے مجنوں و دیوانہ بناتے اور شفاخانے میں لے جاتے اور میری حالت اس سے بھی زیادہ ابتر ہو جاتی یہاں تک کہ مجھ میں اور مردے میں کوئی تمیز نہ رہتی لوگ کفن لے آتے اور غسال بلوا کر مجھے نہلانے کے لئے تخت پر رکھ دیتے اور میری حالت درست ہو جاتی۔

عراق کے بیابانوں میں آپ کا سیاحت کرنا

شیخ ابوالسعود الحریمی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے فرمایا: کہ میں 25 برس تک عراق کے بیابانوں میں تنہا پھرتا رہا اس اثناء میں نہ خلق مجھے جانتی تھی اور نہ میں خلق کو البتہ اس وقت میرے پاس جن آیا کرتے تھے میں انہیں علمِ طریقت و وصول الی اللہ کی تعلیم دیا کرتا تھا جب میں عراق کے بیابانوں میں سیاحت کی غرض سے نکلا تو حضرت خضر علیہ السلام میرے ہمراہ ہوئے مگر میں آپ کو پہچان نہیں سکتا تھا پہلے آپ نے مجھ سے عہد لے لیا کہ میں آپ کی مخالفت ہرگز نہ کروں گا اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ یہاں بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا اور تین سال تک اس جگہ جہاں آپ مجھے بٹھا گئے تھے بیٹھا رہا آپ ہر سال میرے پاس آتے اور فرما جاتے میرے آنے تک یہیں بیٹھے رہنا اس اثناء میں دُنیا اور دُنیاوی خواہشیں اپنی اپنی شکلوں میں میرے پاس آیا کرتیں مگر اللہ تعالیٰ مجھے ان کی طرف التفات کرنے سے محفوظ رکھتا اسی طرح مختلف صورتوں اور شکلوں میں میرے پاس شیاطین بھی آیا کرتے جو مجھے تکلیف دیتے اور مجھے مار ڈالنے کی غرض سے لڑا کرتے مگر اللہ تعالیٰ مجھے ان پر غالب رکھتا کبھی یہ اور دوسری صورتوں اور شکلوں میں آ کر اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کی غرض سے مجھ سے عاجزی کیا کرتے تب بھی اللہ تعالیٰ میری مدد کرتا اور مجھے ان کے شر سے محفوظ رکھتا میں نے اپنے نفس کے لئے ریاضت و مجاہدہ کا کوئی طریقہ اختیار نہیں کیا جسے میں نے اپنے لئے لازم نہ کر لیا ہو اور جس پر ہمیشہ قائم نہ رہا ہوں مدتِ دراز تک میں شہروں کے ویران اور خراب مقامات میں زندگی بسر کرتا رہا اور نفس کو طرح طرح کی ریاضت اور مشقت میں ڈالا گیا چنانچہ ایک سال تک میں ساگ وغیرہ اور پھینکی ہوئی چیزوں سے زندگی بسر کرتا رہا اور اس اثناء میں سال بھر تک میں نے پانی مطلق نہیں پیا پھر ایک سال تک پانی بھی پیتا رہا پھر تیسرے سال میں صرف پانی ہی پیا کرتا تھا اور کھاتا کچھ نہیں تھا پھر ایک سال تک کھانا پانی اور سونا مطلق چھوڑ دیا ایک وقت میں شدتِ سردی کی وجہ سے شب کو ایوانِ کسریٰ میں جا کر سو رہا وہاں مجھے احتلام ہو گیا میں اسی وقت اٹھا اور دجلہ پر جا کر میں نے غسل کیا اس کے بعد جب میں واپس آیا تو مجھے احتلام ہو گیا میں اسی وقت

اٹھا اور دجلہ کے کنارے جا کر میں نے غسل کیا اس لئے جب میں واپس آیا تو مجھے احتلام ہو گیا میں نے جا کر پھر غسل کیا اس کے بعد نیند آ جانے کے خوف سے چھت پر چڑھ گیا۔ برسوں تک میں (بغداد) کے محلہ کرخ کے ویران مکانوں میں رہا کیا۔ اس اثناء میں سوائے کوندلوں[1] کے میں کچھ نہ کھاتا تھا اس اثناء میں ہر شروع سال میں میرے پاس ایک شخص آیا کرتا تھا جو صوف کا جبہ پہنے ہوتا میں نے ہزار کی تعداد تک علوم و فنون میں قدم رکھا اور انہیں میں نے حاصل کیا تا کہ دنیا کے تمام جھگڑوں اور مخمصوں سے نجات اور راحتِ حقیقی مجھے میسر نہ ہو۔

مجھے لوگ دیوانہ و مجنوں بتاتے میں کانٹوں اور بے کانٹوں کی زمین میں ننگے پیر پھرا کرتا اور جو کچھ بھی تکلیف و سختی مجھ پر گزرتی میں اسے نبھا جاتا اور نفس کو اپنے اوپر کبھی غالب نہ ہونے دیتا مجھے دنیاوی زیب و زینت کبھی بھی نہ بھاتی۔

آپ پر عجیب حالات کا طاری ہونا

شیخ عمر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے فرمایا: کہ ابتدائے سیاحت میں (جو میں نے عراق کے بیابانوں میں کی تھی) مجھ پر بہت سے حالات طاری ہوتے تھے جن میں میں اپنے وجود سے غائب ہو جاتا تھا میں اکثر اوقات دوڑا کرتا تھا اور مجھے خبر بھی نہ ہوتی تھی جب مجھ پر وہ حالت طاری ہوتی تھی تو میں اس وقت اپنے آپ کو ایک دور دراز مقام میں پاتا۔ ایک دفعہ مجھے ایک حالت طاری ہوئی میں اس وقت بغداد کے ایک ویران مقام میں تھا یہاں سے میں تھوڑی دور دوڑ کر آگے گیا اور مجھے کچھ خبر نہ ہوئی پھر جب مجھ سے یہ حالت جاتی رہی تو میں نے اپنے آپ کو بلاد ششتر میں پایا جہاں مجھے بغداد سے بارہ روز کا فاصلہ ہو گیا میں اپنی اس حالت پر غور کر رہا تھا کہ ایک عورت نے

[1] پانی میں جو چیز کہ پیاز کے پتوں کی طرح گول مگر اس سے بہت بڑی اور اندر سے ٹھوس بکثرت اگتی ہے اسے عربی میں بردی اور فارسی میں لوخ اور اردو میں کوندل کہتے ہیں کسی قدر خصوصاً اس کے نیچے کے حصہ میں مٹھاس ہوتی ہے اس لئے دیہات کے بچے اسے گنے کی طرح چوستے ہیں ملک مالوے میں اور کہتے ہیں کہ مصر میں بکثرت ہوتی ہے۔ (مترجم)

مجھ سے کہا: تم اپنی اس حالت پر تعجب کر رہے ہو حالانکہ تم شیخ عبدالقادر ہو۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

لڑنے کی غرض سے شیاطین کا آپ کے پاس مسلح ہو کر آنا

شیخ عثمان صیرفی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے فرمایا: کہ میں شب و روز ویران اور خراب مقامات میں رہا کرتا تھا اور بغداد میں نہیں آتا تھا میرے پاس شیاطین مسلح ہو کر ہیبت ناک صورتوں میں صف بہ صف آتے اور مجھ سے لڑتے اور مجھ پر آگ پھینک کر مارتے مگر میں اپنے دل میں وہ ہمت اور اولوالعزمی پاتا جسے میں بیان نہیں کر سکتا اور غیب سے مجھے کوئی پکار کر کہتا کہ عبدالقادر! اٹھو! ان کی طرف آؤ ہم ان کے مقابلہ میں تمہیں ثابت قدم رکھیں گے اور تمہاری مدد کریں گے پھر جب میں ان کی طرف اٹھتا تو وہ دائیں بائیں یا جدھر سے آتے اس طرف بھاگ جاتے کبھی ان میں سے میرے پاس صرف ایک ہی شخص آتا اور مجھے طرح طرح سے ڈراتا اور کہتا کہ یہاں سے چلے جاؤ میں اسے ایک طمانچہ مارتا تو وہ بھاگتا نظر آتا پھر میں "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" پڑھتا تو وہ جل کر خاک ہو جاتا ایک وقت میرے پاس ایک کریہہ منظر اور بدبودار شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں ابلیس ہوں مجھے اور میرے گروہ کو آپ نے عاجز کر دیا ہے اس لئے اب میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں میں نے کہا: جا یہاں سے چلا جا مجھے تجھ پر اطمینان نہیں ہے میرا یہ کہنا تھا کہ اوپر سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور اس کے تالو میں اس زور سے مارا کہ وہ زمین میں دھنس گیا اس کے بعد یہ میرے پاس پھر دوبارہ آیا اس وقت اس کے پاس آگ کے شعلے تھے جن سے یہ مجھ سے لڑنا چاہتا تھا کہ ایک شخص سبزے[1] پر سوار تھا اس نے آ کر مجھے ایک تلوار دی تو ابلیس اپنے الٹے پاؤں لوٹ گیا۔ تیسری دفعہ میں نے اس کو پھر دیکھا اس وقت یہ مجھ سے دور بیٹھا ہوا رو رہا تھا اور اپنے سر پر خاک ڈالتا جاتا تھا اور کہہ رہا تھا عبدالقادر! اب میں تم سے ناامید ہو گیا ہوں میں نے کہا: ملعون! یہاں سے دور ہو میں تیری جانب سے کسی حالت میں مطمئن نہیں تو اس نے کہا: کہ یہ بات میرے لئے عذاب

---

[1] سبزہ گھوڑوں کے اقسام میں سے ایک قسم کا نام ہے جو سفید رنگ مگر کسی قدر سبزی مائل ہوتا ہے۔

دوزخ سے بھی بڑھ کر ہے پھر اس نے مجھ پر بہت سے شرک اور وساوس شیطانی کے جال بچھا دیئے میں نے پوچھا: کہ شرک اور وساوس کے جال کیسے ہیں؟ تو مجھے بتلایا گیا کہ دنیاوی وساوس کے دو جال ہیں جن سے شیطان تم جیسے لوگوں کا شکار کیا کرتا ہے تو میں نے اس ملعون کو ڈانٹا تو وہ بھاگ گیا اور سال بھر تک میں ان باتوں کی طرف توجہ کرتا رہا یہاں تک کہ اس کے وہ دونوں جال ٹوٹ گئے پھر اس نے بہت سے اسباب مجھ پر ظاہر کئے جو ہر جانب سے مجھ سے ملے ہوئے تھے میں نے جب پوچھا کہ یہ کس طرح کے اسباب ہیں؟ تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ خلق کے اسباب ہیں جو تم سے ملے ہوئے ہیں تو سال بھر تک میں ان کی طرف توجہ کرتا رہا یہاں تک کہ مجھ سے یہ اسباب منقطع ہو گئے اور میں ان سے جدا ہو گیا پھر مجھ پر میرے باطن کا انکشاف کیا گیا تو میں نے اپنے دل کو بہت سے علائق میں ملوث دیکھا میں نے دریافت کیا کہ یہ علائق کیا ہیں؟ تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ علائق تمہارے ارادے اور تمہارے اختیارات ہیں پھر ایک سال تک میں ان کی طرف متوجہ رہا یہاں تک کہ وہ سب علائق منقطع ہو گئے تو میرے دل کو ان سے خلاصی ہوئی۔

پھر مجھ پر میرا نفس ظاہر کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کے امراض بھی باقی ہیں اور اس کی خواہش ابھی زندہ ہے اور اس کا شیطان سرکش ہے تو سال بھر تک میں نے اس کی طرف توجہ کی یہاں تک کہ نفس کے کل امراض جڑ سے جاتے رہے اور اس کی خواہش مر گئی اور اس کا شیطان مسلمان ہو گیا اور اب اس میں امرِ الٰہی کے سوا اور کچھ باقی نہیں رہا اور اب میں تنہا ہو کر اپنی ہستی سے جدا ہو گیا اور میری ہستی مجھ سے الگ ہو گئی تب بھی میں اپنے مقصود کو نہیں پہنچا تو میں توکل کے دروازے پر آیا تا کہ میں توکل کے دروازے سے اپنے مقصود کو پہنچوں میں نے دیکھا کہ توکل کے دروازے پر بہت بڑا ہجوم ہے میں اس ہجوم کو پھاڑ کر نکل گیا پھر میں شکر کے دروازے پر آیا اور مجھے اس دروازے پر بھی ایک بڑا ہجوم ملا میں اس کو بھی پھاڑ کر اندر چلا گیا اس کے بعد میں غنا کے دروازے پر آیا یہاں بھی بہت بڑا ہجوم مجھے ملا جسے میں پھاڑ کر اندر چلا گیا اس کے بعد میں مشاہدے کے دروازے پر آیا تا کہ میں اس دروازے سے داخل ہو کر مقصود حاصل کروں اس دروازے پر بھی مجھے بہت بڑا ہجوم ملا اسے

بھی پھاڑ کر میں اندر چلا گیا۔

پھر میں فقر کے دروازے پر آیا تو اس کے دروازے کو میں نے خالی پایا میں اس میں داخل ہوا اور اندر جا کر دیکھا تو جن جن چیزوں کو میں نے ترک کیا تھا وہ سب کی سب یہاں موجود تھیں یہاں سے مجھے ایک بہت بڑے روحانی خزانے کی فتوحات ہوئی۔ روحانی عزت غنائے حقیقی اور سچی آزادی مجھے یہاں ملی میں نے یہاں آ کر اپنی زیست کو مٹا دیا اور اپنے اوصاف کو چھوڑ دیا جس سے میری ہستی میں ایک دوسری حالت پیدا ہو گئی۔

شیخ ابو محمد عبداللہ جبائی کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ایک وقت جنگل میں بیٹھا ہوا میں اپنا سبق دہرا رہا تھا اور اس وقت حد درجہ کی تنگی مجھے دامن گیر تھی مجھے اس وقت کسی کہنے والے نے جسے میں نہیں دیکھ سکتا تھا یہ کہا کہ تم کسی سے قرض لے لو جس سے تمہیں تحصیلِ علم میں مدد ملے میں نے کہا: کہ میں تو فقیر آدمی ہوں میں کس سے اور کس امید پر قرض لوں؟ اس نے کہا: نہیں تم کسی سے کچھ قرض لے لو اس کا ادا کرنا ہمارے ذمہ ہے بعد ازاں سبزی فروش کے پاس آیا میں نے اس سے کہا کہ بھائی اگر تم ایک شرط پر میرے ساتھ کچھ سلوک کر لو تو مجھ پر تمہاری از حد مہربانی ہو گی وہ شرط یہ ہے کہ جب کچھ ہاتھ آئے گا تو میں تمہیں اس کا معاوضہ ادا کر دوں گا اور اگر میں اپنا وعدہ پورا نہ کر سکا تو تم اپنا حق مجھے معاف کر دینا میں چاہتا ہوں کہ تم مجھ پر مہربانی کر کے روزانہ مجھے ڈیڑھ روٹی دے دیا کرو سبزی فروش میری یہ بات سن کر رو دیا اور کہنے لگا: کہ حضرت میں نے آپ کو اجازت دی جو کچھ آپ کا جی چاہے مجھ سے لے جایا کریں چنانچہ میں اس سے روزانہ ڈیڑھ روٹی لے آیا کرتا پھر جب مجھے اس شخص کی روزانہ ڈیڑھ روٹی لیتے ہوئے ایک مدت گزر گئی تو میں ایک روز بہت فکر مند ہوا کہ اسے میں اب تک کچھ بھی نہیں دے سکا تو مجھ سے کسی نے اس وقت کہا: کہ تم فلانی دکان پر جاؤ اور اس دکان پر تمہیں جو کچھ ملے اسے اٹھا کر سبزی فروش کو دے دو جب میں اس دکان پر آیا تو اس پر میں نے سونے کا ایک بڑا ٹکڑا پڑا دیکھا اسے میں نے اٹھا لیا اور جا کر سبزی فروش کو دے دیا۔

شیخ ابو محمد عبداللہ جبائی کہتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے یہ بھی بیان فرمایا: بغداد میں جس

جگہ کہ میں فقہ پڑھتا تھا وہیں پر اہلِ بغداد سے ایک اور بھی بہت بڑی جماعت فقہ پڑھتی تھی جب غلہ کی فصل قریب ہوتی تو یہ لوگ ایک گاؤں میں جو یعقوبا کے نام سے مشہور ہے جایا کرتے اور وہاں سے کچھ غلہ وغیرہ وصول کر لاتے ایک وقت انہوں نے مجھ سے بھی کہا کہ آؤ تم بھی ہمارے ساتھ یعقوبا چلو ہم وہاں سے غلہ وغیرہ لائیں گے چونکہ میں اس وقت کم سن تھا اس لئے میں بھی ان کے ہمراہ گیا اس وقت یعقوبا میں ایک نہایت ہی بزرگ اور نیک بخت شخص تھے جو شریف یعقوبی کے لقب سے پکارے جاتے تھے میں ان بزرگ سے شرف نیاز حاصل کرنے کے لئے ان کی خدمت میں گیا تو انہوں نے اثنائے کلام میں مجھ سے فرمایا: کہ طالبِ حق اور نیک بخت لوگ کسی سے کبھی سوال نہیں کرتے پھر انہوں نے خصوصیت کے ساتھ مجھے اس بات سے منع فرمایا: کہ میں آئندہ کبھی کسی سے سوال نہ کروں پھر اس کے بعد میں کہیں نہیں گیا اور نہ کسی سے پھر میں نے سوال کیا۔

شیخ عبداللہ بن جبائی کہتے ہیں کہ مجھ سے آپ نے یہ بھی بیان کیا کہ وقت شب کو مجھے حالت طاری ہوئی اس وقت میں نے ایک بڑی چیخ ماری جس سے ڈکیتی لوگ گھبرا اٹھے انہوں نے جانا کہ شاید پولیس آن پہنچی یہ لوگ نکلے اور میرے پاس آئے میں زمین پر پڑا ہوا تھا یہ میرے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگا: یہ تو عبدالقادر مجنوں ہے اس بھلے آدمی نے ہمیں ڈرا دیا۔

بغداد سے جانے کا قصد اور شیخ حماد الدّباس سے ملاقات

نیز! وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے آپ نے بیان کیا کہ بغداد میں بکثرت فتنہ وفساد کی وجہ سے ایک دفعہ میں نے قصد کیا کہ میں یہاں سے چلا جاؤں چنانچہ جنگل کی طرف نکل جانے کی غرض سے میں اٹھا اور اپنا قرآن مجید کندھے میں ڈال کر (بغداد کے) محلّہ حلبہ کے دروازے کی طرف کو چلا تھا کہ کسی نے مجھ سے کہا: کہ کہاں جاتے ہو؟ اور ایک دھکا دیا کہ میں گر پڑا مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میری پیٹھ پیچھے سے کوئی کہہ رہا ہے کہ عبدالقادر! لوٹ جاؤ تمہارے سے خلق کو نفع پہنچے گا میں نے کہا: خلق کا مجھ پر کیا حق ہے؟ میں اپنے دین کی حفاظت کرنے کے لئے جاتا ہوں اس نے کہا: نہیں تم یہیں رہو تمہارا دین سلامت رہے گا

میں اس کہنے والے کو دیکھ نہیں سکتا تھا اس کے بعد مجھ پر چند ایسے حالات طاری ہوئے جو مجھ پر بہت ہی دشوار گزرے اور میں نے ان کے لئے خدائے تعالیٰ سے آرزو کی کہ وہ مجھے کسی ایسے آدمی سے ملائے جو ان حالات کو مجھ پر کشف کردے اس لئے میں صبح کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے نکلا اور ایک شخص نے دروازہ کھول کر مجھ سے کہا: کہ کیوں عبدالقادر! تم نے خدا تعالیٰ سے کل کس بات کی خواہش کی تھی؟ میں خاموش رہا اور کچھ بول نہ سکا پھر اس شخص نے غضبناک ہو کر زور سے دروازہ بند کرلیا کہ اس کی گردو غبار میرے منہ تک آئی میں اس دروازے سے واپس ہوا تھا کہ مجھے یاد آیا کہ میں نے خدائے تعالیٰ سے کیا خواہش ظاہر کی تھی اور میرے دل میں یہ امر واقع ہوا کہ یہ شخص اولیاء اللہ سے تھے لہذا میں نے لوٹ کر ہر چند ان کا دروازہ تلاش کیا لیکن میں ان کے دروازے کو پہچان نہ سکا میرے دل پر اور بھی یہ بات گراں گزری پھر میں نے بہت دیر کے بعد انہیں پہچانا اور ان کی خدمت میں آمدورفت کرتا رہا۔ یہ بزرگ شیخ حماد الدباس[1] تھے آپ مجھ پر میرے ان مشکل حالات کو منکشف کرتے رہے میں جب پڑھنے پڑھانے کے لئے آپ کے پاس سے چلا جاتا اور پھر واپس آتا تو آپ فرماتے کیوں عبدالقادر؟ یہاں کیسے آئے ہو؟ تم تو فقیہ ہو فقہاء میں جاؤ یہاں تمہارا کیا کام ہے؟ میں خاموش رہتا آپ مجھے سخت اذیت پہنچاتے حتیٰ کہ آپ مجھے مارا بھی کرتے اسی طرح سے جب میں آپ کی خدمت میں جاتا تو کبھی کبھی آپ مجھ سے فرماتے کہ آج ہمارے پاس بہت سا کھانا وغیرہ آیا تھا ہم نے کھالیا اور تمہارے واسطے ہم نے کچھ نہیں رکھا میرے ساتھ آپ کا یہ معاملہ دیکھ کر آپ کی مجلس کے اور لوگ بھی مجھے ایذا تکلیف دینے لگے اور مجھ سے کہنے لگے کہ تم تو فقیہ ہو تم ہمارے پاس آکر کیا کرتے ہو؟ تمہارا یہاں کیا کام ہے؟ یہ سن کر آپ کو حمیت غالب ہوئی اور آپ نے ان سے فرمایا: کہ نامعقولو! تم لوگ اسے کیوں تکلیف دیا کرتے ہو؟ تم میں تو کوئی بھی اس جیسا نہیں میں اگر اسے تکلیف دیتا ہوں تو صرف امتحان کے لئے اسے تکلیف دیتا ہوں مگر میں دیکھتا ہوں کہ وہ ایک نہایت مستقل مزاج شخص ہے اور پہاڑ کی طرح ہے کہ کسی طرح سے بھی جنبش نہیں کھا سکتا (رضی اللہ عنہ)۔

---

[1] انہیں سے آپ نے بیعت کی۔ اور علم طریقہ حاصل کیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

آپ کی مجالسِ وعظ میں لوگوں کا کثیر تعداد میں حاضر ہونا

شیخ عبداللہ جبائی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے آپ نے یہ بھی بیان کیا کہ میں خواب اور بیداری دونوں حالتوں میں نیک بات بتاتا اور برائی سے منع کرتا تھا۔ طاقتِ لسانی مجھ پر غالب تھی میرے دل میں پے درپے ہر وقت اس امر کا وقوع ہوتا تھا کہ اگر میں اپنی زبان کو روکوں گا تو ابھی میرا گلا گھونٹ دیا جائے گا مجھے اپنی زبان بند کرنے پر مطلق قدرت نہیں ہوتی تھی ابتداء میں میرے پاس دو یا تین آدمی بیٹھا کرتے تھے پھر جب لوگوں میں شہرت ہوئی تو اب میرے پاس خلقت کا ہجوم ہونے لگا اس وقت میں وعظ کے لئے عیدگاہ میں جو کہ (بغداد کے) محلّہ حلبہ میں واقع تھی بیٹھا کرتا تھا اور کثرتِ ہجوم کی وجہ سے جب تمام لوگوں کو آواز نہیں پہنچتی تھی تو میرا تخت وسط میں لایا گیا لوگ شب کو روشنی اور مشعلیں لیکر آتے اور اپنے بیٹھنے کے لئے جگہ مقرر کر جاتے اور اب اس کثرت سے لوگ آنے لگے کہ یہ عیدگاہ لوگوں کے لیے کافی نہیں ہوتی تھی اس لئے میرا تخت شہر سے باہر بڑی عیدگاہ میں رکھا گیا اور اب اس کثرت سے لوگ آنے لگے کہ بہت سے لوگ گھوڑوں خچروں اور سواری کے گدھوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر آتے اور مجلس کے چاروں طرف کھڑے رہتے اس وقت مجلس میں قریباً ستر ہزار آدمی ہوا کرتے تھے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضور ﷺ کا آپ کو حکمِ وعظ اور حضور ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا آپ کے منہ میں تھتکارنا

نیز! آپ نے فرمایا: کہ ایک دن میں نے ظہر کے وقت سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھ سے فرمایا: میرے فرزند! تم وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا میرے بزرگوار والد ماجد! میں ایک عجمی شخص ہوں فصحائے بغداد کے سامنے کس طرح سے زبان کھولوں آپ نے فرمایا: اپنا منہ کھولو میں نے منہ کھولا آپ نے سات دفعہ میرے منہ میں تھتکارا[1] پھر آپ نے فرمایا: جاؤ تم وعظ و نصیحت کرو اور حکمتِ عملی سے لوگوں

[1] تھوکنے اور تھتکارنے میں یہ فرق ہے کہ تھتکارنے میں تھوک زیادہ نہیں نکلتا مگر صرف اس کے چھینٹے نکلتے ہیں۔

کو نیک بات کی طرف بلاؤ پھر میں ظہر کی نماز پڑھ کر بیٹھا تو خلقت میرے پاس جمع ہو گئی اور میں کچھ مرعوب سا ہو گیا اس کے بعد میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا آپ نے فرمایا: اپنا منہ کھولو میں نے منہ کھولا آپ نے چھ دفعہ اس میں تھتکارا میں نے عرض کیا آپ پوری سات دفعہ کیوں نہیں تھتکارتے؟ آپ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کا ادب کرتا ہوں پھر آپ مجھ سے پوشیدہ ہو گئے پھر میں نے دیکھا کہ غواصِ فکر دل کے دریا میں غوطے لگا لگا کر حقائق و معارف کے موتی نکالنے لگا اور ساحلِ سینہ پر ڈال ڈال کر زبان مترجم و فسانہ گو کو پکارنے لگا۔ لوگ آ کر طاعت و عبادت کے بے بہا و گراں مایہ قیمتیں گزران کر انہیں خریدتے اور خدا کے گھروں کو ذکرِ الٰہی سے آباد کرتے اور یہ شعر پڑھتے ۔

عَلٰى مِثْلِ لَيْلٰى يَقْتُلُ الْمَرْءُ نَفْسَهٗ
وَمَحْلُوْ لَهٗ مُرُّ الْمَنَايَا وَالْعَذَب

لیلیٰ جیسے معشوق پر انسان اپنی جان قربان کر دیتا ہے اور اس کی ساری سختیاں حلاوت سے بدل کر شیریں ہو جاتی ہیں۔

بعض نسخوں میں اس طرح پر ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے باطنی طور پر کہا گیا کہ عبدالقادر! بغداد میں جاؤ[1] اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو آپ فرماتے ہیں میں بغداد کے اندر گیا اور لوگوں کو میں نے ایسی حالت میں دیکھا کہ وہاں رہنا مجھے ناپسند معلوم ہوا اس لئے میں یہاں سے چلا گیا پھر مجھے دوبارہ کہا گیا کہ عبدالقادر! بغداد میں جاؤ اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو تم سے انہیں نفع پہنچے گا میں نے کہا: مجھے لوگوں سے کیا واسطہ مجھے اپنے دین کی حفاظت کرنی ضروری ہے تو مجھ سے کہا گیا کہ نہیں تم جاؤ تمہارا دین سلامت رہے گا اس وقت میں نے اپنے پروردگار سے ستر دفعہ عہد لیا کہ وہ میرے دین کی حفاظت کرے گا اور کہ میرا کوئی مرید بے توبہ کے نہ مرے گا میں بغداد میں آیا اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگا۔

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ میری طرف کو انوار چلے آ رہے ہیں میں نے پوچھا: کہ یہ انوار کیا ہیں؟ تو مجھے کہا گیا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ فتوحات ہوئی ہیں رسول

---

[1] اوپر بیان ہو چکا ہے کہ آپ جنگل و بیابان میں رہا کرتے تھے اور شہر کے اندر بہت کم تشریف لاتے تھے۔

اللہ ﷺ تمہیں اس کی مبارکباد دینے تشریف لا رہے ہیں پھر یہ انوار زیادہ ہو گئے اور مجھے ایک حالت طاری ہو گئی کہ میں جس میں خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا پھر میں نے ہوا میں منبر کے سامنے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور میں بھی ہوا میں فرط خوشی سے چھ سات قدم آگے بڑھا تو آنجناب ﷺ نے میرے منہ میں سات دفعہ تھتکارا اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور آپ نے میرے منہ میں چھ دفعہ تھتکارا میں نے عرض کیا آپ بھی تعداد کو پورا کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: کہ آنجناب ﷺ کی گستاخی نہ ہو پھر مجھے جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ و السلام نے خلعت عطا فرمایا میں نے عرض کیا کہ یہ کیسا خلعت ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ اس ولایت کا خلعت ہے جو اقطاب اولیاء سے مخصوص ہے۔

ان فتوحات کے بعد میری زبان میں گویائی پیدا ہو گئی اور میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگا اس کے بعد میرے پاس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے تاکہ جس طرح سے آپ اولیائے کرام کا امتحان لیا کرتے تھے آپ میرا بھی امتحان لیں۔ مجھ پر آپ کے راز و نیاز کا اور جو کچھ اس وقت آپ سے میری گفتگو ہوئی تھی اس کا کشف کر دیا گیا پھر جبکہ آپ ایک سکوت کے عالم میں تھے میں نے آپ سے کہا: کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ تم میرے ہمراہ نہ رہ سکو گے میں کہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ نہ رہ سکیں گے اگر آپ اسرائیلی ہیں تو آپ اسرائیلی ہوں گے اور میں محمدی ہوں آپ میرے ساتھ رہنا چاہیں تو میں حاضر ہوں اور آپ بھی موجود ہیں اور یہ معرفت کی گیند اور یہ میدان ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور یہ خدا تعالیٰ ہے اور میرا کسا ہوا گھوڑا اور یہ میرا تیر و کمان اور یہ میری تلوار ہے۔

آپ کے خادم خطاب نے بیان کیا ہے کہ آپ ایک روز لوگوں سے ہم کلام تھے آپ اثنائے کلام میں اٹھ کر ہوا میں چند قدم چلے اور آپ نے فرمایا: کہ آپ اسرائیلی ہیں اور میں محمدی ہوں آپ ذرا ٹھہر کر محمدی کا کلام بھی سنیں آپ سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیسا واقعہ تھا؟ آپ نے فرمایا: کہ حضرت خضر علیہ السلام یہاں سے گزر رہے تھے تو میں انہیں کلام سنانے کے لئے انہیں ٹھہرانے گیا تھا تو آپ ٹھہر گئے۔ (رضی اللہ عنہ)

مسندِ ولایت کے سجادہ نشین میں بارہ خصلتوں کا ہونا ضروری ہے

نیز! آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص میں تاوقتیکہ بارہ خصلتیں نہ پائی جائیں ولایت کی مسند پر اسے سجادہ نشین ہونا ہرگز جائز نہیں وہ بارہ خصلتیں کہ جن کا ولایت کی مسند پر بیٹھنے والے کے لئے ضروری ہے، یہ ہیں۔

اول:۔ دو خصلتیں خدا تعالیٰ سے سیکھے۔ عیب پوشی و رحم دلی۔ اور دو خصلتیں جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیکھے۔ شفقت و رفاقت اور دو خصلتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھے۔ راستی اور راست گوئی اور دو خصلتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سیکھے۔ ہر ایک کو نیک بات بتلانا اور برائی سے روکنا اور دو خصلتیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سیکھے۔ کھانا کھلانا اور شب بیداری کر کے عبادت الٰہی کرتے رہنا اور دو خصلتیں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے سیکھے۔ عالم بننا اور شجاعت و جوانمردی اختیار کرنا۔

پھر آپ نے فرمایا: کہ مقتداء بننے کے لائق وہ شخص ہے کہ جو علومِ شرعیہ وطبیہ سے ماہر اور اصطلاحاتِ صوفیہ سے واقف ہو۔ بدوں اس کے کوئی شخص مقتداء بننے کے لائق نہیں۔ شیخ الصوفیہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا علم قرآن و حدیث میں دائر ہے جس شخص نے کہ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ کو ضبط نہ کیا ہو فقاہت (دینی فہم) نہ رکھتا ہو اصطلاحاتِ صوفیہ سے ناواقف ہو وہ مقتداء بننے کے لائق نہیں ہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ شیخ کو مریدوں کی تربیت کے لئے جو طریقہ اختیار کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ جب کسی مرید کی تربیت کرے تو محض لوجہ اللہ اس کی تربیت کرے نہ کہ کسی دنیاوی غرض سے یا اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے چاہئے کہ اسے ہمیشہ نصیحت کرتا رہے اور اسے نہایت شفقت و مہربانی سے پیش آئے جب وہ عاجز ہو جائے تو اس سے نرمی کرے اور زیادہ ریاضت میں نہ ڈالے اس کے ماں باپ کی طرح اس پر مہربان رہے اسے محنت شاقہ میں جس کی وہ برداشت نہ کر سکے نہ ڈالے بلکہ حکمت عملی سے کام لے۔ ابتداء میں آسانی سے کام لے اور سہل سہل باتیں بتائے اور ہر گناہ و معصیت اور والدین کی نافرمانی سے بچنے کا اس سے عہد لے اور پھر مشکلات کو اس پر پیش کرے کیونکہ گناہ معصیت سے بچنے کا اس سے

عہد لے اور پھر مشکلات کو اس پر پیش کرے کیونکہ گناہ مصیبت سے بچنے کا عہد لینا احادیث نبوی سے ثابت ہے جن کے ذکر کرنے کی ہم یہاں ضرورت نہیں سمجھتے۔

نیز! شیخ کو چاہئے کہ وہ اپنے مرید کو سلسلہ کے ساتھ ذکر کی تلقین کرے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ و السلام سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! بندے کے لئے زیادہ آسان اور تمام طریقوں میں سب سے زیادہ افضل اور خدا تعالیٰ سے زیادہ نزدیک کون سا طریقہ ہے؟ آپ نے فرمایا: اے علی! تم تنہائی میں ذکر اللہ تعالیٰ کیا کرو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ذکر اللہ کی فضیلت ہے حالانکہ تمام لوگ ذکر اللہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے علی! جب تک کہ زمین پر کوئی بھی اللہ اللہ کہنے والا ہے اس وقت تک قیامت نہ ہوگی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں ذکر کس طرح سے کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: اے علی! تم تین دفعہ مجھ سے سن لو اور پھر خود تین دفعہ میرے سامنے کہو پھر آپ نے تین دفعہ آنکھیں بند کر کے بلند آواز سے فرمایا: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اور حضرت علی سنا کئے۔ پھر تین دفعہ آنکھیں بند کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بآواز بلند کہا۔ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے رہے یہی تلقین ذکر اللہ تعالیٰ کی اصل ہے جو کلمۂ توحید ہے خدائے تعالیٰ سب کو اسی کی توفیق دے۔

نیز! آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی ایسے شیخ سے کہ جسے رسول اللہ ﷺ سے نسبتِ متصلہ حاصل ہو ذکر شریف کی تلقین حاصل نہ کرے تو اسے یہ نسبتِ متصلہ ضرورت یعنی موت کے وقت حاصل ہونا بہت دشوار ہے اس لئے آپ اکثر اوقات اس شعر کو پڑھا کرتے تھے۔

مَلِیْحَۃُ التَّکْرَارِ وَالتَّثَنِیْ

لَا تَغْفِلِیْنَ فِی الْوِدَاعِ عَنِّیْ

اے صورت زیبا اور اے وردِ زبان! کوچ کے وقت تو مجھ سے بے توجہی نہ کرنا

مشائخِ عظام آپ کی نہایت تعظیم اور آپ کا بہت ہی ادب کیا کرتے تھے آپ کے

مریدوں کی تعداد شمار سے زائد ہے اور وہ سب کے سب دنیا و آخرت میں فائز المرام ہوئے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی بے توبہ کے نہیں مرا سات درجہ تک آپ کے مریدوں کے مرید بھی جنت میں جائیں گے۔

شیخ علی القریشی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے دوزخ کے داروغہ مالک سے پوچھا: کہ تمہارے پاس میرے اصحاب میں سے کوئی بھی ہے تو اس نے کہا: نہیں پھر آپ نے فرمایا: مجھے خدائے تعالیٰ کی عزت و جلال کی قسم ہے میرا ہاتھ اپنے مریدوں پر اس طرح سے ہے جس طرح کہ آسمان زمین پر اگر میرے مرید عالی مرتبہ نہ ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں خدائے تعالیٰ کے نزدیک مجھے تو عالی رتبہ حاصل ہے میں اس کی عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب تک خدائے تعالیٰ میرے اور تمہارے ساتھ جنت تک نہ جائے گا میں اس کے سامنے سے قدم نہ اٹھاؤں گا۔

آپ سے نسبت (بغیرت بیعت ہوئے) کا انعام

کسی نے آپ سے پوچھا: کہ ایسے شخص کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں جو آپ کا نام لے مگر درحقیقت نہ تو اس نے آپ سے بیعت کی ہو اور نہ آپ سے خرقہ پہنا ہو تو کیا یہ شخص آپ کے مریدوں میں سے شمار کیا جائے گا یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: جو شخص بھی میرا نام لے اور اپنے آپ کو میری طرف منسوب کرے گو ایک ناپسندیدہ طریقہ سے ہی سہی تو بھی اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا وہ شخص میرے مریدوں میں شمار ہوگا۔

نیز آپ نے فرمایا: ہے کہ جو شخص میرے مدرسے کے دروازے پر سے گزرے گا تو قیامت کے دن اسے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

ایک روز اہلِ بغداد سے ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا: کہ حضرت میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے۔ آج صبح کو میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ قبر میں مجھے عذاب ہو رہا ہے تم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ وہ میرے لئے دعا فرمائیں آپ نے پوچھا: کیا تمہارے والد میرے مدرسہ کے دروازہ پر سے گزرے ہیں؟ اس شخص نے کہا: ہاں! آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے

یہ شخص دوسرے روز آپ کی خدمت میں پھر آیا اور کہنے لگا: حضرت آج میں نے اپنے والد کو خوشنود اور سبز لباس پہنے ہوئے دیکھا انہوں نے مجھ سے کہا: کہ اب مجھ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی دعا کی برکت سے عذاب اٹھا دیا گیا اور یہ سبز لباس جسے تم دیکھ رہے ہو مجھے پہنایا گیا سو میرے فرزند! تم ان کی خدمت سے جدا نہ ہونا۔

پھر آپ نے فرمایا: کہ میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو مسلمان میرے مدرسہ کے دروازہ سے گزرے گا میں اس کے عذاب میں تخفیف کر دوں گا۔

آپ سے ایک دفعہ بیان کیا گیا کہ (بغداد کے) محلہ باب الازج کے مقبرے میں ایک میت کے چیخنے کی آواز سنائی دیتی ہے آپ نے لوگوں سے پوچھا: کہ کیا اس شخص نے مجھ سے خرقہ پہنا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہمیں علم نہیں آپ نے پوچھا: اچھا کبھی یہ میری مجلس میں بھی آیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہمیں علم نہیں آپ نے پوچھا: اچھا اس نے کبھی میرے پیچھے نماز بھی پڑھی ہے انہوں نے کہا: ہمیں علم نہیں آپ نے فرمایا: المفرط اولی بالخسارۃ (بھولا ہوا شخص ہی نقصان میں پڑتا ہے) آپ سر جھکا کر تھوڑی دیر خاموش ہو گئے اور آپ کے چہرے سے جلال و ہیبت اور وقار ظاہر ہونے لگا پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: فرشتے کہنے لگے کہ اس نے آپ کو دیکھا ہے اور آپ سے حسنِ ظن رکھتا ہے اور اب خدا تعالیٰ نے صرف اسی سبب سے اس پر اپنا رحم کیا پھر اس کے بعد اس قبر سے آواز نہیں سنائی دی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ ابو نجیب عبدالقادر سہروردی نے بیان کیا ہے کہ آپ کے شیخ، شیخ حماد الدباس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے ہر شب کو کچھ گنگناہٹ سی سنائی دیتی تھی آپ کے اصحاب نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: کہ آپ حضرت سے اس کی وجہ دریافت کیجئے آپ اس وقت شیخ موصوف کی خدمت میں رہتے اور ان کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوا کرتے تھے۔ یہ واقعہ 508 ہجری کا ہے آپ نے شیخ موصوف سے اس گنگناہٹ کا حال دریافت کیا تو شیخ موصوف نے فرمایا: کہ میرے کل بارہ ہزار مرید ہیں میں سب کو محض از راہِ شفقت ان کے نام لے کر ہر ایک کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ ان کی حاجتوں کو پورا

کرے اور اگر وہ گناہ کرنے کے قریب ہوں تو انہیں اس میں کامیابی حاصل نہ ہو تا کہ وہ اس سے تائب ہو جائیں۔

پھر آپ نے فرمایا: اگر خدائے تعالیٰ مجھے یہ مراتب و مناصب عطا فرمائے گا تو میں قیامت تک کے اپنے مریدوں کے لئے خدائے تعالیٰ سے عہد لے لوں گا کہ ان میں سے کوئی بھی بے توبہ کے نہ مرے اور کہ میں ان کا ضامن رہوں گا تو اس پر آپ کے شیخ شیخ حماد نے آپ کی تائید کی اور فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ انہیں یہ مرتبہ عطا فرمائے گا اور ان کا سایہ ان کے مریدوں پر دراز کرے گا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

شیخ عبداللہ جبائی کہتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شاگرد تھا جسے عمر الحاوی کہتے تھے، یہ شخص بغداد سے چلا گیا اور کئی برسوں تک غائب رہا جب بغداد واپس آیا تو میں نے اس سے کہا: کہ اتنے عرصہ تک تم کہاں رہے؟ اس نے کہا: کہ میں اس وقت بلادِ شام و مصر و بلادِ مغرب میں پھرتا رہا۔ شیخ موصوف کہتے ہیں کہ مجھے خیال ہے کہ اس نے بلادِ عجم کا بھی نام لیا پھر اس نے بیان کیا کہ میں نے اس اثنا میں تین سو ساٹھ مشائخ کرام سے شرفِ ملاقات حاصل کیا ان سب کو میں نے یہی کہتے سنا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے شیخ و پیشوا ہیں۔

ابنِ نجار نے اپنی تاریخ کے شروع میں بیان کیا ہے کہ میں نے ابوشجاع کی تاریخ میں لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ 526 ہجری[1] میں بغداد کی شہر پناہ بنائی تھی تو اس وقت کوئی عالم اور کوئی واعظ ایسا نہ تھا جو اپنی اپنی جمعیت کو ساتھ لیکر اس کو تعمیر کرانے میں شریک نہ ہوا ہو پھر اس اثناء میں محلّہ باب الازج کے پاس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمراہی

[1] اس واقعہ کے بیان میں دو تین غلطیاں واقع ہو گئی ہیں مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ غلطیاں کس طرح واقع ہوئی ہیں ہم نے اس کے تصحیح کرنے کی بابت بہت کوشش کی مگر ہمیں اس کا موقع نہیں ملا اول یہ کہ اس واقعہ میں شیخ حماد کی شرکت بیان کی گئی ہے اور ان کا انتقال 525ھ میں ہوا ہے اور یہ واقعہ 526ھ کا ہے۔ دوم یہ کہ اس واقعہ میں جو کہا گیا ہے "آپ کی ہمراہی میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جانور پر سوار تھے اور اپنے سر پر دو اینٹیں لئے ہوئے تھے۔ اب یہ شخص معلوم نہیں کہ کون تھے مگر عبارت کا سیاق و سباق بتاتا ہے کہ یہ شخص شیخ حماد ہونا چاہئے مگر ان کو ایک شخص سے تعبیر کرنا بالکل بے معنی کیونکہ یہ کوئی اجنبی شخص نہ تھے بلکہ بغداد کے ایک مشہور و معروف اور بہت بڑے شیخ تھے غرضیکہ واقعات صحیح ہیں مگر سنہ اور نام وغیرہ میں کچھ غلطی واقع ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

میں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ سواری پر بیٹھے ہوئے اپنے سر پر دو اینٹیں لئے جا رہے تھے۔ مؤلف کے واقعہ سے یہ بات واضح ہے کہ اس وقت بغداد میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ بزرگ اور کوئی شخص نہ تھا اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت انہی کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوتے تھے آپ آئے اور حضرت شیخ حماد کے روبرو مؤدب ہو کر بیٹھ گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد اٹھ گئے تو آپ کے شیخ، شیخ حماد فرمانے لگے کہ اس عجمی کا مرتبہ بہت عالی ہوگا حتیٰ کہ اس کا قدم اولیائے زمانہ کی گردن پر رکھا جائے گا۔

ایک وقت آپ کے شیخ، شیخ حماد کے سامنے آپ کا ذکر آیا آپ اس وقت عالمِ شباب میں تھے تو حضرت شیخ حماد نے آپ کی نسبت فرمایا: کہ میں نے ان کے سر پر دو جھنڈے دیکھے جو زمین سے لے کر ملکوتِ اعلیٰ تک پہنچتے ہیں اور افقِ اعلیٰ میں میں نے ان کے نام کی دھوم دھام سنی (رضی اللہ عنہ)۔

محمود النعال نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سنا کہ میں شیخ حماد کی خدمت میں حاضر تھا اتنے میں شیخ عبدالقادر جیلانی آئے اس وقت آپ عالمِ شباب میں تھے۔ شیخ حماد آپ کی تعظیم کیلئے اٹھے اور فرمانے لگے۔ "مرحبا بالجبل الراسخ والطود المنیف لا یتحرک"[1] اور اپنے بازو پر آپ کو بٹھا لیا جب آپ بیٹھ گئے آپ سے شیخ حماد نے پوچھا: کہ حدیث[2] اور کلام میں کیا فرق ہے آپ نے بیان کیا کہ حدیث وہ ہے جس کی خواہش کی جائے جیسا کہ سوال و جواب میں ہوتا ہے اور کلام وہ ہے جو دل پر چوٹ کرے۔ (یعنی دل پر اپنا گہرا اثر ڈالے) اور دل کا بیدار ہونے کی خواہش سے بے قرار ہونا تمام اعمال سے افضل ہے یہ سن کر شیخ موصوف نے فرمایا تم سید العارفین ہو تمہارا عدل و انصاف مشرق سے

۱؎ ایسے مضبوط اور بلند پہاڑ کا آنا جو کسی طرح سے بھی جنبش نہیں کر سکتا (یعنی آپ کا آنا) مبارک ہو۔ نہایت عالی ہمتی اور اعلیٰ درجہ کے لحاظ سے آپ کو ایک عظیم الشان پہاڑ سے تشبیہ دی ہے جب کوئی آتا ہے تو عرب اپنے محاورہ میں اس وقت مرحبا یک بولتے ہیں جس سے اعلیٰ درجہ کی خوشنودی کا اظہار مدِنظر ہوتا ہے۔

۲؎ عربی میں حدیث اور کلام دونوں کے بحیثیت لغت ایک ہی معنی ہیں مگر اصطلاح علمی اور عرفی کے لحاظ سے اس میں تفریق کی گئی ہے اور اس مقام پر بحیثیت عرفی ان دونوں میں فرق بیان کیا گیا ہے۔

مغرب تک پہنچے گا تمہارے پیر کے نیچے اولیائے زمانہ اپنی گردنیں بچھائیں گے تمہارا درجہ عالی ہوگا تم اپنے اقران و امثال سے فائق و ممتاز رہو گے۔ رضی اللہ عنہما۔

شیخ ابو نجیب سہروردی بیان کرتے ہیں کہ 523ھ کا واقعہ ہے کہ میں ایک وقت بغداد میں حضرت شیخ حماد کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طول طویل اور عجیب تقریر کی تو شیخ حماد نے فرمایا: عبدالقادر! تم عجیب عجیب تقریریں کرتے ہو تمہیں اس بات کا خوف نہیں کہ خدا تعالیٰ تمہاری کسی بات پر تم سے مؤاخذہ کرنے لگے تو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ہاتھ آپ کے سینہ پر رکھ دیا اور کہا: کہ آپ نورِ قلب سے ملاحظہ فرمایئے کہ میری ہتھیلی میں کیا لکھا ہوا ہے؟ پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا شیخ حماد نے فرمایا: کہ میں نے ان کی ہتھیلی میں لکھا دیکھا کہ انہوں نے اپنے پروردگار سے ستر دفعہ عہد لیا ہے کہ وہ ان سے مؤاخذہ نہ کرے گا پھر شیخ موصوف نے فرمایا: اب کوئی مضائقہ نہیں۔ "ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ" یہ خدائے تعالیٰ کا فضل ہے کہ جسے چاہے دے وہ اپنے فضل و کرم کا مالک ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

آپ کا اپنے مریدوں کی شفاعت کرنا اور ان کا ضامن بننا

شیخ ابو سعود عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ و محمد الاوانی رحمۃ اللہ علیہ و عمر البزار رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ قیامت تک اپنے مریدوں کی اس بات کے ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی بے توبہ کے نہ مرے گا اور کہ سات درجہ آپ کے مرید اور آپ کے مریدوں کے مرید جنت میں جائیں گے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں سات درجہ تک اپنے مریدوں کے مرید کا کفیل ہوں اگر میرا مرید مغرب میں ہو اور اس کا ستر کھل جائے اور میں اس وقت مشرق میں ہوؤں تو میں اس کے ستر کو ڈھانک دوں گا۔

مشائخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ ہمیں آپ نے حکم دیا کہ ہم اپنی بقدرِ ہمت اپنے مریدوں کی نگہداشت کرتے رہیں۔

پھر آپ نے فرمایا: جس نے مجھے دیکھا بڑا خوش نصیب ہے اور جس نے مجھے نہیں دیکھا اس پر نہایت افسوس ہے۔

شیخ علی قرشی نے بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مجھے ایک نامہ دیا گیا ہے جس میں میرے احباب اور قیامت تک کے مریدوں کے نام درج ہیں پھر فرمایا گیا کہ یہ لوگ تمہیں دے دیئے گئے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آپ کا پانی پر چلنا

سہیل بن عبداللہ تستری نے بیان کیا۔ ہے کہ ایک مرتبہ اہلِ بغداد کی نظر سے آپ عرصہ تک غائب رہے لوگوں نے آپ کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کو دجلہ کی طرف جاتے دیکھا تھا لوگ آپ کو تلاش کرتے ہوئے دجلہ کی طرف گئے تو ہم نے دیکھا کہ آپ پانی پر سے ہماری طرف چلے آ رہے ہیں اور مچھلیاں بکثرت آپ کی طرف آن آن کر آپ کو سلام علیک کرتی جاتی ہیں ہم آپ کو اور مچھلیوں کو آپ کا ہاتھ چومتے دیکھتے تھے اس وقت نمازِ ظہر کا وقت ہو گیا تھا اسی اثناء میں ہمیں ایک بڑی بھاری جائے نماز دکھائی دی اور تختِ سلیمانی کی طرح ہوا میں معلق ہو کر بچھ گئی یہ جائے نماز سبز رنگ اور سونے چاندی سے مرصع تھی اس کے اوپر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ پہلی سطر میں "الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون" اور دوسری سطر میں "سلام علیکم اھل البیت انه حمیدٌ مجید" لکھا ہوا تھا جب یہ جائے نماز بچھ چکی تو ہم نے دیکھا کہ بہت لوگ آئے اور جائے نماز کے برابر کھڑے ہو گئے ان لوگوں کے چہروں سے بہادری اور شجاعت عیاں تھی یہ لوگ سب کے سب سرنگوں اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے یہ لوگ ایسے خاموش تھے کہ گویا قدرت نے انہیں ایسا ہی بنایا ہے ان کے آگے ایک ایسے شخص تھے جس کے چہرے سے ہیبت، وقار اور عظمت ظاہر تھی جب تکبیر کہی گئی تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے اس وقت ایک نہایت عظمت و ہیبت کا وقت تھا غرضیکہ اس وقت ان سب لوگوں نے اور ان کے سرداروں اور اہلِ بغداد نے آپ کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھی جب آپ تکبیر کہتے تو حاملانِ عرش بھی آپ کے ساتھ تکبیر کہتے جاتے اور جب آپ تسبیح پڑھتے تو

ساتوں آسمانوں کے فرشتے بھی آپ کے ساتھ ساتھ تسبیح پڑھتے جاتے اور جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو آپ کے لبوں سے سبز رنگ کا نور نکل کر آسمان کی طرف جاتا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے یہ دعا پڑھی:

"اللهم انی اسئلك بحق محمد حبيبك و خيرك من خلقك و ابائی انك لا تقبض روح مريد او مريده لاذوابی الاتوبة"

ترجمہ: اے پروردگار! میں تیری درگاہ میں تیرے حبیب اور بہترین خلائق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتا ہوں کہ تو میرے مریدوں کی اور میرے مریدوں کے مریدوں کی جو کہ میری طرف منسوب ہوں روح قبض نہ کر مگر توبہ پر۔

سہیل بن عبداللہ تستری بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آپ کی دعا پر فرشتوں کے ایک بہت بڑے گروہ کو آمین کہتے سنا جب آپ دعا ختم کر چکے تو پھر ہم نے یہ ندا سنی۔ "ابشر فانی قداستجبت لك" تم خوش ہو جاؤ میں نے تمہاری دعا قبول کر لی۔

شیخ منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں آپ کا قول

حافظ محمد بن رافع نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ میں نے دسویں ذیقعد 639ھ کو ابراہیم بن سعد بن محمد بن غانم بن عبداللہ ثعلبی رومی سے قاہرہ کے دارالحدیث میں سنا کہ انہوں نے بیان کیا کہ جبکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے شیخ منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کہ ان کے دعویٰ کا بازو چونکہ دراز ہو گیا تھا اس لئے شریعت کی مقراض سے تراش دیا گیا۔

شیخ عمر بزاز نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے شیخ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے فرمایا: کہ حسین حلاج نے ٹھوکر کھائی۔ ان کے زمانہ میں کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ ان کا ہاتھ پکڑ لیتا اگر میں ان کے زمانہ میں ہوتا تو میں ضرور ان کا ہاتھ پکڑ لیتا۔

پھر آپ نے فرمایا: کہ قیامت تک میرے دوستوں اور میرے مریدوں میں سے جو کوئی ٹھوکر کھائے گا تو میں اس کا ہاتھ پکڑ لوں گا۔

شیخ منصور حلاج علیہ الرحمۃ کی نسبت آپ کے اور بھی بہت سے اقوال ہیں۔ اور کتاب دارالجواہر میں جو کہ حافظ ابوالفرج علامہ ابن جوزی کی تالیفات سے ہے اور کتاب بہجۃ الاسرار میں جو کہ شیخ امام نورالدین ابوالحسن علی اللخمی کی تالیفات سے ہے، مذکور ہیں۔ اگر ناظرین ان اقوال کو تفصیل سے دیکھنا چاہیں تو ان دونوں کتابوں میں انہیں دیکھ سکتے ہیں۔

شیخ ابوالفتح ہروی نے بیان کیا ہے کہ میں نے شیخ علی بن ہیتی سے سنا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ کسی مرید کا شیخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید کے شیخ سے زیادہ افضل نہیں ہوسکتا۔

شیخ علی بن ہیتی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوسعید قیلوی یا بقول بعض ابوسعد سے سنا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے شیخ، شیخ عبدالقادر جیلانی دنیا کی طرف نہیں لوٹے مگر اس شرط پر کہ جو کوئی آپ کا دامن پکڑے وہ نجات پائے۔

شیخ بقاء بن بطو بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب و مریدین کو میں نے صلحاء کے ایک بڑے گروہ کے ساتھ دیکھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی نے آپ سے پوچھا: کہ حضرت آپ کے مریدوں میں پرہیزگار اور گنہگار دونوں ہی ہوں گے آپ نے فرمایا: پرہیزگار میرے لئے ہیں اور گنہگاروں کے لئے میں ہوں۔

شیخ عدی بن ابی البرکات صخر بن صخر بن مسافر نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا انہوں نے یان کیا کہ میں نے 554 ہجری میں اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر سے ان کی خانقاہ میں (جو بلاد جبل[1] میں واقع تھی) انہوں نے بیان کیا کہ اگر کسی مشائخ کے مریدوں میں سے کوئی شخص مجھ سے خرقہ پہننا چاہے تو میں اسے خرقہ پہنا دوں مگر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کو میں خرقہ نہیں پہنا سکتا کیونکہ وہ سب کے سب رحمت میں ڈوبے ہوئے ہیں وہ لوگ دریا کو چھوڑ کر نہر میں کیوں آنے لگے؟

شیخ علی بن ادریس یعقوبی نے بیان کیا ہے کہ 550 ہجری میں میرے شیخ، شیخ علی بن

---

[1] بلادِ جبل سے وہ شہر مراد ہیں جو آذربائیجان و عراق عرب و خوزستان و فارس اور بلادِ دیلم کے درمیان واقع ہوئے ہیں۔

تھی مجھے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے اور فرمایا: کہ یہ میرا مرید ہے آپ کے جسم مبارک پر ایک کپڑا تھا آپ نے اسے اتار کر مجھے پہنا دیا اور فرمایا: علی تم نے تندرستی کا قمیص پہن لیا۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے اس کپڑے کو پہنا 65 سال تک مجھے کسی قسم کی بیماری نہیں ہوئی۔

انہی نے بیان کیا ہے کہ میرے شیخ مجھے ایک دفعہ اور 560 ہجری میں آپ کی خدمت میں لے گئے آپ تھوڑی دیر خاموش رہے اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ کے جسم مبارک سے روشنی ظاہر ہو کر میرے جسم میں مل گئی اس وقت میں نے اہلِ قبور کو اور ان کے حالات اور ان کے مراتب و مناصب کو اور فرشتوں کو دیکھا اور مختلف آوازوں میں میں نے ان کی تسبیحیں سنیں اور ہر ایک انسان کی پیشانی پر جو کچھ لکھا تھا اس کو میں نے پڑھا اور بہت سے واقعات اور امورِ غریبہ مجھ پر منکشف ہوئے پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: تم انہیں پکڑ لو ڈرو مت تو میرے شیخ نے فرمایا: حضرت! مجھے اس کی عقل زائل ہونے کا ڈر ہے تو آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا جس سے مجھے باطن میں ہتھوڑے کی طرح ایک چیز محسوس ہوئی پھر جو کچھ میں نے دیکھا میں اس سے نہیں گھبرایا اور فرشتوں کی تسبیحوں کو میں نے پھر سنا اور اب تک میں عالمِ ملکوت میں اس روشنی سے مستفید ہوتا ہوں۔

نیز انہوں نے بیان کیا ہے کہ جب میں بغداد میں داخل ہوا تو میں اس وقت یہاں پر کسی کو نہیں پہچانتا تھا اور نہ یہاں کے کسی مقام سے اچھی طرح سے واقف تھا میں اس وقت آپ کے مدرسہ میں آیا تو میں نے مکان کے اندر سے ایک آواز سنی کہ عبدالرزاق (آپ کے صاحبزادے کا نام ہے) دیکھو! باہر کون آیا ہے؟ یہ باہر آئے اور چلے گئے اور کہا: کوئی نہیں، ایک لڑکا ہے آپ نے فرمایا: یہ لڑکا صاحبِ فضل و ذی شان و عظمت ہوگا پھر آپ میرے پاس کھانا لے کر آئے اس سے پہلے آپ کو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا آپ نے فرمایا: علی یہاں بیٹھو پھر وہ کھانا میرے سامنے رکھ دیا اس کے بعد آپ نے فرمایا: "نفع بلک" (لوگ تم سے نفع اٹھائیں گے) پھر آپ نے فرمایا: عنقریب زمانہ آئے گا کہ لوگوں کو تمہاری ضرورت ہوگی اور تمہاری شان عالی ہوگی یہ کہتے ہیں کہ میں اب تک حضرت شیخ عبدالقادر

جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے مستفید ہو رہا ہوں۔

آپ کی کُل مدتِ وعظ و نصیحت

آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالوہاب بیان فرماتے ہیں کہ احقر کے والد ماجد ہفتہ میں تین دفعہ وعظ فرمایا کرتے تھے دو دفعہ اپنے مدرسہ میں جمعہ کی صبح اور منگل کی شب کو اور ایک دفعہ اپنے مہمان خانہ میں بدھ کی صبح کو آپ کی مجلس وعظ میں علماء فقہاء و مشائخ وغیرہ بھی بکثرت ہوتے تھے آپ کے وعظ و نصیحت کی کل مدت چالیس سال ہے جس کی ابتداء 521ھ اور انتہا 561ھ ہے اور آپ کے درس و تدریس اور افتاء کی کل مدت 33 سال ہے جس کی ابتداء 528ھ اور انتہا 561ھ ہے۔ دو شخص بھائی بھائی تھے وہ آپ کی مجلس میں بدوں الحان کے بلند آواز سے قرأت کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی مسعود ہاشمی بھی قرأت کرتے تھے اکثر آپ کی مجلس میں دو تین آدمی مر بھی جایا کرتے تھے آپ کی مجلس میں آپ کی تقریر لکھنے کے لئے چار سو دواتیں ہوا کرتی تھیں اکثر آپ اپنی مجلس میں تخت پر سے اٹھ کر لوگوں کے سروں پر سے ہوا میں چل کر جاتے اور پھر اپنے تخت پر واپس آ جاتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آپ کی مجلس میں یہود و نصاریٰ کا اسلام قبول کرنا

شیخ عمر کیمانی نے بیان کیا ہے کہ آپ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی کہ جس میں یہود و نصاریٰ اسلام قبول نہ کرتے ہوں یا قطاع الطریق (ڈاکو)، قاتل اور بداعتقاد لوگ آ کر توبہ نہ کرتے ہوں ایک دفعہ آپ کی مجلس میں ایک راہب (جس کا نام سنان تھا) آیا اور آ کر اس نے اسلام قبول کیا، مجمع عام میں کھڑے ہو کر اس نے بیان کیا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ میں اسلام قبول کرلوں پھر اس بات کا میں نے مستحکم ارادہ کرلیا کہ یمن میں جو شخص کہ سب سے زیادہ افضل ہوگا میں اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا میں اس بات کی فکر میں تھا کہ مجھے نیند آ گئی میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا: سنان! تم بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح سے ایک دفعہ آپ کے پاس 13 شخص آئے اور انہوں نے بھی اسلام قبول کر کے بیان کیا کہ ہم لوگ نصاریٰ عرب سے ہیں۔ ہم نے اسلام قبول کرنے کا قصد کیا تھا لیکن ہم فکر میں تھے کہ کس کے ہاتھ پر اسلام قبول کریں اسی اثناء میں ہمیں ہاتف نے پکار کر کہا کہ تم لوگ بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ اس وقت جس قدر ایمان تمہارے دلوں میں ان کی برکت سے بھرا جائے گا اس قدر ایمان تمہارے دلوں میں بھرا جانا اور کسی جگہ ممکن نہیں۔

آپ کا مجاہدہ

آپ نے ایک دفعہ 558 ہجری میں اثنائے وعظ میں بیان فرمایا: کہ 25 سال تک میں بالکل تنہا رہ کر عراق کے بیابانوں اور ویران مقامات میں سیاحت کرتا رہا اور 40 سال تک میں عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتا رہا میں عشاء کے بعد ایک پاؤں پر کھڑا ہو کر قرآن مجید شروع کرتا اور نیند کے خوف سے اپنا ایک ہاتھ کھونٹی سے باندھ دیتا اور اخیر رات تک قرآن مجید کو ختم کر دیتا ایک روز میں شب کو ایک ویران عمارت کی سیڑھیوں پر چڑھ رہا تھا کہ اس وقت میرے جی میں آیا کہ اگر میں تھوڑی دیر کہیں سو رہتا تو اچھا تھا جس سیڑھی پر مجھے یہ خیال گزرا تھا اسی سیڑھی پر میں ایک پاؤں پر کھڑا ہو گیا اور میں نے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا اور تا اختتام قرآن مجید اسی طرح کھڑا رہا اور گیارہ برس تک میں اس برج میں جو کہ اب برج عجمی کے نام سے مشہور ہے رہا کیا اور اسی سبب سے اسے برج عجمی کہنے لگے آپ نے فرمایا: میں نے اس برج میں خدائے تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ جب تک میرے منہ میں لقمہ دیکر مجھے کھانا نہ کھلایا جائے گا اس وقت تک میں کھانا نہ کھاؤں گا اور جب تک مجھے پانی نہ پلایا جائے گا تب تک میں پانی نہ پیوں گا چنانچہ میں 40 دن تک اسی برج میں بیٹھا رہا اس اثناء میں میں نے نہ کھانا کھایا اور نہ پانی پیا جب چالیس روز پورے ہو چکے تو میرے سامنے ایک شخص کھانا رکھ گیا میرا نفس کھانے پر گرنے لگا میں نے کہا: خدا کی قسم! میں نے جو خدا تعالیٰ سے معاہدہ کیا ہے وہ ابھی پورا نہیں ہوا پھر میں نے باطن میں ایک چیخ سنی کہ کوئی چلا کر بھوک بھوک کہہ رہا ہے میں نے اس کا مطلق خیال نہیں کیا اتنے میں شیخ ابوسعید مخزمی کا

میرے قریب سے گزرہوا انہوں نے بھی یہ آواز سنی اور مجھ سے آن کر کہا عبدالقادر! یہ کیا شور ہے میں نے کہا: یہ نفس کی بے قراری ہے اور روح مطمئن ہے وہ اپنے مولیٰ کی طرف لو لگائے ہوئے ہے پھر آپ مجھ سے یہ فرما کر چلے گئے کہ اچھا تم باب الازج میں چلے آؤ میں نے اپنے جی میں کہا تاوقتیکہ مجھے اطمینان نہ ہوگا میں اس برج سے باہر قدم نہ رکھوں گا اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے آ کر کہا کہ تم ابوسعید مخرمی کے پاس چلے جاؤ میں آپ کے پاس آیا تو آپ دروازے پر کھڑے ہوئے میرا انتظار کر رہے تھے آپ نے فرمایا: عبدالقادر! تمہیں میرا کہنا کافی نہ ہوا پھر آپ نے دستِ مبارک سے خرقہ پہنایا اس کے بعد میں آپ ہی کی خدمت میں رہنے لگا۔

آپ کے ہاتھ پر پانچ ہزار یہود ونصاریٰ کا اسلام قبول کرنا

شیخ عبدالقادر جبائی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے بیان فرمایا: کہ میں بہت چاہتا ہوں کہ پہلے کی طرح بیابانوں میں رہا کروں نہ مخلوق مجھے دیکھے نہ میں مخلوق کو دیکھوں مگر خدائے تعالیٰ کو مجھ سے خلق کو نفع پہنچانا منظور تھا کیونکہ میرے ہاتھ پر پانچ ہزار یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ قطاع الطریق اور مفسد لوگوں نے توبہ کی۔ رضی اللہ عنہ

ابراہیم الداری نے بیان کیا ہے کہ آپ جمعہ کے روز جامع مسجد کو تشریف لے جاتے تو لوگ سڑکوں پر آپ سے دعا کرانے یا آپ کی برکت سے دعا مانگنے کے لئے کھڑے رہتے آپ کو قبولیتِ عامہ اور نہایت درجہ کی شہرت حاصل تھی۔ ایک روز جامع مسجد میں آپ کو چھینک آئی لوگوں نے آپ کی چھینک کا جواب دیتے ہوئے یرحمك اللہ و یرحم بك کہا تو لوگوں کی آواز سے تمام مسجد گونج اٹھی حتیٰ کہ مسجد میں جس جگہ کہ خلیفہ المستنجد باللہ بیٹھا کرتا تھا وہاں تک اس کی آواز پہنچی خلیفہ نے پوچھا: یہ کاہے کی آواز ہے؟ لوگوں نے کہا: شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو چھینک آئی ہے تو یہ سن کر خلیفہ موصوف پر خوف طاری ہو گیا۔

ابنِ نقطۃ الصریفینی نے بیان کیا ہے کہ شیخ بقا بن بطو اور شیخ علی بن الہیتی اور شیخ قیلوی آپ کے مدرسہ کا دروازہ جھاڑتے اور اس پر چھڑکاؤ کیا کرتے تھے اور آپ کی اجازت کے

بغیر آپ کے پاس اندر نہیں جاتے تھے اور جب اجازت لیکر یہ لوگ اندر جاتے تو آپ ان سے فرماتے، بیٹھو تو یہ لوگ آپ سے پوچھتے، ہمیں امن ہے آپ فرماتے ہاں! تمہیں امن ہے پھر یہ لوگ مودب ہو کر بیٹھ جاتے اور جب آپ سواری پر سوار ہوتے اور یہ لوگ اس وقت موجود ہو جاتے تو یہ لوگ زین پر ہاتھ رکھ کر دس پانچ قدم آپ کے ساتھ ہو جاتے آپ ہر چند انہیں منع کرتے مگر یہ لوگ کہتے اسی طرح سے خدائے تعالیٰ سے تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔

نیز! شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے عراق کے بہت سے مشائخوں کو جو آپ کے ہم عصر تھے دیکھا کہ جب آپ کے مدرسہ میں آتے تو مدرسہ کی چوکھٹ کو چوما کرتے۔

تزاحم تیجان الملوك ببابه
ويكثر عند في وقت السلام ازدحامها

ترجمہ: آپ کے دروازے پر بادشاہوں کے تاج ٹکراتے تھے جبکہ آپ کو سلام کرنے کے لئے ان کا ہجوم ہوتا تھا۔

اذا عاينته من بعيد ترجلت
وان هي لم تفعل ترجل هامها

جب وہ تاج آپ کو دور سے دیکھتے تو چلنے لگتے خود وہ نہیں بلکہ ان کے سردار چلنے لگتے۔

بقیۃ السلف الشیخ ابوالغنائم مقدام البطائحی نے بیان کیا ہے کہ آپ کے مریدوں میں سے ایک شخص عثمان بن مرزوق البطائحی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شیخ موصوف نے ان سے فرمایا: کہ اے میرے فرزند! شیخ عبدالقادر اس وقت روئے زمین میں سب سے بہتر و افضل ہیں۔

شیخ معمر جرادة نے بیان کیا ہے کہ میری آنکھوں نے شیخ عبدالقادر جیسا خلیق، وسیع حوصلہ، رحم دل، پابند قول وقرار، بامروت و باوفا کسی کو نہیں دیکھا۔ باوجود آپ اپنی عظمت و بزرگی وفضیلت علمی کے چھوٹوں کے ساتھ کھڑے ہو جاتے اور بڑوں کی تعظیم کرتے اور آپ

انہیں سلام کیا کرتے غرباء وفقراء کو آپ اپنے پاس بٹھاتے ان سے عاجزی سے پیش آتے امراء وروٗسا کی تعظیم کے لئے آپ کبھی کھڑے نہیں ہوئے اور نہ کبھی آپ وزراء وسلاطین کے دروازے پر گئے۔

شیخ ابو الغنائم بطلائحی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ چار شخص آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں جنہیں میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا میں اپنی جگہ پر کھڑا رہا جب یہ لوگ اٹھ کر چلے گئے تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ جاؤ تم ان سے اپنے لئے کچھ دعائے خیر وغیرہ کراؤ میں مدرسہ کے صحن میں ان سے آ کر ملا اور ان سے اپنے لئے دعا کرانے کا خواستگار ہوا تو ان میں سے ایک بزرگ نے مجھ سے فرمایا: تمہارے لئے بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ تم ایسے شخص کی خدمت میں ہو جس کی برکت سے خدائے تعالیٰ زمین کو قائم رکھے گا اور جس کی دعا کی برکت سے تمام خلائق پر رحم کرے گا۔ دیگر اولیاء کی طرح ہم لوگ بھی ان کے سایہ عاطفت میں رہ کر ان کے حکم کے تابعدار ہیں یہ کہہ کر وہ چاروں بزرگ چلے گئے پھر میں نے انہیں نہیں دیکھا میں آپ کے پاس متعجب ہو کر واپس آیا تو قبل اس کے کہ میں آپ سے کچھ کہوں آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ جو کچھ انہوں نے تم سے کہا ہے میری حیات میں تم اس کی کسی کو خبر نہ کرنا میں نے پوچھا: حضرت یہ کون لوگ تھے؟ آپ نے فرمایا: یہ لوگ کوہ قاف کے روٗسا تھے اور اب یہ اپنی اپنی جگہ پر پہنچ گئے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

محمد بن خضر اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: کہ میں تیرہ سال تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا اس اثناء میں میں نے دیکھا کہ نہ تو آپ کا رینٹھ (ناک کی رطوبت) نکلا اور نہ کبھی آپ کا بلغم نکلا اور نہ کبھی آپ کے جسم پر مکھی بیٹھی، نہ کبھی آپ امراء وروٗسا کی تعظیم کے لئے اٹھے اور نہ کبھی آپ وزراء وسلاطین کے دروازے پر گئے اور نہ کبھی ان کے فرش وفروش پر بیٹھے اور نہ آپ نے بجز ایک دفعہ کے ان کے یہاں کا کھانا کھایا آپ ان کے فرش وفروش پر بیٹھنے کو اپنے لئے بلائے ناگہانی خیال کرتے تھے، امراء وروٗسا اور وزراء وسلاطین آپ کے در دولت پر آتے اور آپ اس وقت

اگر باہر ہوتے تو آپ اٹھ کر اندر چلے جاتے اور جب یہ لوگ آ کر بیٹھ جاتے تو اس کے بعد آپ اندر سے تشریف لاتے اور ان کی آمد کے وقت باہر نہ بیٹھے رہتے تا کہ ان کی تعظیم کے لئے آپ کو اٹھنا نہ پڑے پھر جب آپ ان لوگوں کے پاس آتے تو ان پر آپ سختی کرتے اور نصیحت فرماتے یہ لوگ آپ کا دستِ مبارک چومتے اور مؤدب ہو کر آپ کے سامنے بیٹھ جاتے اگر آپ خلیفہ کو نامہ وغیرہ لکھتے تو اسے مندرجہ ذیل الفاظ میں لکھا کرتے۔

''عبدالقادر تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہے'' یا ''تم پر اس کا حکم نافذ ہو اور اس کی اطاعت واجب ہے وہ تمہارا پیشوا اور تم پر حجت ہے''

جب خلیفہ کے پاس یہ نامہ پہنچا تو وہ اسے چومتا اور آنکھوں سے لگاتا اور کہتا کہ بیشک شیخ سچ فرماتے ہیں۔

شیخ فقیہ ابوالحسن نے بیان کیا ہے کہ وزیر ابنِ ہبیرہ سے خلیفہ المقتفی لامراللہ نے شکایت کی کہ شیخ عبدالقادر میری ہتک اور توہین کیا کرتے ہیں آپ کے مہمان خانے میں جو کھجور کا درخت ہے اسے آپ میری طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں کھجور کے درخت تو سرکشی نہ کر ورنہ میں تیرا سر اڑا دوں گا'' لہٰذا تم میری طرف سے تنہائی میں آپ سے جا کر کہو کہ خلیفہ سے آپ کا تعرض کرنا نامناسب ہے خصوصاً جبکہ آپ کو خلافت کے حقوق معلوم ہیں ابنِ ہبیرہ کہتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں گیا میں نے دیکھا کہ آپ کے پاس بہت سے لوگ بیٹھے ہیں اس لئے میں آپ سے تنہائی ہونے کے انتظار میں بیٹھ گیا اور آپ کی گفتگو سننے لگا آپ نے اثنائے گفتگو میں فرمایا: بیشک میں اس کا سر کاٹوں گا میں نے سمجھ لیا کہ یہ آپ نے میری طرف اشارہ کیا ہے اس کے بعد میں اٹھ کر چلا آیا اور جو کچھ میں نے سنا تھا وہ آن کر خلیفہ موصوف کو سنا دیا اور میں نے رو کر کہا کہ واقعی شیخ کی نیک نیتی میں کوئی شک نہیں ہے پھر خلیفہ موصوف خود آپ کی خدمت میں گیا اور مؤدب ہو کر بیٹھ گیا آپ نے خلیفہ موصوف کو نصیحت کی اور نہایت مبالغہ کے ساتھ نصیحت کی یہاں تک کہ آپ نے اسے رلا دیا اس کے بعد اس سے شفقت اور مہربانی سے پیش آئے۔

مفتی عراق محی الدین ابوعبداللہ محمد بن حامد بغدادی نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ رقیق القلب اور نہایت درجہ کے خدا ترس، رعب دار اور مستجاب الدعوات شخص تھے آپ کے چہرے سے مکارمِ اخلاق عیاں تھے آپ کا پسینہ خوشبو دار تھا آپ برائی سے دور رہتے تھے آپ مقبولِ بارگاہِ الٰہی تھے جب کوئی محارمِ الٰہی کی بے حرمتی کرتا تو آپ نہایت سختی سے اس پر گرفت کرتے آپ اپنے نفس کے لیے کبھی غصہ نہ کرتے اور نہ کبھی رضائے الٰہی کے سوا آپ کسی کی مدد کرتے سائل کو آپ اپنا کوئی کپڑا ہی کیوں نہ دے دیتے مگر اسے آپ کبھی خالی ہاتھ نہ جانے دیتے توفیق و تائیدِ الٰہی آپ کے ساتھ تھی علم آپ کا مربی و مذہب اور قربِ الٰہی آپ کا اتالیق اور حضور آپ کا خزانہ اور معرفت آپ کا تعویذ اور کلام آپ کا شیر اور نظر آپ کا سفیر اور انس آپ کا مصاحب اور بسط آپ کی جان اور راستی آپ کا علم اور فتوحات روحانی آپ کی پونجی اور حلم آپ کا پیشہ اور ذکر آپ کا وزیر اور فکر آپ کا فسانہ گو اور مکاشفہ آپ کی غذا اور مشاہدہ آپ کی شفا اور آدابِ شریعت آپ کا ظاہر اور اوصاف و اسرارِ حقیقت آپ کا باطن تھا۔

آپ کا شیطان کو دیکھنا اور اس کے مکر سے آپ کا محفوظ رہنا

آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کو کہتے سنا کہ آپ اپنی بعض سیاحت میں ایک روز کسی ایسے جنگل کی طرف نکل گئے جہاں آب و دانہ کا نام و نشان نہ تھا آپ کئی روز تک وہیں رہے حتیٰ کہ آپ پر پیاس کا ازحد غلبہ ہوا پھر آپ کے سر پر ایک بدلی کا ٹکڑا آیا اس سے آپ پر کچھ تری ٹپکی جس سے آپ سیراب ہو گئے اس کے بعد آپ نے فرمایا: پھر مجھے ایک روشنی دار صورت دکھائی دی جس سے آسمان کے کنارے روشن ہو گئے اس صورت سے مجھے یہ آواز سنائی دی کہ عبدالقادر! میں تمہارا رب ہوں میں نے تمام حرام باتیں تم پر حلال کر دیں میں نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ کر اسے دھتکارا تو اس کی روشنی معدوم ہو گئی اور وہ صورت دھوئیں کی شبیہ دکھائی دینے لگی پھر اس صورت سے میں نے یہ آواز سنی کہ عبدالقادر! تم نے اپنے علم اور خدا تعالیٰ کے حکم سے میرے مکر سے نجات پائی ورنہ میں اپنے اس مکر سے ستر صاحب طریقت کو گمراہ کر چکا ہوں میں نے کہا: بیشک میرے پروردگار کا فضل و کرم میرے شامل

حال ہے اس کے بعد مجھ سے کہا گیا کہ تم نے شیطان کو کس طرح پہچانا؟ میں نے کہا: کہ میں نے اسے اس کے قول سے پہچانا کہ "عبدالقادر! میں نے تم پر تمام حرام باتیں حلال کر دیں" اور مجھے معلوم تھا کہ خدائے تعالیٰ فحش باتوں کا کسی کو بھی حکم نہیں دیتا ہے۔

آپ کا طریقہ

شیخ علی بن ادریس یعقوبی بیان کرتے ہیں کہ شیخ علی بن ہیتی سے آپ کا طریقہ دریافت کیا گیا میں اس وقت آپ کے پاس موجود تھا انہوں نے بیان کیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قدم تفویض اور موافقت پر تھا اور اپنی قوت و طاقت پر بھروسہ نہ کرتے۔ تجرید و توحید تفرید با حضور بوقتِ عبودیت با سر قائم مقام عبدیت نہ بشئے و نہ برائے شے آپ کا طریقہ تھا آپ کی عبودیت محض کمالِ ربوبیت سے مؤید تھی آپ مصاحبت تفرقہ سے نکل کر معہ احکامِ شریعت مطالعہ جمع میں پہنچ گئے تھے۔

شیخ عدی بن ابوالبرکات صخر بن مسافر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میرے عمِ بزرگوار سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ دریافت کیا گیا تو میں اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے فرمایا: "الذبول تحت فجاری الاقدار بموافقة القلب والروح واتحاد الباطن والظاهر ونسيانا خة عن صفات النفس مع الغيبه عن روية النفع والضر والقرب والبعد" یعنی آپ کا طریقہ ہر مقام پر فروتنی اور آپ کا قلب و روح اور ظاہر و باطن ایک تھا آپ صفاتِ نفس و نفع و ضرر اور قرب و بعد سے نکل کر مقامِ غیبت میں پہنچے ہوتے تھے۔

خلیل بن احمد الصرصری بیان کرتے ہیں کہ میں نے شیخ بقا بن بطو سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ قول و فعل کا اور نفس و وقت کا متحد رہنا اخلاص و تسلیم (رضا) اختیار کرنا کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر وقت و ہر لحظہ و ہر حال میں موافق رہنا اور تقرب الی اللہ میں زیادہ ہونا آپ کا طریقہ تھا۔

شیخ ابوسعید قیلوی نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام مع اللہ و فی اللہ و باللہ جس کے سامنے بڑی بڑی قوتیں بیکار تھیں آپ بہت سے متقدمین میں

سے سبقت لے کر ایسے مقام پر پہنچے تھے کہ جہاں تنزل ممکن نہیں خدائے تعالیٰ نے آپ کی تحقیق و تدقیق کی وجہ سے آپ کو ایک بہت بڑے زبردست مقام پر پہنچایا تھا۔

شیخ مظفر بن منصور بن مبارک واسطی معروف بہ حداد بیان کرتے ہیں کہ جب میں عالمِ شباب میں تھا تو میں اس وقت ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں گیا میرے ساتھ اس وقت ایک کتاب تھی جو کہ علومِ روحانیہ اور مسائلِ فلسفہ پر مشتمل تھی جب ہم لوگ آپ کے پاس جا کر بیٹھ گئے تو قبل اس کے کہ آپ میری کتاب دیکھیں یا اس کی نسبت مجھ سے کچھ دریافت کیا ہو آپ نے فرمایا: تمہاری یہ کتاب تمہارے لئے اچھا رفیق نہیں ہے، تم اٹھ کر اسے دھو ڈالو میں نے قصد کیا کہ میں آپ کے پاس جا کر کہیں ڈال دوں پھر اسے اپنے پاس نہ رکھوں تا کہ کہیں آپ کی خفگی کا باعث نہ ہو اس کتاب سے محبت کی وجہ سے میرا اسے دھونے کو جی نہ چاہا اس کے بعض بعض مسائل اور احکام میرے ذہن نشین بھی تھے میں اسی نیت سے اٹھنا چاہتا تھا کہ آپ نے میری طرف تعجب کی نگاہ سے دیکھا اور میں اٹھ نہ سکا گویا میں کسی چیز سے بندھ رہا تھا پھر آپ نے فرمایا: کہاں ہے وہ تمہاری کتاب؟ لاؤ مجھے دو میں نے اس کتاب کو نکالا اور اسے کھول کر دیکھا تو وہ صرف سادے کاغذ تھے میں نے اسے آپ کو دے دیا آپ نے اس پر اپنا دستِ مبارک پھیر کر فرمایا: یہ ابنِ ضریس کی کتاب فضائل القرآن ہے۔ اور مجھے واپس دے دی میں نے دیکھا تو وہ ابنِ ضریس کی کتاب فضائل القرآن ہے اور ایک نہایت عمدہ خط میں لکھی ہوئی ہے اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا: جو بات کہ تمہاری زبان پر نہیں مگر دل میں ہے تم اس سے توبہ کرنی چاہتے ہو میں نے کہا: بیشک حضرت میں اس سے توبہ کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا: اچھا اٹھو میں اٹھا تو جو کچھ مسائل فلسفہ احکامِ روحانیات مجھے یاد تھے وہ سب میرے ذہن سے نکل گئے اور میرا باطن ایسا ہو گیا کہ گویا کبھی میں نے ان کا خیال تک نہیں کیا تھا۔

انہیں نے بیان کیا ہے کہ میں ایک وقت اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے آپ سے اس وقت ایک بزرگ کا جو اس وقت کرامات و عبادات میں مشہور و معروف تھے نام لے کر بیان کیا گیا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت یونس

نبی اللہ علیہ السلام کے مقام سے بھی گزر چکا ہوں تو یہ سن کر آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور اٹھ کر بیٹھ گئے اور تکیہ ہاتھ میں لے کر اسے سامنے ڈال دیا اور فرمایا: مجھے معلوم ہے عنقریب ان کی روح پرواز کرنے والی ہے ہم لوگ جلدی سے ان کی طرف روانہ ہوئے جب وہاں پہنچے تو ان کی روح پرواز کر چکی تھی اس سے پہلے یہ بزرگ بالکل صحیح و تندرست تھے۔ کوئی بیماری اور دکھ درد لاحق نہیں ہوا تھا اس کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ اچھی حالت میں ہیں میں نے ان سے پوچھا: کہ خدائے تعالیٰ نے تم سے کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور اپنے نبی حضرت یونس علیہ السلام سے میرا کلمہ مجھے دلا دیا اس بات میں خدائے تعالیٰ کے نزدیک حضرت یونس علیہ السلام میرے شفیع بنے۔ غرض! آپ کی برکت سے میں نے بہت فائدہ اٹھایا۔

شیخ عبدالرحمٰن بن ابو الحسن علی بطائحی الرفاعی بیان کرتے ہیں کہ جب میں بغداد گیا تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں بھی حاضر ہوا اور جب آپ کے حال اور آپ کی فراغتِ قلبی وغیرہ کے علاوہ آپ کے دیگر حالات کو میں نے دیکھا تو میں حیران رہ گیا جب واپس آیا اور اپنے ماموں بزرگوار کو اس کی اطلاع دی تو وہ فرمانے لگے کہ اے میرے فرزند! حضرت شیخ عبدالقادر جیسی قوت کس کو نصیب ہے؟ اور جس حال پر کہ وہ ہیں کون رہ سکتا ہے اور جہاں تک کہ وہ پہنچے ہیں کون پہنچ سکتا ہے۔

ابو محمد حسن نے بیان کیا کہ میں نے شیخ علی قرشی کو بیان کرتے سنا کہ وہ ایک شخص سے کہہ رہے تھے کہ اگر تم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے تو گویا تم ایک ایسے شخص کو دیکھتے کہ جس نے اپنے پروردگار کی راہ میں اپنی ساری قوت مٹا دی اور اہلِ طریقت کو قوی کر دیا ہے آپ کا وصف حکماً و حالاً توحید تھا اور آپ کی تحقیق ظاہراً و باطناً شریعت تھی اور فراغتِ قلبی اور ہستی فانی و مشاہدہ الٰہی آپ کا وصف تھا آپ ایسے مقام پر تھے کہ جہاں شک و شبہ کو مطلقاً گنجائش نہ تھی اور نہ آپ کے مقامِ سر میں اغیار کو جھگڑنے کا موقع مل سکتا تھا اور نہ قلب میں کسی قسم کی پریشانی ممکن تھی ملکوتِ اکبر آپ کے پیچھے رہ گیا تھا اور ملکِ اعظم آپ کے قدموں کے نیچے تھا۔

شیخ محمد شبنکی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ شیخ ابوبکر بن ہوار سے سنا کہ اوتاد عراق آٹھ ہیں۔ حضرت معروف الکرخی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، بشر الحافی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سری السقطی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ میں نے عرض کیا۔ کون عبدالقادر؟ آپ نے فرمایا: شرفائے عجم سے ایک شخص بغداد میں آ کر رہے گا اس شخص کا ظہور پانچویں صدی میں ہوگا یہ شخص صدیقین اور اوتاد و اقطاب زمانہ سے ہوگا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بغداد میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا میں اس وقت تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور آپ سوار تھے اور آپ کی ایک جانب میں۔ دوسری جانب حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے آپ نے فرمایا: موسیٰ تمہاری امت میں بھی کوئی ایسا شخص ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں پھر جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا: عبدالقادر! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت ہوا میں تھے آپ نے مجھ سے معانقہ کیا اس کے بعد آپ نے مجھے خلعت پہنایا اور فرمایا یہ میں نے تمہیں خلعت قطبیت پہنایا ہے پھر آپ نے میرے منہ میں تین دفعہ تھتکارا اور مجھے اپنی جگہ واپس کر دیا اس کے بعد منبر پر بیٹھ کر میں مندرجہ ذیل اشعار پڑھنے لگا۔

ما شربها في كل دير وبيعة
واظهر للعشاق ديني و مذهبي

ہر ایک دیر و کنیسہ میں جا کر عشقِ الٰہی کا جام پیوں گا اور تمام عشاق پر اپنا دین و مذہب ظاہر کروں گا۔

واضرب فوق السطح بالدف حلوةً
لكاساتها لا في الزوايات مختبي

میں سب کے سامنے بالا خانہ پر بیٹھ کر نوبت بجا کر اس کا اعلان کروں گا اور کونوں میں بیٹھ کر خود ہی پی لوں گا۔

خضر الحسینی الموصلی نے بیان کیا ہے کہ میں نے شیخ قضیب البان موصلی سے سنا کہ آپ

فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت اہلِ طریقت و محبت کے پیشوا، سالکوں کے مقتدا، امامِ صدیقین، حجۃ العارفین و صدر المربین ہیں۔

آپ کا قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقْبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کہنا

حافظ ابو العز عبدالمغیث بن حرب البغدادی نے بیان کیا ہے کہ ہم لوگ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس مجلس میں کہ جس میں آپ نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقْبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" فرمایا ہے حاضر تھے آپ کی یہ مجلس آپ کے مہمان خانے میں جو کہ بغداد کے محلّہ حلبہ میں واقع تھا منعقد ہوئی تھی اس مجلس میں ہمارے سوا عراق کے عموماً تمام مشائخ موجود تھے جن میں سے بعض مشائخین کے اسمائے گرامی ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوسعید القیلوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ موسیٰ ماہین یا بقول بعض ماہان رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالنجیب السہروردی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالکرام رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوعمرو عثمان القرشی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ مکارم الاکبر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ مطرو جاکیر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ خلیفہ بن موسیٰ الاکبر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ صدیق بن محمد البغدادی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ یحییٰ المرتعش رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ضیاء الدین ابراہیم الجونی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو عبداللہ محمد القزوینی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوعمرو عثمان البطائحی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ قضیب البنان رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالعباس احمد الیمانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالعباس احمد القزوینی رحمۃ اللہ علیہ، ان کے شاگرد شیخ داؤد (یہ نماز پنج گانہ مکہ معظمہ میں پڑھا کرتے تھے۔) شیخ ابوعبداللہ محمد الخاص رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوعمر عثمان العراقی الشوکی رحمۃ اللہ علیہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ رجال الغیب سیارہ (سیر کنندہ) سے تھے۔ شیخ سلطان المزین رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوبکر الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالعباس احمد بن الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابومحمد الکونج رحمۃ اللہ علیہ، شیخ مبارک الحمیری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبدالقادر البغدادی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوسعود العطار رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوعبداللہ الادانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالقاسم البزار رحمۃ اللہ علیہ، شیخ شہاب عمر السہروردی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالبقا البقال رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو حفص الغزالی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابومحمد الفارسی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابومحمد الیعقوبی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ

ابو حفص الکیمانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوبکر المزین رحمۃ اللہ علیہ، شیخ جمیل صاحب الخطوۃ والزعقہ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوعمرو الصریفینی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالحسن الجوسی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو محمد الحریمی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی ابویعلی الفراء رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ بالا مشائخ کے علاوہ اور بھی دیگر مشائخ موجود تھے آپ ان سب کے روبرو وعظ فرما رہے تھے اسی وقت آپ نے یہ بھی فرمایا: "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" (میرا یہ قدم ہر ایک ولی اللہ کی گردن پر ہے) یہ سن کر شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور تخت کے پاس جا کر آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا اس کے بعد تمام حاضرین نے آگے بڑھ کر اپنی گردنیں جھکا دیں۔

شیخ عدی بن البرکات صخر بن صخر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے عم بزرگ شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اس سے پہلے بجز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اور بھی مشائخ میں سے کسی نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کہا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں میں نے پوچھا: اس کے معنی کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس سے محض مقام فردیت مراد ہے میں نے کہا: کیا ہر زمانہ میں فرد ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں مگر بجز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اور کسی فرد کو اس کے کہنے کا حکم نہیں ہوا پھر میں نے عرض کیا کیا آپ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! وہ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے اور تمام اولیاء نے اپنے سر جھکائے دیکھو فرشتوں نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تب ہی کیا جب کہ خدائے تعالیٰ نے انہیں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔

شیخ بقا بن بطو نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم الاعزب بن الشیخ ابی الحسن علی الرفاعی البطائحی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے میرے ماموں سیدی شیخ احمد الرفاعی سے پوچھا: کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کہا ہے تو کیا آپ اس کے کہنے پر مامور تھے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: بے شک وہ اس کے کہنے پر مامور تھے۔

شیخ ابوبکر ہوار رحمۃ اللہ علیہ سے باسناد بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز انہوں نے اپنے

مریدوں سے بیان کیا کہ عنقریب عراق میں ایک عجمی شخص جو کہ خدائے تعالیٰ کے اور لوگوں کے نزدیک مرتبہ عالی رکھتا ہوگا ظاہر ہو کر بغداد میں سکونت اختیار کرے گا اور "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کہے گا اور تمام اولیائے زمانہ اس کی پیروی کریں گے۔

شیخ ابو الاسلام شہاب الدین احمد بن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے اس قول "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کے معنی پوچھے گئے تو شیخ موصوف نے فرمایا: کہ اس سے آپ کی کرامات کا بکثرت ظاہر ہونا مراد ہے کہ جن کا بجز ناحق پسند شخص کے اور کوئی انکار نہیں کرسکتا۔

کرامت و استدراج کا فرق اور آپ کے کرامات کا بتواتر ثابت ہونا

ائمہ کرام نے کرامت و استدراج میں فرق کرنے کے لئے یہ قانون بیان کیا ہے کہ خوارق عادات یعنی خلاف عادات امور سے جب کوئی امر کسی ۔سے بطریقِ حق و راہِ مستقیم واقع ہو تو وہ معجزہ کہلاتا ہے اور یہ انبیاء علیہم السلام سے مخصوص کیا گیا ہے یا کرامت کہلاتا ہے، اور یہ اولیاء اللہ سے مخصوص ہے مثلاً جیسا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے کرامات اور اس کے ماسوا جو خرقِ عادات کہ بطریقِ راہِ حق نہ ہو بلکہ بطریقِ باطل و مقرون بجز ہوا سے استدراج کہتے ہیں۔

شیخ الاسلام عز الدین بن عبدالسلام نے بیان کیا ہے کہ اس قدر تواتر کے ساتھ کسی کی کرامات ہم تک نہیں پہنچیں۔ باوجود آپ سے خوارقِ عادات و کرامات بکثرت ظاہر ہونے کے آپ ہمیشہ حاضر الحس وذکی فہم و متمسک بقوانین شریعت رہے آپ ہمیشہ شریعت کے قدم بقدم چلتے اور دوسروں کو اس کی طرف بلاتے رہے، شریعت کی مخالفت سے آپ کو سخت نفرت تھی، باوجودیکہ آپ ہمیشہ عبادات و مجاہدات میں مشغول رہتے تھے مگر ساتھ ہی آپ اپنا بہت سا وقت لوگوں کے ساتھ بھی خرچ کرتے رہتے تھے آپ صاحبِ اولاد و ازداج بھی تھے تو پھر جس شخص میں یہ تمام اوصاف جمع ہوں اس کے صاحبِ کمال ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے، قطع نظر اس کے خوارق عادات کا ظاہر ہونا صاحب شریعت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و السلام کی بھی صفت ہے اسی لئے آپ نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کہا۔

شیخ موصوف نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ کے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقْبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کہنے کی یہی وجہ ہے کہ آپ[1] کے زمانہ میں ایسا کوئی شخص نہیں تھا کہ مندرجہ بالا صفات میں آپ کا ہم پلہ ہوسکتا۔ غرض! آپ کے اس قول سے آپ کی تعظیم وتکریم مقصود ہے اور درحقیقت آپ تعظیم وتکریم کے مستحق وسزاوار بھی ہیں۔ "وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ" خدائے تعالیٰ جسے چاہتا ہے راہ راست پر لے جاتا ہے۔

"قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقْبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کے کیا معنی ہیں؟

بیان کیا گیا ہے کہ قدم کے یہاں پر حقیقی معنی مراد نہیں ہیں بلکہ یہاں پر اس کے مجازی معنی مراد ہیں چنانچہ شان ادب بھی اسی کی متقضی ہے۔ قدم سے مجازاً طریقہ بھی مراد ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے فلانٌ علٰی قدمٍ حمیدٍ ای طریقه حمیدةٍ او عبادةٍ عظیمةٍ او ادب جمیل او نحو ذلك یعنی فلاں شخص قدم حمید پر ہے یعنی طریقہ حمید پر ہے یا عبادت عظیمہ یا ادب جمیل پر ہے غرض! قریب قریب اسی قسم کے معنی مراد ہوتے ہیں تو اب آپ کے قول "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقْبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کے معنی واضح ہو گئے یعنی آپ کا قدم ہر ایک ولی کی گردن پر ہے یعنی آپ کا طریقہ آپ کے فتوحات تمام اولیاء کے طریقوں اور فتوحات سے اعلیٰ وارفع ہے، یعنی انتہائے کمال کو پہنچا ہوا ہے اور قدم کے حقیقی معنی تو خدا ہی خوب جانتا ہے کہ مراد ہیں یا نہیں اس کے حقیقی معنی کئی وجوہ سے مناسب مقام بھی نہیں ہیں۔

اول: یہ کہ رعایتِ ادب ملحوظ رکھنا ایک ضروری امر ہے کیونکہ طریقت اسی پر مبنی ہے

---

[1] یہ ترجمہ ہے اصل کتاب کے الفاظ لا یعرف فی عصرہٖ من کان یساویه۔ اس سے ثابت ہے کہ ارشاد قدمی هذه الخ آپ کے وقت تک محدود تھا اولیائے اولین وآخرین اس سے خارج ہیں جیسا کہ تصریح فرمائی ہے امام ربانی قیوم دورانی قطب زمانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مکتوبات شریف جلد اول مکتوب دوصد ونود وسوم (293) کہ اگر اولیائے اولین وآخرین اس حکم میں داخل کئے جاویں تو صحابہ کرام اور تابعین پر آپ کی تفضیل لازم آتی ہے اور آخرین میں سے امام مہدی پر فضیلت لازم آئے گی جو مبشر بالاحادیث ہیں۔ اور کتاب بہجۃ الاسرار ص 5 میں ہے "فی وقتها علی رقاب الاولیاء فی ذلك الوقت" جس سے ثابت ہے کہ یہ حکم غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت تک محدود تھا۔

جیسا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

دوم: یہ کہ یہ بات زیادہ مناسب ہے کہ آپ جیسے عارف و کامل کے کلام کو فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ نمونہ پر محمول کرنا چاہئے جیسا کہ ہم اوپر تقریر کر آئے ہیں بعض لوگوں نے بجائے قدمی کے قادی وغیرہ کہا ہے سو اس کے معنی خدا ہی کو معلوم ہیں جو معنی کے ظاہر و متبادر تھے وہ ہم نے بیان کئے ہیں باقی خفیات و کنایات کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔

مشائخ کا آپ کی تعظیم کرنا اور آپ کے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کے کہنے کی خبر دینا

شیخ مطر بیان کرتے ہیں کہ میں بمقام قلمیا ایک روز شیخ ابوالوفاء کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ مطر جاؤ دروازہ بند کر دو اور ایک عجمی نوجوان جو میرے پاس آنا چاہتے ہیں انہیں میرے پاس نہ آنے دو میں اٹھ کر گیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی تشریف لائے ہیں اور آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ شیخ موصوف نے اندر آنے کی اجازت چاہی مگر آپ نے انہیں اجازت نہیں دی اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ ایک بے چینی کے عالم میں ٹہلنے لگے پھر تھوڑی دیر بعد آپ نے شیخ موصوف کو اندر آنے کی اجازت دیدی۔ شیخ موصوف اندر تشریف لائے جب آپ نے انہیں دیکھا تو آپ نے دس پانچ قدم آگے بڑھ کر شیخ موصوف سے معانقہ کیا اور فرمایا کہ میں نے آپ کو اندر تشریف لانے سے اس لئے نہیں منع کیا تھا کہ میں آپ کے مرتبہ سے واقف نہیں ہوں بلکہ صرف آپ سے خوف کھا کر اندر آنے سے مانع ہوا تھا مگر جب مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ مجھ سے مستفید ہوں گے اور میں آپ سے مستفید ہوں گا تو پھر میں آپ سے بے خوف ہو گیا رضی اللہ عنہم ورضی عنا بہم۔

شیخ عبدالرحمٰن الطفونجی نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے شیخ تاج العارفین شیخ ابوالوفاء کی خدمتِ بابرکت میں تشریف لایا کرتے تھے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت عالمِ شباب میں تھے آپ جب ہمارے شیخ موصوف

کی خدمت میں تشریف لاتے تو شیخ موصوف ان کی تعظیم کے لئے اٹھتے اور حاضرین سے بھی فرماتے کہ ولی اللہ کی تعظیم کے لئے اٹھو بعض اوقات آپ دس پانچ قدم آپ کے استقبال کے لئے بھی آگے بڑھتے، ایک دفعہ لوگوں نے آپ کے اس درجہ تعظیم کرنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ یہ نوجوان ایک عظیم الشان شخص ہوگا جب اس کا وقت آئے گا تو ہر خاص و عام اس کی طرف رجوع کرے گا اس وقت ہمارے شیخ موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ گو بغداد میں میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک مجمع کثیر میں "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کہہ رہے ہیں وہ اپنے اس قول میں حق بجانب ہوں گے اور تمام اولیائے وقت کی گردنیں ان کے سامنے نیچی ہوں گی یہ ان سب کے قطب وقت ہوں گے تم میں سے جو کوئی ان کا یہ وقت پالے تو اسے چاہئے کہ ان کی خدمت کو اپنے اوپر لازم کرلے۔

ایک وقت شیخ مسلمہ بن نعمۃ السروجی سے کسی نے پوچھا: کہ اس وقت قطبِ وقت کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: کہ قطبِ وقت اس وقت مکہ میں ہیں اور ابھی وہ لوگوں پر مخفی ہیں۔ انہیں صالحین کے سوا اور کوئی نہیں پہچانتا اور عراق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ عنقریب ایک نوجوان عجمی شخص کہ جن کا نام عبدالقادر ہوگا اور کرامات وخوارقِ عادات ان سے بکثرت ظاہر ہوں گے یہی غوث وقطب ہیں کہ جو مجمع عام میں "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کہیں گے اور اپنے اس قول میں حق بجانب ہوں گے تمام اولیائے وقت آپ کے قدم کے نیچے ہوں گے خدائے تعالیٰ ان کی ذات بابرکات اور ان کی کرامات سے لوگوں کو نفع پہنچائے گا۔

شیخ علی بن ہیتی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہمارے شیخ شیخ ابوالوفاء تخت پر بیٹھے ہوئے لوگوں سے ہم سخن تھے کہ اتنے میں آپ کی خدمت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے آپ اس وقت خاموش ہوگئے اور شیخ موصوف کو مجلس سے نکال دینے کا حکم دیا شیخ موصوف کو مجلس سے نکال دیا گیا آپ پھر حاضرین سے مخاطب ہوگئے شیخ موصوف دوبارہ تشریف بھی لائے اور آپ نے قطع کلام کرکے شیخ موصوف کو پھر نکلوا دیا اور پھر بدستور لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے شیخ موصوف تیسری دفعہ پھر تشریف لائے تو اس دفعہ

آپ نے تخت سے اتر کر شیخ موصوف سے معانقہ کیا اور آپ کی پیشانی چومی اور حاضرین سے فرمایا: کہ اہلِ بغداد و ولی اللہ کی تعظیم کے لئے اٹھو میں نے ان کی اہانت کرنے کی غرض سے ان کے نکالے جانے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ صرف اس لئے کہ تم انہیں اچھی طرح سے پہچان لو پھر آپ نے فرمایا: عبدالقادر! آج وقت ہمارے ہاتھ ہے اور عنقریب یہ وقت تمہارے ہاتھ آئے گا ہر ایک چراغ روشن ہو کر گل ہو جاتا ہے مگر تمہارا چراغ قیامت تک روشن رہے گا اس کے بعد آپ نے اپنی جائے نماز اور تسبیح اور قمیص اور پیالہ اور اپنا عصا شیخ موصوف کو دیا جب مجلس ختم ہو چکی تو آپ منبر پر سے اترے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا ہاتھ تھامے ہوئے اخیر سیڑھی پر بیٹھ گئے اور لوگوں کے روبرو آپ سے فرمایا کہ عبدالقادر! تمہارا بھی عظیم الشان وقت ہوگا تو اس وقت تم اس سفید[1] داڑھی کو یاد رکھنا یہی کہتے ہوئے آپ کی روح پرفتوح پرواز ہو گئی (رضی اللہ عنہما)۔

شیخ عمر البزاز نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس تسبیح کو جو کہ حضرت شیخ ابوالوفاء نے آپ کو دی تھی زمین پر رکھتے تو اس کا ہر ایک دانہ گھومنے لگتا تھا اور آپ کی وفات کے بعد اس تسبیح کو شیخ علی بن ہیتی نے لے لیا اور جو کوئی آپ کے اس پیالہ کو جو کہ شیخ موصوف نے آپ کو دیا تھا چھوتا تو کندھے تک اس کا ہاتھ کانپنے لگتا۔

شیخ ابومحمد یوسف عاقولی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ عدی بن مسافر سے شرف نیاز حاصل کرنے کے لئے ان کی خدمت میں گیا تو شیخ موصوف نے احقر سے پوچھا: کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میں بغداد کا رہنے والا ہوں اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ہوں آپ نے فرمایا: خوب خوب وہ تو قطب وقت ہیں جبکہ انہوں نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کہا تو اس وقت تین سو اولیاء اللہ نے اور سات سو رجال غیب نے کہ جن میں سے بعض زمین پر بیٹھنے والے اور بعض ہوا میں چلنے والے تھے اپنی گردنیں جھکائیں یہ میرے نزدیک بڑی بات ہے۔

---

[1] شیخ موصوف نے اس سفید داڑھی سے اپنی ذات کی طرف اشارہ کیا تھا۔

شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ پھر میں ایک مدت کے بعد شیخ احمد رفائی کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت شیخ عدی بن مسافر کا مقولہ جو کہ میں نے آپ سے اس وقت سنا تھا بیان کیا تو شیخ موصوف نے فرمایا: کہ بے شک عدی بن مسافر نے سچ فرمایا۔

شیخ ماجد الکروی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" فرمایا تھا تو اس وقت کوئی ولی اللہ زمین پر باقی نہ رہا کہ اس نے تواضع اور آپ کے مرتبہ کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی گردن نہ جھکائی ہو اور نہ اس وقت صلحائے جنات میں سے کوئی ایسی مجلس تھی کہ جس میں اس امر کا ذکر نہ ہوا ہو تمام آفاق کے صلحائے جنات کے وفد آپ کے دروازہ پر حاضر تھے ان سب نے آپ کو سلام علیک کہا اور سب کے سب آپ کے ہاتھ پر تائب ہو کر واپس آ گئے۔

شیخ مطر نے شیخ موصوف کے اس قول کی تائید کی ہے اور بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبداللہ سے دریافت کیا کہ جس مجلس میں آپ کے والد ماجد نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کہا تھا آپ اس مجلس میں موجود تھے آپ نے فرمایا: ہاں! میں اس مجلس میں موجود تھا اور بڑے بڑے پچاس اعیان مشائخ موجود تھے۔

اس کے بعد شیخ مطر بیان کرتے ہیں کہ بعد ازاں آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبداللہ اندر مکان میں تشریف لے گئے اور ہم دو تین آدمی شیخ مکارم و شیخ محمد الخاص و شیخ احمد العریبی باتیں کرتے ہوئے بیٹھے رہے تو اس وقت شیخ مکارم نے فرمایا: کہ میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ جس روز آپ نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" فرمایا تھا اس روز روئے زمین کے تمام اولیاء نے معائنہ کیا کہ آپ کی قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا ہے اور غوثیت کا تاج آپ کے سر پر رکھا گیا اور آپ تصرف تام کا خلعت جو کہ شریعت و حقیقت کے نقش و نگار سے مزین تھا زیب تن کئے ہوئے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" فرما رہے تھے ان سب نے یہ سن کر ایک ہی آن میں اپنے سر جھکا کر آپ کے مرتبہ کا اعتراف کیا حتیٰ کہ دسوں ابدالوں نے بھی جو کہ سلاطین وقت تھے اپنے سر جھکائے۔

شیخ مطر کہتے ہیں کہ میں نے شیخ مکارم سے پوچھا وہ دس ابدال کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: کہ وہ دس ابدال یہ ہیں۔

(1) شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ

(2) شیخ ابوسعید القیلوی رحمۃ اللہ علیہ

(3) شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ

(4) شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ

(5) شیخ موسیٰ الزولی رحمۃ اللہ علیہ

(6) شیخ احمد بن الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ

(7) شیخ عبدالرحمٰن الطفسونجی رحمۃ اللہ علیہ

(8) شیخ ابومحمد بصری رحمۃ اللہ علیہ

(9) شیخ حیات بن قیس الحرانی رحمۃ اللہ علیہ

(10) شیخ ابومدین المغربی رحمۃ اللہ علیہ۔

تو یہ سن کر شیخ محمد الخاص و شیخ احمد العریبی نے کہا: بے شک آپ سچ فرماتے ہیں اور میرے برادر مکرم شیخ عبدالجبار شیخ عبدالعزیز نے بھی آپ کی تائید کی۔ رضی اللہ عنہم

قدوۃ العارفین شیخ ابوسعید القیلوی فرماتے ہیں کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" فرمایا تو اس وقت آپ کے قلب پر تجلیاتِ الٰہی ہو رہی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے آپ کو ایک خلعت بھیجا گیا تھا یہ خلعت ملائکہ مقربین نے لا کر اولیائے کرام کے مجمع عام میں آپ کو پہنایا اس وقت ملائکہ و رجال غیب آپ کی مجلس کے گرداگرد صف بہ صف ہوا میں اس طرح کھڑے ہوئے تھے کہ آسمان کے کنارے نظر نہیں آ سکتے تھے اس وقت روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا کہ جس نے اپنی گردن نہ جھکائی ہو۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

شیخ خلیفۃ الاکبر فرماتے ہیں کہ میں نے جنابِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ و السلام کو خواب میں دیکھا تو میں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! شیخ عبدالقادر جیلانی نے "قَدَمِیْ

هٰذِهٖ عَلٰى رَقْبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ" کہا ہے آپ نے فرمایا: بے شک انہوں نے سچ کہا ہے اور کیوں نہ کہتے؟ وہ قطبِ وقت ہیں اور میری نگرانی میں ہیں۔

قدوۃ العارفین شیخ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص آن کر آپ سے بیعت کا خواستگار ہوا شیخ موصوف نے اس سے فرمایا: تم پر میرے سوا کسی اور شخص کا نشان معلوم ہوتا ہے اس نے کہا: بے شک میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیوا ہوں مگر مجھے آپ سے یا کسی اور سے خرقہ حاصل نہیں ہے شیخ موصوف نے فرمایا: ہم لوگ بھی عرصہ دراز تک آپ ہی کے سایۂ عاطفت میں رہے ہیں اور آپ ہی کے انہارِ معرفت سے پیالے بھر بھر کے پئے ہیں آپ کا نفس صادق تھا کہ جس سے نور کی شعاعیں اڑ اڑ کر آفاق میں پہنچتی تھیں اور اہل اللہ حسب مراتب ان شعاعوں سے مستفید ہوتے تھے جب آپ "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقْبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ" کہنے پر مامور ہوئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے تمام اولیاء کے دلوں کو ان کی گردنیں جھکانے کی برکت سے منور کر دیا اور ان کے علوم اور حال و احوال میں ترقی کی اس کے بعد آپ اس جہانِ فانی کو چھوڑ کر سلف صالحین کی طرح انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین کے ہم قرین ہو گئے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

شیخ لولوالارمنی مخاطب بہ علی الانفاس بیان کرتے ہیں کہ شیخ ابوالخیر عطاء المصری نے جب میرا مجاہدہ و اجتہاد دیکھا تو مجھ سے کہنے لگے کہ میں اولیاء اللہ میں سے کس کی طرف منسوب ہوں؟ تو اس وقت میں نے ان سے کہا کہ میرے شیخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ جنہوں نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقْبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ" فرمایا ہے اور جب آپ نے یہ فرمایا تو اس وقت روئے زمین کے تین سو تیرہ اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکائیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے کہ سترہ حرمین شریفین میں اور ساٹھ عراق میں اور چالیس عجم میں اور تیس ملکِ شام میں اور بیس مصر میں اور ستائیس مغرب میں اور گیارہ حبشہ میں اور گیارہ سدِ یاجوج ماجوج میں اور سات بیابان سراندیپ میں اور سینتالیس کوہ قاف میں اور چوبیس جزائر بحر محیط میں اور کثیر التعداد بزرگوں مثلاً شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ احمد بن رفاعی، شیخ ابو القاسم

المصری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ حیات الحرانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ آپ "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کہنے پر مامور تھے۔ علاوہ ازیں جو کوئی اس کا انکار کرے آپ کو اس کے معزول کرنے کا بھی اختیار دیا گیا تھا۔

شیخ موصوف نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ میں نے مشرق و مغرب میں اولیاء اللہ کو اپنی گردنیں جھکاتے دیکھا اور میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی گردن نہیں جھکائی تو اس کا حال دگرگوں ہو گیا جن بزرگوں نے اپنی گردنیں جھکائیں ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

شیخ بقاء بن بطور رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو سعید القیلوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ احمد بن الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ آپ نے اپنی گردن جھکا کر فرمایا۔ علٰی رقبتی لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس وقت بغداد میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" فرمایا ہے اور شیخ عبدالرحمٰن الطفونجی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالنجیب السہروردی رحمۃ اللہ علیہ آپ نے گردن جھکائی اور فرمایا: علی راسی اور شیخ موسیٰ الزولی رحمۃ اللہ علیہ، حیات الحرانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو محمد بن شیخ ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالکرم رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ماجد الکروی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ سوید السنجاری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ارسلان الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ آپ نے گردن بھی جھکائی اور اپنے مریدان و احباب کو اس کی خبر بھی دی اور شیخ ابو مدین المغربی رحمۃ اللہ علیہ نے مغرب میں اپنی گردن جھکائی اور فرمایا: "نعم وانا منهم اللهم اشهدك واشهد ملئكتك انی سمعت واطعتك" یعنی بے شک میں بھی انہی لوگوں سے ہوں کہ آپ کا قدم جن پر ہے اے پروردگار! میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے آپ کا قول "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" سنا اور اس کی تعمیل کی اور شیخ ابراہیم المغربی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عثمان بن مروۃ البطائحی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ، شیخ خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔ رضی اللہ عنہم

جس مجلس میں کہ آپ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ فرمایا اس میں تمام اولیائے وقت اور رجال الغیب کا حاضر ہونا اور ان کی طرف سے آپ کو مبارکباد سنانا

شیخ موصوف یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" فرمایا تو اس وقت ایک بہت بڑی جماعت ہوا میں اڑتی ہوئی نظر آئی۔ یہ جماعت آپ کی طرف آ رہی تھی اور حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا تھا جب آپ یہ فرما چکے تھے تو تمام اولیائے کرام نے آپ کو مبارکباد دی اس کے بعد اولیائے کرام کی طرف سے یہ خطاب سنایا گیا:

یا مالك الزمان و یا امام المکان یا قائمًا بامر الرحمٰن و یا وارث کتاب اللّٰه و نائب رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم ویا من السمآء والارض مائدة و من اهل وقته کلهم عائلتهٗ ویامن یتنزل القطر بدعوته ویدر الضرع ببرکته ولا یحضرون عنده الامنکسته رء وسهم ولقف الغیبه بین یدیه اربعین صفا کل صف سبعون رجلا و کتب فی کفه انه أخذ من اللّٰه موثقا ان لا یمکر به وکانت الملکة تمشی حوالیه و عمره عشر سنین و تبشره بالولایتهٗ"

اے بادشاہ! و امامِ وقت و قائم بامرِالٰہی وارثِ کتاب اللہ و سنتِ رسول اللہ ﷺ اے وہ شخص! کہ آسمان و زمین گویا اس کا دسترخوان ہے! اور تمام اہلِ زمانہ اس کے اہل و عیال اور وہ شخص کہ جس کی دعا سے پانی برستا ہے اور جس کی برکت سے تھنوں میں دودھ اترتا ہے اور جس کے روبرو اولیاء سر جھکائے ہوئے ہیں اور جس کے پاس رجالِ غیب کی چالیس صفیں کھڑی ہوئی ہیں جن کی ہر ایک صف میں ستر ستر مرد ہیں اور جس کی ہتھیلی میں لکھا ہوا ہے کہ میں نے خدا تعالیٰ سے عہد لیا ہے کہ وہ میرے ساتھ مکر نہ کرے گا اور جس کی دس سالہ

عمر میں فرشتے اس کے ارد گرد پھرتے تھے اور اس کی ولایت کی خبر دیتے تھے۔

آپ کے عہد میں دجلہ کا نہایت طغیانی پر ہونا اور آپ کے فرمانے سے ان کا کم ہونا

ایک وقت کا ذکر ہے کہ دریائے دجلہ نہایت طغیانی پر ہو گیا یہاں تک کہ اسی کی طغیانی کی وجہ سے اہلِ بغداد کو سخت خوف ہو گیا کہ کہیں وہ اس میں غرق نہ ہو جائیں اس لئے انہوں نے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر التجا کی کہ آپ ان کی مدد کریں آپ اپنا عصا لے کر دجلہ کے کنارے پر تشریف لائے اور اپنا عصا دجلہ کی اصلی حد پر گاڑ کر فرمایا: کہ بس یہیں تک رہو دجلہ کی طغیانی اسی وقت کم ہو کر پانی اپنی حد پر پہنچ گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا اپنا عصا زمین پر کھڑا کرنا اور اس کا روشن ہو جانا

عبداللہ ذیال بیان کرتے ہیں کہ 560ھ کا واقعہ ہے کہ میں ایک وقت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں کھڑا ہوا تھا اتنے میں آپ اپنے دولت خانہ سے اپنا عصا لئے ہوئے باہر تشریف لائے اس وقت مجھے یہ خیال ہوا کہ مجھے آپ اپنے اس عصائے مبارک سے کوئی کرامت دکھلائیں تو آپ نے میری طرف مسکرا کر دیکھا اور اپنا عصا زمین میں گاڑ دیا تو وہ روشن ہو کر چمکنے لگا اور ایک گھنٹہ تک اسی طرح چمکتا رہا اس کی روشنی آسمان کی طرف چڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ اس کی روشنی سے تمام مکان روشن ہو گیا پھر ایک گھنٹہ کے بعد آپ نے اٹھا لیا تو پھر وہ جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اس کے بعد مجھ سے فرمایا: کہ ذیال تم یہی چاہتے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک بزرگ کی حکایت

شیخ ابوالتقی محمد بن ازہر صیرفینی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سال تک خدا تعالیٰ سے یہ دعا مانگتا رہا کہ وہ مجھے رجال الغیب میں سے کسی بزرگ کی زیارت نصیب کرے تو میں نے ایک شب کو خواب دیکھا کہ میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت کر رہا ہوں وہاں پر ایک اور بزرگ بھی موجود ہیں مجھے خیال ہوا کہ یہ بزرگ رجال الغیب سے ہیں اس کے بعد میں بیدار ہو گیا پر میں نے چاہا کہ بیداری کی

حالت میں ان کی زیارت کروں چنانچہ میں اس امید پر حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت کرنے آیا اور میں نے انہیں بزرگ کو دیکھا جن کی کہ میں ابھی خواب میں زیارت کر چکا تھا میں نے چاہا کہ جلد زیارت سے فارغ ہو کر ان بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوؤں مگر وہ مجھ سے پہلے فارغ ہو کر واپس آئے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے آیا یہاں تک کہ وہ دجلہ پر آئے اور دجلہ کے دونوں کنارے اس قدر قریب ہو گئے کہ یہ بزرگ اپنا ایک قدم اس کنارے پر اور دوسرا اس کنارے پر رکھ کر دجلہ سے پار ہو گئے میں نے اس وقت انہیں قسم دلائی کہ وہ ذرا ٹھہر کر مجھ سے کچھ ہم سخن ہوں چنانچہ وہ ٹھہر کر میری طرف متوجہ ہوئے میں نے ان سے پوچھا: کہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: "حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ" اس سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ بزرگ حنفی المذہب ہیں اس کے بعد میں واپس ہونے لگا تو مجھے خیال ہوا کہ میں اب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے بھی یہ واقعہ بیان کروں جبکہ آپ کے مدرسہ میں آ کر آپ کے دولت خانہ کے دروازے پر کھڑے ہوا آپ نے اندر سے ہی پکار کر مجھ سے فرمایا: کہ محمد اس وقت مشرق سے مغرب تک روئے زمین پر ان کے سوا حنفی المذہب ولی اللہ اور کوئی نہیں ہے۔

آپ کے ایک مرید کا بیت المقدس سے آن کر ہوا میں چلنے سے تائب ہو کر آپ سے طریق محبت سیکھنا

ایک وقت آپ وعظ فرمانے کی غرض سے تخت پر رونق افروز ہوئے۔ ابھی آپ نے کچھ فرمایا نہیں تھا کہ حاضرین وجد میں ہو گئے اور ان پر ایک عجیب حالت طاری ہوئی۔ بعض حاضرین کو خیال ہوا کہ یہ کیا واقعہ ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ میرا ایک مرید بیت المقدس سے آیا ہوا ہے اور وہاں سے یہاں تک کی کل مسافت اس نے صرف ایک قدم میں طے کی ہے اس نے آن کہ میرے ہاتھ پر توبہ کی آج تم سب اس کے مہمان ہو بعض حاضرین کو خیال گزرا کہ جس شخص کا یہ حال ہو اس نے کس بات سے توبہ کی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: اس نے

ہوا میں چلنے سے توبہ کی ہے اب یہ واپس نہ جائے گا اور میرے پاس ہی رہے گا تا کہ میں اسے طریقِ محبت کی تعلیم دوں۔ خود آپ رؤس الاشہاد مجالس میں ہوا پر چلا کرتے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ شمس طلوع نہیں ہوتا مگر یہ کہ وہ مجھے سلام کرتا ہوا نکلتا ہے اور اسی طرح سے سال اور مہینے مجھے سلام کرتے ہیں اور تمام واقعات کی مجھے اطلاع دیتے ہیں نیک بخت و بد بخت بھی میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں میری نظر لوحِ محفوظ پر ہے اور میں اس کے علوم و مشاہدات کے سمندروں میں غوطہ لگا رہا ہوں میں نائبِ رسول اللہ ﷺ اور آپ کا وارث اور تم پر حجت ہوں تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قدم بقدم ہوں آپ نے اپنا کوئی قدم نہیں اٹھایا مگر یہ کہ وہاں پر بجز اقدامِ نبوت کے میں نے اپنا قدم رکھا میں ملائکہ وانس وجنِ کُل کا پیشوا ہوں۔

ایک دفعہ آپ نے اثنائے وعظ میں فرمایا: کہ جب خدائے تعالیٰ سے دعا کرو تو مجھے وسیلہ بنا کر دعا مانگا کرو اور اے کل روئے زمین کے باشندو! میرے پاس آ کر مجھ سے علمِ طریقت حاصل کرو اور اے اہلِ عراق! میرے نزدیک احوال اس طرح سے ہیں کہ جس طرح گھر میں لباس لٹکے رہتے ہیں کہ جسے چاہو اتار کر پہن لو تو تمہیں چاہئے کہ تم سلامتی اختیار کرو ورنہ میں تم پر ایک ایسے لشکر کے ساتھ چڑھائی کروں گا کہ جس کو تم کسی طرح سے بھی دفعہ نہ کر سکو گے اے فرزند! تم سفر کرو گو ایک ہزار سال کا سفر کیوں نہ ہو مگر وہاں بھی تم میری آواز سنو گے۔ اے فرزند! ولایت کے مدارج یہاں سے یہاں تک نہیں مجھے کئی دفعہ خلعتیں عطا کی گئیں اور تمام انبیاء و اولیاء میری مجلس میں رونق افروز ہوئے ہیں زندہ اپنے جسموں سے اور مردہ اپنی روحوں سے اے فرزند! تم قبر میں منکر نکیر سے میرا حال پوچھنا تو وہ میری خبر دیں گے۔

محبتِ الٰہی

آپ کے خادم ابو الرضیٰ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نے روح کے متعلق کچھ بیان فرمانا شروع کیا پھر آپ خاموش ہو کر بیٹھ گئے اس کے بعد آپ پھر کھڑے ہوئے تو آپ نے یہ دو شعر پڑھے:

روحی الفت بحبکم فی القدم

من قبل وجودها وهی فی العدم

میری روح پہلے ہی سے تم سے مانوس ہو چکی تھی جبکہ اس کا وجود بھی نہ تھا بلکہ وہ پردہ عدم میں تھی۔

هل یجمل بی من بعد عرفانکم۔

ان انقل عن طرف هواکم قدم

اب کیا مجھے زیبا ہے کہ تمہیں پہچان لینے کے بعد تمہاری محبت کے کوچہ سے اپنا قدم ہٹالوں۔

ایک گویے کا آپ کے ہاتھ پر تائب ہونا

یہی آپ کے خادم ابوالرضیٰ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ ایثار یعنی دوسرے کو اپنے اوپر ترجیح دینے کے متعلق کچھ بیان فرما رہے تھے کہ اتنے میں آپ نے اوپر کو دیکھا اور آپ خاموش ہو گئے پھر آپ نے فرمایا: میں تم سے زیادہ نہیں صرف سو دینار کے لئے کہتا ہوں بہت سے لوگ آپ کے پاس سو سو دینار لے کر آئے آپ نے صرف ایک شخص سے لے لئے اور باقی لوگ واپس آئے لوگوں کو تعجب ہوا کہ آپ نے یہ سو دینار کس واسطے طلب فرمائے ہیں؟ اس کے بعد آپ نے مجھے بلا کر فرمایا: کہ تم یہ مقبرہ شونیزیہ پر لے جاؤ وہاں ایک بوڑھا شخص بربط بجا رہا ہوگا اسے یہ سو دینار دے دو اور میرے پاس لے آؤ میں حسب ارشاد مقبرہ شونیزیہ پر گیا وہاں پر ایک بوڑھا شخص بربط بجا رہا تھا میں نے اسے سلام علیک کیا اور یہ سو دینار اسے دے دیئے۔ وہ یہ دیکھ کر چلایا اور بے ہوش ہو کر گر گیا جب وہ ہوش میں آیا تو میں نے اس سے کہا: کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی تمہیں بلا رہے ہیں یہ شخص بربط اپنے کندھے پر رکھ کر میرے ساتھ ہو لیا جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے اسے اپنے نزدیک منبر پر بلوا کر اس سے فرمایا: کہ تم اپنا جو کچھ قصہ ہے اسے بالتفصیل بیان کرو اس نے کہا: کہ حضرت میں اپنی صغرسنی میں گاتا بجاتا بہت عمدہ تھا اور بہت اشتیاق سے لوگ میرے گانے کو سنا کرتے تھے جب میں سنِ کبر کو پہنچا تو لوگوں کا میری طرف التفات بالکل کم ہو گیا

اسی لئے میں عہد کر کے شہر سے باہر نکل گیا کہ اب آئندہ سے میں مُردوں کے سوا اور کسی کو اپنا گانا نہ سناؤں گا میں اس اثناء میں قبرستان میں پھرتا رہا ایک دفعہ ایک قبر سے ایک شخص نے اپنا سر نکال کر مجھ سے کہا: کہ تم مُردوں کو اپنا گانا کہاں تک سناؤ گے؟ اب تم خدا کے ہو جاؤ اور اسے اپنا گانا سناؤ اس کے بعد مجھے نیند سی آ گئی پھر میں نے اٹھ کر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

یارب مالی عدۃ یوم اللقا

الا رجا قلبی و نطق لسانی

الٰہی قیامت کے دن کے لئے میرے پاس کوئی سامان نہیں ہے بجز اس کے کہ دل سے امیدِ مغفرت رکھتا ہوں اور زبان سے تیری حمد و ثنا کرتا ہوں۔

قدامك الراجون یبغون المنٰی

واخیبا ان عدت بالحرمان

کل امید رکھنے والے تیری درگاہ میں فائز المرام ہوں گے اگر میں محروم رہ جاؤں تو میری بدقسمتی پر سخت افسوس ہے۔

ان کان لا یرجوك الا محسن

فیمن یلوذو یستجیر الجانی

اگر صرف نیک لوگ ہی تیری بخشش کے امیدوار ہوتے تو گنہگار لوگ کس کے پاس جا کر پناہ لیتے؟

شیبی شفیع یوم عرضی اللقا

فساك تنقذنی من النیران

میرا بڑھاپا قیامت کے دن تیری درگاہ میں میرا شفیع بنے گا۔ امید ہے کہ تو مجھے اس پر نظر کر کے دوزخ سے بچا لے گا۔

میں کھڑا ہوا یہی اشعار پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں آپ کے خادم نے آن کر مجھے یہ دینار دے دیئے اب میں گانے بجانے سے تائب ہو کر خدا کی طرف رجوع کرتا ہوں پھر اس شخص نے اپنا بربط توڑ ڈالا اور گانے بجانے سے تائب ہو گیا۔

اس وقت آپ نے سب سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے فقراء! دیکھو جب کہ اس شخص نے ایک لہو ولعب کی بات میں راست بازی اور سچائی اختیار کی تو خدائے تعالیٰ نے بھی اسے اپنے مقاصد میں کامیاب کیا تو اب خیال کرو جو شخص کہ فقر و طریقت اور اپنے تمام حال و احوال میں سچائی سے کام لے اس کا کیا حال ہو گا تم ہر حال میں سچائی اور نیک نیتی اختیار کرو اور یاد رکھو کہ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوتیں تو کسی شخص کو تقرب الی اللہ کبھی نہ حاصل ہوتا دیکھو اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے "وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا" جب تم بات کہو تو انصاف کی (یعنی سچ بولا کرو)

جب آپ نے اس وقت سو دینار طلب کئے تھے تو چالیس شخص آپ کی خدمت میں سو سو دینار لے کر حاضر ہوئے آپ نے صرف ایک شخص سے لے کر باقی لوگوں کو واپس کر دیئے یہ گویا جب تائب ہو گیا تو پھر ان سب لوگوں نے بھی اپنے اپنے دینار اسی کو دے دیئے یہ واقعہ دیکھ کر پانچ شخص جاں بحق تسلیم ہوئے۔

شیخ حماد علیہ الرحمۃ کے مزار پر آپ کا دیر تک ٹھہر کر اُن کیلئے دعا مانگنا

کیمیائی و بزاز اور ابوالحسن علی المعروف بالسقا بیان کرتے ہیں کہ 523 ہجری کا واقعہ ہے کہ 27 ذی الحجہ کو چہار شنبہ کے دن ہمارے شیخ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ قبرستان شونیزیہ کی زیارت کرنے کے لئے تشریف لے گئے تو اثنائے زیارت میں آپ حضرت حماد الدباس رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لائے اس وقت اور بھی بہت سے لوگ آپ کے ہمراہ تھے۔ شیخ موصوف کے مزار پر آپ بہت دیر تک کھڑے رہے حتیٰ کہ آفتاب کی تپش حد درجہ بڑھ گئی تھی جب آپ یہاں سے واپس ہوئے تو آپ کے چہرے پر نہایت سرور نمایاں ہوا۔ لوگوں نے آپ سے اس کی اور شیخ موصوف کے مزار پر آپ کے زیادہ دیر تک ٹھہرنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: کہ 499ھ کا واقعہ ہے کہ ہم لوگ ایک وقت پندرہویں شعبان کو جمعہ کے روز آپ کے (یعنی شیخ موصوف کے) ساتھ جامع الرصافہ میں نماز پڑھنے کی غرض سے بغداد سے نکلے اس وقت آپ کے ساتھ آپ کے دیگر اصحاب بھی موجود تھے جب ہم قنطرۃ الیھود (یعنی یہودیوں کے پل) کے پاس پہنچے تو آپ نے مجھے پانی میں

دھکیل دیا اس وقت نہایت سردی کے دن تھے جب آپ نے مجھے دھکیلا تو میں بسم اللہ نویت غسل الجمعہ کہتا ہوا پانی میں کود پڑا میں اس وقت صوف کا جبہ پہنے ہوئے تھا اور میری آستین میں ایک جبہ اور دبا ہوا تھا میں نے اپنا یہ ہاتھ اونچا کر لیا تا کہ یہ جبہ نہ بھیگنے پائے آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے بعد میں میں نے پانی میں سے نکل کر اپنے جبہ کو نچوڑا اور پھر آپ کے پیچھے ہولیا مجھے اس وقت سردی سے تکلیف پہنچی آپ کے بعض اصحاب نے مجھے پھر پانی میں دھکیلنا چاہا تو آپ نے انہیں ڈانٹا اور فرمایا کہ میں نے انہیں امتحان کی غرض سے پانی میں دھکیلا تھا مجھے معلوم ہے کہ وہ پہاڑ کی طرح ایک نہایت مضبوط آدمی ہیں۔

غرض یہ کہ آج میں نے آپ کو (یعنی شیخ موصوف کو) حلہ نورانی جو کہ جواہر سے مرصع تھا پہنے ہوئے اور تاج یاقوتی سر پر رکھے ہوئے پیروں میں سونے کی نعلین دیئے ہوئے ایک عمدہ صورت میں دیکھا نیز میں نے دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھوں میں سونے کے ٹکڑے لئے ہوئے ہیں مگر آپ کا ایک ہاتھ چلتا اور ایک بے کار ہے میں نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: کہ میں نے تمہیں اس ہاتھ سے پانی میں دھکیلا تھا تو کیا تم مجھے اس کی معافی دے سکتے ہو میں نے کہا: ہاں! بے شک میں آپ کو اس کی نسبت معافی دیتا ہوں تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اچھا تو تم میرے لئے خدائے تعالیٰ کی جناب میں دعا مانگو کہ وہ میرے اس ہاتھ کو درست کر دے اس لئے میں اتنی دیر خدائے تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوا کھڑا رہا پانچ ہزار اولیاء اللہ اور بھی میرے ساتھ ہو کر دعا مانگنے لگے کہ اللہ تعالیٰ میری دعا کو قبول فرمائے پھر جب تک کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کے دستِ مبارک کو درست نہیں کیا اس وقت تک میں آپ کے لئے اس کی جناب میں دعا کرتا رہا چنانچہ خدائے تعالیٰ نے آپ کے دستِ مبارک کو درست کر دیا اور اسی ہاتھ سے آپ نے مجھ سے مصافحہ کیا جس سے آپ کو اور مجھے حد درجہ خوشنودی حاصل ہوئی جب بغداد میں یہ خبر مشہور ہو گئی تو حضرت شیخ حماد الدباس کے اصحاب میں سے بڑے بڑے مشائخ صوفیہ مجتمع ہوئے کہ آپ سے اس کی حقیقت و اصلیت کا مطالبہ کریں۔ ان بزرگوں کے ساتھ فقراء کی اور بہت سی خلقت بھی شریک ہو گئی یہ جملہ مشائخ آپ کے مدرسہ پر تشریف لائے مگر آپ کی عظمت و ہیبت کی وجہ

سے کسی کو آپ کے سامنے بولنے کی جرأت نہیں ہوئی آخر آپ ہی نے ان سے پیش قدمی کر کے فرمایا کہ آپ لوگ اپنی جماعت میں سے دو شخصوں کو منتخب کر لیں تا کہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے ان کی زبانی تمہیں اس کی تصدیق ہو جائے ان جملہ مشائخ نے یوسف ہمدانی نزیل بغداد اور شیخ عبدالرحمٰن الکروی مقیم بغداد کو اس کے لئے منتخب کیا۔ دونوں مشائخ موصوف اہلِ کشف، حاذق و صاحبِ احوالِ فاخرہ تھے جملہ مشائخ نے ان دونوں بزرگوں کو منتخب کر کے آپ سے کہا کہ آپ کو مہلت ہے کہ جمعہ تک آپ ہمیں ان دونوں بزرگوں کی زبانی آپ اپنی اصلیت و حقیقت دریافت کرا دیں آپ نے فرمایا: نہیں، نہیں یہاں سے اٹھنے سے پہلے تمہیں انشاء اللہ میرے قول کی تحقیق ہو جائے گی اس کے بعد آپ نے اپنا سر جھکایا اور آپ کے ساتھ ہی تمام فقراء مشائخ نے بھی اپنے سر جھکا دیئے تھے کہ اتنے میں مدرسہ کے باہر سے تمام فقراء چیخ اٹھے اور شیخ یوسف ہمدانی ننگے پیر دوڑتے ہوئے آئے جس طرح سے کوئی اپنے دشمن کی طرف سے بھاگتا ہے اور آپ نے مدرسہ میں آن کر فرمایا کہ مجھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس بات کا مشاہدہ کرا دیا کہ شیخ حماد رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کہ تم جلدی شیخ عبدالقادر کے مدرسہ میں جا کر مشائخ سے کہہ دو کہ ابو محمد شیخ عبدالقادر نے میرے متعلق جو کچھ خبر دی ہے صحیح ہے یہ اتنا کہہ کر ابھی فارغ نہیں ہوئے تھے کہ اتنے میں شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن الکروی بھی تشریف لائے اور جو کچھ کہ شیخ ہمدانی نے بیان کیا تھا وہی انہوں نے بھی بیان کیا اس کے بعد تمام مشائخ نے اٹھ کر آپ سے اس کی معافی مانگی (رضی اللہ عنہم ورضی اللہ عنا بہم)۔

آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق و شیخ عبدالوہاب بیان فرماتے ہیں کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ شیخ بقا بن بطو پانچویں رجب کو جمعہ کے دن صبح کے وقت ہمارے والد ماجد کے مدرسہ میں تشریف لائے اور ہم سے فرمایا: کہ آج شب کو میں نے دیکھا کہ شیخ عبدالقادر کے جسم سے ایک بہت بڑی روشنی نکل رہی ہے اور اس وقت جس قدر فرشتے کہ زمین پر اترے تھے سب نے آن کر آپ سے مصافحہ کیا تمام فرشتے آپ کو شاہد و مشہود کے نام سے یاد کرتے تھے آپ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ ہم نے آ کر آپ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے

آج صلوٰۃ الرغائب پڑھی ہے تو آپ نے اس کے جواب میں مندرجہ ذیل اشعار پڑھ کر سنائے۔

ذا نظرت عینی وجوہ حبائبی
فتلک صلوتی فی لیالی والرغائب

جب میری آنکھ اپنے ہم نشینوں کے چہروں کو دیکھتی ہے تو بڑی بڑی راتوں میں بھی میری نماز ہوتی ہے۔

وجوہ اذا ما اسفرت جمالھا
اضاء ت لھا الالوان من کل جانب

وہ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے جب چمکنے لگتے ہیں تو ان کی روشنی سے کائنات کا ہر ایک حصہ روشن ہو جاتا ہے۔

حرمت الرضی لم اکن باذلا دمی
ازا حم شجعان الوغی بالمناکب

میں مقام رضا سے محروم رہ جاتا اگر پسینے کی طرح اپنا خون نہ بہاتا اور میدانِ جنگ کے بہادروں کو چیرتا ہوا نکل جاتا

اشق صفوف العارفین بعزمۃ
تعلی مجدی فوق تلک المراتب

میں عارفوں کی صفوں کو دلیری سے پھاڑتا ہوا چلا گیا جس سے میرا مرتبہ ان کے مراتب سے عالی ہو گیا۔

و من لم یوف الحب مایستحقہ
فذاک الذی لم یات قط بواجب

جس نے محبتِ الٰہی کا حق جیسا کہ چاہیے پورا ادا نہ کیا تو اس نے اب تک اپنے اوپر سے امرِ واجب کو نہیں اتارا۔

کسی نے آپ سے پوچھا: کہ مقام ابتداء و انتہاء میں جو حالات آپ کو پیش آئے ہیں

انہیں بیان فرمایئے تاکہ ہم ان کی پیروی کر سکیں تو آپ نے اس وقت مندرجہ ذیل اشعار پڑھ کر سنائے۔

انا راغب فیمن تقرب وصفہ
ومناسب لفتی بلاطف لطفہ

میں اس کی طرف مائل ہوں کہ جس کی صفت تقرب ہے اور ہر ایک جوانمرد کو کہ اس جیسی مہربانی کرنی ضروری ہے۔

و مفاوض العشاق فی اسرارھم
من کل معنی لم یسمنی کشفہ

جو کہ عشاق کا ہمراز ہے ان کی ہر طرح کی آرزوؤں سے کہ جن کو زبان بیان نہیں کر سکتی واقف ہے۔

قد کان یسکرلی مزاج شرابہ
والیوم یصحینی لدیہ صرفہ

جس کی شراب محبت کی بو کہ مجھے مست کر دیتی تھی مگر آج اس کے بکثرت پینے سے میری ہوشیاری بڑھتی ہے۔

واغیب عن رشدی باول نظرۃ
والیوم استجلیہ ثم ازفہ

میں ابتداء میں اول نظر ہی میں بے ہوش ہو جاتا تھا اور اب میں اس کی تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہوں اور اس کے سامنے آتا ہوں۔

آپ کے مقامات اور یہ کہ مواہب وعطائے الٰہی ہر شخص کو حاصل ہونا ضروری نہیں

اس کے بعد آپ سے پوچھا: گیا کہ آپ کی طرح سے ہم لوگ بھی نماز پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں اور ریاضت ومشقت بھی کرتے ہیں لیکن آپ کے حال واحوال سے ہمیں

کچھ بھی بہرہ یابی نہیں ہوتی آپ نے فرمایا: کہ تم نے ہم سے اعمال میں مقابلہ کیا ہے اس لئے مواہب وعطائے الہٰی میں تم سے مقابلہ کیا جاتا ہے خدا کی قسم! جب تک کہ مجھ سے یہ نہیں کہا گیا کہ تم کھاؤ اس وقت تک میں نے کھانا نہیں کھایا اسی طرح سے جب تک مجھ سے یہ نہیں کہا گیا کہ تم پانی پیو اس وقت تک میں نے پانی نہیں پیا اسی طرح میں نے کوئی کام نہیں کیا جب تک کہ مجھے اس کام کے کرنے کے لئے نہ کہا گیا ہو ابتداء میں جبکہ مجاہدات و ریاضات میں مشغول رہتا تھا تو ایک وقت کا ذکر ہے کہ مجھے نیند غالب ہوئی تو اس وقت میں نے کسی کو کہتے سنا "یا عبدالقادر ماخلقتك للنوم وقد احييناك ولم تك شيئًا فلا تغفل عنا وانت شيء" کہ اے عبدالقادر! ہم نے تمہیں سونے کے لئے پیدا نہیں کیا اور ہم نے تمہیں جبکہ تم موجود ہی نہ تھے اس وقت سے زندہ کیا ہے تو اب جبکہ تم موجود ہو ہم سے غافل نہ رہو۔

آپ کے خادم ابوالنجا البغدادی المعروف بالخطاب بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ ہمارے شیخ سیدی عبدالقادر پر دو سو پچاس دینار قرض ہو گئے تو اس اثناء میں ایک شخص جسے ہم مطلق نہیں پہچانتے تھے بدون اذن کے آپ کے پاس آیا یہ شخص بہت دیر تک آپ کے پاس بیٹھا رہا اس کے بعد اس نے آپ کو سونا نکال کر دیا اور کہا کہ یہ آپ کا قرضہ اتارنے کے لئے ہے پھر یہ شخص چلا گیا اور آپ نے مجھ سے کہا کہ میں جا کر اس سے کل قرضہ ادا کر دوں میں نے آپ سے دریافت کیا کہ حضرت یہ کون بزرگ تھے؟ آپ نے فرمایا: کہ یہ شخص صیرفی القدر تھے میں نے پوچھا کہ صیرفی القدر سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: صیرفی القدر وہ فرشتہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کا قرض اتارنے کے لئے بھیجا کرتا ہے رضی اللہ عنہ۔

آپ کے خادم ابوالرضیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ آپ کے خلوت خانہ کے دروازے کو کھٹکھٹایا تو مجھے اندر سے کچھ آوازیں سنائی دیں میں دروازہ کھول کر حجرے کے اندر گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ چھت پر سے مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے ہوئے میری طرف اترے۔

طافت بکعبة حسنکم اشواقی

فسجدت شکرا للجلال الباقی

میرے اشتیاق تمہارے حسن کے کعبہ کا طواف کر چکے ہیں اس لئے میں نے خدائے تعالیٰ کا سجدہ شکر ادا کیا۔

ورمیت فی قلبی جمار هواکم

بیدالمنٰی وبقیت فی احراقی

آرزوؤں کے ہاتھوں نے میرے دل پر تمہاری خواہشوں کے کنکر مارے اور میں ویسا ہی تڑپتا رہا۔

سکران عشق لا یزال مولها

یالیت شعریما سقالی الساقی

جامِ عشق کا پیاسا رہ کر ہمیشہ اس پر حریص رہتا ہوں کاش! مجھے ساقی جامِ محبت نہ پلاتا تو بہتر تھا۔

ایک وقت بارش ہونا اور آپ کے فرمانے سے صرف آپ کے مدرسہ سے بند ہو کر اطراف و جوانب میں برستے رہنا

شیخ عدی بن ابوالبرکات بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجدؒ نے اپنے عمِ بزرگوار شیخ عدی بن مسافر سے نقل کر کے بیان کیا کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اہلِ مجلس سے ہم کلام تھے کہ اتنے میں بارش ہونے لگی آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا: کہ میں تو تیرے لئے لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور تو انہیں بکھیرتا ہے آپ کا یہ کہنا تھا کہ بارش کترا کر مدرسہ کے اردگرد برستی رہی اور صرف آپ کے مدرسہ میں برسنا موقوف ہو گئی اس مقام پر آپ کے چند اشعار نقل کئے گئے ہیں جنہیں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

ما فی الصبابة منهل مستعذب

الا ولی فیه الالذ الاطیب

وادی عشق میں کوئی ایسی نہر نہیں ہے جو کہ میری نہرِ عشق سے زیادہ لذیذ و شیریں ہو۔

او فی الوصال مکانة مخصوصة
الا و منزلتی اعز واقرب

اور نہ مکان وصال میں کوئی خاص مقام ہے جو کہ میرے مقام وصال سے زیادہ ذی عزت اور زیادہ قریب ہو۔

وهبت لی الایام رونق صفوها
محلت مناهلها وطاب المشرب

مجھے زمانہ نے اس کی رونق اور صفائی کا موقع دیا ہے جس سے وادیٔ عشق کے پانی نہایت شیریں اور خوش مزہ ہو گئے۔

وغدوت مخطوبا لکل کریمة
لا یهتدی فیها اللبیب فیخطب

اور جس سے ہر ایک جوانمرد و بامروت عورت نے مجھے پیغام دیا جس کی طرف کہ بڑے دانشمند کو پیغام بھیجنے کی رہنمائی نہیں ہو سکتی۔

انا من رجال لا یخاف جلیسهم
رعب الزمان ولا یری مایرهب

میں ان لوگوں سے ہوں کہ جن کے ندیموں پر کوئی خوف نہیں زمانہ خوف زدہ ہو رہا ہے مگر خبر نہیں کہ وہ خوفزدہ کیوں ہے۔

قوم لهم فی کل مجد رتبة
علویة وبکل جیش مرکب

میں ان لوگوں میں سے ہوں کہ جنہیں ہر فضیلت میں ان کا رتبہ عالی اور ہر ایک لشکر میں ان کا گزر ہے۔

انا بلبل الافراح املا دوحها
طربا وفی العلیاء باز اشهب

میں خوشنودی کا بلبل ہوں جب اس کے ہرے بھرے درختوں پر بیٹھتا ہوں تو اس وقت خوشی سے پھولا نہیں سماتا یا میری مثال بازِ اشہب کی ہے۔

اضحت جیوش الحب تحت مشیتی
طوعا ومهما رمة لایغرب

ملک محبت کا تمام لشکر میرے قبضۂ تصرف میں ہو کر میرا مطیع ہو گیا ہے جہاں کہیں کہ میں اسے ڈال دوں وہ وہاں سے ہل نہیں سکتا۔

ماذلت ارتع فی میادین الرضی
حتی وهبت مکانة لا توهب

میں ہمیشہ میدانِ رضا میں دوڑ رہا ہوں یہاں تک کہ مجھے وہ مقام دیا گیا جو کہ اوروں کو نہیں دیا جاتا۔

اضحی الزمان کحلة مرقومة
تزهوا ونحن لها اطراز المذهب

زمانہ کی مثال گویا کہ ایک خلعتِ مرصع کی ہے جو کہ نہایت ہی خوشنما ہو اور ہم گویا اس کے طلائی نقش و نگار ہیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: کہ تمام پرندے کہتے ہیں مگر کرتے نہیں اور شکرہ (باز) کرتا ہے مگر کہتا نہیں اسی لئے بادشاہوں کی ہتھیلی پر اس کو جگہ ملتی ہے اس کے جواب میں ابوالمظفر منصور بن المبارک نے مندرجہ ذیل ابیات کہے۔

بك الشهور تهنی والمواقیت
یامن بالفاظه تغلوا لیواقیت

آپ کو مہینے اور اوقات بھی مبارکباد دیتے ہیں آپ کا کلام یاقوت و جواہر سے وزن کیا جاتا ہے۔

الباز انت فان تفخر فلا عجب
وسائر الناس فواخیت

باز آپ ہیں آپ کتنا ہی فخر کریں زیبا ہے آپ کے مقابلہ میں اور باقی لوگ فاختہ کا حکم رکھتے ہیں۔

اشم من قدمیک الصدق مجتهدا
لانها قدم من نعلها صیت

جب میں کوشش کرتا ہوں تو آپ کے قدموں سے راستی کی بو پاتا ہوں اور کیوں نہ ہو وہ آپ کا قدم ہے وہ قدم کہ شہرت و عزت جس کے نیچے ہے۔

عجب و غرور سے بچنے کے متعلق آپ کا کلام

شیخ عبداللہ الجبالی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ عجب و غرور سے بچنے کے متعلق کچھ بیان فرما رہے تھے اثنائے تقریر میں آپ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا: کہ جب تم تمام اشیاء کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے جانو اور سمجھو کہ تم کو نیک کام کرنے کی وہی توفیق دیتا ہے اور نفس کا اس سے کچھ بھی لگاؤ نہ رکھو تو تم اس عجب و غرور سے بچ جاؤ گے۔

علمِ کلام و علمِ معرفت

شیخ الصوفیہ شیخ شہاب الدین عمر السہروردی بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنے عالمِ شباب میں علمِ کلام میں بہت مشغول رہتا تھا حتیٰ کہ میں نے اس فن کی بہت سی کتابیں زبانی یاد کر لی تھیں میرے عمِ بزرگ مجھے اس میں کثرتِ اشتغال سے منع کیا کرتے بلکہ سخت ناراض ہوتے تھے لیکن میرا مشغلہ اس سے روز بروز بڑھتا جاتا تھا ایک وقت آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لائے آپ کے ساتھ اس وقت میں بھی تھا۔ اثنائے راہ میں میرے عمِ بزرگ نے مجھ سے فرمایا: کہ عمر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً

(مسلمانو! جب تم پیغمبر کے کان میں کوئی بات کہنے جاؤ تو پہلے اس کے سامنے صدقہ لے جا کر (رکھ دو) ہم بھی اس وقت ایک ایسے شخص کے پاس جا رہے ہیں کہ جن کا دل خدا کی باتوں کی خبر دیتا ہے تو تم سوچ لو کہ ان کے روبرو کس کس طرح سے رہو گے تاکہ ان کے

برکات سے مستفید ہو سکو پھر جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے اور بیٹھ گئے تو میرے عمِ بزرگوار نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت! یہ میرا بھتیجا ہے ہمیشہ یہ علمِ کلام میں مشغول رہتا ہے میں نے کئی دفعہ اس کو منع کیا لیکن یہ نہیں مانتا آپ نے یہ سن کر فرمایا: عمرتم نے اس فن میں کون سی کتاب یاد کی ہے؟ میں نے عرض کیا فلاں فلاں کتاب آپ نے میرے سینہ پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور جب آپ نے اپنا دستِ مبارک اٹھایا تو مجھے ان کتابوں میں سے کسی کتاب کا ایک لفظ بھی یاد نہیں رہا میرے دل سے اس کے تمام مسائل نسیًا منسیًا ہو گئے اور اسی وقت بجائے اس کے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں علم لدنی بھر دیا جب میں آپ کے آستانہ سے واپس ہوا تو حکمت وعلمِ لدنی میری زبان پر تھا نیز آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ تم عراق کے اخیر مشاہیر سے ہو۔

شیخ عبداللہ جبائی فرماتے ہیں غرضیکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علی التحقیق امامِ اہلِ طریقت تھے۔ (رضی اللہ عنہ)

ابوالفرح ابن الہمامی کا بھولے سے بے وضو نماز پڑھنا اور بعد نماز اس بات سے آپ کا انہیں اطلاع دینا

ابوالفرح ابنِ الہامی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اکثر ایسی باتیں سنا کرتا تھا جن کا وقوع مجھے بعید و ناممکن معلوم ہوتا اس لئے میں ان باتوں کی تردید کیا کرتا تھا مگر ساتھ ہی میں آپ سے ملنے کا شائق بھی رہتا تھا ایک وقت کا ذکر ہے کہ ایک روز مجھے (بغداد کے محلّہ) باب الازج جانے کی ضرورت لاحق ہوئی جب میں وہاں سے واپس ہوا تو آپ ہی کے مدرسہ کے قریب سے میرا گزر ہوا اس وقت آپ کی مسجد میں عصر کی نماز کی تکبیر کہی جا رہی تھی اس وقت مجھے یہ خیال ہوا کہ میں بھی عصر کی نماز پڑھتا ہوا آپ کو سلام کرتا چلوں اس وقت مجھے یہ خیال نہیں رہا کہ میں اس وقت باوضو نہیں میں نماز میں شریک ہو گیا جب آپ نماز پڑھ کر دعا سے فارغ ہوئے تو آپ نے میری طرف التفات کر کے فرمایا: کہ فرزندِ من! اگر تم میرے پاس اپنا کام لے کر آتے تو میں تمہارا

کام پورا کر دیتا مگر تمہیں نسیان بہت غالب ہے تم نے اس وقت بھولے سے بے وضو کی نماز پڑھ لی تو آپ کے یہ فرمانے سے مجھے تعجب ہوا اور دہشت غالب ہو گئی کہ آپ کو میرا مخفی حال کیونکر معلوم ہو گیا میں نے اسی وقت آپ کی صحبت اختیار کی اور اب مجھے آپ سے خصوصاً آپ کی خدمت میں رہنے سے حد درجہ محبت ہو گئی اور اب میں نے آپ کے فیوض و برکات کی قدر شناسی کی۔

فقیر بے علم کی مرغ بے پر کی مثال ہے

شیخ عبداللہ جبائی بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت میں کتاب حلیۃ الاولیاء ابنِ ناصر کو سنا رہا تھا کہ اس اثناء میں مجھے رقت ہوئی اور خیال ہوا کہ میں مخلوق سے قطع تعلق کر کے گوشہ نشینی اختیار کروں اور عبادتِ الٰہی کرتا رہوں میں اسی غرض سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں آپ کے سامنے ہو کر بیٹھ گیا آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: تم مخلوق سے قطع تعلق کرنا چاہتے ہو مگر ابھی نہیں اول تم علم کلام حاصل کرو۔ مشائخ طریقت کی خدمت میں رہ کر ان سے ادب و سلوک سیکھو تو تمہیں اس وقت مخلوق سے انقطاع کرنا جائز ہو گا اگر تم اس سے پہلے گوشہ نشینی اختیار کرو گے تو تمہاری مثال مرغ بے پر کی ہو گی جب تمہیں کوئی دینی مشکل درپیش ہو گی تو اس کو پوچھنے کے لئے باہر نکلو گے۔ گوشہ نشین ایسا شخص ہونا چاہئے جو کہ شمع کی طرح روشن ہو تاکہ لوگ اس کی نورانی روشنی سے فائدہ اٹھا سکیں۔

خلیفہ المستنجد باللہ کا زرِ نقد لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہونا اور آپ کا اُس کو نہ لینا

شیخ ابوالعباس الخضر الحسینی موصلی نے بیان کیا ہے کہ ہم کئی لوگ ایک شب کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں حاضر تھے کہ خلیفہ المستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف بن المقتفی لامراللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کر کے آپ کے سامنے مؤدب ہو کر بیٹھ گیا خلیفہ موصوف اس وقت آپ سے نصیحت حاصل کرنے کی غرض سے آیا

اور اپنے ساتھ دس تھیلیاں زر نقد بھروا کر لایا، یہ تھیلیاں خلیفہ موصوف نے آپ کے سامنے پیش کیں آپ نے ان کے لینے سے انکار کر دیا خلیفہ موصوف نے آپ سے بہت اصرار کیا کہ آپ اسے قبول فرما لیں مگر آپ نے اس کے اصرار سے صرف دو عمدہ سی تھیلیاں اٹھا لیں ایک اپنے دائیں اور ایک اپنے بائیں ہاتھ میں پھر آپ نے ان دونوں تھیلیوں کو دونوں ہاتھوں سے نچوڑا تو ان سے خون ٹپکنے لگا آپ نے خلیفہ موصوف سے فرمایا: کہ تم خدائے تعالیٰ سے نہیں شرماتے لوگوں کا خون کر کے تم اس مال کو میرے پاس لائے ہو خلیفہ موصوف یہ سن کر بے ہوش ہو گیا پھر آپ نے فرمایا: کہ اگر رسول اللہ ﷺ سے اس کے نسب متصل ہونے کی عزت و حرمت مدِنظر نہ ہوتی تو میں اس خون کو اس کے محلات تک بہا دیتا۔

روافض میں سے ایک جماعت کا آپ کی کرامت دیکھ کر اپنے رفض سے تائب ہونا

قدوۃ العارفین شیخ ابوالحسن علی القریشی بیان فرماتے ہیں کہ 559ھ کا واقعہ ہے کہ روافض کی ایک بہت بڑی جماعت دو خشک کدو جو کہ سلے ہوئے اور مہر شدہ تھے لے کر آئے ان لوگوں نے آپ سے پوچھا: کہ آپ بتلایئے کہ ان دونوں کدوؤں میں کیا چیز ہے؟ آپ نے اپنے تخت سے اتر کر ایک کدو پر اپنا دستِ مبارک رکھا اور فرمایا: اس میں آفت رسیدہ بچہ ہے اور اپنے صاحبزادے عبدالرزاق کو اس کدو کے کھولنے کے لئے فرمایا: جب وہ کدو کھولا گیا تو اس میں سے وہی آفت رسیدہ بچہ نکلا اس کو اپنے دستِ مبارک سے اٹھا کر فرمایا: "قم باذن اللہ" وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو گیا پھر آپ نے دوسرے کدو پر اپنا دستِ مبارک رکھ کر فرمایا: کہ اس میں صحیح و سالم و تندرست بچہ ہے اسے بھی آپ نے اپنے صاحبزادے کو کھولنے کا حکم دیا یہ کدو بھی کھولا گیا اور اس میں سے ایک بچہ نکلا اور اٹھ کر چلنے لگا آپ نے اس کی پیشانی پکڑ کر فرمایا: بیٹھ جاؤ تو وہ باذنہ تعالیٰ بیٹھ گیا آپ کی یہ کرامت دیکھ کر یہ لوگ اپنے رفض سے تائب ہو گئے نیز اس وقت آپ کی یہ کرامت دیکھ کر مجلس کے تین شخصوں کی روح پرواز ہو گئی۔

نیز شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا کہ مجھے اس وقت ایک ضرورت پیش آئی میں اسے پوری کرنے کی غرض سے اٹھا آپ نے فرمایا چاہو تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ فلاں امر کا خواستگار ہوں میں نے اس وقت امورِ باطنی میں سے ایک امر کی خواہش کی تھی چنانچہ اس وقت وہ مجھے حاصل بھی ہو گیا۔ (رضی اللہ عنہ)

ایک بچھو کا ساٹھ دفعہ آپ کے سر میں ڈنک مارنا اور پھر آپ کے فرمانے سے اُس کا مر جانا

آپ کے رکابدار ابوالعباس احمد بن محمد بن القریشی البغدادی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ سواری پر جامع منصوری تشریف لے گئے جب آپ وہاں سے واپس آئے تو آپ نے اپنی چادر اتاری اور چادر اُتار کر پیشانی پر سے ایک بچھو نکال کر زمین پر ڈالا جب یہ بچھو بھاگنے لگا تو آپ نے اس سے فرمایا: کہ مُت باذن اللہ بامرِ الٰہی تو مر جا تو اسی وقت یہ بچھو مر گیا پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ اس نے مجھ کو جامع منصوری سے یہاں تک ساٹھ دفعہ کاٹا۔

آپ کے رکابدار ابوالعباس کو آپ کا دس بارہ سیر گندم دینا اور اُن کا پانچ سال تک اُسے کھاتے رہنا

نیز یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ بغداد کی قحط سالی میں میں نے آپ سے تنگدستی و فاقہ کشی کی شکایت کی تو آپ نے مجھے قریباً دس بارہ سیر گندم دیئے اور فرمایا: کہ اسے لے جاؤ اور کوٹھے میں بند کر کے رکھ دو اور صرف ایک طرف سے اس کا منہ کھول کر حسبِ ضرورت اس میں سے نکال لیا کرو مگر اسے کبھی وزن نہ کرنا چنانچہ اس گیہوں کو پانچ سال تک کھاتے رہے ایک دفعہ میری زوجہ نے اس کوٹھے کا منہ کھول کر دیکھا کہ اس میں کتنے گیہوں ہیں تو اس میں جس قدر اوّل روز ڈالے تھے اتنے ہی معلوم ہوئے پھر یہ گیہوں سات روز میں ختم ہو گئے میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: کہ اگر تم اسے نہ دیکھتے تو تم اسی طرح سے اس میں سے کھاتے رہتے۔

ایک دفعہ قندیل کی طرح ایک روشن شے کا دو تین دفعہ آپ کے دہن مبارک سے قریب ہو ہو کر واپس ہونا

عمر بن حسین بن خلیل الطیب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ کے روبرو ہی منہ گھٹے ہوئے بیٹھا تھا اس وقت میں نے قندیل کی طرح ایک روشنی سی دیکھی جو آپ کے دہن مبارک سے دو تین دفعہ قریب ہو کر واپس ہو گئی میں نے نہایت متعجب ہو کر اپنے جی میں کہا: کہ میں لوگوں سے ضرور اس کا ذکر کروں گا آپ نے اسی وقت فرمایا: کہ تم خاموش بیٹھے رہو، مجلس کی باتیں امانت ہوتی ہیں پھر میں نے آپ کی وفات تک اس کا کسی سے ذکر نہیں کیا۔

آپ کا طی الارض

شیخ ابوالحسن المعروف بابن القسطلہ البغدادی بیان کرتے ہیں کہ جب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر آپ سے تحصیلِ علم کرتا تھا تو اس وقت آپ ہی کا کوئی کام کرنے کی غرض سے اکثر اوقات شب بیداری کیا کرتا تھا چنانچہ 553 ہجری کا واقعہ ہے کہ ایک شب کو آپ اپنے دولت خانہ سے باہر تشریف لائے میں آپ کی خدمت میں آفتابہ بھر کر لایا مگر آپ نے نہیں لیا اور سیدھے آپ مدرسہ میں تشریف لائے مدرسہ کا دروازہ آپ ہی سے کھلا اور پھر آپ سے ہی بند ہو گیا آپ باہر نکلے میں بھی آپ کے پیچھے ہو لیا اس کے بعد آپ بغداد کے دروازے پر پہنچے یہ دروازہ بھی آپ سے ہی کھلا اور پھر آپ ہی سے بند ہو گیا اس کے بعد ہم ایک شہر میں پہنچے جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اس میں پہنچ کر آپ ایک مکان میں داخل ہوئے جو کہ آپ کے مسافر خانہ سے شبیہ تھا اس مکان پر چھ اشخاص تھے انہوں نے آپ کو سلام کیا آپ ذرا آگے چلے گئے اور میں ایک کھمبے کے پاس ٹھہر گیا۔ یہاں سے میں نے نہایت پست آواز سے کسی کے کراہنے کی آواز سنی۔ کچھ منٹ بعد یہ آہٹ بند ہو گئی اس کے بعد جہاں سے کہ یہ آہٹ سنائی دیتی تھی ایک شخص اسی طرف گیا اور وہاں سے ایک شخص کو اپنے کندھے پر اٹھا لایا اس کے بعد ایک اور شخص جس

کی مونچھیں دراز تھیں، سر برہنہ تھا آیا اور آ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے اس کو کلمہ شہادت تین دفعہ پڑھا کر اس کی مونچھیں تراشیں اور اسے ٹوپی پہنائی اور محمد اس کا نام رکھا اور ان اشخاص سے فرمایا: کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ یہ شخص متوفی کا قائم مقام ہوگا۔ ان سب نے کہا: سمعا وطاعة (بسر و چشم) پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے ہم تھوڑی دور چلے تھے کہ بغداد کے دروازے پر آن پہنچے جس طرح سے کہ پہلا دفعہ دروازہ کھلا اور بند ہوا اسی طرح سے اس دفعہ بھی کھلا اور بند ہوا اس کے بعد آپ، مدرسہ تشریف لائے اور اندر مکان میں چلے گئے جب صبح کو میں آپ سے سبق پڑھنے بیٹھا تو میں نے آپ کو قسم دلا کر پوچھا کہ یہ کیا واقعہ تھا آپ نے فرمایا: یہ جو شہر تم نے دیکھا یہ نہاوند تھا جو کہ اطراف و جوانب کے بلاد بعیدہ میں سے ایک شہر کا نام ہے اور یہ چھ شخص ابدال و نجباء سے تھے اور ساتویں شخص کہ جن کی آہٹ سنائی دیتی تھی یہ بھی انہی میں سے تھے۔ اور اس وقت وہ وفات پانے والے تھے اس لئے میں ان کے پاس گیا اور جس شخص کو کہ میں نے کلمہ شہادتین پڑھایا وہ نصرانی اور قسطنطنیہ کا رہنے والا شخص تھا مجھے حکم ہوا تھا کہ یہ شخص ان کا قائم مقام ہوگا اسی لئے وہ میرے پاس لایا گیا اور اس نے اسلام قبول کیا اور اب وہ ابدال و نجباء سے ہے اور جو شخص کہ اپنے کندھے پر ایک شخص کو لایا تھا وہ ابو العباس حضرت خضر علیہ السلام تھے آپ اسے لے کر آئے تھے تا کہ وہ متوفی کا قائم مقام بنایا جائے۔ یہ بیان فرمانے کے بعد آپ نے مجھ سے اس بات کا عہد لے لیا کہ میں آپ کی زیست تک اس واقعہ کو کسی سے بیان نہ کروں اور فرمایا: کہ تم میری زندگی میں کسی راز کا بھی افشانہ کرنا۔ (رضی اللہ عنہ)

جنات کا آپ کی تابعداری کرنا

ابو سعید احمد بن علی البغدادی الازجی بیان کرتے ہیں کہ 537ھ کا واقعہ ہے کہ میری ایک دختر مسماۃ فاطمہ ایک خانہ کی چھت پر گئی تو اسے کوئی جن اٹھا لے گیا اس کی ہنوز شادی نہیں ہوئی تھی اور سولہ برس کا اس کا سن تھا میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ تم (بغداد کے نزدیک) کرخ کے ویرانے میں جا کر پانچویں ٹیلے کے نزدیک بیٹھ جاؤ اور اپنے گرد اگرد زمین پر

حصار کھینچ لو اور حصار کھینچتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ عَلٰی نِیَّۃِ عَبْدِالْقَادِرِ پڑھو جب نصف شب گزرے گی تو تمہارے پاس سے مختلف صورتوں میں جنات کا گزر ہوگا تم ان سے کچھ خوف نہ کھانا پھر صبح کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ تمہارے پاس ان کے بادشاہ کا گزر ہوگا وہ تم سے تمہاری ضرورت دریافت کرے گا تو تم اس سے صرف یہ کہنا کہ مجھے عبدالقادر جیلانی نے تمہارے پاس بھیجا ہے اس کے بعد تم اپنی دختر کا واقعہ بیان کر دینا ابوسعید عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں آپ کے حسب ارشاد کرخ کے ویرانہ میں جا کر مقامِ مذکورہ پر حصار کھینچ کر بیٹھ گیا وہاں سے جنات کے متعدد گروہ کا ہیبت ناک صورتوں میں گزر ہوتا رہا مگر میرے پاس یا میرے حصار کے پاس کوئی نہیں آ سکتا تھا، آخر ایک لشکر کے ساتھ ان کے بادشاہ کا گزر ہوا ان کا بادشاہ گھوڑے پر سوار تھا اور میرے حصار کے سامنے آ کر ٹھہر گیا اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ تمہیں کیا ضرورت درپیش ہے؟ میں نے کہا: کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے جب اس نے آپ کا نام سنا تو گھوڑے پر سے اتر کر نیچے بیٹھ گیا اور اسی طرح سے اس کے ساتھ اس کا سب لشکر بھی بیٹھ گیا پھر اس نے مجھ سے کہا: کہ اچھا پھر انہوں نے تم کو کس لئے بھیجا ہے؟ میں نے اپنا قصہ بیان کیا اس نے اپنے تمام لشکر سے دریافت کیا کہ ان کی دختر کو کون اٹھا لے گیا ہے؟ تو ان سب نے کہا: کہ معلوم نہیں کون لے گیا ہے؟ اس کے بعد ایک جن لایا گیا اور کہا گیا کہ یہ چین کے جنات میں سے ہے دختر اس کے ساتھ تھی اس بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا ہوا تھا جو تو اسے قطبِ وقت کی رکابداری میں سے اٹھا کر لے گیا؟ اس نے کہا: کہ یہ دختر مجھے اچھی معلوم ہوئی تھی؛ اس لئے میں اس کو اٹھا لے گیا بادشاہ نے اس کا کلام سنتے ہی اس کی گردن اڑوا ڈالی اور لڑکی کو میرے حوالے کیا اس کے بعد میں نے بادشاہ سے کہا: کہ آج کے سوا مجھے آپ لوگوں کا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تابعداری کرنا معلوم نہ تھا تو وہ کہنے لگا: کہ بے شک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہم میں سے تمام سرکش لوگوں پر نظر رکھتے ہیں اس لئے وہ آپ کے خوف سے بھاگ کر دور دراز مقامات میں جا بسے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو قطبِ وقت کرتا ہے تو جن و انس دونوں پر اسے حاکم بنا دیتا ہے۔ رضی اللہ عنہ

ایک آسیب زدہ کی حکایت

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص اصفہان کا رہنے والا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے آپ سے بیان کیا کہ میں اصفہان کا رہنے والا ہوں میری زوجہ کو آسیب ہو گیا ہے اور اس کثرت سے اسے دورے آتے ہیں کہ میں نہایت پریشان ہوں۔ تمام عامل بھی عاجز آ گئے ہیں کسی سے آرام نہیں ہوا آپ نے فرمایا: یہ بیابانِ سراندیپ کا ایک سرکش جن ہے جس کا نام خانس ہے اب کی دفعہ جب تمہاری زوجہ کو دورہ آئے تو اس کے کان میں کہنا کہ اے خانس عبدالقادر جو کہ بغداد میں مقیم ہیں تجھ سے کہتے ہیں کہ تو سرکشی نہ کر۔ آج سے پھر اگر تو آیا تو تو ہلاک کر دیا جائے گا اس کے بعد وہ شخص اصفہان چلا گیا پھر جب دس برس کے بعد واپس آیا تو وہی واقعہ اس سے دریافت کیا گیا اس نے بیان کیا کہ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا میں نے اس کی تعمیل کی پھر اس وقت سے کبھی میری زوجہ کو دورہ نہیں آیا۔

ماہرینِ فنِ عملیات نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات باسعادت میں چالیس برس تک بغداد میں کسی کو آسیب نہیں ہوا جب آپ وفات پا گئے تو بغداد میں آسیب پھر شروع ہو گئے۔

بغداد پر سے گذرتے ہوئے ایک صاحب حال کا فخر کرنا اور آپ کا اُس کا حال سلب کر کے واپس دے دینا

شیخ عبداللہ محمد بن ابی الغنائم الحسینی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز کا ذکر ہے کہ شیخ ابوالحسن الہیتی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لائے میں بھی اس وقت آپ ہی کے ساتھ تھا اس وقت ہم نے آپ کے دولت خانہ کی دہلیز پر ایک نوجوان کو چت پڑا دیکھا یہ نوجوان شیخ ابوالحسن علی الہیتی سے کہنے لگا: کہ حضرت آپ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں میری سفارش کیجئے پھر جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے تو بدوں اس کے کہ شیخ ابوالحسن علی الہیتی نے آپ سے کچھ کہا ہو آپ نے ان سے فرمایا: کہ میں نے یہ نوجوان آپ کو دیدیا شیخ موصوف باہر آئے اور آپ کے ساتھ میں بھی باہر آیا آپ نے

باہر آکر اس نوجوان کو اس بات کی اطلاع دی کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے تمہارے بارے میں میری سفارش منظور کر لی یہ نوجوان اس بات کی اطلاع پاتے ہی دہلیز سے نکلا اور ہوا میں اڑ کر چلا گیا پھر ہم آپ کی خدمت میں واپس آئے تو ہم نے آپ سے دریافت کیا کہ یہ کیا واقعہ تھا آپ نے فرمایا: یہ نوجوان ہوا میں اڑتا ہوا بغداد پر سے گزرا اور اس نے اپنے جی میں کہا: کہ بغداد میں مجھ جیسا شخص کوئی بھی نہیں ہے اس لئے میں نے اس کا حال سلب کر لیا تھا اور اگر شیخ علی سفارش نہ کرتے تو میں اسے نہ چھوڑتا۔

آپ کے مسافر خانہ کی چھت گرنا اور اُس کے گرنے سے پہلے آپ کا وہاں سے لوگوں کو ہٹانا

شیخ عبداللہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ماہ محرم الحرام 559 ہجری کا واقعہ ہے کہ ایک روز آپ کے مسافر خانہ میں آپ کی زیارت کے لئے قریباً تین سو اشخاص جمع تھے اس وقت آپ بعجلت دولت خانہ سے نکلے اور چار پانچ دفعہ بلند آواز سے سب سے کہا: دوڑ کر میرے پاس آ جاؤ تمام لوگ دوڑ کر آپ کے پاس چلے آئے جب اس کے نیچے کوئی بھی نہ رہا تو اس کی چھت گر پڑی اور لوگ بچ گئے آپ نے فرمایا: کہ میں ابھی مکان میں تھا تو اس وقت مجھ سے کہا گیا کہ اس کی چھت گرنے والی ہے اس لئے مجھے خوف ہوا کہ کوئی دب نہ جائے اور میں نے تمہیں جلدی سے اپنے پاس بلا لیا۔ رضی اللہ عنہ

ایک فاضل کی حکایت

شیخ عبداللہ الجبائی عبدالعزیز بن تمیم الشیبانی سے یہ عبدالغنی بن عبدالواحد سے یہ خود ابو محمد الخشاب النحوی سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ ابو محمد الخشاب النحوی نے ان سے بیان کیا کہ میں عین عالمِ شباب میں علم نحو پڑھتا تھا اس وقت اکثر لوگوں سے بسا اوقات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے اوصاف حمیدہ سننے میں آتے اور کہ آپ نہایت فصاحت و بلاغت سے وعظ فرماتے ہیں اس لئے میں آپ کا وعظ سننے کا نہایت شائق تھا مگر مجھے عدم فرصتی کی وجہ سے اس کا موقع نہیں ملتا تھا غرضیکہ میں ایک روز لوگوں کے ساتھ آپ کی مجلسِ وعظ میں گیا میں اس

وقت کہ جس جگہ جا کر بیٹھا تھا آپ نے التفات کر کے فرمایا: کہ تم ہمارے پاس رہو تو تمہیں سیبویہ زمانہ بنادیں گے چنانچہ میں نے اسی وقت سے آپ کی خدمت میں رہنا اختیار کیا اور تھوڑی سی مدت میں مجھے وہ کچھ حاصل ہوا جو کہ مجھے اس عمر تک حاصل نہیں ہوا تھا اور مسائلِ نحویہ وعلومِ عقلیہ ونقلیہ جو کہ مجھے اب تک کسی سے بھی معلوم نہیں ہوئے تھے اچھی طرح سے یاد ہو گئے اور اس سے پیشتر جو کچھ مجھ کو یاد تھا وہ تمام میرے ذہن سے نکل گیا۔ رضی اللہ عنہ

ایک بداخلاق بالغ لڑکے کی حکایت

نیز شیخ عبداللہ الجبائی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن علی بن ملاعب القواس نے ان سے بیان کیا کہ میں ایک روز ایک بڑی جماعت کے ساتھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی زیارت کے لئے گیا یہ لوگ اپنی ایک مہم کے لئے آپ سے دعا کرانے جارہے تھے۔ راہ میں اور بھی بہت سے لوگ ان کے ہمراہ ہو گئے۔ انہی میں ایک لڑکا بھی ساتھ ہو گیا تھا جس کی نسبت مجھے معلوم تھا کہ اس کے اخلاق اچھے نہ تھے وہ اکثر اوقات ناپاک رہتا تھا اور بول و براز کے بعد استنجا بھی نہیں کیا کرتا تھا۔ اتفاق سے اس وقت آپ راستے ہی میں مل گئے ان لوگوں نے آپ سے اپنا مافی الضمیر بیان کیا اور آپ سے اس کی نسبت دعاء کے خواستگار ہوئے اس کے بعد آپ سے ہماری ملاقات ہوئی ہم نے آپ کی دست بوسی کی اور چاروں طرف کے لوگ بھی آپ کی دست بوسی کے لئے آرہے تھے جب اس لڑکے کی باری آئی اور اس نے آپ کا دستِ مبارک پکڑنا چاہا تو آپ نے اپنے ہاتھ کو اپنی آستین میں دبالیا اور اس کی طرف ایک نظر دیکھا تو وہ لڑکا بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا پھر جب ہوش میں آیا تو اسی وقت اس کے چہرے پر داڑھی نمودار ہو گئی پھر یہ اٹھا اور آپ کے دستِ مبارک پر تائب ہوا پھر آپ نے اس سے مصافحہ کیا آپ کے دولت خانے تک یہی حال رہا پھر آپ اندر تشریف لے گئے اور ہم لوگ واپس آئے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ مطر الباذرانی رحمۃ اللہ علیہ کو اُس کے والد ماجد کی وصیت

قدوۃ العارفین شیخ مطر الباذرانی کے خلف الصدق ابوالخیر کروم بیان کرتے ہیں کہ

جب میرے والد ماجد کی وفات کا وقت قریب ہوا تو میں نے آپ سے پوچھا: کہ مجھے بتلایئے کہ میں آپ کے بعد کس کی پیروی کروں؟ تو آپ نے فرمایا: شیخ عبدالقادر کی مجھے خیال ہوا کہ معلوم نہیں آپ قصداً کہہ رہے ہیں یا غلبہ مرض کی وجہ سے آپ کی زبان سے نکل گیا ہے اس لئے ایک ساعت کے بعد میں نے دوبارہ آپ سے پوچھا: کہ میں آپ کے بعد کس کی پیروی کروں آپ نے فرمایا: شیخ عبدالقادر جیلانی کی پھر تیسری بار ایک ساعت کے بعد آپ سے میں نے پوچھا کہ آپ کے بعد میں کس کی پیروی کروں؟ تو اس دفعہ بھی آپ نے فرمایا: عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ اس وقت صرف شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہی پیروی کی جائے گی غرضیکہ میں اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد بغداد آ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کی مجلس میں شیخ بقاء بن بطو رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اعیان مشائخ بھی موجود تھے اس وقت میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ میں دیگر واعظوں کی طرح نہیں بلکہ میں خدائے تعالیٰ کے حکم پر ہوں اور رجال الغیب سے جو کہ ہوا پر رہتے ہیں گفتگو کرتا ہوں اس وقت آپ اپنا سر اوپر اٹھاتے جاتے تھے میں نے بھی سر اٹھا کر اوپر کو دیکھا تو مجھ کو رجال الغیب کی صفیں آپ کے سامنے ہوا میں دکھائی دیں یہاں تک کہ آسمان میری نظر سے چھپ گیا یہ لوگ خود بھی نورانی تھے اور نورانی ہی گھوڑوں پر سوار تھے یہ سب لوگ اپنے سر جھکائے خاموش تھے۔ کوئی ان میں آب دیدہ اور کوئی لرز رہا تھا مجھ کو یہ حالت دیکھ کر غشی ہوگئی پھر جب ہوش آیا تو میں دوڑ کر لوگوں کے درمیان سے نکلتا ہوا آپ کے تخت پر چڑھ گیا آپ میری وجہ سے تھوڑی دیر خاموش ہو گئے اور فرمانے لگے کہ تم کو اپنے والد ماجد کی وصیت ایک دفعہ ہی کافی نہ ہوئی میں خوف زدہ ہو کر خاموش رہ گیا رضی اللہ عنہ۔

فقہائے بغداد کا جمع ہو کر آپ کا امتحان لینے کی غرض سے آپ کے پاس آنا

مفرج بن نبہان بن برکات الشیبانی نے بیان کیا ہے کہ جب ہمارے شیخ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بغداد میں شہرت ہوئی تو بغداد کے بڑے بڑے فقہاء میں سے ایک سو فقہاء آپ کا امتحان لینے کی غرض سے جمع ہوئے ان سب کی رائے اس بات پر

قرار پائی کہ ان سے ہر ایک شخص علوم وفنون میں سے ایک نئے مسئلہ پر سوال کرے غرضیکہ یہ تمام فقہاء آپ کی مجلس وعظ میں تشریف لائے میں اس وقت آپ کی مجلس وعظ میں شریک تھا جب یہ لوگ آ کر بیٹھ گئے تو آپ اپنا سر جھکا کر خاموش ہوئے اس وقت آپ کے منہ سے ایک نورانی شعلہ نکلا جس کو کسی نے دیکھا اور کسی نے نہیں دیکھا وہ شعلہ ان تمام فقہاء کے سینے پر سے گزر گیا جس کے سینے پر وہ شعلہ پہنچتا گیا وہ نہایت حیران و پریشان سا رہ گیا اس کے بعد وہ سب کے سب چلانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور برہنہ سر ہو گئے اور تخت پر چڑھ کر آپ کے قدموں پر اپنے سر ڈال دیئے۔ مجلس میں ایک شور پیدا ہو گیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بغداد ہل رہا ہے اس کے بعد آپ نے ایک ایک کو اپنے سینے سے لگانا شروع کیا جب سب کو آپ اپنے سینے سے لگا چکے تھے تو ان میں سے ایک ایک کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: کہ تمہارے سوال کا یہ جواب ہے کہ اسی طرح سے آپ نے ہر ایک کے سوال کا نام لے کر اس کا جواب بیان فرما دیا جب آپ سب کے سوالوں کے جواب بیان فرما چکے اور مجلس ختم ہو گئی تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ اس وقت آپ لوگوں کا کیا حال ہو گیا تھا تو انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم لوگ وہاں جا کر بیٹھے تو جس قدر ہمارا علم تھا وہ سب ہم سے سلب ہو گیا گویا ہم نے کبھی کچھ پڑھا ہی نہ تھا پھر جب آپ نے ہمیں اپنے سینے سے لگایا ہمارا وہی علم بدستور لوٹ آیا پھر آپ نے ہم سے ہر ایک کے سوال کو بیان کر کے اس کے وہ جواب بیان فرمائے کہ جنہیں ہم مطلق نہیں جانتے تھے۔ (رضی اللہ عنہ)

بہت سے مخفیہ حالات کو آپ کا ظاہر کرنا

خطیب ابو المجر حامد الحرانی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی جائے نماز بچھا کر آپ کے نزدیک بیٹھ گیا آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا، تم امراء وسلاطین کی بساط پر بیٹھو گے جب میں حران واپس آیا تو سلطان نورالدین الشہید نے مجھ کو اپنے پاس رکھنے پر مجبور کیا اور مجھے اپنا مصاحب کر ناظم اوقاف کر دیا اس وقت مجھ کو آپ کا قول یاد آیا۔ رضی اللہ عنہ

آپ کی کرامات

ابو الحسن شیخ رکن الدین علی بن ابی ظاہر بن نجا بن غنائم الانصاری الفقیہ الحنبلی الواعظ نزیل مصر بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں اور میرا ایک رفیقِ شفیق ہم دونوں حج کر کے بغداد آئے اور اس وقت ہمارے پاس سوائے ایک قبضہ کے اور کچھ نہ تھا اسے ہم نے فروخت کر کے چاول خریدے اور پکا کر کھائے مگر اس قدر چاولوں سے نہ تو ہم سیر ہی ہوئے اور نہ ہی ہمیں کچھ لطف حاصل ہوا بعد ازاں ہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے آپ نے اپنا کلام قطع کر کے فرمایا: حجاز سے چند فقرائے مساکین آئے ہیں ان کے پاس سوائے ایک قبضہ کے اور کچھ نہ تھا اس کو انہوں نے فروخت کر کے چاول لے کر پکائے اور کھائے مگر اس سے نہ تو وہ سیر ہوئے اور نہ ہی اس میں ان کو کچھ مزا آیا ہمیں یہ سن کر بہت تعجب ہوا اس کے بعد آپ نے دستر خوان بچھوایا میں نے اپنے رفیق سے آہستہ سے پوچھا: کہ تمہیں کس چیز کی خواہش ہے؟ اس نے کہا: کہ مجھ کو کشک وراجی کی خواہش ہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ مجھ کو شہد کی اشتہا ہے آپ نے فوراً اپنے خادم سے یہ دونوں چیزیں منگوائیں اور ہماری طرف اشارہ کر کے فرمایا: کہ ان دونوں کے سامنے رکھ دو خادم نے کشک وراجی میرے سامنے اور شہد میرے رفیق کے سامنے رکھ دیا آپ نے فرمایا: نہیں نہیں اسے الٹ دو یعنی شہد کی جگہ کشک وراجی اور کشک وراجی کی جگہ شہد رکھو میں اس وقت گھبرا کر چیخ اٹھا اور دوڑ کر آپ کے پاس گیا آپ نے فرمایا: "اھلاً بواعظِ الدیارِ المصریّہ" (واعظ مصر مرحبا مرحبا) میں نے عرض کیا حضرت آپ کیا فرماتے ہیں؟ میں تو اس لائق نہیں مجھ کو تو سورۃ فاتحہ پڑھنے کا بھی سلیقہ نہیں ہے آپ نے فرمایا: نہیں! نہیں! مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں تم کو ایسا کہوں۔

ابو الحسن بیان کرتے ہیں کہ پھر میں آپ سے تحصیلِ علم میں مشغول ہو گیا اور ایک ہی سال میں مجھ کو اس قدر روحانی فتوحات حاصل ہوئیں جس قدر کہ کسی اور شخص کو بیس سال میں بھی حاصل نہ ہو سکیں اس کے بعد میں بغداد میں وعظ کہتا رہا پھر میں نے آپ سے مصر واپس جانے کی اجازت لی آپ نے مجھ کو اجازت دی اور فرمایا کہ جب تم دمشق پہنچو گے تو

وہاں تم کوترکی کی فوج ملے گی جو مصر پر قبضہ کرنے کی غرض سے آئی ہوگی تم ان سے کہنا کہ تم اس سال اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے اس لئے تم واپس جاؤ پھر آئندہ دوسرے سال تم کامیاب ہوسکو گے چنانچہ جب میں دمشق میں پہنچا تو مجھ کو ترکی کی فوج ملی جو کچھ آپ نے ان کی بابت مجھ سے فرمایا تھا وہ میں نے ان سے کہہ دیا لیکن انہوں نے میرا کہنا نہ مانا بعدازاں جب مصر میں پہنچا تو وہاں جا کر دیکھا کہ خلیفہ مصر ان سے مقابلہ کی تیاریاں کر رہا تھا میں نے اس سے کہا کہ کوئی خوف کی بات نہیں ہے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکیں گے بلکہ تمہاری ہی فتح ہوگی بالآخر ترکی فوج نے مصر پر حملہ کیا اور شکست کھا کر واپس ہوئی خلیفہ مصر نے میری بڑی عزت کی اور مجھ کو اپنا مصاحب اور رازدار بنا لیا دوسرے سال ترکی سپاہ نے پھر چڑھائی کی اور اس دفعہ وہ مصر پر قابض ہو گئے اور انہوں نے بھی میری عزت کی غرضیکہ آپ کی صرف ایک بات سے مجھ کو دونوں دولتوں کی طرف سے ڈیڑھ لاکھ دینار حاصل ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

بیان کیا جاتا ہے کہ ابوالحسن شیخ زین الدین مذکور زمانہ سابقہ میں ہی مصر کی طرف آ رہے تھے، ابتداء میں ان کو تفسیر کی صرف ایک ہی کتاب یاد تھی مگر وہ مقبول خاص و عام ہو کر مصر میں بہت شہرت حاصل کر چکے تھے۔ بعدازاں یہ اکابر محدثین سے ہو گئے اور لوگ ان سے بہت مستفید ہوئے اصل میں ان کی پیدائش دمشق تھی لیکن مصر میں آ کر بود و باش اختیار کر لی تھی اور ماہِ رمضان المبارک 599 ہجری میں یہیں ان کا انتقال ہوا۔

مکان کی چھت سے ایک سانپ کا آپ کے سامنے گرنا اس وقت آپ کا استقلال اور آپ سے اس کا ہمکلام ہونا

احمد بن صالح الجبلی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت (بغداد کے) مدرسہ نظامیہ میں آپ کے ساتھ موجود تھا اس وقت بہت سے علماء و فقراء آپ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ اس وقت قضاء و قدر کی بابت کچھ بیان فرما رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک بہت بڑا سانپ آپ کے سامنے چھت سے گرا تمام لوگ ڈر کے مارے اٹھ کر بھاگ گئے مگر آپ نے باستقلال جنبش تک نہ کی اور اسی طرح اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تقریر فرماتے رہے۔ یہ سانپ

آپ کے کپڑوں میں گھس کر آپ کے تمام جسم پر پھرنے کے بعد آپ کے گلے کے پاس سے اتر کر زمین پر کھڑا ہو گیا اور آپ سے کچھ باتیں کر کے چلا گیا مگر اس کی باتوں کو کسی نے کچھ سمجھا نہیں اس کے بعد تمام لوگ پھر بدستور آ کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور آپ سے پوچھنے لگے کہ اس نے آپ سے کیا کیا باتیں کیں آپ نے فرمایا: اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا مگر آپ جیسا کسی کو نہیں پایا اس کے جواب میں میں نے اس سے کہا کہ میں قضاء قدر میں گفتگو کر رہا تھا اس لئے تو میرے اوپر گرا کہ تو ایک زمین کا کیڑا ہے قضاء وقدر ہی تجھ کو متحرک کرتی ہے تو نے چاہا کہ میرا قول وفعل دونوں برابر ہو جائیں۔ رضی اللہ عنہ

ایک دفعہ جامع منصوری میں ایک جن کا اژدھا بن کر آپ کے سامنے آنا

آپ کے صاحبزادے عبدالرزاق بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار شیخ عبدالقادر سے سنا آپ نے بیان فرمایا کہ میں ایک دفعہ جامع منصوری میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اثنائے نماز میں میں نے بوریئے پر سے کسی چیز کے آنے کی آواز سنی بعدازاں ایک اژدھا میرے سجدے کی جگہ منہ پھاڑ کر بیٹھ گیا جب میں سجدہ کرنے لگا تو میں نے اسے الگ کر کے سجدہ کیا پھر جب میں قعدہ میں بیٹھا تو یہ میری رانوں پر سے ہو کر میری گردن پر چڑھ گیا اس کے بعد جب میں سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوا تو پھر وہ مجھ کو نظر نہیں آیا پھر دوسری صبح کو جامع موصوف کے ایک ویران حصہ میں پہنچ گیا تو یہاں مجھ کو ایک شخص آنکھیں پھاڑے ہوئے دکھائی دیا۔ مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ جن ہے اس نے مجھ سے بیان کیا کہ کل آپ کے پاس اثنائے نماز میں میں ہی آیا تھا اسی طرح سے میں نے اکثر اولیاء اللہ کو آزمایا مگر آپ کی طرح کوئی ثابت قدم اور مستقل نہیں رہا بلکہ کسی کے ظاہر میں اور کسی کے باطن میں اضطراب پیدا ہو گیا اور آپ ظاہر و باطن دونوں میں ثابت قدم رہے ہیں پھر اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی درخواست کی تو میں نے اسے توبہ کرائی۔ (رضی اللہ عنہ)

آپ کی دعا سے مریضوں کا شفایاب ہونا

شیخ خضر الحسینی الموصلی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ

علیہ کی خدمت میں قریباً عرصہ تیرہ سال تک رہا اس اثناء میں میں نے آپ کے بہت سے خوارق عادات دیکھے۔ منجملہ ان کے ایک یہ واقعہ ہے کہ جس بیمار کے علاج سے اطباء عاجز آ جاتے تھے۔ وہ مریض آپ کے پاس آ کر شفایاب ہو جاتا آپ اس کے لئے دعاء صحت فرماتے اور اس کے جسم پر اپنا دستِ مبارک رکھتے، خدائے تعالیٰ اسی وقت اسے صحت عطا فرماتا۔ رضی اللہ عنہ

مریضِ استسقاء

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ خلیفہ المستنجد باللہ کے عزیزوں میں سے ایک مریض استسقاء آپ کے پاس لایا گیا اس کا پیٹ مرض استسقاء کی وجہ سے بہت ہی بڑھ گیا تھا آپ نے اس کے اوپر اپنا دستِ مبارک پھیرا تو اس کا پیٹ بالکل چھوٹا ہو گیا گویا کہ وہ بیماری ہی نہیں ہوا تھا۔ رضی اللہ عنہ

مریضِ بخار

ایک دفعہ ابو المعالی احمد البغدادی الحنبلی آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے انہوں نے آن کر بیان کیا کہ میرے فرزند محمد کو سوا سال سے بخار آ رہا ہے اور کسی طرح سے نہیں اترتا آپ نے فرمایا: کہ تم اس کے کان میں جا کر کہہ دو کہ اے بخار! میرے لڑکے سے دور ہو کر (قریہ) حلہ میں چلا جا پھر ہم نے کئی سالوں کے بعد ان سے ان کے فرزند کا حال دریافت کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ جس طرح سے آپ نے مجھ کو فرمایا تھا وہی میں نے اس کے کان میں کہہ دیا۔ بعد ازاں اسے بخار نہیں ہوا اور انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ جب میں بغداد جاتا ہوں تو وہاں سے یہ خبر ضرور سنتا ہوں کہ اہلِ حلہ اکثر بخار میں مبتلا رہتے ہیں۔

آپ کی دعا سے کبوتری کا انڈے دینا اور قمری کا بولنے لگنا

خضر الحسینی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ شیخ ابو الحسن علی الازجی بیمار ہو گئے تو آپ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں آپ نے ایک کبوتری اور قمری کو دیکھا کبوتری کی بابت آپ سے بیان کیا گیا کہ عرصہ چھ ماہ سے انڈے نہیں دیتی اور قمری کی نسبت آپ سے

یہ بیان کیا گیا کہ اتنی ہی مدت سے یہ بولتی نہیں ہے آپ نے کبوتری کے نزدیک کھڑے ہو کر فرمایا: کہ تو اپنے مال سے فائدہ پہنچا اور قمری کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: کہ اپنے خالق کی تسبیح کر۔ خضر الحسینی کہتے ہیں کہ اسی وقت کبوتری انڈے دینے لگی اور بچے نکالے اور اس کی نسل بڑھی اور قمری بولنے لگ گئی حتیٰ کہ بغداد میں اس کی شہرت ہو گئی اور لوگ قمری کی باتیں سننے کے لئے آنے لگے۔

560 ہجری کا ذکر ہے کہ ایک دن آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ خضر! تم موصل چلے جاؤ وہاں پر تمہارے ہاں اولاد ہو گی اور پہلی دفعہ لڑکا پیدا ہو گا جس کا نام محمد ہے جب اس کی عمر سات برس کی ہو گی تو اس کو بغداد کا ایک نابینا جس کا نام علی ہے اسے عرصہ چھ ماہ میں قرآن مجید زبانی یاد کرا دے گا اور تم خود 94 سال چھ ماہ اور سات دن کی عمر پا کر شہر اربل میں انتقال کرو گے اور تمہاری قوت شنوائی و بینائی اور قویٰ اس وقت تک صحیح و تندرست رہیں گے چنانچہ ان کے فرزند ابو عبداللہ محمد نے بیان کیا کہ میرے والد ماجد شہر موصل میں آ کر رہے۔ وہاں غرہ ماہ صفر 561 ہجری میں پیدا ہوا جب میں سات برس کا ہوا تو میرے والد ماجد نے میرے لئے ایک جید حافظ کو مقرر فرمایا میرے والد بزرگوار نے ان کا نام اور وطن دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرا نام علی ہے اور بغداد کا رہنے والا ہوں اس کے بعد میرے والد ماجد نے ان سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ان واقعات کے متعلق پہلے ہی سے خبر دینا بیان کیا پھر جب 9 ویں صفر 625 ہجری کو شہر اربل میں میرے والد ماجد نے انتقال کیا تو اس وقت ان کی عمر پوری 94 سال چھ ماہ اور سات یوم تھی اور ان کے تمام حواس وقویٰ اس وقت بالکل ٹھیک تھے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)۔

آپ کے ایک مرید کا قول

عمر بن مسعود البزاز نے بیان کیا ہے کہ میری آنکھوں نے معارف و حقائق میں آپ جیسا عارف نہیں دیکھا۔ ایک دفعہ آپ کے ایک مرید کی نسبت آپ سے بیان کیا گیا کہ وہ کہتا ہے کہ میں بعینہٖ اپنی انہی آنکھوں سے خدائے تعالیٰ کو دیکھتا ہوں آپ نے اسے بلوا کر اس امر کی بابت دریافت کیا کہ یہ جو تمہاری نسبت بیان کیا گیا ہے سچ ہے؟ اس نے اس کا

اقرار کیا تو آپ اس پر بہت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ پھر آئندہ تم کو ایسا نہیں کہنا چاہیے۔

اس کے بعد آپ سے پوچھا گیا کہ آیا یہ شخص اپنے قول میں حق بجانب ہے یا نہیں؟

آپ نے فرمایا: حق بجانب ہے مگر اس کا حق بجانب ہونا ابھی اس پر ملتبس ہے کیونکہ اس نے اپنی بصیرت سے اس کا مشاہدہ کیا ہے اور اس کی بصیرت کی شعاعیں اس کے نور شہود سے متصل ہیں اس سے اسے گمان ہوا کہ اس نے اپنی بصیرت سے دیکھا ہے وہ بعینہٖ اپنی بصارت سے، حالانکہ اس کی بصارت نے صرف بصیرت کو دیکھا مگر اسے اس کی خبر نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ" اللہ تعالیٰ نے دو دریا نکالے۔ (میٹھے اور کھاری) جو ملتے ہیں اور پھر بھی وہ ایک دوسرے کی حد سے تجاوز نہیں کرتے۔

نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اپنے بندوں کے دلوں پر انوارِ جلال و جمال اتارتا ہے تو انوارِ جلال و جمال سے ان کے دل وہ شے حاصل کرتے ہیں جو کہ صورتوں کو صورتیں حاصل ہوا کرتی ہیں مگر درحقیقت یہاں پر صورتیں نہیں ہوتیں پھر انوارِ جلال و جمال کے بعد ردائے کبریائے الٰہی ہے جو کسی طرح سے چاک نہیں ہوسکتی اس وقت آپ کی خدمت میں بہت سے علماء و مشائخ حاضر تھے سب کے سب آپ کی اس فصیح تقریر سے نہایت محظوظ ہوئے اور ساتھ ہی آپ کی اس احسن بیانی سے کہ آپ نے کس خوبی سے اپنے مرید کا حال بیان فرمایا مرعوب بھی ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک چوہے کا چھت پر سے کئی دفعہ آپ کے اوپر مٹی گرانا اور آپ کے فرمانے سے اس کا گر کر مر جانا

شیخ معمر جرادہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت آپ بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے تھے کہ اس اثنا میں چھت سے دو تین بار کچھ مٹی گری آپ اسے جھاڑتے گئے جب چوتھی دفعہ گری تو آپ نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا کہ ایک چوہا مٹی کھود کھود کر

گرا رہا ہے آپ نے اس سے فرمایا: کہ تو اپنا سر اڑا دے آپ کا یہ فرمانا تھا کہ فوراً اس چوہے کا سر ایک طرف اور دھڑ ایک طرف جا پڑا اس کے بعد آپ اپنا لکھنا چھوڑ کر بڑے آبدیدہ ہوئے میں نے عرض کیا حضرت! آپ اس وقت کیوں اس قدر آبدیدہ ہوئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ مبادا کسی مسلمان سے مجھ کو ایذا پہنچے تو اس کا بھی یہی حال ہو جو اس چوہے کا ہوا ہے۔

شیخ عمر بن مسعود کا بیان ہے کہ ایک روز آپ وضو کر رہے تھے کہ اسی اثنا میں ایک چڑیا نے آپ پر بیٹ کر دی یہ چڑیا اسی وقت گر کر مر گئی جب آپ وضو کر چکے تو آپ نے کپڑے کا اتنا حصہ دھویا اور اتار کر مجھ کو دیا کہ اسے بیچ کر اس کی قیمت خیرات کر دو یہ اس کا بدلہ ہے۔

آپ کا قیمتی لباس پہننا اور باطن میں ابوالفضل احمد کا اِس پر معترض ہونا

ابوالفضل احمد بن القاسم بن عبدان القرشی البغدادی البزاز بیان کرتے ہیں کہ آپ قیمتی لباس زیب تن کیا کرتے تھے ایک دن آپ کا خادم میرے پاس آیا اور کہنے لگا مجھ کو ایک کپڑا دو، جو فی گز ایک دینار قیمت کا ہو اس سے کم قیمت کا نہ ہو اور نہ زیادہ قیمت کا غرضیکہ میں نے وہ کپڑا اسے دے دیا اور پوچھا کہ یہ کس کے لئے ہے؟ آپ کے خادم نے کہا: کہ حضرت شیخ عبدالقادر کے لئے میں نے اپنے دل میں کہا کہ آپ نے امراء و سلاطین کا کوئی لباس نہیں چھوڑا میرے دل میں ابھی یہ بات نہیں گزری تھی کہ میرے پاؤں میں ایک میخ آ لگی جس سے میں مرنے کے قریب ہو گیا لوگوں نے میرے پاؤں سے اس میخ کے نکالنے کی بہت کوشش کی مگر کسی سے وہ میخ باہر نہ نکل سکی میں نے کہا: مجھ کو آپ کی خدمت میں لے چلو چنانچہ لوگوں نے مجھ کو لے جا کر آپ کے سامنے ڈال دیا آپ نے فرمایا: ابوالفضل! تم نے اپنے باطن میں مجھ سے کیوں تعرض کیا؟ خدا کی قسم میں نے یہ لباس نہیں پہنا مگر تاوقتیکہ مجھ سے اس کی نسبت کہا گیا کہ تم ایسی قمیص پہنو کہ جو فی گز ایک دینار قیمت کی ہو، ابوالفضل یہ مردوں کا کفن ہے اور مردوں کا کفن خوشنما ہوا کرتا ہے یہ میں نے ایک ہزار موت کے بعد پہنا ہے پھر آپ نے میرے پیر پر اپنا دست مبارک پھیرا تو اسی وقت درد جاتا رہا اور میں اٹھ کر بخوبی دوڑنے لگا اور بجز اپنے پیر کے میں نے اور کہیں اس میخ کو نہیں دیکھا نہ معلوم وہ

کہاں سے آئی تھی اور کہاں چلی گئی؟ پھر آپ نے فرمایا: جس کسی کو بھی مجھ پر اعتراض ہوگا اس کا وہ اعتراض اسی کی صورت میں بن جائے گا۔ رضی اللہ عنہ

خواب میں آپکے خادم کا ستر عورتوں سے ہمبستر ہونا اور آپکا اُس کی وجہ بتلانا

ابن الحسینی نے بیان کیا ہے کہ ایک رات کا واقعہ ہے کہ اس شب کو خواب میں آپ کے خادم نے ستر عورتوں سے جماع کیا جن سے بعض کو یہ جانتے تھے اور بعض کو نہیں جب یہ صبح کو اٹھے تو بہت حیران ہوئے اور آپ کی خدمت میں اپنی حالت بیان کرنے گئے آپ نے ان کو دیکھتے ہی فرمایا: کہ گھبراؤ مت میں نے شب کو لوح محفوظ میں دیکھا کہ تم ستر عورتوں سے مرتکب زنا ہو گے اس لئے میں نے خدائے تعالیٰ کی جناب میں تمہارے لئے دعا کی کہ ان واقعات کو بیداری سے خواب میں تبدیل کر دے چنانچہ وہ بیداری سے خواب میں تبدیل کر دیے گئے۔

آپ سے توسل کرنے کا بیان

شیخ علی الخباز کا بیان ہے کہ شیخ ابوالقاسم عمر نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے فرمایا: کہ جو کوئی اپنی مصیبت میں مجھ سے مدد چاہے یا مجھ کو پکارے تو میں اس کی مصیبت کو دور کروں گا اور جو کوئی میرے توسل سے خدائے تعالیٰ سے اپنی حاجت روائی چاہے گا تو خدائے تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا کرے گا یا جو کوئی دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ دفعہ سورۂ اخلاص یعنی قل ہو اللہ احد پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور مجھ پر بھی سلام بھیجے اور اس وقت اپنی حاجت کا نام بھی لے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری ہوگی۔ بعض نے بیان کیا ہے کہ دس پانچ قدم جانب مشرق میرے مزار کی طرف چل کر میرا نام لے اور اپنی حاجت کو بیان کرے۔ بعض کہتے ہیں کہ مندرجہ ذیل دو شعروں کو بھی پڑھے

اَیُدْرِکُنِیْ ضَیْمٌ وَّاَنْتَ ذَخِیْرَتِیْ
وَاُظْلَمُ فِی الدُّنْیَا وَاَنْتَ نَصِیْرِیْ

کیا مجھ کو کچھ تنگ دستی پہنچ سکتی ہے جبکہ آپ میرا ذخیرہ ہیں اور کیا دنیا میں مجھ پر ظلم ہوسکتا ہے جبکہ آپ میرے مددگار ہیں۔

وَعَارٌ عَلٰی حَامِی الْحَمٰی وَهُوَ مُنْجِدِیْ
اِذَا ضَلَّ فِی الْبَیْدَاءِ عِقَالُ بَعِیْرِیْ

بھیڑ کے محافظ پر خصوصاً جبکہ وہ میرا مددگار ہو ننگ و ناموس کی بات ہے کہ بیابان میں میرے اونٹ کی رسی گم جائے۔

ہر ماہ میں خلیفۂ وقت کی طرف سے آپ کے واسطے خلعت آنا

شیخ عبداللہ الجبائی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اگر کوئی زرِنقد لیکر آتا تو آپ اسے اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے تھے بلکہ آپ اسے فرما دیتے تھے کہ تم کچھ لائے ہو تو مصلے کے نیچے رکھ دو پھر بعدازاں آپ اپنے خادم سے فرماتے کہ یہ زرِنقد لے جا کر باورچی اور سبزی فروش کو دیدو ہر مہینے آپ کے واسطے خلیفہ کی طرف سے خلعت آیا کرتا تھا یہ خلعت آپ ابوالفتح الطحان کو دلوا دیا کرتے تھے آپ ان کے ہاں سے فقراء اور مہمانوں کے واسطے آٹا قرض لیا کرتے تھے خود آپ نے اس خلعت کو کبھی نہیں پہنا۔

خضر الحسینی بیان کرتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن آپ کے ہمراہ جامع مسجد گیا ہوا تھا یہاں پر ایک تاجر نے آ کر آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس علاوہ زکوٰۃ کے کچھ مال ہے جس کو میں فقیروں اور مسکینوں کو دینا چاہتا ہوں لیکن مجھ کو اس وقت تک کوئی اس کا مستحق نہیں ملا لہٰذا آپ جس کو فرمائیں اس کو یہ مال دیدیا جائے یا خود آپ لیکر جسے چاہیں دیدیں آپ نے فرمایا: تم یہ مال مستحقین وغیر مستحقین دونوں کو دیدو۔

دل بدست آور کہ حجِ اکبر است

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ نے ایک شکستہ دل فقیر کو دیکھا آپ نے اس سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میں دجلہ کے دوسرے کنارے جانا چاہتا ہوں اس

لئے میں ملاح کے پاس گیا تھا کہ مجھ کو کشتی پر سوار کرا کے عبور کرا دے مگر اس نے انکار کر دیا اس لئے وہ فقیر تنگ دستی کے سبب شکستہ دل ہو رہا تھا اسی اثناء میں ایک شخص 30 دینار آپ کے پاس نذرانہ میں لایا آپ نے یہ 30 دینار اس غریب کو دیکر فرمایا: کہ جاؤ، یہ 30 دینار اس ملاح کو جا کر دے دو اور کہہ دو کہ آئندہ پھر وہ کسی غریب کو واپس نہ کرے نیز اس فقیر کو آپ نے اپنا قمیص اتار کر دے دیا اور پھر بیس دینار میں آپ نے یہ قمیص اس سے خرید لیا۔

عبدالصمد بن ہمام کا آپ سے انحراف کرنے کے بعد آپکی خدمت اختیار کرنا

ابوالیسر عبدالرحیم بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد بن ہمام جو ایک ثقہ اور ذی ثروت شخص گزرے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت انحراف رکھتے تھے صرف اس وجہ سے کہ لوگ آپ کے عجیب وغریب خوارقِ عادات بیان کرتے تھے مگر بعد میں انہوں نے آپ کی خدمت نہایت اہتمام سے اختیار کی اس سے لوگوں کو نہایت تعجب ہوا جب آپ کی وفات ہو گئی تو میں نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں ابتداء میں جو آپ سے انحراف رکھتا تھا، میرا آپ سے یہ انحراف محض میری بے نصیبی کی وجہ تھا۔ ایک وقت کا ذکر ہے کہ جمعہ کے روز مجھے آپ کے مدرسہ کے قریب سے گزرنے کا اتفاق ہوا میں اس وقت پیشاب پاخانہ بھی جانا چاہتا تھا مگر نماز عنقریب ہونے والی تھی اس لئے مجھ کو خیال ہوا کہ میں جلدی سے پہلے نماز پڑھ لوں پھر پیشاب پاخانہ جاؤں گا میں مسجد میں گیا اور منبر کے پاس جگہ خالی تھی میں وہاں بیٹھ گیا مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ جمعہ کی نماز آپ ہی پڑھائیں گے غرض لوگ بکثرت آ گئے میں اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ گو اس وقت مجھ کو حاجت زیادہ معلوم ہوئی اس لئے میں رفعِ حاجت کے لئے اٹھنا بھی چاہتا تھا لیکن لوگوں کی کثرت آمد کی وجہ سے میں اٹھ نہ سکا اس کے بعد مجھ کو حاجت بشدت معلوم ہوئی جسے میں کسی طرح روک نہیں سکتا تھا اتنے ہی میں آپ منبر پر چڑھے جس سے میری حالت اور بھی متغیر ہو کر آپ کا بغض میرے دل میں زیادہ ہو گیا مجھے اس وقت نہایت پریشانی ہوئی کہ میں کیا کروں۔ علاوہ بریں حاجت کے بشدت ہونے کی وجہ سے قریب تھا کہ میرے کپڑے ناپاک ہو جاتے اس لئے میں نہایت مغموم ہو رہا تھا کہ اگر میرا پیشاب پاخانہ نکل گیا اور نکلنے

کے قریب تھا ہی تو لوگوں کو ضرور بدبو معلوم ہوگی اور میرے لئے ذلت ورسوائی کا باعث ہوگا اس مصیبت سے بس میں لقمۂ اجل ہو رہا تھا کہ اتنے میں آپ نے منبر پر سے دو تین سیڑھیاں اتر کر اپنی آستین مبارک میرے سر پر رکھی جس سے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میں ایک باغیچہ میں ہوں جہاں پانی بہہ رہا ہے میں نے یہاں استنجا وغیرہ کیا اور وضو کی دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد آپ نے اپنی آستین اٹھالی تو میں وہیں اپنی جگہ منبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس سے مجھے نہایت تعجب ہوا بعدازاں میں نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو دیکھا تو مقامات وضو کی نمی میرے کپڑوں میں موجود تھی مجھے اس سے اور بھی زیادہ حیرت ہوئی غرضیکہ جب نماز ہو چکی اور میں واپس ہونے لگا تو مجھے اپنا رومال دستی جس میں میری کنجیاں بندھی ہوئی تھیں نہیں ملا جس جگہ پر میں بیٹھا ہوا تھا میں نے وہاں بہت ڈھونڈا مگر کچھ پتہ نہ چلا میں گھر چلا آیا اور اپنے صندوق کو قفل ساز سے کھلوالیا میں اسی وقت اپنی کسی مہم کی وجہ سے عراق عجم کا قصد کر رہا تھا چنانچہ میں اسی روز کی صبح کو روانہ بھی ہو گیا جب ہم دو منزلیں طے کر کے تیسری منزل پر جارہے تھے تو اس راہ میں ایک مقام ملا جہاں ایک باغیچہ بھی لگا ہوا تھا اور پانی بہہ رہا تھا میرے رفقاء نے مجھ سے کہا: کہ ہمیں آگے پانی ملتا نظر نہیں آتا اس لئے ہم یہیں اتر کر نماز پڑھ لیں اور کھانا وغیرہ بھی کھالیں۔ غرض میں نے اتر کر دیکھا تو بے شک وہی مقام تھا کہ جسے میں اس جمعہ کے روز دیکھ چکا تھا میں نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کے قصد سے آگے بڑھا ہی تھا کہ وہی اپنا دستی رومال مع کنجیوں کے پڑا مل گیا مجھے نہایت ہی حیرت ہوئی آخر میں اپنا سفر پورا کر کے واپس ہوا تو واپسی سے میرا اصلی مقصد یہ تھا کہ بغداد پہنچتے ہی آپ کی خدمت اختیار کروں میں اس واقعہ کو کسی سے بیان نہیں کرتا ہوں کہ کہیں سامعین کو اس میں شک گزرے اور وہ مجھے جھوٹا سمجھیں میں نے کہا: کہ نہیں آپ نے جو کچھ دیکھا ہے وہ سب بیان کیجئے آپ کی نسبت کسی کو ایسا خیال نہیں ہو سکتا اس کے بعد انہوں نے کہا: کہ بس مجھ کو اب اس سے زیادہ بیان کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ بہت سے ثقہ لوگوں نے اس قسم کے واقعات بکثرت بیان کئے ہیں میں نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا بڑا افضل وکرم کیا تو یہ کہنے لگے کہ میں بے شک خدائے تعالیٰ کا بڑا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس حال

میں نہیں مارا۔ الحمد للہ حمدًا کثیرًا۔

آپ کا ایک مرغی کی ہڈیاں جمع کر کے باذنہٖ تعالیٰ اُس کا زندہ کرنا

شیخ محمد بن قائد الاوانی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں ایک عورت اپنے لڑکے کو لیکر آئی اور کہنے لگی میں نے اس لڑکے کو دیکھا کہ وہ آپ سے بہت انسیت رکھتا ہے اس لئے میں اپنا حق چھوڑ کر اسے محض لوجہ اللہ آپ کو دیتی ہوں آپ نے اس لڑکے کو لے لیا اور اسے محنت و مجاہدہ میں ڈال دیا۔ ایک دفعہ یہ عورت آئی تو اپنے لڑکے کو دبلا پتلا اور زرد رو پایا اور اس نے آپ کو دیکھا کہ جو کی چپاتیاں مرغی کے گوشت سے تناول فرما رہے ہیں، یہ عورت کہنے لگی کہ آپ تو مرغی کے سالن سے روٹی کھاتے ہیں اور میرے لڑکے کو جو کی روکھی روٹیاں کھلاتے ہیں آپ نے اس کی ہڈیاں جمع کیں اور ان پر اپنا دستِ مبارک رکھ کر فرمایا "قُوْمِیْ بِاِذْنِ اللّٰهِ الَّذِیْ یُحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ" تو بحکم الٰہی جو کہ بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے اٹھ کھڑی ہو مرغی اٹھ کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی۔ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ الشَّیْخُ عَبْدُالْقَادِرِ وَلِیُّ اللّٰهِ" پھر آپ نے اس عورت سے فرمایا: تیرا لڑکا جب اس قابل ہو جائے گا تو اس وقت اس کا اختیار ہے جو چاہے سو کھائے۔

اولیاء اللہ کی حیات و ممات میں ان کے تصرفات[1] پر انعقاد اجماع

جمہور علماء و فقراء کا اس بات پر اتفاق ہے اور کتبِ قدیم اس سے بھری ہوئی ہیں کہ جو اولیاء اللہ کہ صاحبِ تصرف تام ہوتے ہیں جن کو خدائے تعالیٰ منتخب کر کے اپنے بندگانِ خاص میں داخل و شامل فرماتا ہے جس طرح سے کہ ان سے تصرفات و خوارقِ عادات زندگی میں صادر ہوتے ہیں اسی طرح ان کی وفات کے بعد بھی ان کی قبور پر ظہور میں آتے ہیں۔ منجملہ ان کے سیدنا و مولانا قدوتنا الی اللہ تعالیٰ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ

---

[1] قال حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ من یستمد فی حیاته یستمد بعد مماته (یعنی جس سے بحالت حیات مدد لی جا سکتی ہے اس سے بعد ممات بھی مدد طلب کی جا سکتی ہے) و یکے از مشائخ گفتہ کہ چہار کس از اولیاء دیدم کہ در قبور خود تصرف میکنند مثل تصرف ایشاں در حیات یا بیشتر۔ ازاں جملہ شیخ معروف کرخی و شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

الشیوخ معروف بابن محفوظ فیروز الدین مرزبان الکرخی رحمۃ اللہ علیہ و شیخ واصل الی اللہ عقیل المنجی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ کامل حیات بن قیس الحرانی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ سادات وقواد اولیائے کرام سے ہیں اور چار پانچ مشائخ ساداتِ صلحاء سے ہیں جو کہ باذن اللہ مردے کو زندہ اور اندھے کو بینا اور مبروص، کوڑھی کو اچھا کرتے تھے وہ القطب الربانی و الغوث الصمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی موصوف الصدر اور شیخ جلیل القدر سیدی احمد الرفاعی رضی اللہ عنہ وقدوۃ السالکین شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ وقدوۃ الصلحاء شیخ بقاء بن بطو ہیں۔ رضی اللہ عنہم اسی طرح ساداتِ سلوک چار ہیں۔ شیخ کامل موصلی سلمۃ بن نعمہ الروجی رحمۃ اللہ علیہ وقدوۃ العارفین شیخ حماد بن مسلم الدباس رحمۃ اللہ علیہ و وجہ الشیوخ تاج العارفین ابوالوفاء محمد کاکیس رحمۃ اللہ علیہ والعابد الزاہد المجاہد شیخ محمد بن مسافر۔ نَفَعَنَا اللّٰہُ بِهِمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَۃِ

مندرجہ بالا مشائخ کے مناقب وفضائل بالتفصیل جیسا کہ ہم اوپر بھی بیان کر چکے ہیں عنقریب آگے مذکور ہوں گے۔

شیطان لعین کی دھوکہ دہی

شیخ علی الخباز بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے شیخ ابوالحفص الکیمانی نے بیان کیا کہ میں ایک دفعہ اپنے خلوت خانہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ دیوار میں سے ایک نہایت مکروہ صورت شخص نکلا میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا: کہ میں ابلیس ہوں۔ تمہیں ایک نصیحت کرنے آیا ہوں میں نے پوچھا: وہ کیا؟ تو کہنے لگا کہ میں تمہیں نشستِ مراقبہ سکھلاتا ہوں اور سرین کے بل آ کر وہ بیٹھ گیا پنڈلیوں کو ہاتھوں سے لپیٹ لیا اور سر دونوں گھٹنوں پر ڈال کر کہنے لگا: کہ یہ نشستِ مراقبہ ہے پھر صبح کو میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا تاکہ آپ سے اس واقعہ کو بیان کروں میں نے آ کر آپ سے مصافحہ کیا تو آپ سے میرے ہاتھ رکے رہے، میرے بیان کرنے سے پہلے آپ نے فرمایا: کہ عمر اس نے سچ کہا لیکن وہ بڑا جھوٹا ہے آئندہ سے اس کی کوئی بات نہ ماننا۔ شیخ ابوالحسن موصوف بیان کرتے ہیں کہ پھر شیخ ابوحفص کیمانی قریباً 40 سال تک اسی طرح مراقبہ کرتے رہے۔ رضی

اللہ عنہ

آپ کا اظہار مافی الضمیر

شیخ بدیع الدین خلط بن عیاش الشارعی الشافعی بیان کرتے ہیں کہ شافعی زمانہ ابوعمرو عثمان السعدی نے کتاب مسند الامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ تلاش کرنے کے لئے مجھ کو بغداد بھیجا جب میں بغداد گیا تو میں نے وہاں دیکھا کہ ہر خاص و عام کی زبان پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام مذکور ہے اس لئے مجھے خیال ہوا کہ اگر فی الحقیقت آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں تو آپ میرے مافی الضمیر کو ضرور پہچان لیں گے میں اس وقت عادت امور کا خیال کر کے آپ کی خدمت میں گیا۔ وہ یہ کہ میں نے خیال کیا کہ جب میں آپ کی خدمت میں پہنچوں گا اور آپ کو سلام کروں گا تو آپ میرے سلام کا جواب نہ دیں گے بلکہ میری طرف سے منہ پھیر لیں گے اور اپنے خادم سے فرمائیں گے کہ جاؤ ایک ٹکڑا کھجور کا جو کہ ان کی پیشانی کے داغ کے برابر ہو ایک سبز (ترکاری کا ٹکڑا) جو وزن میں دو دانگ کے برابر ہو اور اس سے کم یا زیادہ نہ ہو لے آؤ پھر جب یہ ٹکڑے آپ کے پاس لائے جائیں گے تو اب آپ بدوں میرے کہے میرے سر پر ٹوپی رکھیں گے اس کے بعد آپ مجھے سلام کا جواب دیں گے۔ شیخ بدیع الدین بیان کرتے ہیں کہ پھر فوراً یہ خیال کر کے میں آپ کی خدمت میں گیا آپ اس وقت اپنے مدرسہ کی محراب میں تشریف رکھتے تھے آپ نے میری طرف ایک نظر دیکھا جس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ نے میرے مافی الضمیر کو دریافت کر لیا غرضیکہ میں نے آپ کو سلام کیا اور آپ نے سلام کا جواب نہ دیا اور میری جانب سے منہ پھیر کر اپنے خادم سے فرمایا: کہ ان کی پیشانی کے داغ کے برابر ایک کھجور کا ٹکڑا اور دو دانگ کے برابر ایک سبز ترکاری کا ٹکڑا جو کہ اس سے نہ تو کم ہو اور نہ زیادہ لے آؤ۔ خلاصہ مرام (مراد۔ مطلب۔ مقصد) یہ کہ میں نے جو کچھ خیال کیا تھا وہ بجنسہ آپ نے پورا کر دکھایا اور اس میں سر مو ذرا بھی فرق نہ ہوا پھر جب آپ کا خادم وہ ٹکڑے لے کر آ گیا تو آپ نے کھجور کا ٹکڑا میری ٹوپی میں رکھ دیا تو ایسا معلوم ہوا کہ میری ٹوپی بعینہ اسی کا قالب ہے اور ترکاری کا ٹکڑا آپ نے میرے سامنے رکھ دیا پھر آپ نے مجھے ٹوپی پہنا کر

سلام کا جواب دیا اور فرمایا کیوں تم نے یہی خیال کیا تھا؟ اس کے بعد میں نے آپ کی خدمت اختیار کی اور آپ سے علم حاصل کیا اور حدیث بھی آپ ہی کو سنائی۔ (مؤلف بیان کرتے ہیں) کہ پھر یہ آپ سے علم وفضل حاصل کر کے مصر میں جا کر رہے اور مشاہیر علماء و صلحاء اور اکابر علمائے محدثین سے ہوئے اور انہوں نے ہی اپنے تلامذہ کو خرقہ قادریہ پہنایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

شیخ جمال الدین ابن الجوزی کا آپ کی وسعتِ علم دیکھ کر قال سے حال کی طرف رجوع کرنا

حافظ ابو العباس احمد بن احمد البذ نجی بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ میں اور شیخ جمال الدین ابن الجوزی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے اس وقت آپ ترجمہ پڑھا رہے تھے۔ قاری نے ایک آیت پڑھی اور آپ نے اس کے وجوہات بیان فرمانے شروع کئے میں نے پہلی وجہ پر شیخ جمال الدین موصوف سے پوچھا کہ آپ کو یہ وجہ معلوم ہے تو انہوں نے کہا: ہاں! پھر آپ نے ایک وجہ بیان فرمائی میں نے شیخ موصوف سے پوچھا: کہ یہ وجہ آپ کو معلوم ہے انہوں نے کہا: ہاں! یہاں تک کہ آپ نے اس آیت کریمہ کے متعلق گیارہ وجوہات بیان فرمائیں اور ہر ایک وجہ پر میں شیخ موصوف سے پوچھتا گیا کہ آپ کو یہ وجہ معلوم ہے تو شیخ موصوف ہر ایک وجہ کی نسبت کہتے گئے کہ ہاں یہ وجہ مجھے معلوم ہے اس کے بعد آپ نے ایک اور وجہ بیان کی جس کی نسبت شیخ موصوف سے میں نے دریافت کیا تو انہوں نے کہا: کہ یہ وجہ مجھ کو معلوم نہیں اسی طرح آپ نے پوری چالیس وجوہات بیان فرمائیں اور ہر ایک وجہ کو اس کے قائل کی طرف بھی منسوب کرتے گئے اور اخیر تک ہر وجہ پر شیخ موصوف نے کہا: کہ مجھے اس کا علم نہیں آپ کی وسعتِ علم پر نہایت متعجب ہو کر کہنے لگے کہ ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرف رجوع کرتے ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (ﷺ) ان کا یہ کہنا تھا کہ مجلس میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا اور شیخ موصوف نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔

آپ کا مشغلۂ علمی

محمد بن حسینی الموصلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تیرہ علوم میں تقریر فرمایا کرتے تھے آپ کے مدرسہ میں ایک درس فروعات مذہبی پر اور ایک اس کے خلافیات پر ہوا کرتا تھا ہر روز دن کو اول و آخر آپ تفسیر و حدیث اور اصول و علمِ نحو وغیرہ کا درس دیتے تھے اور قرآن مجید (یعنی اس کا ترجمہ) آپ بعد ظہر پڑھایا کرتے تھے۔

آپ کا فتویٰ دینا

عمر البزاز بیان کرتے ہیں کہ عراق کے سوا دیگر بلاد سے بھی آپ کے پاس فتویٰ آیا کرتے تھے جب آپ کے پاس کوئی فتویٰ آتا تو آپ کو اس میں غور و فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہوا کرتی تھی، کسی فتویٰ کو بھی آپ اپنے پاس نہ رکھتے تھے بلکہ اسے پڑھ کر اسی وقت اس کے ذیل میں اس کا جواب تحریر فرما دیتے تھے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ[1] و حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دونوں کے مذہب پر آپ فتویٰ دیا کرتے تھے آپ کے فتوے علمائے عراق پر بھی پیش ہوتے تھے تو ان کو آپ کے سرعت جواب پر نہایت تعجب ہوتا جو کوئی بھی آپ کے پاس علومِ دینیہ میں سے کوئی سا بھی علم حاصل کرنے آتا تو وہ آپ کے علم میں آپ کا ہمیشہ محتاج اور دوسروں پر فائق رہتا۔

ایک عجیب و غریب فتویٰ

آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بلادِ عجم سے ایک فتویٰ آپ کے پاس آیا اس سے پیشتر یہ فتویٰ علمائے عراق پر پیش ہو چکا تھا مگر کسی نے بھی اس کا جواب شافی نہ دیا۔

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اکابر علمائے شریعت مندرجہ ذیل مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ

---

[1] سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حنبلی المذہب تھے مذہب شافعی کے مطابق گاہے گاہے فتویٰ دینا مسائل اتفاقیہ میں تھا واللہ اعلم۔ و لا تکن من القاصرین۔ مترجم

ایک شخص نے طلاقِ ثلاثہ کے ساتھ اس بات کی قسم کھائی کہ وہ ایک ایسی عبادت کرے گا کہ جس میں وہ یہ عبادت کرتے وقت تمام لوگوں سے منفرد ہوگا۔ بینوا توجروا۔

جب آپ کے پاس یہ فتویٰ آیا تو آپ نے اسے پڑھ کر فوراً لکھ دیا کہ یہ شخص مکہ معظمہ جا کر خانہ کعبہ کو خالی کرائے اور سات دفعہ اس کا طواف کر کے اپنی قسم اتارے چنانچہ یہ جواب ملتے ہی مستفتی اسی روز مکہ معظمہ روانہ ہوگیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

محمد بن ابوالعباس کا ایک مجمع مشائخین میں آپ کو خواب میں دیکھنا

محمد بن ابی العباس الخضر الحسینی الموصلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ 551ھ کا واقعہ ہے کہ آپ کے مدرسہ میں میں نے خواب میں دیکھا کہ مشائخ بحر و بر جمع ہیں' جن کے صدر آپ ہیں ان میں سے بعض کے سر پر صرف عمامہ اور عمامہ پر ایک چادر اور بعض کے عمامہ پر دو چادریں اور آپ کے عمامہ پر تین چادریں دیکھیں میں اپنے خواب میں سوچتا رہا کہ آپ کے عمامہ پر تین چادریں کیسی ہیں؟ اتنے میں میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ آپ میرے سرہانے کھڑے فرما رہے ہیں کہ ایک شریعت کی اور دوسری حقیقت کی اور تیسری بزرگی و عظمت کی۔

اولیائے وقت کا آپ سے تعہد

شیخ ابوالبرکات صخر بن صخر بن مسافر بیان کرتے ہیں کہ اولیائے زمانہ میں سے آپ سے ہر ایک کا عہد تھا کہ وہ اپنے ظاہر و باطن میں آپ کے بدوں (بغیر اجازت) کچھ تصرف نہ کر سکیں گے آپ کو مقام حضرت القدس میں ہم کلام ہونے کا مرتبہ حاصل تھا آپ ان اولیائے کرام میں سے ہیں کہ جن کو حیات و ممات دونوں میں تصرف تام حاصل ہوتا ہے رضی اللہ عنہ و رضی اللہ عنا بہ

شیخ علی بن الہیتی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں اور شیخ بقاء بن بطوء رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ساتھ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر زیارت قبر کے لئے گئے اس وقت میں نے مشاہدہ کیا کہ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قبر سے نکل کر آپ کو اپنے سینے سے لگایا کہ شیخ عبدالقادر میں علم شریعت و علمِ حقیقت و علمِ حال میں تمہارا احتاج

ہوں۔

ایک دفعہ میں آپ کے ساتھ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کے لئے گیا آپ نے فرمایا: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَیْخ مَعْرُوف عَبَرْنَاکَ بِدَرَجَتَیْنِ" (یعنی ہم تم سے دو درجہ بڑھ گئے) تو شیخ موصوف نے اپنی قبر میں سے جواب دیتے ہوئے فرمایا "وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ یَا سَیِّدَ اَهْلِ زَمَانِهٖ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ"

آپ کی مجلسِ وعظ میں جنات کا آنا

ابونظر بن عمر البغدادی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والدِ ماجد سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک دفعہ بذریعۂ عمل جنات کو بلایا تو اس وقت ان کے حاضر ہونے میں معمول سے زیادہ دیر ہوئی جب وہ میرے پاس آئے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ جس وقت ہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مجلس میں ہوں اس وقت تم ہم کو نہ بلایا کرو میں نے ان سے کہا کہ کیا آپ کی مجلس میں تم لوگ بھی جایا کرتے ہو انہوں نے کہا: کہ آپ کی مجلس میں بہ نسبت انسانوں کے ہم لوگ بکثرت ہوتے ہیں۔

ایک بزرگ کا خواب

ابوالفرح الدویرہ وعبدالحکیم الاثری و یحییٰ الصرصری علی بن محمد الشہر بانی وغیرہ مشائخ بیان فرماتے ہیں کہ 610ھ کا واقعہ ہے کہ ہم لوگ ایک دن شیخ علی بن ادریس یعقوبی کی خدمت میں حاضر تھے کہ اتنے میں شیخ عمر المریدی المعروف تمریدہ آپ کی خدمت میں آئے آپ نے ان سے فرمایا: کہ تم اپنا خواب بیان کرو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور انبیاء اور ان کے ہمراہ ان کی امتیں چاروں طرف سے چلی آ رہی ہیں کسی کے ہمراہ ایک اور کسی کے ہمراہ دو آدمی ہیں اتنے میں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لا رہے ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کی امت دریا کی موجوں یا شب کی طرح چھائی ہوئی چلی آ رہی ہے انہیں میں بہت سے مشائخ ہیں اور ہر ایک مشائخ کے ساتھ ان کے مرید ہیں جو آپس میں ایک دوسرے سے حسبِ مراتب فضیلت رکھتے ہیں پھر

ان مشائخ میں میں نے ایک اور بزرگ کو دیکھا کہ جن کے ہمراہ بہت سی خلقت ہے جو دوسروں پر فضیلت رکھتی ہے میں نے ان کی نسبت پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں میں نے آگے بڑھ کر آپ سے کہا کہ حضرت کل مشائخین میں میں نے آپ سے زیادہ افضل کسی کو نہیں پایا اور نہ آپ کے اتباع سے دوسروں کے اتباع کو بہتر دیکھا تو آپ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھ کر سنائے۔

اِذَا کَانَ مِنَّا سَیِّدٌ فِیْ عَشِیْرَۃٍ
عَلَاھَا وَاِنْ ضَاقَ الْخُنَاقُ حَمَاھَا

جس قبیلہ میں ہمارا سردار موجود ہوگا تو وہ سب پر غالب رہے گا اور اگر ان پر کوئی سختی آئے گی تو وہ ان کی حمایت کرے گا۔

وَمَا اخْتَرَتْ اِلَّا وَاَصْبَحَ شَیْخَھَا
وَلَا اَفْتَخَرَتْ اِلَّا وَکَانَ فَتَاھَا

اور وہ آزمائش میں پورا نہ اترے گا مگر جب سے کہ یہ اس کا سردار ہے اور نہ وہ کسی بات پر فخر کر سکے گا مگر تب ہی کہ یہ ان میں موجود ہو۔

وَمَا ضُرِبَتْ بِالْاَبْرَیْقَیْنِ خِیَامُنَا
فَاَصْبَحَ مَاوَی الطَّارِقِیْنَ سِوَاھَا

اور جہاں کہیں بھی خواہ ابرقان ہی میں جب ہمارے خیمے گاڑے تو اس طرف سے ہر گزرنے والے نے اپنا راستہ موڑا۔

جب میں پیدا ہوا تو یہ اشعار میری زبان پر تھے شیخ محمد الخیاط بھی اس وقت موجود تھے۔ شیخ علی بن ادریس موصوف نے آپ سے کہا کہ اسی مضمون سے متعلق آپ کے اشعار اگر آپ کو یاد ہوں تو سنائیے تو آپ نے اس وقت مندرجہ ذیل اشعار سنائے۔

ھَنِیْئًا لِصَاحِبِیْ اِنَّنِیْ قَائِدُ الرَّکْبِ
اَسِیْرُ بِھِمْ قَصْدًا اِلٰی مَنْزِلِ الْمرجب

میرے احباب کو مبارک ہو کہ میں امیرِ لشکر ہوں میں انہی کے لئے جاتا ہوں

ایک وسیع میدان میں انکیں جا اتاروں۔

وَاُكْفِيْهِمْ وَالْكُلُّ فِيْ شُغْلِ اَمْرِهٖ
وَاُنْزِلُهُمْ فِيْ حَضْرَةِ الْقُدْسِ مِنْ رَبِّيْ

وہ سب کے سب اپنے کام میں مصروف ہیں اور ان کی رہائش مقام کی فکر مجھ کو ہے میں ان کو لے جا کر مقامِ حضرت القدس میں جا اتاروں

وَلِيْ مَعْهَدٌ كُلُّ الطَّائِفِ دُوْنَهٗ
وَلِيْ مَنْهَلٌ عَذْبُ الْمَشَارِبِ وَالشُّرْبِ

مجھ کو ایک ایسی منزل معلوم ہے کہ تمام آسائشیں جس کے آگے ہیچ ہیں جہاں ایسا پانی ہے کہ جو تمام پانیوں سے زیادہ شیریں وخوش مزہ ہے۔

وَاَهْلُ الصَّفَا يَسْعَوْنَ خَلْفِيْ وَكُلُّهُمْ
لَهُمْ هِمَّةٌ اَمْضٰى الصَّادِمِ الْعَضْبِ

اہلِ باطن میرے پیچھے پیچھے دوڑے چلے آرہے ہیں ان کی عالی ہمتی ایسی ہے جو تلوار سے زیادہ کام دیتی ہے۔

آپ کے بعض اقوال

حافظ ابنِ نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ شیخ عبداللہ الجبائی نے مجھ کو خط لکھا انہی کے خط سے میں مندرجہ ذیل مضمون نقل کرتا ہوں۔

شیخ موصوف نے بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا اشغال اور آخرت اہوال ہے بندہ انہی دونوں کے درمیان رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا ٹھکانا جنت یا دوزخ میں قرار پاتا ہے۔"رَبَّنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ بِحَبِيْبِكَ الْمُخْتَارِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

مسلمان کے دل پر ستارۂ حکمت و ماہتابِ علم اور آفتابِ معرفت کا طلوع ہونا

شیخ عبداللہ الجبائی بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اپنی بعض مجالس میں بیان فرمایا ہے کہ

پہلے مسلمان کے دل پر حکمت کا ستارہ طلوع کرتا ہے کہ اس کے بعد ماہتاب علم پھر آفتاب معرفت طلوع کرتا ہے۔ ستارۂ حکمت کی روشنی سے وہ دنیا کو اور ماہتابِ علم کی روشنی سے وہ آخرت کو اور آفتاب معرفت کی روشنی سے وہ مولا کو دیکھتا ہے۔

نیز! آپ نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ دلہنوں کی طرح چشمِ اغیار سے مخفی رہتے ہیں۔ ذو محرم و صاحب راز کے سوا انہیں (یعنی ان کے مراتب کو) اور کوئی نہیں جانتا اور نہ پہچانتا ہے۔

ایک صحابی جنّ سے ملاقات

علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن العماد الاقفسی الشافعی اپنی کتاب نظم الدرر فی ہجرت خیرالبشر میں جس جگہ انہوں نے جنات کا جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرآن مجید سن کر اسلام لانا بیان کیا ہے اُسی کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ منجملہ ان کے ایک جنّ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ملاقات ہوئی۔

دعا کے تین درجے

کسی نے آپ سے دعا کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: دعا کے تین درجے ہیں۔ اول: تعریض، دوم: تصریح، سوم: اشارہ۔ تعریض سے دعا بکنایہ کرنا اور امر ظاہر کو کر کے امر مخفی طلب کرنا مراد ہے جیسا کہ جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "لا تکلنا الی تدبیرا نفسنا طرفة عین" (یعنی اے پروردگار! تو ہمیں صرف ظاہری اسباب پر ایک لحہ کیلئے بھی نہ چھوڑ) اور تصریح یہ ہے کہ جسے صاف لفظوں میں بیان کیا جائے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ" (اے پروردگار! تو اپنے آپ کو دکھلا کہ میں بھی تجھے ایک نظر دیکھوں) اور اشارہ یہ ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی" جس میں آپ نے احیاءِ موتیٰ کی طرف اشارہ کیا یعنی اے پروردگار! تو مجھ کو دکھا کہ تو (قیامت کے دن) مردوں کو کیونکر زندہ کرے گا۔

آپ کی ادعیہ (دعائیں)

آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد اپنی مجالس میں مندرجہ ذیل ادعیہ پڑھا کرتے تھے۔ بعض مجلس میں آپ یہ دعا فرماتے:

"اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِوَصْلِكَ مِنْ صَدِّكَ وَ بِقُرْبِكَ مِنْ طَرْدِكَ وَ بِقُبُوْلِكَ مِنْ رَدِّكَ وَاجْعَلْنَا مِنْ اَھْلِ طَاعَتِكَ وَوُدِّكَ وَاَھِّلْنَا بِشُكْرِكَ وَحَمْدِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ"

اے اللہ! ہم تیرے وصال کے بعد روک دیے جانے سے اور تیرے مقرب بن کر نکال دیے جانے سے اور تیرے مقبول ہونے کے بعد مردود ہونے سے پناہ مانگتے ہیں۔ اے اللہ! تو ہمیں اپنی اطاعت وعبادت کرنے والوں میں سے کر دے اور ہمیں توفیق دے کہ تیرا شکر ادا کریں اور تیری حمد کرتے رہیں۔

بعض مجالس میں آپ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

"اللھم نسئلك ایمانا یصلح للعرض علیك و ایقانا نقف به فی القیامة بین یدیك وعصمة تنقذنا بها من ورطات الذنوب و رخمه تطهرنا بها من دنس العیوب و علما نفقه به اوامرك ونواهیك و فهما نعلم به كیف نناجیك واجعلنا فی الدنیا والاخره من اهل ولایتك و املاء قنوبنا بنور معرفتك واكحل عیون عقولنا باثمدهدایتك واحرس اقدام افكار نامن نامن مزالق مواطی الشبهات وامنع طیور نفوسنا من الوقوع فی شباك موبقات الشهوات واعنا فی اقامه الصلوٰة علی ترك الشهوات وامح سطور سیاتنا من جرائد اعمالنا باید الحسنات كن لنا حیث ینقطع الرجاء منا اذا اعرض اهل الجود بوجوههم عنا حین تحصل فی ظلم الحود اهائن افعالنا الی یوم المشهود وانجر عبدك الضعیف علی ما الف واعصمه من الزلل دوقفه والحاضرین لصحائه القول والعمل واجر علی لسانه ماینتفع به

السامع وتذرف له المدامع ویکون القلب الخاشع واغفرله وللحاضرین ولجمیع المسلمین۔"

ترجمہ: اے اللہ! تو ہمیں اس درجہ کا ایمان دے کہ جو تیرے حضور میں پیش ہونے کے لائق ہو اور اس درجہ کا یقین عطا فرما جس کی قوت سے ہم قیامت کے دن تیرے روبرو ٹھہر سکیں اور ایسی عصمت نصیب کر کہ جو ہمیں گناہ و معصیت کے گرداب سے نجات دے۔ ہم پر اپنی رحمت نازل کرتا کہ ہم ہمیشہ عیوب کی گندگی سے پاک وصاف رہیں ہمیں وہ علم سکھلا جس سے ہم تیرے احکام کو سمجھیں اور وہ فہم دے جس سے ہم تیری درگاہ میں دعا کرنا سیکھیں۔ اے اللہ! تو ہمیں دنیا و آخرت میں اہل اللہ سے کر اور ہمارے دلوں میں اپنی معرفت بھر دے۔ (اے اللہ!) ہماری عقل کی آنکھوں میں اپنی ہدایت کا سرمہ لگا اور افکار کے قدم شبہات کے موقعوں پر پھسلنے سے اور ہماری نفسانیت کے پرندوں کو خواہشات کے آشیانوں میں جانے سے روک لے۔ ہماری شہوات سے ہمیں نکال کر نمازیں پڑھنے روزے رکھنے میں ہماری مدد کر ہمارے گناہوں کے نقوش کو ہمارے اعمالنامہ سے نیکیوں کے ساتھ مٹا دے۔ اے اللہ! جبکہ ہمارے افعالِ مرہونہ ظلم کی قبروں میں مدفون ہونے کے قریب ہوں اور تمام اہلِ جو دوسخا ہم سے منہ موڑنے لگیں اور ہماری امیدیں ان سے منقطع ہو جائیں تو اس وقت تو ہمارا قیامت میں والی اور مددگار بن اور ناچیز بندے کو جو کچھ کہ وہ کر رہا ہے اس کا اجر دے اور لغزشوں سے اسے محفوظ رکھ اسے اور کل حاضرین کو نیک بات اور نیک کام کی توفیق دے اور اس کی زبان سے وہ بات نکلوا جس سے سامعین کو نفع ہو اور جس کے سننے سے آنسو بہنے لگیں اور سخت دل بھی نرم ہو جائیں خداوندا! اسے اور تمام حاضرین اور کل مسلمانوں کو بخش دے۔

آپ اپنے وعظ کو مندرجہ ذیل الفاظ سے ختم کیا کرتے تھے۔

جعلنا اللہ وایاکم ممن تنبہ لخدمتہ و تنزہ عن الدنیا و تذکر یوم حشرہ واقتفی اثار الصالحین۔ اللھم انت ولی ذلک و القادر علیہ یا رب العلمین۔

ترجمہ: ہمیں اور تمہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں سے کرے جو اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے متنبہ اور دنیا و مافیہا سے بے لوث ہو کر میدان حشر کو یاد رکھتے اور سلف صالحین کے قدم بقدم چلتے ہیں اے اللہ! تو بیشک ایسا کر سکتا ہے اور ایسا کرنے پر تجھ کو ہر وقت قدرت حاصل ہے۔

اسی کے حسب حال یہاں ایک شعر بھی لکھا گیا ہے۔ وھو ھذا

وَمَنْ یَتْرُکُ الْاٰثَارَ قَدْ ضَلَّ سَعْیُہٗ

وَھَلْ یَتْرُکُ الْاٰثَارَ مَنْ کَانَ مُسْلِمًا

جو شخص آثار اسلاف کو چھوڑ دیتا ہے اس کی کوشش رائیگاں جاتی ہے مسلمان کا کام نہیں ...ر اپنے اسلاف کے قدم بقدم نہ چلے۔

...پ کے ازواج

شیخ الصوفیہ شیخ شہاب الدین عمر السہروردی اپنی کتاب عوارف المعارف کے ...رھویں باب میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی ...نے پوچھا: کہ آپ نے نکاح کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: بیشک میں نکاح نہیں کرتا تھا مگر ...ں اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تم نکاح کرو نیز آپ سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ ...ت سے میں نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر اس وجہ سے مجھے نکاح کرنے کی جرأت نہیں ...تھی کہ میرے اوقات میں کدورت پیدا ہو جائے گی عرصہ تک میں اپنے ارادے سے باز رکھا ہاں تک "کُلُّ اَمْرٍ ھُوْنٌ بِاَوْقَاتِھَا" (ہر کام کا ایک وقت مقرر ہو چکا ہے) جب یہ ...نہ آیا تو خدا تعالیٰ نے مجھے چار بیبیاں عنایت کیں جن میں سے ہر ایک مجھ سے کامل محبت تھی۔

آپ کی اولاد

ابنِ نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ کے صاحبزادے عبدالرزاق سے میں نے سنا انہوں نے بیان کیا کہ ہمارے والد ماجد کی کل اولاد انچاس تھی جن میں سے اولاد ذکور 27 اور باقی اولاد اناث تھی۔

شیخ عبداللہ جبائی نے بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ شیخ عبدالقادر جیلانی نے بیان کیا ہے کہ جب میرے گھر بچہ تولد ہوتا تو میں اسے اپنے ہاتھ میں لیتا اور یہ کہہ کر کہ یہ مردہ ہے اس کی محبت اپنے دل سے نکال دیتا پھر اگر وہ مر جاتا تو مجھے اس کی موت سے کچھ رنج محسوس نہ ہوتا۔ شیخ عبداللہ جبائی بیان کرتے ہیں کہ چنانچہ آپ کی مجلسِ وعظ کے دن اگر آپ کی کوئی اولاد فوت ہو جاتی تو اس روز آپ کے معمول میں کچھ فرق نہ آتا بلکہ بدستور سابق آپ مجلس میں تشریف لا کر وعظ فرماتے جب غسل و کفن دیکر آپ کے پاس لایا جاتا تو اس وقت آپ نمازِ جنازہ پڑھاتے۔ رضی اللہ عنہ ورضی اللہ عنا بہ۔

شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی اولادِ کبار میں سے شیخ عبدالوہاب ہیں ماہ شعبان 522ھ بمقام بغداد آپ کا تولد ہوا اور وہاں ہی بتاریخ 25 شعبان 593ھ شب کو وفات پا کر مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے۔

آپ نے تفقہ اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور آپ ہی کو حدیث بھی سنائی علاوہ ازیں ابو غالب ابن النبا وغیرہ دیگر شیوخ کو بھی حدیث سنائی آپ نے طلبِ علم کے لئے بلاد عجم کے دور دراز شہروں کا بھی سفر کیا اور 543ھ میں جب کہ آپ کی عمر بیس سال سے متجاوز تھی اپنے والد ماجد کے سامنے ہی آپ کی جگہ پر نیابت درس و تدریس کا کام نہایت سرگرمی سے انجام دیا اور پھر اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد وعظ گوئی کی فتوے دیئے بہت لوگوں نے علم و فضل آپ سے حاصل کیا۔ منجملہ ان کے شریف حسینی بغدادی اور احمد بن عبدالواحد بن امیر وغیرہ فضلاء ہیں آپ کے برادران میں اور کوئی ایسے نہیں ہیں کہ جن کو آپ پر ترجیح

ی جا سکے آپ اعلیٰ درجہ کے فقیہ بہت بڑے فاضل اور نہایت شیریں کلام تھے مسائلِ خلافیہ
عظ گوئی خوش بیانی میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔ دلچسپ اور ظرافت آمیز فقرے آپ کی
زبانِ زد تھے آپ نہایت بامروت کریم النفس و صاحبِ جود و سخا شخص تھے۔ خلیفہ ناصر الدین
نے ستم رسیدہ اور مظلوموں کی معاونت اور ان کی فریاد رسی پر آپ کو مامور کیا تھا۔ ذہبی نے
ان کیا ہے کہ آپ نے حدیث بیان فرمائی وعظ کہا فتوے دیئے دیوان شاہی سے بھی آپ
کے پاس مراسلات آیا کرتے تھے آپ اعلیٰ درجے کے متین و ادیب کامل تھے۔

ذہبی اور ابنِ خلیل وغیرہ اور دیگر بہت سے لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے۔ ابنِ
جب نے بھی اپنی طبقات میں بیان کیا ہے کہ آپ نے ابن الحسین و ابن الرعوانی و ابو
الب بن التباد وغیرہ سے حدیث سنی آپ اعلیٰ درجہ کے فقیہ و زاہد اور بہت بڑے واعظ تھے
ر قبولیتِ عامہ آپ کو حاصل تھی مظلوم و ستم رسیدہ لوگوں کی فریاد رسی کے لئے آپ خلیفہ کی
رف سے مامور تھے۔

شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ عیسیٰ ہیں آپ نے بھی اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
مۃ اللہ علیہ سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی اور ابو الحسن بن ضرما وغیرہ سے بھی آپ نے
دیث سنی پھر آپ نے درس و تدریس بھی کی حدیث بیان فرمائی فتوے دیئے وعظ بھی کہا اور
موف میں "جواہر الاسرار" "لطائف الانوار" وغیرہ کتابیں تصنیف کیں پھر آپ مصر تشریف
لے گئے اور وہاں جا کر بھی آپ نے وعظ گوئی کی اور حدیث بھی بیان کی۔ اہالیانِ مصر میں
سے ابو تراب ربیعہ بن الحسن الحصری الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ مسافر بن یعمر المصری رحمۃ اللہ
یہ حامد بن احمد الارتاجی رحمۃ اللہ علیہ محمد بن محمد الفقیہ المحدث رحمۃ اللہ علیہ عبدالخالق بن
مالح القرشی الاموی المصری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے آپ سے حدیث سنی۔

ابنِ نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد
56ھ میں ملک شام چلے گئے تھے اور دمشق جا کر علی بن مہدی ابنِ مفرح الہلالی سے بھی
دیث سنی اور اپنے والد ماجد کی سند سے حدیث بیان فرمائی وہاں سے پھر آپ مصر تشریف

لے گئے اور وہاں ہی آپ نے سکونت اختیار کی یہاں بھی آپ وعظ فرمایا کرتے اور مقبول خاص و عام ہوئے اور حدیث بھی بیان کی۔ احمد بن میسرہ بن احمد الہلال الحنبلی وغیرہ نے آپ سے حدیث سنی۔

منذری نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے کہ آپ مصر تشریف لے گئے اور وہاں بھی آپ نے حدیث بیان فرمائی وعظ بھی فرماتے رہے اور وہیں وفات پائی۔ ابن نجار کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے مزار شریف پر لکھا دیکھا کہ بارہویں تاریخ ماہِ رمضان المبارک 573ھ کو آپ نے وفات پائی آپ کو شعر و سخن کا مذاق بھی حاصل تھا۔ مندرجہ ذیل اشعار آپ ہی کے کہے ہوئے ہیں۔

تَحَمِّلْ سَلَامِیْ نَحْوَ اَرْضِ اَحِبَّتِیْ
وَقُلْ لَّهُمْ اِنَّ الْغَرِیْبَ مُشَوَّقٌ

تم میرے دوستوں کی طرف جاؤ تو ان سے میرا اسلام پہنچا کر یہ کہہ دینا کہ وہ غریب تمہارے اشتیاقِ محبت سے بھرا ہوا ہے۔

فَاِنْ سَئَلُوْكُمْ كَيْفَ حَالِيْ بَعْدَهُمْ
فَقُوْلُوْا بِنِيْرَانِ الْفِرَاقِ حَرِيْقٌ

پھر اگر وہ تم سے میرا اور کچھ حال دریافت کریں تو کہہ دینا کہ وہ بس تمہاری آتشِ ہجر سے سوزاں ہے۔

فَلَيْسَ لَهُ اِلْفٌ يَسِيْرُ بِقُرْبِهِمْ
وَلَيْسَ لَهُ نَحْوَ الرُّجُوْعِ طَرِيْقٌ

اس کا کوئی بھی ایسا رفیق نہیں ہے کہ جو اسے اس کے احباب کے پاس پہنچا دے غرض اس کو تمہارے پاس آنے کی کوئی بھی صورت نہیں ہے۔

غَرِيْبٌ يُقَاسِيْ الْهَمَّ فِيْ كُلِّ بَلْدَةٍ
وَمَنْ لِّلْغَرِيْبِ فِي الْبِلَادِ صَدِيْقٌ

اپنی غربت کی وجہ سے وہ جہاں جاتا ہے سختیاں جھیلتا ہے اور ظاہر ہے کہ بلادِ

اجنبیہ میں مسافر کا کون غم خواہ بنتا ہے۔

ایضاً

وَاِنِّیْ اَصُوْمُ الدَّهْرَ اِنْ لَّمْ اَرَاكُمْ
وَيَوْمَ اَرَاكُمْ لَا يَحِلُّ صِيَامِیْ

میں صائم الدہر ہوں گا اگر تم کو نہ دیکھ سکا اور جس روز کہ تم کو دیکھوں اس دن میرا روزہ میرے لئے جائز نہیں۔

اَلَا اِنَّ قَلْبِیْ قَدْ تَذَمَّمَ فِی الْهَوٰی
اِلَيْكُمْ فَجَدَّلِیْ مُنْعِمًا بِذَمَامِیْ

مرے دل نے تمہاری محبت میں مجھے عار دلایا ہے اس میں اس نے منعموں کی طرح احسان کر کے مجھ پر بڑا سلوک کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

جبال میں آپ کی ذرّیت

شیخ ابوبکر عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے شیخ ابوبکر عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ 27 یا 28 شوال 532 ہجری میں آپ کا تولد ہوا اور 28 ربیع الاول 602ھ کو جبال میں آپ نے وفات پائی۔

آپ نے بھی اپنے والد ماجد سے تفقہ حاصل کیا اور آپ ہی سے حدیث بھی سنی اور ابن منصور عبدالرحمٰن بن محمد القزاز وغیرہ سے بھی حدیث سنی۔ علم وفضل حاصل کرنے کے بعد آپ نے بھی وعظ کہا۔ درس و تدریس بھی کی۔ بہت سے علماء وفضلاء آپ سے مستفید ہوئے۔ 580ھ میں آپ جبال چلے گئے اور وہیں آپ نے سکونت اختیار کی اور اب تک آپ کی ذرّیت وہاں موجود ہے۔

شیخ عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ عبدالجبار ہیں آپ نے بھی والد ماجد سے ہی تفقہ حاصل کیا اور آپ سے اور ابومنصور اور قزاز وغیرہ سے بھی حدیث سنی آپ خوشنویس بھی تھے اور ہمیشہ آپ اربابِ قلوب کے ہم صحبت رہتے تھے۔ شیخ عبدالرزاق نے بھی کہ جن کا ذکر آگے آئے گا آپ سے کچھ حدیث سنی آپ بھی ایک نہایت صوفی شخص تھے اور ہمیشہ فقراء اور اربابِ قلوب کے ہم صحبت رہتے تھے آپ کا خطبہ بھی نہایت نفیس تھا شیخ عبدالجبار موصوف کا آپ سے بھی پہلے عین عالمِ شباب میں مورخہ 9 ذی الحجہ 575 ہجری کو انتقال ہوا اور (محلّہ) علیہ میں اپنے والد ماجد کے مسافر خانہ میں مدفون ہوئے۔

شیخ حافظ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ حافظ عبدالرزاق ہیں۔ 18 ذیقعد 520 ہجری کو بوقتِ شب متولد ہوئے اور 7 شوال 603ھ کو ہفتہ کے دن بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی اور بابِ حرب میں مدفون ہوئے۔

ابنِ تجار نے بیان کیا ہے کہ آپ کی نمازِ جنازہ کا اعلان کیا گیا تو بڑی خلقت جمع ہو گئی اور بیرون شہر لے جا کر آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی اس کے بعد آپ کا جنازہ جامعہ رصافہ میں لایا گیا یہاں بھی آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی اسی طرح باب تربۃ الخلفاء و باب الحریم و مقبرہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اور کئی مقامات پر آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی اس کے بعد آپ کو دفن کر دیا گیا آپ کے جنازے میں اس قدر لوگ شریک تھے جس قدر جمعہ یا عید کے دن ہوا کرتے ہیں۔

آپ نے بھی اپنے والد ماجد سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی اور ابوالحسن ضرما وغیرہ سے بھی آپ نے حدیث سنی آپ نے حدیث سنائی اور لکھوائی بھی اور دیگر علوم کی درس و تدریس بھی کی آپ بحث و مباحثہ کا مشغلہ بھی رکھتے تھے۔

اسحاق بن احمد بن غانم العلثی رحمۃ اللہ علیہ علی بن علی خطیب زوباء رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ

جماعت کثیرہ نے آپ سے روایت کی ہے کہ حافظ ابن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حدیث اپنے والد ماجد سے اور ابو الحسن محمد بن الصائغ رحمۃ اللہ علیہ قاضی ابو الفضل محمد الاموی رحمۃ اللہ علیہ ابو القاسم سعید بن النباء رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابو الفضل محمد بن ناصر رحمۃ اللہ علیہ ابوبکر بن الراغوانی رحمۃ اللہ علیہ ابو المظفر محمد الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ ابو المعانی احمد بن علی بن السمین رحمۃ اللہ علیہ ابو الفتح محمد بن البطر وغیرہ سے بھی سنی آپ حافظ حدیث وفقیہ حنبلی المذہب تھے آپ کی ثقاہت وصداقت آپ کی تواضع آپ کا صبر وشکر اور آپ کے اخلاق حسنہ آپ کی عفت معروف ہر خاص وعام تھی آپ بالعموم لوگوں سے کنارہ کش رہتے تھے اور ضروریات دینی کے بغیر ہرگز باہر نہ نکلتے تھے باوجود عسرت کے بھی آپ سخی تھے اور طلبہ سے نہایت محبت رکھتے تھے۔

حافظ ذہبی نے اپنی کتاب تاریخ الاسلام میں بیان کیا ہے کہ ابوبکر شیخ عبدالرزاق جیلی ثم البغدادی الحنبلی المحدث الحافظ الثقہ الزاہد نے حسب اشارہ اپنے والد ماجد جماعت کثیرہ سے حدیث سنی اور بطور خود بھی بہت سے مشائخ سے حدیث سنی اور جا بجا سے تراۓ حدیث نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تلاش کئے آپ حلبی مشہور تھے منسوب بحلبہ جو نہ بغداد کے ناحیہ شرقیہ میں ایک مشہور محلّہ کا نام ہے۔

مؤلف الروض الزاہر نے بیان کیا ہے کہ ذہبی وابن النجار وعبداللطیف وتقی البلدانی وغیرہ بہت سے مشاہیر نے آپ سے روایت کی ہے نیز آپ نے شیخ شمس الدین عبدالرحمٰن اور شیخ کمال عبدالرحیم اور احمد بن شیبان وخدیجہ بنت الشہاب بن راجح واسماعیل العسقلانی وغیرہ کو اجازت حدیث دی۔

شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ ابراہیم ہیں آپ نے بھی اپنے والد ماجد ہی سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی و دیگر مشائخ سے بھی آپ نے حدیث سنی آپ واسط چلے گئے تھے اور 592 ہجری میں آپ نے وہیں وفات پائی۔

شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ نے بھی اپنے والد ماجد ہی سے تفقہ حاصل کیا اور آپ ہی سے حدیث سنی اور سعید بن البناء وابوالوقت وغیرہ دیگر شیوخ سے بھی آپ نے حدیث سنی بہت سے لوگ آپ سے مستفید بھی ہوئے۔ 25 ذیقعد 600ھ کو بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی اور مقبرہ حلبہ میں آپ مدفون ہوئے۔

شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ عبداللہ ہیں آپ نے بھی حدیث اپنے والد ماجد اور سعید بن النباء سے حدیث سنی بیان کیا گیا ہے کہ آپ کا سنِ تولد 508ھ یا بقول بعض 507ھ ہے۔ اپنے تمام بھائیوں میں آپ ہی سب سے بڑے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ یحییٰ ہیں 550ھ میں اپنے والد ماجد کی وفات سے گیارہ سال پہلے آپ تولد ہوئے اور 600ھ میں آپ نے وفات پائی اور اپنے والد ماجد کے مسافر خانہ میں اپنے برادرِ مکرم شیخ عبدالوہاب کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

آپ نے بھی اپنے والد ماجد سے ہی تفقہ حاصل کیا اور حدیث بھی سنی۔ محمد بن عبدالباقی وغیرہ سے بھی آپ نے حدیث سنی۔ بہت سے لوگ آپ سے مستفید ہوئے آپ اپنے تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے آپ اپنے صغرسن سے ہی مصر چلے گئے تھے اور وہیں آپ کے ہاں فرزند تولد ہوئے جس کا نام آپ نے عبدالقادر رکھا تھا پھر آپ اپنی کبرسنی میں بمعہ فرزند بغداد واپس آ گئے اور یہیں آپ نے وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ عبدالوہاب نے بیان کیا ہے کہ ہمارے والد ماجد ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے یہاں تک کہ کسی کو بھی اس وقت آپ کی صحت کی امید نہ رہی اس لئے ہم سب آپ کے گرد بیٹھے

ہوئے آب دیدہ ہو رہے تھے کہ اتنے میں آپ کو کسی قدر افاقہ ہوا آپ نے فرمایا: میں ابھی نہیں مروں گا تم مت روؤ میری پشت میں ابھی یحییٰ باقی ہے اس کا تولد ہونا ضروری ہے ہم نے جانا شاید آپ بے ہوشی کی حالت میں فرما رہے ہیں۔ غرض پھر آپ کو صحت ہو گئی اور آپ اپنی ایک حبشیہ لونڈی سے ہم بستر ہوئے اور اس سے آپ کے ہاں ایک فرزند تولد ہوئے جس کا نام آپ نے یحییٰ رکھا یہی آپ کی اخیر اولاد ہے اس کے بعد بھی آپ عرصہ دراز تک زندہ رہے۔

شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ موسیٰ ہیں اخیر ربیع الاول 535ھ کو تولد ہوئے اور شروع جمادی الاخریٰ 618ھ میں محلہ عقبیہ دمشق میں وفات پا کر شیخ قاسیون میں مدفون ہوئے آپ نے اپنے برادران میں سب سے اخیر وفات پائی۔

آپ نے بھی اپنے والد ماجد ہی سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی اور سعید بن النباء وغیرہ سے بھی آپ نے حدیث سنی آپ دمشق چلے گئے تھے اور وہیں آپ نے سکونت بھی اختیار کی اور لوگوں کو نفع پہنچایا بعد میں آپ مصر چلے گئے لیکن وہاں سے پھر دمشق ہی کو واپس آ گئے۔

شیخ عمر بن حاجب نے اپنی کتاب معجم میں بیان کیا کہ آپ حنبلی المذہب شیخ حدیث زاہد و متورع اور ممتاز لوگوں میں سے تھے آپ دمشق چلے گئے تھے وہیں سکونت اختیار کی۔ اخیر عمر میں آپ پر امراض کا غلبہ رہتا تھا دمشق میں ہی آپ نے وفات پائی مدرسہ مجاہدیہ میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور جبل قاسیون میں آپ کو دفن کیا گیا۔

جنابِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد الاولاد

شیخ سلیمان بن عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ سلیمان بن عبدالرزاق بن الشیخ عبدالقادر الحنبلی الاصل الحسینی البغدادی المولد ہیں۔ 553ھ میں آپ پیدا ہوئے اور 9 جمادی الآخر 611ھ کو اپنے برادر عبدالسلام سے کل بیس یوم پہلے آپ نے وفات پائی اور اپنے والد ماجد کے قریب مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے آپ نے بھی بہت سے شیوخ سے حدیث سنی اور آپ کے خلف الصدق شیخ داؤد بن سلیمان بن عبدالوہاب بن شیخ عبدالقادر بن ابی صالح القرشی الہاشمی نے اپنے جدامجد شیخ عبدالوہاب سے حدیث سنی اور پھر آپ سے حافظ دمیاطی وغیرہ نے سنی۔ 18 ربیع الاول 648ھ میں آپ نے وفات پائی اور مقبرہ حلبہ میں اپنے جدامجد کے قریب مدفون ہوئے۔

شیخ عبدالسلام بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ عبدالسلام بن عبدالوہاب ہیں آٹھ ذی الحجہ 548ھ میں آپ تولد ہوئے اور 3 رجب المرجب 613ھ کو بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی اور مقبرہ حلبہ میں آپ مدفون ہوئے آپ حنبلی المذہب تھے۔

آپ نے اپنے والد ماجد اور اپنے جدامجد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے تفقہ حاصل کیا اور درس وتدریس کے فتوے دیئے۔ متعدد امور مذہبی کے آپ متولی رہے منجملہ اس کے کسوتہ بیت اللہ شریف کے بھی آپ متولی رہے اور اس اثناء میں آپ نے حج بھی ادا کیا۔

شیخ محمد بن شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ محمد ابن شیخ عبدالعزیز ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی رحمۃ اللہ علیہم ہیں

آپ نے بھی بہت سے شیوخ سے حدیث سنی جبال میں آپ نے سکونت اختیار کی وہیں آپ کا انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

منجملہ ان کے آپ کی ہمشیرہ شیخۃ النساء زہرہ رحمۃ اللہ علیہا ہیں آپ نے بھی حدیث سنی اور بیان کی اور بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی۔

ہمیں آپ کے برادر شیخ محمد بن شیخ عبدالعزیز کے سنِ پیدائش یا وفات کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوا۔ رحمہما اللہ تعالیٰ

شیخ نصر بن شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین ابو صالح شیخ نصر بن شیخ عبدالرزاق بن سیدنا شیخ عبدالقادر الاصل البغدادی المولد ہیں آپ نے اپنے والد ماجد کے علاوہ اور بھی بہت سے فضلائے وقت سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی اور اپنے عمِ بزرگ شیخ عبدالوہاب سے بھی آپ نے حدیث سنی آپ نے درس وتدریس کی حدیث بیان کی اور لکھوائی بھی اور فتوے بھی دیئے آپ حنبلی المذہب تھے اور بحث مباحثہ بھی کیا کرتے تھے۔ آٹھ ذی القعدہ 622ھ کو آپ خلیفہ الظاہر بامر اللہ کی طرف سے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے اور تازیست خلیفہ موصوف آپ منصبِ قضا پر مامور رہے اور آپ کے اخلاق وعادات اور آپ کی تواضع وانکساری میں مطلقاً کچھ بھی تغیر نہیں ہوا بلکہ بدستور سابق ہمیشہ ویسے خلیق کریم النفس اور متواضع رہے آپ کے اجلاس میں شہادتیں بند کر کے لی جایا کرتی تھیں آپ حنابلہ میں سے پہلے شخص ہیں کہ قاضی القضاۃ کے لقب سے پکارے گئے پھر خلیفہ المستنصر باللہ نے اپنے ابتدائی عہدِ خلافت کے چار ماہ کے بعد 623ھ میں آپ کو منصب قضا سے سبکدوش کر دیا آپ اعلیٰ درجہ کے محقق عارف حدیث میں ثقہ نہایت شیریں کلام خوش طبع اور متین تھے۔ فروعات مذہبیہ میں آپ کے معلومات نہایت وسیع تھے۔

حافظ ابنِ رجب نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا ہے کہ آپ قاضی القضاۃ شیخ الوقت فقیہ مناظر محدث عابد زاہد اور واعظ تھے۔ حدیث آپ نے بہت سے شیوخ خصوصاً اپنے والد ماجد اور عمِ بزرگ شیخ عبدالوہاب سے سنی ابو العلاء الہمدانی وابو موسیٰ المدینی

وغیرہ نے بھی آپ کو اجازت حدیث دی آپ اعلیٰ درجہ کے مقرر ومحرر فاضل تھے آپ اپنے جدِ امجد کے مدرسہ کے متولی بھی بنے۔ خلیفۃ الظاہر جو نہایت دیانتدار خلیق کریم النفس حق پسند خلیفہ گزرا ہے جب اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد مسندِ خلافت پر بیٹھا تو اس نے بہت سے مظالم اور ناجائز محصول اور بے اعتدالیوں کی بیخ کنی کی اور احکامِ شرعیہ کے اجراء میں معمول سے زیادہ کوشش کی۔

ابنِ اثیر نے اپنی تاریخ کامل میں خلیفہ موصوف کی نسبت لکھا ہے کہ "اگر کوئی یہ کہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے بعد اس جیسا خلیفہ بجز خلیفہ ظاہر کے اور کوئی نہیں گزرا تو اس کا یہ کہنا حق بجانب ہوگا۔"

وہ ہر محکمہ پر زیادہ لائق اور مستحق لوگوں ہی کو مقرر کیا کرتا تھا منجملہ ان کے اس نے آپ کو اپنی تمام سلطنت کا قاضی القضاۃ بنایا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب خلیفہ نے آپ کو قاضی القضاۃ بنانا چاہا تو آپ نے فرمایا: کہ میں اس شرط پر منصبِ قضا منظور کرتا ہوں کہ میں ذوی الارحام کو بھی وارث بناؤں گا تو خلیفہ موصوف نے کہا: "اَعْطِ کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ اِتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تَتَّقِ سِوَاہُ" بیشک ہر حق دار کو اس کا حق پہنچاؤ اور سوائے خدا تعالیٰ کے کسی سے مت ڈرو۔ خلیفہ موصوف نے آپ کو حکم دے دیا تھا کہ جس کسی کا بھی بطریقِ شرعی حق ثابت ہو جائے فوراً آپ اس کا حق اس کو پہنچا دیں اور ذرا بھی اس میں توقف نہ کریں۔

خلیفہ مذکور نے آپ کے پاس دس ہزار دینار صرف اس غرض کے لئے بھیجے تھے کہ اس روپیہ سے جس قدر کہ مفلس قرض دار محبوس ہیں ان کا قرض اتار کر انہیں رہا کر دیا جائے نیز خلیفہ موصوف نے آپ ہی کو اوقافِ عامہ مثلاً مدارس شافعیہ وحنفیہ و جامع السلطان و جامع ابن المطلب وغیرہ سب کا ناظر بنا کر آپ کو اس میں ہر طرح کی ترمیم و تنسیخ اور ہر طرح کی بحالی و برطرفی کا پورا پورا اختیار دے دیا تھا حتیٰ کہ مدرسہ نظامیہ کی بحالی و برطرفی بھی آپ ہی کے متعلق ہو گئی تھی آپ آثار سلف صالحین کے قدم بقدم چلتے اور نہایت سرگرمی و اہتمام کے ساتھ اپنے منصبِ قضا کو انجام دیا کرتے تھے آپ کے عہدِ ولایت میں آپ کے اجلاس ہی میں اذان دے دی جاتی تھی اور آپ سب کو شریک کر کے جماعت سے نماز پڑھا کرتے تھے

اور جمعہ کی نماز کے لئے آپ جامع مسجد سواری پر نہیں بلکہ پیادہ پا تشریف لے جایا کرتے تھے پھر جب خلیفہ موصوف نے وفات پائی اور اس کا بیٹا خلیفہ المستنصر مسندِ خلافت پر بیٹھا تو کچھ مدت کے بعد اس نے آپ کو منصبِ قضا سے معزول کر دیا اس وقت آپ نے مندرجہ ذیل دو شعر کہے۔

حَمِدْتُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمَّا
قَضٰی لِیْ بِالْخَلَاصِ مِنَ الْقَضَاءِ

میں خدائے تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے قضا سے نجات پانا میرے لئے پورا کر دیا۔

وَلِلْمُسْتَنْصِرِ الْمَنْصُوْرِ اَشْکُرُ
وَاَدْعُوْا فَوْقَ مُعْتَادِ الدُّعَآءِ

میں خلیفہ مستنصر منصور کا بھی شکر گزار ہوں اور اس کے لئے معمول سے زیادہ دعائے خیر کرتا ہوں۔

ہمیں معلوم نہیں کہ ہمارے اصحاب مذہب (یعنی حنابلہ) میں سے آپ کے سوا کوئی اور بھی قاضی القضاۃ کے لقب سے پکارا گیا یا مستقل طور پر منصب قضا پر مامور ہوا ہو پھر معزول ہو جانے کے بعد آپ مدرسہ حنابلہ میں درس و تدریس اور افتاء کا کام کرنے لگے فقہ میں آپ نے کتاب ارشاد المبتدئین تصنیف کی۔ جماعت کثیرہ نے آپ سے تفقہ حاصل کیا۔ انہی امور کا بیان کرتے ہوئے صرصری نے آپ کی مدح میں قصیدہ لامیہ لکھا جس کا ایک شعر مندرجہ ذیل ہے۔

وَفِیْ عَصْرِنَا قَدْ کَانَ فِی الْفِقْهِ قِدْوَةً
اَبُوْ صَالِحٍ نَصْرٌ لِکُلِّ مُؤَمَّلٍ

اس وقت فقہ میں شیخ ابو صالح نصر امامِ وقت ہیں اور وہ ہر ایک مقصد کا معین و مددگار ہیں۔

بعد میں خلیفہ موصوف نے آپ کو اپنے مسافر خانہ کا جو کہ اس نے دیر روم بنوایا تھا

متولی کر دیا گو اس نے آپ کو منصبِ قضا سے معزول کر دیا تھا تاہم وہ آپ کی ویسی ہی عزت وتعظیم کرتا رہا اکثر اوقات وہ آپ کے پاس مال بھیجا کرتا تھا کہ آپ اس کو اس کے مصرف پر خرچ کیا کریں۔ انتہیٰ کلام الحافظ۔

ابنِ رجب نے بیان کیا کہ 14 ربیع الاول 534ھ میں آپ تولد ہوئے اور 6 شوال 632ھ بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی اور بابِ حرب میں مدفون ہوئے۔

مندرجہ ذیل اشعار آپ ہی کے کہے ہوئے ہیں ان میں آپ نے قبر میں اپنی بے کسی کی حالت پر افسوس ظاہر کیا ہے۔ وَھُوَ ھٰذَا

اَنَا فِی الْقَبْرِ مُفْرِدٌ وَرَھِیْنٌ   غَارِمٌ مُفْلِسٌ عَلَیَّ دُیُوْنٌ

میں قبر میں تنہا رہوں گا وہ بھی قرض دار و مفلس ہو کر مجھ پر بہت سے واجب الادا ہوں گے۔

قَدِ انْخَتِ الرِّکَابُ عِنْدَ کَرِیْمٍ . عِتْقَ مِثْلِیْ عَلَی الْکَرِیْمِ ھَوْنٌ

بیشک بیٹھی ہیں سواریاں نزدیک سخی کے   مجھ جیسے کا آزاد کرنا سخی پر آسان ہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ تاج النساء ام الکرام بنت فضائل الترکیتی تھیں آپ نے بھی حدیث سنی اور بیان کی آپ اعلیٰ درجہ کی صاحب خیر و برکت بی بی تھیں بغداد ہی میں آپ کا انتقال ہوا اور بابِ حرب میں آپ بھی مدفون ہوئیں۔ (رحمۃ اللہ علیہا)۔

شیخ عبدالرحیم بن شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہما

منجملہ ان کے شیخ عبدالرحیم ابن الشیخ عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر جیلی ہیں آپ نے حدیث شہرہ بنت الابری و خدیجہ بنت احمد النہروانی وغیرہ سے سنی۔ 14 ذیقعد 530ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد ہی میں 606ھ میں آپ نے وفات پائی اور بابِ حرب میں مدفون ہوئے۔

منجملہ ان کے شیخ عبدالرحیم بن شیخ عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر الجیلی ہیں آپ نے بھی بہت سے لوگوں سے تفقہ حاصل کیا حدیث سنی اور بیان کی بغداد ہی میں آپ کا بھی انتقال ہوا اور مقبرہ حضرت امام احمد بن حنبل میں مدفون ہوئے آپ کی تاریخ پیدائش و سنِ وفات کے متعلق کچھ ہمیں معلوم نہیں۔

شیخ فضل اللہ بن شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ ابوالمحاسن فضل اللہ ابن الشیخ عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی ہیں آپ نے بھی بہت سے شیوخ خصوصاً اپنے والد ماجد اور اپنے عمِ بزرگ شیخ عبدالوہاب، سے حدیث سنی اور ماہ صفر 606ھ بغداد ہی میں آپ تاتاریوں کے ہاتھوں شہید ہوئے آپ کی دو ہمشیرہ تھیں۔ سعادۃ بنت عبدالرزاق آپ نے شیخ عبدالحق وغیرہ سے حدیث سنی اور بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی اور شیخۃ النساء عائشہ بنت عبدالرزاق آپ نے عبدالحق وغیرہ سے حدیث سنی اور بیان کی آپ اعلیٰ درجہ کی صاحب خیر و برکت بی بی تھیں۔ بغداد میں آپ نے بھی وفات پائی اور باب حرب میں مدفون ہوئیں۔

اولاد الشیخ ابی صالح نصر ابن الشیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہم

منجملہ ان کے ابوموسیٰ یحییٰ ہیں قطب الدین الیونانی نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ ابن نصر بن الشیخ عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی نے تفقہ اپنے والد ماجد و دیگر شیوخ سے بھی حاصل کیا اور حدیث سنی اور بیان کی آپ وعظ بھی کیا کرتے تھے اور شعر و سخن سے بھی آپ کو دلچسپی تھی۔ مندرجہ ذیل اشعار آپ ہی کی تصنیف سے ہیں۔

یَسْقِیْ وَیَشْرَبُ لَا تُلْھِیْهِ سُکْرَتُهٗ ۔۔۔ عَنِ النَّدِیْمِ وَلَا یَلْھُوْ عَنِ الْکَاسِ
اَطَاعَهٗ سُکْرُهٗ حَتّٰی تَحَکَّمَ فِیْ ۔۔۔ حَالِ الصَّحَاةِ وَذَامِنْ اَعْجَبِ النَّاسِ

میں جامِ محبت پلاتا اور خود بھی پیتا ہوں اور مجھے اس کا نشہ جامِ محبت دوستوں کو پلانے یا خود پینے سے غافل نہیں کرتا ۔ میرا سکر میرے تابع ہے حتیٰ کہ وہ ہوشیاری میں بھی میرا تابع رہتا ہے اور یہ عجائبات سے ہے۔

وَیَشْرَبُ ثُمَّ یَسْقِیْھَا النَّدَامٰی ۔۔۔ وَلَا یُلْھِیْهِ کَأْسٌ عَنِ النَّدِیْمِ
لَهٗ مَعَ سُکْرِهٖ تَائِیْدُ صَاحٍ ۔۔۔ وَنَشْوَةُ شَارِبٍ وَنَدٰی کَرِیْمِ

پہلے خود میں پیتا ہوں اور پھر دوستوں کو پلاتا ہوں مگر کوئی جام بھی دوستوں کو چھوڑ کر نہیں پیتا اس کے سکر سے میری ہوشیاری بڑھتی ہے اور مستی شراب اور

سخاوت و کرم زیادہ ہوتا ہے۔

آپ کا سنِ پیدائش و وفات کی نسبت ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے زینب بنت ابی صالح نصر بن ابی بکر عبدالرزاق ابن الشیخ ابی محمد عبدالقادر ابن ابی صالح الجیلی ہیں۔ حدیث آپ نے زید بن یحییٰ بن ہبۃ اللہ سے سنی اور شیخ قراء الحرمین الشریفین برہان الدین ابراہیم بن الجعبری کو اجازت دی۔ کذا نقلہ مؤلف الروض الزہر

آپ کے سنِ تولد یا سنِ وفات کی نسبت ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ ابونصر بن محمد عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الاصل البغدادی المولد ہیں بہت سے شیوخ خصوصاً اپنے والد ماجد وغیرہ سے آپ نے تفقہ حاصل کیا اور حدیث بھی سنی اور آپ اپنے جد امجد حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی علیہ الرحمۃ کے ہم شبیہ تھے۔

ابوالفرح حافظ زین الدین عبدالرحمٰن ابنِ احمد ابنِ رجب نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا ہے کہ آپ نے اپنے والد ماجد اور حسن بن علی ابنِ مرتضیٰ العلوی و ابواسحٰق یوسف بن محمد بن الفضل الاموی و عبدالعظیم الاصفہانی و ابن المشتری وغیرہ سے حدیث سنی آپ اعلیٰ درجے کے زاہد و عابد اور جید فاضل تھے اپنے جد امجد کے مدرسہ میں آپ درس و تدریس کیا کرتے تھے۔ حافظ الدمیاطی نے آپ سے حدیث سنی اور اپنی کتاب معجم میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ ابن الدریجی نے بھی آپ سے حدیث سنی۔ 12 شوال 656ھ کو آپ کا انتقال ہوا اور اپنے جد امجد حضرت عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے مدرسہ میں آپ کے قریب مدفون ہوئے۔

آپ نے اپنی وفات کے بعد تین فرزند چھوڑے۔ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ و شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ و ابوسعود شیخ احمد ظہیر الدین الجیلی الاصل البغدادی المولد نہایت خوش بیان تھے آپ اپنے جد امجد کے مدرسہ میں وعظ کہا کرتے تھے۔ ابوالمعالی حافظ محمد بن رافع السلامی نے تاریخ میں آپ کا ذکر کیا ہے اور شریف عزالدین الحسینی نے آپ کی نسبت بیان

کیا ہے کہ آپ ایک جید فاضل تھے 27 ربیع الاول 681ھ کو آپ مفقود ہوئے اور بعد میں ایک کنوئیں میں مقتول پائے گئے۔

آپ کے چچیرے بھائی شیخ عبدالسلام بن عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ بن نصر عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الاصل البغدادی المولد الحنبلی نے اپنے عم بزرگ شیخ عبداللہ سے حدیث سنی برزلی نے بیان کیا ہے کہ آپ صاحب خیر و برکت حسن سیرت طلیق اللسان ذی مراتب و مناصب علماء سے تھے آپ امراء و روسا سے بھی مخالطت رکھتے تھے۔ 27 جمادی الاولیٰ 730ھ میں آپ نے وفات پائی اور سفح قاسیون میں شیخ ابراہیم الاموی کے قریب آپ مدفون ہوئے۔

ہمیں آپ کے والد ماجد شیخ عبدالقادر جیلانی اور آپ کے عم بزرگ شیخ عبداللہ کی سن وفات وغیرہ کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوا۔

آپ کے چچیرے بھائی ابوالسعو و ظہیرالدین شیخ احمد موصوف الصدر نے ایک فرزند خلف الصدق شیخ سیف الدین یحییٰ چھوڑا۔

مؤلف الروض الزاہر لکھتے ہیں کہ علامہ تقی الدین بن قاضی شہید نے "تاریخ الاعلام تاریخ الاسلام" میں بیان کیا ہے کہ ابوزکریا سیف الدین یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی رحمۃ اللہ علیہم عابد و زاہد اور نہایت متقی تھے آپ حماہ چلے گئے اور وہاں ہی بود و باش اختیار کی وہیں آپ نے وفات پائی۔

حافظ محمد الشہیر بابن ناصر الدین دمشقی نے بیان کیا ہے کہ حدیث آپ نے اپنے والد جد سے سنی تھی آپ کے بیٹے ہیں شمس الدین محمد بن یحییٰ بن احمد حافظ ابن ناصر الدین دمشقی نے بیان کیا ہے کہ ابوعبداللہ (شمس الدین) محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی رحمۃ اللہ علیہم علماء و فضلاء سے تھے آپ نے بیت مقدس جا کر جماعت کثیرہ سے حدیث سنی اور ابوزکریا یحییٰ نے آپ سے روایت کی ہے رحمۃ اللہ علیہم آپ کے دو فرزند تھے۔

اول: شیخ عبدالقادر آپ کی نسبت علامہ ابوالصدیق ابن قاضی شبہ نے اپنی تاریخ میں

بیان کیا ہے کہ محی الدین ابومحمد عبدالقادر بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی 787ھ میں حج کو گئے اس وقت آپ کی عمر بیس سال سے متجاوز تھی وہیں آپ کی وفات ہوئی اور امام تقی الدین علی المقریزی نے اپنی کتاب دارالعقود میں بیان کیا ہے کہ آپ کا انتقال حج سے واپسی کے بعد ہوا ہے اور یہ کہ آپ اعلیٰ درجہ کے دیندار عابد وزاہد اور دنیاوی مخمصوں سے کنارہ کش تھے۔

آپ کی ذرّیت قاہرہ میں

دوم: شیخ علاؤ الدین علی بن شمس الدین محمد بن یحییٰ بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی رحمۃ اللہ علیہم 24 جمادی الاخریٰ 793ھ کو قاہرہ میں آپ کا انتقال ہوا۔

آپ کی ذرّیت حماہ میں کثرھم اللہ

منجملہ ان کے شیخ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن علاؤ الدین علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی ہیں۔ حماہ میں ہی آپ نے وفات پائی اور وہیں تربۃ الخلصہ میں مدفون ہوئے۔

منجملہ ان کے شیخ بدر الدین حسن بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی ہیں۔ حماہ میں وفات پائی اور وہیں زاویہ قادریہ کے سامنے تربت باب الناعورہ میں اپنے جدامجد شیخ سیف الدین یحییٰ کے قریب مدفون ہوئے۔

منجملہ ان کے شیخ بدرالدین حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی ہیں آپ کا انتقال بھی حماہ میں ہوا اور وہیں تربت مذکور میں آپ مدفون ہوئے رحمۃ اللہ علیہم۔

مندرجہ بالا تینوں بزرگوں کی اولاد

منجملہ ان کے شیخ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن علاؤ الدین کے چار فرزند تھے۔

اول: شیخ صالح محی الدین عبدالقادر بن شمس الدین محمد بن علاؤ الدین علی بن محمد بن

یحییٰ ابنِ احمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی آپ حماہ میں پیدا ہوئے اور وہیں آپ نے وفات پائی۔رحمۃ اللہ علیہم

دوم: شیخ اصیل شمس الدین محمد بن علاؤ الدین علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی المولد والمولد والجدّ والدار الوفات ہیں۔احقر کو حماہ میں آپ سے ملنے کا بارہا اتفاق ہوا ہے۔آپ اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد تھے آپ تمام لوگوں اور دنیاوی مخصوں سے بالکل کنارہ کش رہتے تھے حماہ ہی میں آپ تولد ہوئے اور وہیں آپ نے وفات پائی اور تربت الخلصیہ میں اپنے بزرگوں کے قریب مدفون ہوئے۔

سوم: الشیخ الصالح الاصیل محی الدین عبدالقادر بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی المولد والدار الوفات ہیں آپ اعلیٰ درجہ کے خلیق کریم النفس وجیہ متواضع حلیم و بردبار اور نہایت متین تھے۔عام وخاص سب آپ کی عزت وحرمت کرتے تھے۔حکام کے دلوں پر آپ کی ہیبت بیٹھی ہوئی تھی آپ حلب بھی چلے گئے تھے اور عرصہ تک وہاں رہے۔شادی بھی کی مگر پھر مع اپنی بی بی صاحبہ اور دو فرزند جن کا عنقریب ہم ذکر کریں گے حماہ واپس آ گئے اور یہیں 930ھ میں وفات پائی آپ باب ناعورہ میں مدفون ہوئے۔اَتَغَمَّدَهُ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ

چہارم: آپ ہی کے اخیافی بھائی شیخ صالح مبارک یحییٰ بن محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ ابنِ احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی الاصل والمولد والدار الوفات ہیں۔رحمۃ اللہ علیہم

ولاد الشیخ الصالح لاصیل محی الدین عبدالقادر بن محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہم

منجملہ ان کے شیخ درویش محمد بن محی الدین عبدالقادر بن محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ بن حمد بن نصر بن عبدالرزاق بن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحسینی الحموی الاصل والدار الوفات ہیں آپ بھی اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد ظریف خوش طبع تھے حماہ میں ہی آپ نے وفات پائی اور ہیں زاویہ قادریہ کے سامنے مدفون ہوئے۔

منجملہ ان کے شیخ اصیل شرف الدین عبداللہ بن محی الدین بن عبدالقادر بن محمد بن علی

بن یحیٰی بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحسنی الحموی الاصل والدار الحلبی المولد ہیں آپ بھی اعلیٰ درجہ کے کریم النفس خوش سیرت وجیہ متواضع اور نہایت متین تھے آپ قرآن مجید اور کچھ علم نحو وفقہ پڑھ کر مصر وشام دمشق اور حلب کی طرف بھی گئے اور پھر حماہ میں ہی واپس آ گئے۔ 922ھ میں آپ حلب میں تولد ہوئے اور پھر اپنے والد ماجد کے ساتھ واپس آئے۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

کتاب ہذا کا سنِ تالیف

منجملہ ان کے شیخ اصیل عفیف الدین حسین بن محی الدین عبدالقادر بن علی بن محمد بن یحیٰی بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحسنی الحموی الاصل والدار الحلبی المولد ہیں آپ شافعی المذہب تھے قرآن مجید اور فقہ پڑھ کر 950ھ میں بندہ سے آپ نے حدیث سنی۔ اسی 950 ہجری میں کتاب ہذا کی تالیف کا اتفاق ہوا۔

آپ کے احباب واتباع ومریدین بکثرت تھے آپ نہایت خلیق ذی وقار وہیبت خوش بیان اور متواضع تھے اور مشائخِ قادریہ سے ایک بہت بڑے مشائخ تھے۔ مصر دمشق طرابلس اور حلب وغیرہ کی آپ نے سیاحت کی وہاں بھی آپ کو قبولِ عام حاصل ہوا جب آپ دمشق آئے تو یہاں کے فقراء ومشائخ علماء وفضلاء اور اکابر واعیانِ سلطنت سے بھی آپ نے ملاقات کی نائب السلطنت امیر الامراء عیسیٰ پاشا ابن ابراہیم ادہم پاشا بھی آپ سے ملے انہوں نے آپ کی بڑی تعظیم وتکریم وخاطر ومدارت کی۔ اس وقت احقر بھی مجلس میں موجود تھا یہاں کے بہت لوگوں نے آپ سے خرقہ قادریہ پہنا ہر جمعہ کی نماز کے بعد آپ جامع اموی میں حلقہ ذکر کیا کرتے تھے۔ بہت سے علماء ومشائخ اور بہت بڑی خلقت اس وقت جمع ہوتی۔ 26 شعبان 948ھ کو آپ یہاں تشریف لائے اور 5 شوال 951ھ کو آپ نے یہاں سے کوچ کیا تمام علماء وفضلاء اور مشائخِ قابون تک آپ کو رخصت کرنے آئے۔ 926ھ حلب میں آپ تولد ہوئے تھے۔ حفظہ اللہ تعالیٰ۔

اولادِ الشیخ بدرالدین حسن بن علی رحمۃ اللہ علیہم

آپ کے دو فرزند تھے

اول: شیخ صالح شمس الدین محمد بن حسن بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن شیخ عبدالقادر الجیلی الحسنی الحموی المولد والدار الوفات ہیں۔ حماہ میں ہی آپ پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی اور باب ناعورہ میں آپ دفن کیے گئے۔

دوم: آپ ہی کے بھائی شیخ صالح اصیل احمد بن حسن بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر الجیلی الحسنی المولد والدار الوفات ہیں آپ اور آپ کے برادر موصوف دونوں اپنے خاندان کے چراغ تھے آپ کا انتقال بھی حماہ میں ہی ہوا اور اپنے بزرگوں کے قریب باب ناعورہ میں مدفون ہوئے۔

ان دونوں بزرگوں کی اولاد

منجملہ ان کے شیخ اصیل عبدالرزاق بن شمس الدین محمد بن حسن بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحسنی الحموی المولد والدار والوفات ہیں آپ بھی اکابرینِ مشائخ سے تھے اکثر سفر میں رہا کرتے تھے آپ کے مرید بھی بکثرت تھے امراء و حکام آپ کی عزت کرتے اور آپ کا کہا مانتے تھے ہر خاص و عام کے دل میں آپ کی ہیبت و عظمت تھی آپ کے پاس اگر کوئی تحفہ و تحائف آتا تو آپ حاضرین میں تقسیم کر دیتے آپ کا دستر خوان بھی وسیع اور مہمانوں سے کبھی بھی خالی نہیں رہتا تھا۔ بلادِ شام میں سب جگہ آپ کے معتقدین تھے۔ احقر کے جدِ امجد قاضی القضاۃ جمال الدین یوسف التاذفی الحنبلی اور احقر کے والد ماجد قاضی القضاۃ نظام الدین ابوالمکارم یحییٰ التاذفی الحنبلی قاضی حلب اور احقر کے عم بزرگ قاضی القضاۃ کمال الدین محمد التاذفی الشافعی و علامہ برہانی ابواسحاق ابراہیم التاذفی الحصر وغیرہ اور بہت سے احقر کے خاندان کے لوگوں نے آپ سے خرقہ قادریہ پہنا۔ 6 صفر 901ھ کو حماہ میں آپ کا انتقال ہوا اور اپنے جدِ امجد کے قریب آپ مدفون ہوئے آپ نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ صالح اصیل ابن الباسط بن حسن بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق بن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحسنی الحموی الدار الوفات ہیں آپ بھی مشائخ کبار سے تھے آپ قاہرہ تشریف لے گئے اور عزت تک وہیں رہ کر پھر حماہ میں واپس

آ گئے یہیں آپ نے وفات پائی اور بابِ ناعورہ میں مدفون ہوئے آپ نے بھی کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

منجملہ ان کے آپ ہی کے بھائی شیخ صالح ابوالنجا بن احمد بن حسن بن علی بن محمد بن یحیٰی بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی الحسنی ہیں۔910ھ کو آپ نہر العاصی میں غرق ہو گئے۔ رحمۃ اللہ علیہم

اولادِ الشیخ حسین بن علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہم

آپ کے تین فرزند تھے:

اول: شیخ صالح محی الدین یحیٰی بن حسین بن علی بن محمد بن یحیٰی بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی والحموی المولد والدار الوفات ہیں آپ بھی حماہ کے مشائخ عظام میں سے تھے۔ بلادِ شام میں آپ کی بہت عظمت و حرمت تھی۔ باوجود اہلِ ثروت ہونے کے آپ متواضع تھے اہلِ علم سے آپ کو بہت انسیت تھی اسی (۸۰) سال سے زائد عمر پا کر آپ نے وفات پائی اور وہیں بابِ ناعورہ میں آپ مدفون ہوئے۔

دوم: شیخ صالح شرف الدین قاسم بن یحیٰی بن حسین بن علی بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی الاصل و المولد والدار الوفات ہیں۔ مشائخ کبار میں سے تھے مریدوں کی تربیت اس وقت آپ ہی کی منتہی تھی آپ ذی ہیبت و وقار اور نہایت خلیق تھے۔ 910ھ کو حماہ میں مجھ کو اپنے والد ماجد کی ہمراہی میں آپ سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ عرصہ تک آپ نے اپنے خلوت خانہ میں ہمیں ٹھہرایا اور ہماری خاطر مدارت میں آپ نے معمول سے زیادہ تکلیفیں اٹھائیں آپ کے برکات سے ہم بہت کچھ مستفید ہوئے 6 ربیع الآخر 916ھ کو آپ نے وفات پائی آپ کی عمر اس وقت پچاس سے متجاوز تھی۔

آپ کی اولاد اور آپ کی اولاد الاولاد

منجملہ ان کے شیخ صالح شمس الدین محمد بن قاسم بن یحیٰی بن حسین بن علی بن محمد بن یحیٰی

بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی الاصل والدار الحسنی الشافعی آپ اکابرین مشائخِ قادریہ سے ہیں اور ہمارے شیخ و ابن الشیخ مجمع مکارمِ اخلاق کریم النفس اور نہایت دریادل ہیں کوئی بھی شخص آپ کے پاس سے محروم نہیں جا سکتا جو کوئی بھی کہ آپ کے پاس آتا ہے آپ اس کی خاطر مدارت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے بلکہ اپنے اسلاف کی طرف سے آپ بھی اس کے حوائج کو پورا کرنے میں امکان سے زیادہ کوشش کرتے ہیں آپ تحفہ تحائف بھی لیتے ہیں ہمیں آپ کی ہی زبانی معلوم ہوا ہے کہ 985ھ میں آپ تولد ہوئے آپ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے ہیں۔ اَحْیَاہُ اللّٰہ الْحَیَاۃِ الطَّیِّبَۃِ۔

آپ کے پہلے فرزند ہیں شیخ صالح عبداللہ آپ نہایت نیک سیرت متواضع بامروت ذکی و ذہین اور اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے ہیں آپ کی پیدائش 926ھ میں ہوئی آپ نجیب الطرفین ہیں آپ کی والدہ مرحومہ سیدۃ الاصیلہ بنت الشیخ محی الدین عبدالقادر موصوف الصدر کی صاحبزادی تھیں۔ حفظہ اللہ تعالیٰ۔

اور آپ کے دوسرے فرزند تاج العارفین الشیخ الصالح ہیں آپ ایک نوجوان صالح ہیں۔ حفظہ اللہ تعالیٰ۔

منجملہ ان کے شیخ شہاب الدین احمد بن قاسم بن یحییٰ بن حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحسنی الحموی الاصل والمولد والدار والوفات ہیں آپ نہایت متین خوش طبع نہایت خلیق اور وجیہ تھے مجھ کو آپ سے ملنے کا حلب میں بارہا اتفاق ہوا۔ ایک دفعہ آپ تفتیشِ اوقات کی غرض سے حلب تشریف لائے تو اس دفعہ ہم نے آپ کو اور آپ کے رفقاء کو اپنے غریب خانہ میں ٹھہرایا ایک دفعہ آپ سے میری ملاقات قاہرہ میں ہوئی اس وقت آپ مع اپنے دونوں برادران شیخ عبدالقادر شیخ ابوالوفا کہ جن کا ہم انشاء اللہ آگے ذکر کریں گے حجاز جارہے تھے آپ کو امراء و سلاطین کی طرف سے اعلیٰ درجہ کی عزت اور وقعت حاصل تھی پھر آپ صحیح و تندرست مصری قافلہ کے ساتھ حجاز سے حماہ واپس تشریف لائے۔ 6 رمضان المبارک 886ھ کو آپ تولد ہوئے اور 936ھ میں

وہیں آپ نے وفات پائی۔

منجملہ ان کے شیخ عبدالقادر بن قاسم بن یحییٰ بن حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحسنی الحموی المولد والدار ہیں آپ اعلیٰ درجہ کے سخی اور اہلِ علم کو بہت دوست رکھتے تھے اور ہمیشہ عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے 6 محرم الحرام 993ھ کو آپ تولد ہوئے۔ حفظہ اللہ تعالیٰ۔

آپ کے صاحبزادے شمس الدین الحموی الاصل المولد ہیں آپ ایک صالح نوجوان ہیں قرآن مجید پڑھ کر آپ نے کتبِ فقہ شافعیہ پڑھیں اور احقر سے حدیث سنی۔

منجملہ ان کے شیخ صالح الاصیل برکات بن قاسم بن یحییٰ بن حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی الحسنی المولد والدار ہیں آپ بھی اپنے خاندان کے چراغ ہیں کسی سے خلط ملط نہیں رکھتے۔ ہمیشہ عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں آپ کے بھائی عبدالقادر سے ہم نے آپ کی تاریخِ تولد دریافت کی تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھ کو آپ کی تاریخِ تولد معلوم نہیں۔ بجز اس کے کہ میں آپ سے قریباً پانچ سال چھوٹا ہوں۔ حفظہما اللہ تعالیٰ

منجملہ ان کے شیخ صالح محمد ابوالوفا بن قاسم بن یحییٰ بن حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحسنی الحموی الاصل والمولد والدار ہیں آپ بھی ایک اعلیٰ درجہ کے عالم باعمل محدث اور قدوۃ المشائخِ قادریہ ہیں۔ قرآن مجید فقہ اور حدیث پڑھ کر آپ نے مصر و شام اور حجاز و حلب کی سیاحت بھی کی بہت سے مشائخ نے آپ سے خرقہ پہنا آپ کے مریدین بکثرت ہیں عوام وخواص غرض سب کے دلوں میں آپ کی عزت وحرمت اور آپ کی ہیبت ہے آپ اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے مگر قدر ومنزلت میں سب سے بڑے ہیں۔ ابقاہ اللہ تعالیٰ

اب ہم شیخ علاؤ الدین علی موصوف الصدر کی ذریت جو کہ حماہ میں آباد ہے کثرہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے بعد اولاد الشیخ محمد ابن الشیخ عبدالعزیز الجیلی الجبالی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہیں۔

اولادِ الشیخ محمد بن شیخ عبدالعزیز الجیلی الجبالی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ صالح شرشیق بن محمد بن عبدالعزیز ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحسنی الجبالی المولد ہیں آپ جبال میں تولد ہوئے آپ نے عین عالم شباب میں وفات پائی۔

حافظ ابوعبداللہ الذہبی نے آپ کا سن وفات 652ھ بیان کیا ہے۔

آپ کے فرزند شیخ صالح شمس الدین محمد الکحل بن شرشیق بن شیخ محمد بن عبدالعزیز بن الشیخ عبدالقادر جیلی الحسنی الجبالی المولد والدار الوفات ہیں۔

حافظ ذہبی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ بقیۃ المشائخ ابوالمکارم شمس الدین بن الشیخ شرشیق بن محمد عبدالعزیز ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی ثم البخاری الجبالی الحنبلی 551ھ کو قصبۂ جبال میں پیدا ہوئے آپ کے آباؤ اجداد کی قبور بھی یہیں ہیں۔

فخرالتجار رحمۃ اللہ علیہ احمد بن محمد الحصینی سے اور مکہ معظمہ جا کر عبدالرحیم زجاج رحمۃ اللہ علیہ سے اور مدینہ منورہ جا کر عفیف مزروع سے آپ نے حدیث سنی اور بغداد و دمشق آ کر بیان کی۔ کئی مرتبہ آپ نے حج بیت اللہ کیا حسام عبدالعزیز و بدر حسن و غرحسن اور شمس الدین سعد وغیرہ آپ کے کئی فرزند تھے قرب و جوار کے کل بلاد میں آپ کی بہت کچھ وقعت تھی۔ لوگ آپ کے فضائل سن کر دور دور سے آپ سے شرف نیاز حاصل کرنے آیا کرتے تھے 739ھ میں آپ نے وفات پائی اور اپنے بزرگوں کے قریب مدفون ہوئے۔

شمس الدین محمد بن ابراہیم الجزری نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ 651ھ کو آپ بلدۂ جبال میں جو سنجار کے قرب و جوار کی بستیوں میں سے ایک بستی کا نام ہے تولد ہوئے۔ ان بلاد کے بہت بڑے مشاہیر سے ہیں آپ کی یہاں پر بہت کچھ عزت و وقعت ہے۔ عموماً لوگ آپ سے خرقہ پہنتے ہیں اور دور دراز سے آپ کی قدم بوسی کرنے کے لئے آتے ہیں جب آپ حلب و دمشق وغیرہ اور دیگر بلاد میں تشریف لے گئے تو وہاں بھی آپ کی بہت عزت و وقعت ہوئی۔ فقراء و مشائخ عظام نے آپ سے ملاقات کی اعیانِ مملکت بھی آپ کے پاس آئے اور نائب السلطنت سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی اور بہت بڑی خلقت نے آپ سے خرقہ قادریہ پہنا۔

حافظ تقی الدین ابوالمعالی محمد بن رافع السلامی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ نے فخر علی بن احمد النجار و احمد بن محمد بن عبدالقادر الحصیبی سے کتاب الشمائل الترمذیہ سنی اور بغداد جا کر آپ نے حدیث بیان کی۔ ابن الرقوقی وابن السیر جی وغیرہ نے آپ سے حدیث سنی آپ بہت بڑے خلیق عابد وزاہد فاضل تھے۔ عموماً لوگوں کو آپ سے حسنِ عقیدت تھی۔

شیخ الاسلام شہاب الدین علامہ احمد ابن حجر عسقلانی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ نے قرآن مجید پڑھ کر تفقہ حاصل کیا اور پھر فخر علی بن نجار وغیرہ سے حدیث سنی اور دمشق و بغداد و جبال میں آپ نے حدیث بیان کی آپ عبادت وصلاح وتقویٰ میں مشہور و معروف تھے آپ نے عمر بھر اپنے ہاتھ میں سونا چاندی نہیں لیا اور باوجود اس کے آپ اعلیٰ درجہ کے سخی اور صاحب جاہ وحشمت تھے۔ کذافی روض الزاہر

حافظ محمد بن رافع نے اپنی کتاب معجم میں بیان کیا ہے کہ بدرالحسن بن شرشیق بن محمد بن عبدالعزیز ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الجبالی آپ کے فرزند تھے آپ نے اپنے والد ماجد سے حدیث سنی اور بغداد جا کر حدیث بیان کی۔ 741ھ میں آپ حج بیت اللہ کو جاتے ہوئے دمشق آئے اور زاویہ سلاریہ میں ٹھہرے ہماری بھی اس وقت آپ سے ملاقات ہوئی حج سے واپسی کے بعد بھی آپ یہیں آ کر ٹھہرے اس وقت بھی ہماری ان سے ملاقات ہوئی۔

علامہ ابنِ حجر نے کتاب انباء الغمر بابناء العمر میں بیان کیا ہے کہ آپ کی اس طرف کے بلاد وامصار میں بہت کچھ عزت وحرمت تھی بہت بڑی عمر پا کر 775ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

آپ کی ذرّیت مصر میں

منجملہ شیخ محمد ابن الشیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ کی اولاد کے شیخ صالح علاؤ الدین علی بن شمس الدین محمد الاکحل بن حسام الدین شرشیق بن شمس الدین محمد بن الشیخ ابی بکر عبدالعزیز ابن الشیخ محی الدین عبدالقادر الجیلی الحسنی الجبالی ہیں آپ نے اور آپ کی اولاد کثر ہم اللہ نے مصر میں توطّن اختیار کیا اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ ملک الشرف برسیا شہر آمد سے لوٹ کر قاہرہ میں داخل ہو چکا تھا۔

مؤلف الروض الزاہر نے بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ شیخ علاؤ الدین نہایت خلیق،

باعزت و وقار اور ذی حرمت بزرگ تھے۔ دیار مصریہ میں مشائخ قادریہ میں سے صرف آپ ہی کا وجود بابرکت مغتنمات سے تھا آپ کو حج کرنے کا دو دفعہ موقع ملا۔

785ھ میں آپ تولد ہوئے اور 853ھ میں بعارضہ طاعون وفات پاکر آپ نے درجہ شہادت حاصل کیا اور تربت معروض بتربت سیدی عدی بن مسافر میں آپ مدفون ہوئے آپ کی جملہ اولاد بھی یہیں ہوئی۔

آپ کے چچیرے بھائی شیخ شمس الدین محمد بن نور الدین علی بن عز الدین حسین بن شمس الدین محمد الاکحل شرشیق بھی 840ھ میں وفات پاکر یہیں مدفون ہوئے اور 841ھ میں آپ کے دو فرزند شیخ شرف الدین موسیٰ و شیخ بدر الدین نے بھی بعارضہ طاعون وفات پائی مگر شیخ شرف الدین نے دو فرزند اور شیخ بدر الدین نے ایک دختر چھوڑی۔ اس وقت ہمارے شیخ علاؤ الدین کے کل تین فرزند تھے جن میں سے 841ھ والے طاعون میں دو مندرجہ فرزندان کے انتقال کے بعد صرف ایک فرزند باقی رہے تھے۔ انہیں لے کر آپ حجاز کی طرف جارہے تھے کہ راہ میں ان کو بھی طاعون ہو کر ان کا بھی انتقال ہو گیا اور جامع طور میں ان کو دفن کیا گیا اس وقت ان کی عمر بیس سال سے کم تھی۔ بعد ازاں بھی آپ کے ہاں بہت اولاد ہوئی مگر اکثر نے وفات پائی اور آپ کے انتقال کے بعد آپ کے دو فرزند اور دو صاحبزادیاں باقی رہیں جن میں سے آپ کے انتقال کے بعد آپ کے ایک فرزند کا بھی انتقال ہو گیا اور باقی آپ کے ایک فرزند اور دو صاحبزادیاں موجود رہیں آپ کے ایک حقیقی بھائی بھی تھے۔ شیخ عبد القادر مگر 841ھ میں بعارضہ طاعون دمشق میں آپ نے بھی وفات پائی اور مقبرہ صوفیہ میں مدفون ہوئے۔ انتہیٰ کلام مؤلف الروض الزاہر غرض! شیخ عبد العزیز ممدوح کی ذریت جبال میں اب تک موجود ہے۔

منجملہ ان کے شیخ حسام الدین ہیں آپ اعلیٰ درجہ کے کریم النفس با اخلاق و با مروّت ہیں آپ کی اور آپ کے جمیع اعزہ و اقارب کی ان شہروں میں بہت کچھ عزت و وقعت ہے آپ خود بھی صاحب ثروت و وجاہت ہیں حکامِ بلاد آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ عموماً جابجا سے لوگ آ کر آپ سے خرقہ قادریہ پہنتے ہیں۔ اَبقَاھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَنَفَعَنَا

بِبَرَکَاتِهِمْ وَ بَرَکَاتِ اَسْلَافِهِمُ الطَّاهِرَة

آپ کی ذرّیت حلب میں

بلادِ حلب میں بھی اس وقت تک سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذرّیت ہے۔ خصوصاً قریہ باعو میں اولاد الشیخ باعو کے لقب سے پکاری جاتی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ وہ شیخ عیسیٰ ابن الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ عام وخاص سب ان کی نہایت عزت و وقعت کرتے ہیں۔

منجملہ ان کے شیخ عبدالعزیز کا بھی یہیں انتقال ہوا اور اپنے آباؤ اجداد کے قریب آپ بھی مدفون ہوئے مگر آپ کے بھائی شیخ احمد الدین ہنوز زندہ اور قریہ مذکور ہی میں سکونت پذیر ہیں۔

منجملہ ان کے شیخ عثمان ابن الشیخ عبدالعزیز موصوف الصدر ہیں آپ بھی اعلیٰ درجہ کے خلیق متواضع لوگوں سے کنارہ کش اور قریہ مذکور میں ہی اپنے عمِ بزرگ شیخ احمد کے ہمراہ سکونت پذیر تھے یہیں پر آپ کا بھی اپنے والد ماجد شیخ عبدالعزیز سے پہلے انتقال ہوا۔

آپ کے دو فرزند تھے:

اول: شیخ عبدالرزاق آپ کا انتقال بھی اپنے والد ماجد سے پہلے ہوا آپ بھی نہایت خلیق و وجیہ تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ

دوم: شیخ زین الدین عمر کان آپ کی بھی بہت کچھ عزت و وقعت تھی حکام پر بھی آپ کے احکام نافذ ہوتے تھے۔ حلب و دمشق میں آپ عرصہ تک بہت اعزاز کے ساتھ رہے آپ کی وفات دمشق میں ہوئی دمشق و قاہرہ میں اب تک آپ کی اولاد موجود ہے۔

منجملہ ان کے قاہرہ میں آپ کے دو بھائی موجود ہیں جو کہ سید عبدالقادر و سید احمد کے نام سے پکارے جاتے ہیں سید عبدالقادر نقابت الاشراف اور ان کے اوقاف کے متولی اور قاہرہ میں ہی اب تک سکونت پذیر ہیں۔

قاہرہ میں آپ کی ذرّیت

غرض! قاہرہ میں سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذریت بکثرت

موجود ہے مگر ان کی نسبت ہمیں تحقیق یہ معلوم نہیں کہ وہ شیخ عیسیٰ ابن الشیخ عبدالقادر المتوفی بالقاہرہ کی اولاد سے ہیں جیسا کہ حافظ محب الدین ابن النجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے یا یہ کہ وہ شیخ عبدالعزیز جبالی کی اولاد سے ہیں۔ شیخ عبدالعزیز موصوف الصدر اور ان کی اولاد نے ملک اشرف برسیا کی آمد سے واپسی کے بعد مصر میں توطن اختیار کیا اور وہیں وفات پائی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ قاہرہ میں ان کی بہت کچھ وقعت و منزلت تھی اور اب بھی ہے دور دور سے لوگ ان سے شرف نیاز حاصل کرنے آیا کرتے ہیں۔ نفعنا اللہ بھم

بغداد میں آپ کی ذرّیت

بغداد میں آپ ہی کے مقام پر ایک بہت بڑی جماعت ہے جن کا خود بیان ہے کہ وہ سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں یہاں پر ان کے بہت کچھ مراتب و مناصب ہیں عام و خاص ان کی نہایت عزت و وقعت کرتے ہیں۔ شاہ اسماعیل سلطان العجم جب بغداد کا مالک ہوا تو اس وقت ان کا زاویہ شکستہ ہو گیا اور یہ لوگ متفرق ہو کر اطراف و جوانب کے بلاد میں منتشر ہو گئے۔ منجملہ ان کے یہ جماعت حلب میں بھی آئی اور ہمیں اپنے مکان میں انہیں ٹھہرانے کی عزت حاصل ہوئی۔

منجملہ ان کے بعض اعیان کا ہم ذکر بھی کرتے ہیں ان ہی میں شیخ اجل علاؤ الدین علی اور آپ کی اولاد اور آپ کے دونوں بھائی شیخ محی الدین و شیخ زین العابدین اور آپ کے بھتیجے شیخ یوسف بھی تھے یہ بزرگ یہاں عرصہ تک رہے اور پھر قاہرہ چلے گئے وہاں پر ملک اشرف سلطان ابوالنصر قانصوہ الغوری نے شیخ علاؤ الدین کا نہایت اعزاز و اکرام کیا۔ زاویہ برقیہ وغیرہ کا آپ کو ناظر بنا دیا پھر جب قاہرہ سے آپ واپس ہو کر حلب آئے تو یہیں پر آپ کا اور آپ کی اولاد کا انتقال ہو گیا اور اب ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا البتہ! آپ کے بھتیجے شیخ یوسف اور آپ کے عم بزرگ شیخ زین العابدین قاہرہ میں ہی رہے اور 923ھ میں آپ وہاں سے حلب واپس آئے اور پھر دمشق چلے گئے وہیں پر آپ نے وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔ اور آپ کے عم بزرگ شیخ زین العابدین نے مصر جا کر وفات پائی اور اب بلادِ مصر و شام میں ان کی اولاد میں سے کوئی

پھر جب سلطان سلیمان خلد اللہ ملکہ بغداد کے مالک ہوئے تو انہوں نے سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زاویہ کی تعمیر کرائی اور شیخ علاؤ الدین موصوف الصدر کے برادران و اعزہ و اقارب پھر بغداد واپس آ گئے اور بیان کیا جاتا ہے کہ اب وہ سب کے سب بدستور سابق وہیں مقیم ہیں اور ان کے مراتب و مناصب اور اوقاف وغیرہ بلکہ اس سے کچھ اور زائد انہیں واپس ملے اور عام و خاص سب کے نزدیک وہی ان کی تعظیم و تکریم جو پہلے تھی اب بھی ہے۔

ان میں سے قسطنطنیہ میں ایک بزرگ سے کہ جن کا اسم گرامی شیخ زین الدین ہے میری ملاقات ہوئی آپ نہایت وجیہ اور باہیبت و وقار اور متین ہیں آپ نے احقر سے بیان کیا کہ آپ شیخ علاؤ الدین موصوف الصدر کے عم بزرگ کی اولاد سے ہیں اور آپ زاویہ کے اوقاف حاصل کرنے کے لئے بغداد گئے اور امید سے زیادہ آپ کو کامیابی بھی ہوئی۔ نیز یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مشائخ مذکورین آپ کی اولادِ نرینہ سے نہیں بلکہ شیخ طفسونجی کی اولاد سے ہیں اور شیخ طفسونجی سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی ایک صاحبزادی کے بطن سے ہیں جنہیں آپ نے شیخ عبدالرزاق الطفسونجی کے فرزندِ ارجمند کے نکاح میں دیا تھا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

علامہ ابن ناصر الدین الدمشقی المحدث نے بیان کیا ہے کہ منجملہ ان کے جو کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہیں۔ تاج الدین ابوالفتح نصر اللہ بن عمر بن محمد بن احمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر بھی ہیں مگر ہم سے بعض حفاظ نے بیان کیا ہے کہ عراق میں ہمیں ایک بہت بڑی جماعت سے ملنے کا موقع ملا۔ انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ یہ شخص ابن یمین کے نام سے مشہور اور آپ کے بعض مریدین کی اولاد سے تھے اور خود آپ کی اولاد سے نہیں تھے۔

یہ آپ کی ذریت کا مختصر حال ہے جو کہ ہمیں معلوم ہے اور جن کی تمام شہروں اور بستیوں میں تعظیم و تکریم کی جاتی ہے اور جن کو کہ کسی نے کچھ اذیت نہیں پہنچائی مگر یہ کہ خود اس کے اور اس کی اولاد کے حق میں خرابی کا باعث ہوا اور ہم نے بچشمِ خود اس کا معائنہ بھی کیا چنانچہ اسی زمانہ کا واقعہ ہے کہ نائب حماہ جو نصوح کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ مرحوم شیخ احمد ابن الشیخ قاسم موصوف الصدر کو سخت اذیت پہنچائی آپ کو اس سے اذیت پہنچنے کے بعد تھوڑا

زمانہ گزرا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے اس کی جڑ و بنیاد اکھیڑ دی اور اس کی ذریت میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا اور یہ آیہ کریمہ صادق آنے لگی۔ "فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَه" (کیا تمہیں ان میں سے کسی کا کچھ نشان بھی نظر آتا ہے؟) اور ایسا ہی ہونا بھی چاہئے کیونکہ ان کے جد امجد کا قول ہے۔

وَنَحْنُ لِمَنْ قَدْ سَاءَ نَاسَمٌ قَاتِلٌ
فَمَنْ لَّمْ يَصْدُقْ فَلْيَجْرِبْ وَ يَعْتَدِیْ

جو کوئی بھی ہمیں اذیت پہنچائے ہم اس کے لئے سم قاتل ہیں جسے اس کا یقین نہ ہو وہ اذیت پہنچا کر اس کا تجربہ کر لے۔

بعض نے بیان کیا ہے کہ ابن یونس وزیر ناصر الدین نے سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کو طرح طرح کی اذیت پہنچائی یہاں تک کہ اس نے بغداد سے انہیں جلاوطن کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے خاندان کو برباد کر دیا اور وہ خود بھی نہایت بری طرح سے مرا۔ بِبَرَكَتِهِ سَلَفُهُمُ الطَّاهِرُ

شیخ ابوالبقاء العکبری بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس وعظ کے قریب سے میرا گزر ہوا۔ میں نے اپنے جی میں کہا: کہ آؤ اس عجمی کا کلام بھی سنتے چلیں اس سے پہلے مجھے آپ کا وعظ سننے کا اتفاق نہیں ہوا تھا غرض میں اس وقت آپ کی مجلس میں گیا آپ وعظ فرما رہے تھے اس وقت آپ نے قطعِ کلام کر کے فرمایا: کہ آنکھوں اور دل کا اندھا شخص عجمی کا کلام سن کر کیا کرے گا میں آپ کا یہ کلام سن کر ضبط نہ کر سکا اور آپ کے تخت پر چڑھ کر اپنا سر کھول دیا اور آپ سے عرض کیا کہ آپ احقر کو خرقہ پہنائیں چنانچہ آپ نے احقر کو خرقہ پہنایا اور فرمایا: کہ عبداللہ! اگر خدا تعالیٰ تمہارے انجام کی مجھے خبر نہ دیتا تو تم گناہوں سے ہلاک ہو جاتے اب تم ہماری پناہ میں داخل ہو کر ہم میں سے ہو جاؤ۔ رضی اللہ عنہ

آپ کی توجہ سے آفتابہ کا روبقبلہ ہونا

شیخ ابوعبداللہ قزوینی و شیخ احمد نجو بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت ہوئی تو جیلان سے تین بزرگ آپ سے ملاقات کرنے کے لئے تشریف لائے جب یہ بزرگ آپ کے مدرسہ میں داخل ہوئے اور اجازت لے کر سامنے آئے تو انہوں نے دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ میں ایک کتاب لئے بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کا آفتابہ روبقبلہ نہیں ہے اور آپ کا خادم آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہے ان بزرگوں نے یہ حال دیکھ کر گویا اس حال سے نفرت کر کے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے آپ نے کتاب رکھ کر خادم کی طرف نظر اٹھائی تو وہ اسی وقت گر کر مر گیا پھر آپ نے آفتابہ کی طرف نظر کی تو وہ اسی وقت گھوم کر روبقبلہ ہو گیا۔

محی الدین آپ کا لقب ہونے کی وجہ تسمیہ

آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کہ 511 ہجری کا واقعہ ہے کہ میں اپنی بعض سیاحت سے بغداد واپس آیا تو اس وقت میرا ایک مریض پر سے جو کہ نہایت نحیف البدن اور زرد رو تھا گزر ہوا اس نے مجھ کو سلام کیا اور اپنے نزدیک بلا کر کہا کہ مجھے اٹھا کر بٹھالو میں سلام کا جواب دے کر اس کے پاس گیا اور اسے میں نے اٹھا کر بٹھایا تو وہ نہایت موٹا تازہ اور وجیہ خوش رنگ معلوم ہونے لگا غرض! اس کی حالت درست ہو گئی مجھے اس سے کچھ خوف سا ہوا پھر اس نے مجھ سے کہا: کہ تم مجھے جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں اس نے کہا: میں دین اسلام ہوں مرنے کے قریب ہو گیا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے تمہاری بدولت از سرِ نو زندہ کیا پھر میں اسے چھوڑ کر جامع مسجد میں آیا یہاں پر ایک شخص نے آن کر مجھ سے ملاقات کی اور مجھے یا سیدی محی الدین کہہ کر پکارا پھر جب میں نماز شروع کرنے کے قریب ہوا تو چاروں طرف سے لوگ آ کر مجھ کو یا محی الدین کہہ کر پکارنے لگے اور میری دست بوسی کرنے لگے اس سے پہلے کبھی کسی نے مجھ کو اس نام سے نہیں پکارا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کو آپ کا خواب میں دیکھنا

نیز آپ نے بیان فرمایا: کہ میں نے خواب دیکھا کہ گویا میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود مبارک میں ہوں اور آپ کی دائیں جانب کا دودھ پی رہا

ہوں پھر آپ نے مجھے اپنی بائیں جانب کا دودھ بھی پلایا اتنے میں جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور تشریف لا کر آپ نے فرمایا: کہ عائشہ درحقیقت یہ ہمارا فرزند ہے۔

ایک بزرگ کی حکایت

شیخ ابو محمد الجونی نے بیان کیا ہے کہ میں ایک وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں اس وقت فاقہ سے تھا اور میرے اہل وعیال نے بھی کئی روز سے کچھ نہیں کھایا تھا میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دے کر اس وقت مجھ سے فرمایا: کہ جونی! بھوک خدائے تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے اسی کو وہ عطا فرماتا ہے اور جب بندہ تین روز تک کچھ نہیں کھاتا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے کہ میرے بندے! تو نے صرف میری وجہ سے اب تک کچھ نہیں کھایا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے! میں تجھ کو کھلاؤں گا۔قریب تھا کہ میں یہ سن کر چیخ اٹھتا مگر آپ نے اشارہ فرمایا: کہ خاموش رہو پھر آپ نے فرمایا: کہ جب خدائے تعالیٰ کسی بندہ کی آزمائش کرتا ہے اور بندہ اسے پوشیدہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دو حصے اجر دیتا ہے اور اگر وہ اسے ظاہر کر دیتا ہے تب بھی اللہ تعالیٰ اسے ایک حصہ اجر دیتا ہے اس کے بعد آپ نے مجھ کو اپنے قریب بلا کر پوشیدہ طور پر سے کچھ دیا۔ میرا قصد اسے ظاہر کرنے کا تھا مگر آپ نے مجھے فرمایا: کہ جونی! فقر کو چھپانا زیادہ لائق و مستحسن ہے۔

ایک جوئے باز کا آپ کے دستِ مبارک پر تائب ہونا

شریف بغدادی نے بیان کیا ہے کہ آپ کے قرب وجوار میں ایک شخص رہتا تھا جس کا نام عبداللہ ابنِ نقطہ تھا یہ شخص نرد کھیلا کرتا تھا۔ ایک روز اس کے شرکاء نے بازی جیت کر اس کا سارا مال واسباب اور گھر بار سب جیت لیا اب اس کے پاس کچھ نہ رہا۔ آخر میں اس نے اپنا ہاتھ کٹا دینے پر بازی کھیلی اور پھر ہار گیا آخر کو چھری دیکھ کر گھبرایا اس کے شرکاء بولے یا ہاتھ کٹاؤ یا صرف یہ کہہ دو کہ میں ہارا اس نے یہ کہنا بھی منظور نہ کیا یہ لوگ پھر اس کا ہاتھ کاٹنے پر

آمادہ ہوئے اتنے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مکان کی چھت پر چڑھ کر پکارا کہ عبداللہ! لو یہ سجادہ لے لو اور اس سے تم پھر بازی کھیلو اور یہ بھی نہ کہنا کہ میں ہارا پھر آپ انہیں سجادہ دیکر آبدیدہ واپس آئے۔ لوگوں نے آپ سے آبدیدہ ہونے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: کہ عنقریب تمہیں خود معلوم ہو جائے گا غرض عبداللہ ابنِ نقطہ نے آپ سے سجادہ لے کر پھر اپنے شرکاء سے بازی کھیلی اور جو کچھ مال و متاع و گھر بار ہار چکے تھے وہ سب کا سب اس نے واپس لے لیا اس کے بعد یہ آپ کے دستِ مبارک پر تائب ہو گیا اور اپنا سارا مال و متاع راہِ خدا میں خرچ کر دیا، ان کی روزانہ آمدنی دو سو دینار تھی وہ سب کا سب انہوں نے خرچ کر دیا، انہی کی نسبت آپ نے فرمایا: کہ ابنِ نقطہ سب سے اخیر میں اور سب کے ساتھ شریک ہو کر خاص لوگوں میں سے ہو گئے یہ وہی ابنِ نقطہ ہیں کہ جن کا ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں۔

آپ کے خادم ابو الرضیٰ نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے تین خلوتیں کیں جب تیسری خلوت سے آپ نکلے تو میں نے آپ سے پوچھا: کہ آپ نے اس خلوت میں کیا دیکھا آپ نے اس وقت میری طرف غصہ کی نگاہ سے دیکھ کر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

تَجَلّٰی لِیَ الْمَحْبُوْبُ مِنْ غَیْبَ الْحُجَبِ

فَشَاهَدْتُ اَشْیَاءَ تَجَلَّ عَنِ الْخَطَبِ

پردۂ غیب سے دوست نے میری طرف تجلی کی تو میں نے تمام چیزوں کو دیکھا کہ اپنے حال سے گم گشتہ ہونے لگیں۔

وَاَشْرَقَتِ الْاَکْوَانُ مِنْ نُوْرِ وَجْهِهٖ

فَخِفْتُ لِاَنْ اَقْضِیْ لِهَیْبَتِهٖ نَحْبِیْ

تمام کائنات اس کے نورِ جمال سے روشن ہو گئی مجھے خوف ہوا کہ میں کہیں اس کی ہیبت سے اپنی زیست سے نہ گزر جاؤں۔

فَنَادَیْتُهٗ بِسِرِّ التَّعْظِیْمِ شَانِهٖ

وَلَمْ اَطْلُبِ الرُّؤْیَا لَهٗ خِیْفَةَ الْعَتَبِ

اس لئے میں نے اس کی عظمتِ شان کی وجہ سے اسے آہستہ سے پکارا اور

عتاب کے خوف سے اس کے دیدار کا خواستگار نہیں ہوا۔

بِسِوَى أَنَّنِي نَادَيْتُهُ جِدُّ بِزَوْرَةٍ

لِتَحْيَ بِهَا مِنِّي الصَّبَابَةِ وَاللُّبِّ

میں نے اسے آہستہ سے پکار کر صرف یہی کہا: کہ تو مہربانی سے مجھے ایک نظر دیکھ تا کہ اس سے مردہ عشق و محبت از سرِ نو زندہ ہو جائیں۔

تَعَطَّفْ عَلَى مَنْ أَنْتَ أَقْصَى مُرَادِهِ

فَمَعْنَاكَ فِي عَيْنِي وَذِكْرَاكَ فِي قَلْبِي

تو اس پر مہربانی کر کہ جس کی مراد تو ہی تو ہے تیری نشانی میری آنکھوں میں اور تیرا ذکر میرے دل میں ہے۔

اس کے بعد مجھے غشی سی آ گئی پھر جب میں اٹھا تو آپ نے مجھے سینہ سے لگا کر فرمایا: کہ اگر مجھے اجازت ہوتی تو میں تمہیں عجائبات سناتا مگر کیا کروں زبان گونگی ہو گئی نہ وہ کچھ کہہ سکتی ہے اور نہ دل اس کی طرف اشارہ کر سکتا ہے۔

ایک بزرگ کا خواب

شیخ ابو عمر عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ نہرِ عیسیٰ خون و پیپ ہو گئی ہے اور اس کی مچھلیاں سانپ وغیرہ حشرات الارض ہو گئی ہیں اور وہ بڑھتی جاتی ہیں میں خائف ہو کر اپنے مکان میں بھاگ آیا اس وقت کسی نے مجھ کو پنکھا دیا اور کہا: کہ اسے مضبوط پکڑ لو میں نے کہا: یہ مجھ سے نہیں اٹھتا انہوں نے کہا: تمہارا ایمان اسے اٹھا لے گا تم اسے ہاتھ میں لے لو میں نے اسے ہاتھ میں لیا تو میرا تمام دہشت و خوف جاتا رہا میں نے انہیں قسم دلا کر پوچھا کہ آپ کی برکت سے خدائے تعالیٰ نے مجھے تسکین و اطمینان عطا فرمایا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں محمد تمہارا نبی ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کی ہیبت سے کانپ اٹھا پھر میں نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے لئے دعا فرمایئے کہ کتاب اللہ اور آپ کی سنت پر میرا خاتمہ ہو آپ نے فرمایا: بے شک ایسا ہی ہو گا اور تمہارے شیخ، شیخ عبدالقادر ہیں میں نے پھر آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے لئے دعا

فرمایئے کہ خدا کی کتاب اور آپ کی سنت پر میرا خاتمہ ہو آپ نے فرمایا: بے شک ایسا ہی ہوگا اور تمہارے شیخ، شیخ عبدالقادر ہیں تیسری دفعہ پھر میں نے آپ سے عرض کیا تو پھر بھی آپ نے یہی جواب دیا پھر جب میں بیدار ہوا تو میں نے اپنا خواب والد ماجد سے بیان کیا تو آپ مجھے ہمراہ لے کر آپ کی خدمت میں آئے اس روز آپ مسافر خانہ میں وعظ فرما رہے تھے ہمیں چونکہ جگہ خالی نہیں ملی اس لئے ہم آپ کے قریب نہ جا سکے اور آخری مجلس ہی میں بیٹھ گئے مگر اسی وقت آپ نے ہمیں اپنے پاس بلوا لیا میرے والد تخت پر چڑھے اور ان کے پیچھے پیچھے میں بھی تخت پر چڑھ کر بیٹھ گیا آپ نے میرے والد ماجد سے فرمایا: کہ تم عجیب کم فہم آدمی ہو بے دلیل کے تم میرے پاس آتے ہی نہ تھے پھر آپ نے اپنا قمیص میرے والد ماجد کو پہنایا اور مجھے آپ نے اپنی ٹوپی پہنائی پھر ہم اتر کر لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئے میرے والد ماجد نے دیکھا تو قمیص الٹا تھا انہوں نے اسے سیدھا کرنا چاہا مگر کسی نے کہا: کہ ٹھہر جاؤ ابھی نہیں پھر جب آپ وعظ کہہ کر تخت سے اترے تو اس وقت پھر انہوں نے اسے سیدھا کرنا چاہا تو وہ خود بخود سیدھا ہو گیا اس کے بعد میرے والد ماجد پر غشی طاری ہو گئی اور مجلس میں اضطراب سا پیدا ہو گیا پھر آپ نے میرے والد ماجد کی نسبت فرمایا: کہ انہیں میرے پاس لے آؤ پھر جب ہم آپ کی خدمت میں آئے تو اس وقت آپ قبہ اولیاء میں تھے جو کہ آپ کے مسافر خانہ میں واقع تھا اسے قبہ اولیاء اسی لئے کہتے تھے کہ اولیاء و رجال غیب اس میں بکثرت آیا کرتے تھے پھر آپ نے میرے والد ماجد سے فرمایا: کہ جس کے رہنما رسول اللہ ﷺ ہوں اور جس کا شیخ عبدالقادر ہو تو اسے کیونکر کرامت حاصل نہ ہوگی، یہ تمہاری ہی کرامت ہے پھر آپ نے دوات قلم اور کاغذ منگا کر لکھ دیا کہ آپ نے ہمیں خرقہ پہنایا۔

ایک خیانت کا ذکر

ابوبکر التیمی نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ میں ابتدائی عمر میں جمال (یعنی شتربان) تھا اور اس وقت مکہ جا رہا تھا اور ایک جیلانی شخص کے ساتھ مجھے حج کرنے کا اتفاق ہوا اس شخص کو جب معلوم ہوا کہ یہ عنقریب مر جائے گا تو اس نے مجھ سے کہا: کہ تم یہ میری چادر اور کپڑا لے لو اس میں دس دینار ہیں یہ لے جا کر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو

دے دینا اور کہہ دینا کہ وہ مجھ پر نظر مہربانی رکھیں یہ کہہ کر اس شخص کا انتقال ہو گیا جب میں بغداد واپس آیا تو مجھے طمع دیکر گھیرا کہ اس کی کسی کو خبر ہے نہیں آپ کو کیونکر خبر ہو گی۔ غرض میں نے دس دینار رکھ لئے، ایک روز میں جا رہا تھا کہ مجھ سے آپ کا سامنا ہو گیا میں سلام کر کے آپ کے پاس گیا اور آپ سے مصافحہ کیا تو آپ نے زور سے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کہ کیوں تم نے دس دینار کے لئے خدا کا بھی خوف نہیں کیا اور اس عجمی کی امانت رکھ لی اور اس کے پاس آنا جانا چھوڑ دیا آپ کا یہ فرمانا تھا کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے مجھ کو جب افاقہ ہوا تو فوراً میں گھر آیا اور وہ دس دینار اور چادر آپ کے پاس لے گیا۔

رجالِ غیب کا آپ کی مجلس میں آنا

حافظ ابو زرعہ ظاہر بن محمد ظاہر المقدسی الداری نے بیان کیا ہے کہ میں ایک وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسِ وعظ میں حاضر تھا اس وقت آپ فرما رہے تھے کہ میرا کلام رجالِ غیب سے ہوتا ہے جو کوہ قاف کے ورے سے میری مجلس میں آتے ہیں اور جن کے قدم ہوا میں اور دل حضرت القدس میں ہوتے ہیں اپنے پروردگار کا ان کو اس درجہ اشتیاق ہوتا ہے کہ ان کی آتشِ اشتیاق سے سر پر ان کی ٹوپیاں جل جاتی ہیں آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق بھی اس وقت مجلس میں موجود تھے آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اور تھوڑی دیر تک دیکھتے رہے اتنے میں سر پر آپ کے ٹوپی جلنے لگی آپ نے وہ ٹوپی پھاڑ ڈالی اسی اثناء میں آپ نے تخت سے اتر کر اسے بجھا دیا اور فرمایا: کہ عبدالرزاق تم بھی انہی لوگوں میں سے ہو۔

حافظ ابو زرعہ بیان کرتے ہیں کہ بعد میں میں نے آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق سے اس وقت کا حال دریافت کیا تو آپ نے بیان کیا کہ میں نے جب اوپر نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے ہوا میں رجالِ غیب کی صفیں نظر آئیں تمام افق بھرا ہوا تھا۔ یہ لوگ اپنے سر جھکائے ہوئے نہایت خاموشی سے آپ کا کلام سن رہے تھے بعض ان میں سے چیخ اٹھتے اور بعض ہوا میں دوڑنے لگتے اور بعض زمین پر گر پڑتے اور بعض لرزتے رہتے میں نے دیکھا تو ان کے لباس میں آگ لگی ہوئی تھی۔

رجالِ غیب کا ذکر

شیخ عبداللہ الاصفہانی الجیلی بیان کرتے ہیں کہ ایک شب کا واقعہ کہ میں جبل لبنان میں تھا چاندنی اس شب کو خوب اچھی طرح سے پھیلی ہوئی تھی میں نے اس وقت اہلِ جبلِ لبنان کو دیکھا کہ جمع ہو کر ہوا میں اڑتے ہوئے عراق کی طرف جا رہے ہیں میں نے اپنے ایک دوست سے پوچھا: کہ تم لوگ کدھر جا رہے ہو انہوں نے کہا: کہ ہمیں خضر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم بغداد جا کر قطبِ وقت کی خدمت میں حاضر ہوں میں نے پوچھا: کہ قطب وقت کون ہیں؟ انہوں نے کہا: کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں میں نے ان سے اجازت لی کہ میں بھی ان کے ہمراہ ہو جاؤں تو انہوں نے مجھ کو اجازت دی ہم تھوڑی دیر ہوا میں چلے اور بغداد پہنچ کر آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے ان میں سے تمام اکابر آپ کو یا سیدنا کہہ کر پکارتے اور آپ جو کچھ انہیں فرماتے فوراً وہ اس کی تعمیل کرتے پھر آپ نے ان کو واپسی کا حکم فرمایا اور وہ واپس ہو گئے میں بھی اپنے دوست کی ہمراہی میں تھا جب ہم جبل پہنچے تو میں نے اپنے دوست سے کہا: مجھ کو تمہاری آپ سے تابعداری کرنے کا حال آج معلوم ہوا تو انہوں نے کہا: کہ ہم آپ کی کیونکر تابعداری نہ کریں؟ حالانکہ آپ نے فرمایا "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" ہمیں آپ کی تابعداری اور آپ کی تعظیم و تکریم کرنے کا حکم ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آپ کا خطبۂ وعظ

آپ کے صاحبزادے سیدنا الشیخ عبدالوہاب و شیخ عبدالرحمٰن بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے والد ماجد اپنی مجلسِ وعظ میں فرمایا کرتے تھے۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" اس کے بعد آپ خاموش ہو جاتے تھے پھر فرماتے۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" پھر آپ خاموش ہو جاتے پھر فرماتے۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" پھر آپ خاموش ہو جاتے تھے پھر فرماتے:

عدد خلقه وزنه عرشه ورضاء نفسه ومداد كلماته ومنتهی علمه

و جمیع ماشاء و خلق وذراء وبراء عالم الغیب والشهادة الرحمٰن الرحیم الملك القدوس العزیز الحکیمo واشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده له الملك وله الحمد یحی ویمیت وهو حی لا یموت بیده الخیر وهو علٰی کل شی قدیرo ولا ندله ولا شریك له ولا وزیر ولا عون وظهیر الواحد الا حدالفرد الصمد الذی لم یلد ولم یولدo ولم یکن له کفواً احدo لیس بجسم فیسمن ولا جوهر فیحسن ولا عرض فیکون منتقضا هنالك، ولا وزیر له ولا مشارك جل ان یشبه بماصنعه او یضاف لما اخترعه لیس کمثله شیء وهو السیع البصیر ط واشهد ان محمداً صلی اللّٰه علیه وسلم عبده ورسوله و حبیبه وخلیله و صفیه ونجیه وخیرته من خلقه ارسله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولوکره المشرکونo اللهم ارض عن الرفیع العماد الطویل النجاد المؤید بالتحقیق المکنی بعتیق الخلیفة الشفیق المستخرج من اطهر اصل عریق الذی اسمه باسمه مقرون و جسمه مع جسمه مدفون الامام ابی بکر ن الصدیق رضی اللّٰه عنه و عن القصیر الامل الکثیر العمل الذی لا خامره وجل ولا عارضة زلل ولا داخله ملل المؤید بالصواب الملهمه لفصل الخطاب حنیفی الحراب الذی وافق حکمه نص الکتاب الامام ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللّٰه عنه وعن فجهز جیش العسرة و عاشر العشرة من شد الایمان ورتل القرآن شتت الفرسان و ضعضع الطغیان وزین المحراب بامامته والقرآن بتلاوته افضل الشهداء و اکرم السعداء المستحجی ملئکة الرحمٰن ذی النورین ابی عمر عثمان بن عفان رضی اللّٰه عنه وعن البطل البهلول وزوج البتول و ابنِ عم الرسول وسیف اللّٰه المسلول قالع الباب و هازم حزاب امام الدین و عالمه و قاضی الشرع و حاکمه المتصدق فی الصلوة

بخاتمه مقدی رسول اللّٰہ بنفسه و مظهر العجائب الامام ابی الحسنین علی بن ابی طالب وعن السبطین الشهیدین الحسن و الحسین و عن العمین الشریفین الحمزة والعباس و عن الانصار والمهاجرین وعن التابعین لهم باحسان الی یوم الدین ط یا رب العالمین ط اللهم اصح الامام الامه ط والراعی والراعیة والف بین قلوبهم فی الخیرات وادفع شربعضهم عن بعض، اللهم وانت العالم بسرائرنا فاصلحها وانت العالم بذنوبنا فاغفرها وانت العالم بعیوبنا فاسترها وانت العالم بجوائجنا فاقضها لاترانا حیث نهتنا ولا تفقدنا حیث امرتنا واعزنا بالطاعه ولا تذللنا بالمعصیة واشغلنا بك عمن سواك واقطع عنا كل قاطع یقطعنا عنك والهمنا ذكرك وشكرك و حسن عبادتك لا اله الا اللّٰه ماشاء اللّٰه كان ومالم یشاء لم یكن ماشاء اللّٰه لاقوة الا باللّٰه العلی العظیم اللهم لا تحبنا فی غفلة ولا تاخذنا علی عزة ربنا ربنا ولا تواخذنا ان نسینا او خطانا ربنا ولا تحمل علینا اصراً كما حملته علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا مالا طاقه لنا به ط واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الكفرین○

امین یا اله العلمین۔

ترجمہ: سب تعریفیں خدائے تعالیٰ کے لئے ہیں اس کی تمام مخلوقات اس کے عرش اس کے کلمات اس کے منتہائے علم اور اس کی تمام مخلوقات کے سب کے برابر اور جس قدر کہ وہ اپنے لئے پسند کرے وہ ظاہر و باطن غرض تمام چیزوں کا جاننے والا ہے نہایت مہربانی اور نرمی کرنے والا ہر ایک چیز کا مالک پاک و بے عیب ہے سب سے غالب اور سب سے زیادہ حکمت والا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ملک بھی اسی کا ہے اور تمام تعریفیں بھی اسی کو زیبا ہیں وہی سب کو زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ خود تا ابد الآباد زندہ رہے گا اسے کبھی بھی موت نہیں ہر طرح

کی بھلائی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور وہ ہر بات پر قادر ہے نہ اس کا کوئی ہمسر ہے اور نہ کوئی شریک ہے نہ وزیر نہ معاون و مددگار ایک اکیلا تن تنہا اور پاک و بے نیاز ہے نہ وہ کسی سے اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا کوئی اس کی برابری کا نہیں نہ وہ جسم ہے کہ گھٹ بڑھ سکے اور نہ جوہر ہے کہ جلا قبول کرے اور نہ وہ عرض ہے کہ نقصان قبول کرے وہ اس بات سے بھی بالاتر ہے کہ اس کی بنائی ہوئی چیزوں سے اسے تشبیہ یا اس کے اختراعات میں سے کسی کے ساتھ بھی اسے نسبت دی جائے بلکہ اس جیسی کوئی بھی شے نہیں وہ سب کچھ سنتا ہے اور سب کچھ دیکھتا ہے میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول اس کے دوست اور پسندیدہ دوست اور اس کی کل مخلوقات میں بہترین خلائق ہیں اس نے آپ کو دنیا میں ہدایتِ کامل اور دینِ حق دیکر بھیجا تاکہ تمام ادیان پر اس کو غالب کر دے گو مشرک لوگ اس بات کو پسند نہ کریں۔ اے اللہ! تو راضی ہو اور اپنی رحمتیں اتار ان پر جو کہ اونچے گھرانے کے اور بڑے پرتوں والے تھے حق کا موید تھا جن کی کنیت عتیق تھی جو کہ خلیفۂ مہربان تھے اور جن کی اصل' اصل ظاہر سے تھی جن کا نام کہ جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم مبارک کے ساتھ ساتھ اور جن کا جسم آپ کے جسم اطہر کے ہم پہلو مدفون ہے یعنی امام عادل امیر المؤمنین حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ پر اور ان پر جو کہ کوتاہ حرص و کثیر العمل تھے جن کو نہ کسی کا خوف لاحق ہوتا تھا نہ لغزش ان سے سرزد ہوتی اور نہ راہِ حق میں وہ کسی طرح سے تھک سکتے تھے حق جن کی تائید پر تھا جنہیں فیصلے و تصفیہ کرنا الہام ہو چکا تھا جو کہ سیدھی راہ پر تھے وہ کہ جن کا حکم (کئی مرتبہ) وحی و آیات قرآنی کے موافق اترا۔ یعنی امام عادل امیر المؤمنین ابوحفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر اور ان پر جو کہ اسلامی لشکر کی تیاریوں میں نہایت سرگرم تھے جو کہ عشرہ مبشرہ سے تھے جنہوں نے کہ ایمان کی جڑ کو مضبوط کر دیا (یعنی اختلافِ قرأت کا

انسداد کیا کلام الٰہی کے متفرق اجزاء یکجا جمع کر کے کاتبوں سے اس کے کامل بہت سے نسخے لکھوا کر جا بجا بھیجے۔ غرض اس کی توسیعِ اشاعت میں کما ینبغی کوشش کی) جنہوں نے لشکر پھیلا کر کفار کی سرکشی مٹا دی جنہوں نے کہ مسجدوں کی محرابوں کو اپنی امامت سے اور کلام ربانی کو اس کی تلاوت سے مزین کیا جو کہ افضل الشہداء واکرم السعداء ہیں جن کی شرم وحیا کا یہ حال تھا کہ ان سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے جن کا لقب ذوالنورین تھا۔ امیر المؤمنین حضرت ابوعمرو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر اور ان پر جو کہ شیر خدا زوج بتول اور جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ و السلام کے چچیرے بھائی تھے جو کہ گویا خدائے تعالیٰ کی نکلی ہوئی تلوار تھے۔ دشمن کے لشکروں کو شکست فاش دیا کرتے تھے جو کہ امام عادل قاضی و حاکم شرع جو نماز کا پورا حق ادا کرنے والے تھے جو کہ اپنی روح پرفتوح کو جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فدا کرتے تھے یعنی مظہر العجائب و الغرائب امام عادل امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر اور جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ و السلام کے نواسے سبطین الشہیدین الامام الحسن والحسین اور آپ کے عمِ بزرگ حضرت حمزہ و حضرت عباس اور کل مہاجرین و انصار سب پر رضی اللہ عنہم اور ان پر بھی جو کہ قیامت تک ان کی پیروی کرتے رہیں۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔ اے پروردگار! امام اور امت و حاکم و محکوم دونوں کو صلاحیت نصیب کر ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈال انہیں نیکی کی توفیق دے اور ایک دوسرے کے شر سے انہیں محفوظ رکھ۔ اے پروردگار! تو ہمارے مخفی رازوں سے واقف ہے تو ان کی اصلاح کر تجھ کو ہمارے گناہوں کی خبر ہے تو انہیں معاف کر تو ہمارے عیبوں سے آگاہ ہے انہیں چھپا تو ہماری ضرورتوں کو جانتا ہے تو ان کو پورا کر جن باتوں سے تو نے ہمیں منع کیا ہے ان کے کرنے کا ہم کو موقع نہ دے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرے احکام کے پابند رہیں۔ ہمیں اپنی اطاعت وعبادت کی عزت

نصیب کر اور گناہوں کی ذلت میں ہمیں نہ ڈال اپنے ماسواء سے ہمیں اپنی طرف کھینچ لے اور اسے ہم سے دور کر دے جو تجھ سے ہمیں دور کرے ہمیں اپنے ذکر کرنے کا طریقہ سکھلا اور صبر وشکر کی توفیق دے اور طاعت وعبادت کرنے میں ہمیں خلوص و یقین نصیب کر اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو کچھ کہ وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا کسی کو کچھ طاقت وقوت نہیں مگر اسی کی اعانت سے بیشک وہ عظمت و بزرگی والا ہے اے پروردگار! تو ہماری زندگی غفلت میں نہ کر اور نہ ہمارے دھوکا میں پڑ جانے سے تو ہم سے مواخذہ کر۔ اے پروردگار! اگر ہم بھول جائیں یا قصداً ہم سے خطا ہو جائے تو ہم سے تو درگزر کر اور ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال جتنا کہ تو نے اگلی امتوں پر ڈالا جس بات کی ہمیں طاقت نہ ہو اس میں تو ہمیں مجبور نہ کر ہم سے تو نرمی فرما اور ہمارے گناہوں کو بخش دے اور اپنا فضل وکرم ہمارے شامل حال رکھ تو ہی ہمارا مالک وحقیقی مددگار ہے تو ہی کافروں پر بھی ہماری مدد کر۔ اٰمِیْنَ یَـا اِلٰـهَ الْعَالَمِیْنَ ۔

عہد شکنی پر آپ کا گرفت کرنا

آپ کی مجلس وعظ میں اگر کوئی اپنی قسم یا عہد توبہ توڑ ڈالتا تو آپ اسے یوں خطاب کر کے فرماتے کہ ہم نے تمہیں حق کی دعوت دی مگر تم نے اسے قبول نہیں کیا۔ ہم نے تمہیں منع کیا مگر تم باز نہیں آئے ہم نے کتنا ہی تمہیں ڈرایا لیکن تم ذرا بھی نہ شرمائے تمہیں ہم نے مہلت دی مدتوں تم کو خوشخبریاں سنائیں مگر ہم سے تمہاری نفرت ہے کہ روز بروز بڑھتی جاتی ہے تم نے ہم سے معاہدہ کر کے اپنا عہد توڑ ڈالا اگر ہم تمہیں رد کریں تم سے بے زار ہو کر تمہارا عذر نہ مانیں تمہیں اپنے پاس نہ آنے دیں تو تمہارا کیا حال ہو تمہیں یاد نہیں کہ تم کیسی عاجزی وانکساری سے ہمارے پاس آئے تھے اور تم ہم سے منحرف ہو گئے۔ تعجب ہے کہ جو شخص ہماری محبت کا دم بھرتا ہے مگر پھر وہ جوانمردی سے کام نہیں لیتا جو شخص کہ ہماری محبت کی شراب پیتا ہے معلوم نہیں کہ پھر وہ ہم سے کیونکر بھاگتا ہے بیشک اگر تم اپنے معاہدہ میں

صادق ہوتے تو ضرور تم ہم سے موافقت کرتے تم کو اگر ہم سے ذرا بھی انسیت ہوتی تو تم ہرگز ہمارے خلاف نہ کرتے۔ ہماری تکلیف تمہارے لئے عین راحت ہوتی۔ دوست دوست کے دروازے سے واپس نہیں جاتا اگر تم پیدا نہ کئے جاتے تو یہی اچھا تھا لیکن جبکہ تم پیدا کئے گئے ہو تو تم جان لو کہ کس لئے پیدا کئے گئے ہو اب بھی اپنی نیند سے جاگو اور غفلت شعاری سے باز آؤ آنکھیں کھول کر دیکھو کہ تمہارے سامنے عذابِ الٰہی کا لشکر جما ہوا ہے خدائے تعالیٰ کا فضل و کرم اگر تمہارے شامل حال نہ ہوتا تو اب تک کبھی کی تم پر اس نے حاصل کر لی ہوتی۔ برادر من! تمہیں جو بڑا بھاری سفر درپیش ہے اس کی تیاریاں کر رکھو اپنی عمر کی زیادتی مال و دولت جاہ و عزت کے دھوکا میں نہ رہو اور فرصت کو غنیمت جانو ورنہ دنیائے غدار تمہیں اپنے مکر میں پھنسائے بغیر نہ رہے گی تم اس سے بچنے کی کوشش کرو وہ تمہارے سر پر تلوار نکالے کھڑی ہے موقع پاتے ہی وہ تم پر اپنا وار کر کے رہے گی تم جیسے اور بہت سے لوگوں کو وہ اپنے جال میں پھنسا چکی ہے مگر ابھی تک اس کی طمع نہ مٹی ہے اور نہ آئندہ مٹے گی پھر جب تم پر اس کا وار چل گیا اور تم قبر میں پہنچا دیئے گئے تو اب تم قبر میں اور خواہ میدان حشر میں کتنی ہی حسرت اور واویلا کرو اور بجائے آنسوؤں کے خون بھی روؤ تو کیا ہوگا؟

عمل صالح کے متعلق آپ کا کلام

جو شخص کہ اپنے مالک حقیقی سے سچائی اور راست بازی اختیار کر کے تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرتا ہے وہ شب و روز اس کے ماسوا سے بے زار رہتا ہے میرے دوستو! تم ایسی بات کا جو تم میں نہ ہو دعویٰ نہ کرو۔ خدا کو ایک جانو کسی کو اس کا شریک نہ کرو جس کا کہ خدائے تعالیٰ کی راہ میں کچھ بھی تلف ہوتا ہے خدائے تعالیٰ ضرور اسے اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔

یاد رکھو کہ دل کی کدورت نہیں جا سکتی تاوقتیکہ نفس کی کدورت نہ جائے جب تک کہ نفس اصحابِ کہف کے کتے کی طرح رضاء کے دروازے پر نہ بیٹھ جائے اس وقت تک دل میں صفائی پیدا نہیں ہو سکتی اس وقت یہ خطاب بھی ملے گا۔ یَـٰٓأَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ؕ یعنی اے نفس مطمئنہ! نہایت خوش و خرم ہو کر اپنے پروردگار کی

طرف چلا آ۔ اسی وقت وحضرت القدس میں بھی باریابی حاصل کر سکے گا اور توجہات ونظر رحمت کا کعبہ بنے گا اس کی عظمت وجلال اس پر منکشف ہوگا اور مقام رفیع واعلیٰ سے سنائی دینے لگے گا۔ "یَاعَبْدِیْ وَکُلُّ عَبْدِیْ اَنْتَ لِیْ وَاَنَا لَکَ" اے میرے بندے! اور میرے ہر ایک بندے تو میرے لئے ہے اور میں تیرے لئے ہوں۔ جب اس حال میں مدت تک اسے تقربِ الٰہی حاصل رہے گا تو اب وہ خاصانِ خدائے تعالیٰ سے ہو جائے گا اور خلیفۃ اللہ علی الارض کہلانے کا مستحق اور اس کے اسرار پر مطلع ہو سکے گا اور اب یہ خدا کا امین ہوگا اور اب اس لئے خدائے تعالیٰ نے اسے دنیا میں بھیجا ہے کہ معصیت کے دریا میں ڈوبنے والوں کو غرق ہونے سے بچا لے اور گمراہی کے بیابانوں میں راہِ حق سے گم گشتہ لوگوں کو راہِ حق پر لا نکالے پھر اگر کسی مردہ دل پر اس کی گزر ہوتی ہے تو وہ اسے زندہ کر دیتا ہے اور اگر گنہگار پر اس کی گزر ہوتی ہے تو وہ اسے نصیحت کرتا ہے اور بدبخت کو نیک بخت بناتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اولیاء ابدال کے غلام ہیں اور ابدال انبیاء کے اور انبیاء رسول اللہ ﷺ کے صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔

اولیاء اللہ کی مثال بادشاہ کے فسانہ گو جیسی ہے کہ وہ ہمیشہ بادشاہ کا مصاحب بنا رہتا ہے اولیاء اللہ کی شب ان کے حق میں تختِ سلطنت ہوتی ہے اور ان کا دن ان کے تقربِ الٰہی کا سبب ہوتا ہے۔

"یَا بُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْیَاکَ عَلٰی اِخْوَتِکَ"

(اے فرزند! تم اپنی خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا)

آپ کا کلام فنا کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ تم حکمِ الٰہی کو مدِ نظر رکھ کر مخلوقات سے اپنے نفس وخواہش سے اور اس کے ارادے کو مدِ نظر رکھ کر اپنے فعل سے درگزر کرو تو اس وقت تم علمِ الٰہی کے لائق ہو سکو گے مخلوق سے فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ ان سے تمہارا تعلق منقطع ہو جائے ان کے نفع سے تم ناامید اور ان کے ضرر سے بے خوف رہو اور خود اپنی ہستی اور اپنے نفس اور خواہش سے

فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ نفع حاصل کرنے اور ضرر دور کرنے میں اسبابِ ظاہری سے نظر اٹھا لو اور اپنے سبب سے خود کچھ نہ کرو اور نہ اپنے لئے کچھ اپنا بھروسہ سمجھو بلکہ اپنے تمام امور اسی کو سونپ دو جس نے اولاً اس میں تصرف کیا ہے وہی اب بھی اس میں تصرف کرے گا اور اپنے ارادے سے فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ مشیتِ الٰہی کے سامنے تمہارا ارادہ نہ ہو بلکہ اسی کا فعل تمہارے اندر جاری رہے اور تمہارے اعضاء اس کے فعل سے خاموش ہوں اور دل مطمئن اور خوش رہے ذرا بھی منقبض نہ ہو اور تمہارا باطن معمور اور تمام چیزوں سے مستغنی رہے اور تم خود قدرتِ الٰہی کے ہاتھ میں ہو جاؤ وہ جو کچھ بھی تم پر اپنا تصرف کرے زبانِ ازلی اس وقت تمہیں پکارے گی۔ علم لدنی تم کو حاصل ہوگا نورِ جمالِ الٰہی کا لباس پہنو گے پھر جب ارادۂ الٰہی کے سوا تمہارے اندر اور کچھ نہ رہے گا تو اس وقت تصرفات وخرقِ عادات تمہاری طرف منسوب ہوں گے مگر بظاہر اور درحقیقت وہ فعل الٰہی ہوگا اور نشاۃِ اُخریٰ ہے پھر جب تم اپنے دل میں کوئی ارادہ پاؤ گے تو خدائے تعالیٰ کی عظمت و بزرگی کا خیال کرو اور اپنے وجود کو حقیر جانو یہاں تک کہ تمہارے وجود پر قضائے الٰہی وارد ہو اس وقت تم کو بقا حاصل ہوگی کیونکہ فنا حد ہے وہ یہ کہ اکیلا خدائے تعالیٰ ہی باقی رہے جیسا کہ خلق کے پیدا کرنے سے پہلے بھی اکیلا تھا۔ یہی حالتِ فنا ہے جب تم خلق سے جدا ہو جاؤ گے تو کہا جائے گا۔ "رَحِمَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَحْيَاكَ" یعنی خدائے تعالیٰ تم پر اپنی رحمت اتارے اور حقیقی زندگی تم کو نصیب کرے۔ تو اس وقت تمہیں حقیقی زندگی حاصل ہوگی اور وہ غنا کہ جس کے بعد فقر نہیں اور وہ عطا کہ جس کے بعد رکاوٹ نہیں اور وہ امن کہ جس کے بعد خوف نہیں اور وہ نیک بختی کہ جس کے بعد بدبختی نہیں اور وہ عزت کہ جس کے بعد ذلت نہیں اور وہ قرب کہ جس کے بعد بُعد اور وہ عظمت اور بزرگی کہ جس کے بعد ذلت وحقارت اور وہ پاکی کہ جس کے بعد نجاست متصور نہیں ہو سکتی۔

آپ کا کلام صدق کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ سچائی اور راست بازی اختیار کرو اگر یہ دونوں صفتیں نہ ہوتیں تو کسی شخص کو بھی تقربِ الٰہی حاصل نہیں ہو سکتا تھا اگر اخلاص اور راست بازی کا عصائے

موسوی تمہارے دل کے پتھر پر مار دیا جائے تو اس سے حکمت کے چشمے پھوٹ نکلیں۔ عارف اسی اخلاص و سچائی کے بازو سے عالم کون و فساد کے قفس سے نکل کر فضائے نور قدس میں پہنچ سکتا ہے اور اسی بازو سے اتر کر مقامِ اعلیٰ پر بیٹھ سکتا ہے جس کسی کے دل پر بھی نور صدق و یقین ظاہر ہوتا ہے اس کے چہرے پر اس کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں نور ولایت اس کی پیشانی پر ظاہر ہوتا ہے عالم ملکوت میں فرشتے اس کا نام پکارتے ہیں قیامت کے دن صدیقین کے ساتھ وہ اٹھایا جائے گا۔ یاد رکھو کہ خواہشات نفسانی سے اجتناب کرنا آتش عشق کے شعلوں کو صاف کرتا ہے کہ اغیار کے قرب سے کسی طرح بھی لذت حاصل نہیں ہو سکتی۔ وہ عاشقوں کے دل کی وحشت ہے جو کہ انہیں محبت کے بیابانوں میں لئے پھرتی ہے نیز یاد رکھو کہ راہِ حق پر آنا بدوں صدق و سچائی کے ممکن نہیں ہے۔ حضور مع اللہ حاصل نہیں ہو سکتا ہے مگر جب ہی کہ اپنے قالب کو خراب کیا جائے اور اپنا روزہ قیامت کے دن دیدار الٰہی سے کھولا جائے اس کا تقرب حاصل نہیں ہو سکتا مگر تب ہی کہ دنیا و مافیہا سے روزہ رکھ لیا جائے۔ اپنی ہستی سے نکل جاؤ اور پھر دیکھو کہ دنیا کی کوئی نظر بھی تم پر اپنا اثر کر سکتی ہے یا اس کی کوئی ادا تم کو بھا سکتی ہے ہرگز نہیں جب تمام کدورتوں سے نفس پاک و صاف ہو جاتا ہے تو اس وقت اوامر و احکامِ الٰہی کی پیروی کرنے لگتا ہے اور جب عارف کی نظر عالی ہو جاتی ہے تو اس کے مقام سر پر تجلیات و انوار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ اولیاء اللہ خاصانِ خدا اور عارفین اس کے ندماء ہیں اور اولیاء اللہ کے شربت وصال کی حلاوت سے ان کے شربت وصال کی حلاوت بہت کم ہے۔ مردانِ خدا دنیا کو دل کی آنکھوں سے نہیں دیکھتے اس لئے وہ س کے پنجہ مکر سے مامون و محفوظ رہتے ہیں بلکہ دل کی آنکھ سے وہ اپنے دوست کو دیکھتے اور س کے اس قول کو یاد رکھتے ہیں آیہ کریمہ "وَمَا مَتَاعُ الدُّنْيَا اِلَّا الْغُرُوْر" (درحقیقت نیاوی نفع کچھ بھی نہیں دھوکا ہی دھوکا ہے) اور جو شخص لذتِ نفسانی کی پیروی کرتا ہے۔ شیطان اس کی خواہشوں کی راہ سے اس کے دل تک پہنچتا ہے اور اسے دنیاوی حرص سے پنے مکر میں پھنساتا ہے پھر جو شخص اس سے خبردار رہتا ہے وہی خوش نصیب ہے وہ تقرب لٰہی سے اپنا حال درست کر لیتا ہے کیونکہ دنیا صرف ایک گزرگاہ ہے اور قیامت سامنے اور

عنقریب ہی آنے والی ہے۔

تنزیہ باری تعالیٰ کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ وہ ہم سے قریب اور خالقِ کل ہے اس نے اپنی حکمتِ کاملہ سے تمام امور مقدر کر دیئے ہیں اور اس کا علم تمام چیزوں پر حاوی اور اس کی رحمت سب پر عام ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ لوگ جھوٹے ہیں جو کہ اس کی مخلوقات میں سے کسی کو بھی اس کے برابر جانتے یا کسی کو اس کا شریک مانتے یا کسی کو اس کا شبیہ و نظیر ٹھہراتے ہیں۔ "سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ" (وہ ان تمام باتوں سے پاک اور بالا و برتر ہے) ہم پاکی بیان کرتے ہیں اس کی تمام مخلوقات کی تعداد کے، اس کے عرش کے اس کے کلمات کے اس کے منتہائے علم کے برابر اور جس قدر کہ وہ اپنے لئے پسند کرے وہ ظاہر و باطن کل چیزوں کا جاننے اور مہربانی اور نرمی کرنے والا ہے وہ مالک علی الاطلاق ہے تمام عیوب سے پاک سب پر غالب اور سب سے زیادہ حکمت والا ہے وہی ایک تن تنہا ہے نہ وہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ وہ خود کسی سے اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔ "لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ" (کوئی چیز بھی اس جیسی نہیں وہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے) نہ کوئی اس کی تشبیہ و نظیر ہے اور نہ کوئی معاون و مددگار نہ وزیر نہ نائب وہ کوئی شے نہیں ہے کہ جسے کوئی چھو سکے اور نہ جوہر ہے کہ جلا پائے اور نہ عرض ہے کہ فنا ہو جائے گا۔ نہ وہ ذی ترکیب و تالیف اور نہ ذی ماہیت ہے کہ محدود ہو سکے نہ وہ طبائع میں سے کوئی طبیعت ہے اور نہ طلوع ہونے والی چیزوں میں سے کوئی طالع ہے نہ وہ ظلمت ہے کہ وہ ظاہر ہوا اور نہ نور ہے کہ روشن ہو۔ تمام چیزیں اس کے علم میں حاضر ہیں بدوں اس کے وہ چیزیں اس سے ممتزج ہوں اور وہ سب کو دیکھ بھی رہا ہے بدوں اس کے کہ وہ اس کو چھو سکیں وہ قاہر و حاکم ہے وہ سب کا معبود ہے ہمیشہ سے زندہ اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ نہ اسے موت ہے نہ فنا وہ حاکم اور عادل ہے وہ قادر رحیم غافر (بخشنے والا) ستار (بندوں کے عیب سے چشم پوشی کرنے والا) خالق و رازق ہے اس کی سلطنت ابدی اور اس کی عظمت و جلال دائمی ہے اسمائے حسنیٰ اس کا نام اور صفات عالیہ اس کی صفات ہیں نہ وہ کسی کے وہم و خیال میں آ سکتا ہے اور نہ کسی کے

فہم وقیاس میں سما سکتا ہے۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان ووہم
وز ہر چہ دیدہ ایم وشنیدیم وخواندہ ایم

عقلیں اس کی حقیقت دریافت کرنے سے عاجز اور اذہان اس کی کنہ (انتہا' حقیقت وغیرہ) معلوم کرنے سے قاصر ہیں نہ وہ تشبیہ دیا جا سکتا ہے اور نہ کسی شے کی طرف منسوب ہو سکتا ہے تمام سانسیں اس کے شمار میں اور سب کے اعمال وافعال اس کی گنتی میں ہیں۔ (آیہ کریمہ) لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّاؕ وَكُلُّهُمْ اٰتِیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَرْدًا ۔ (اس نے آسمان وزمین کی کل چیزوں کو گن رکھا ہے اور قیامت کے دن بھی اس کے روبرو ہر ایک شخص تنہا تنہا ہو کر آئے گا) وہ کھلاتا ہے اور خود نہیں کھاتا وہ سب کو روزی دیتا ہے اور خود اسے روزی کی ضرورت نہیں وہ جو چاہے سو کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں اس نے بدوں کسی فکر و خیال اور نظیر و مثال کے محض اپنے ارادے سے مخلوقات پیدا کی مگر نہ اس سے کچھ فائدہ اٹھانے کی غرض سے اور نہ کوئی ضرر دور کرنے کی نیت سے اور نہ اس کے پیدا کرنے میں اسے اس کے سوا کوئی اور ضرورت داعی ہوئی بلکہ صرف اسی بناء پر کہ وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے جیسا کہ اس نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے۔ "ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ" (بزرگ و برتر عرش والا ہے اور جو چاہتا ہے سو کرتا ہے) وہ اپنی قدرت و اعیان اور تبدل وتغیرِ احوال میں منفرد ہے۔ "كُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ" (ہر روز کسی نہ کسی کام میں رہتا ہے) جو کچھ اس نے مقدر کر دیا ہے وقتِ مقررہ پر اسے جاری کرتا ہے اس کی تدبیرِ مملکت میں کوئی اس کا معین و مددگار نہیں عالم الغیب ہے وہ پوشیدہ یا متناہی اور محدود نہیں قادر مطلق ہے اور اس کی قدرت کی کوئی حد نہیں مدبر ہے اور اس کا کوئی ارادہ پوشیدہ اور ناقص نہیں یاد رکھتا ہے اور بھولتا نہیں قیوم وہوشیار ہے اور اسے غفلت وسہو نہیں حلیم و بردبار ہے کہ جلدی نہیں کرتا گرفت کرتا ہے پھر مہلت نہیں دیتا کشائش کرتا ہے اور وہی تنگی دیتا ہے غصہ ہوتا ہے اور وہی نرمی بھی کرتا ہے پیدا کرنے والا اور فنا کرنے والا ہے وہ ایسا قادر ہے کہ اس نے مخلوقات کو کاملۃ الوصف پیدا کیا وہ ایسا پروردگار ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے افعال اپنے

حسبِ ارادہ ان سے جاری کرائے اس کا علم علم حقیقی ہے نہ کوئی اس سے مشابہ ہے اور نہ کوئی اس کی مثال ہے نہ اس کی ذات میں کوئی اس سے مشابہ ہے اور نہ صفات میں "لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ" ہر شے کا قیام اس کے قیام سے اور ہر ایک کی زندگی اسی کی حیات سے مستفاد ہے اگر فکر اس کی عظمت و جلال کے میدان میں تھک کر گر جائے اور فکر دہشت کھا کر بیکار ہو جائے اور نورِ تعظیم و جلال کی شعاعیں چمکنے لگیں جس سے نہ تو تنزیہ کی کوئی مثال سمجھ میں آئے اور نہ توحید کے سوا کوئی اور راہ نظر آئے اور تقدیس و تنزیہ کی عظمت سامنے ہو کر تقریر کو پست کر دے۔ عقلیں اس کی ردائے معرفت میں پیچیدہ ہو کر رہ جاتی ہیں اور آگے نہیں بڑھ سکتیں کہ اس کی کُنہِ ذات کو دریافت کر سکیں اور آنکھیں اس کے نورِ بقاء کے سامنے بند ہو جاتی ہیں اور نہیں کھل سکتیں کہ اس کی حقیقت احدیت کو معلوم کر سکیں۔ علومِ حقائق و معارف کی انتہا اور اس کی غایتیں ہاتھ باندھ کر کھڑی رہ جاتی ہیں کہ کوئی خبر بھی معلوم ہو اور کسی نشانی کا بھی پتہ لگے مگر کچھ نہیں معلوم ہوتا اور تمام قویٰ بیکار رہ جاتے ہیں اور جناب حضرت القدس سے ہیبت طاری ہوتی ہے جو تمام علل کو معدوم کر دیتی ہے اور انفراد ظاہر ہوتا ہے جو کہ تعدد کو اور جو ظاہر ہوتا ہے جو اس کے معدود ہونے کو مانع ہوتا ہے اور کمال ظاہر ہوتا ہے جو کہ مثال و نظیر کو ساقط اور وصف جو کہ وحدت کو لازم کرتا ہے اور قدرت ظاہر ہوتی ہے جو کہ اس کے ملک کو وسیع کرتی ہے اور اس کی عظمت و بزرگی ظاہر کرتی ہے جو کہ تمام خوبیوں کو اسی کے لئے لازم کرتی ہے اور علم ظاہر ہوتا ہے جو کہ آسمان و زمین کو اور اس کو جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان میں ہے اور جو کچھ کہ زمینوں کے نیچے اور سمندروں کی گہرائی میں اور جو کچھ کہ بالوں اور رونگٹوں اور درختوں کی جڑوں کے نیچے ہے اور ہر ایک لگے اور گرے ہوئے پتوں اور کنکریوں اور ریتوں کی تعداد کو اور پہاڑوں کے ذرے اور سمندروں کے پانی کی مقدار اور بندوں کے اعمال اور ان کے سالوں کی تعداد غرض سب کو اس کا علم محیط ہے کوئی شے بھی اس کے علم سے خارج نہیں وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا کیفیت اور مثلیت کسی طرح سے اس کی تقدیس و تنزیہ میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ اپنی صفات سے خلق پر ظاہر ہے تاکہ وہ اسے ایک جانیں اور اس کے وجود کا اقرار کریں نہ

اس لئے کہ کسی شے سے اسے تشبیہ دیں۔ ایمان اس کی صفات کو یقیناً ثابت کرتا ہے اور عقل اس کے دریافت کرنے میں اور جو کچھ کہ وہم وفہم اس کے متعلق بتائے یا خیال ذہن تصور کرے اس سبب سے اس کی عظمت و کبریائی اور اس کی ذات برتر ہے۔ "هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ." وہی شروع سے ہے اور وہی آخر تک رہے گا اور وہ اپنی قدرتوں سے ظاہر اور (اپنی ذات وصفات سے) پوشیدہ ہے اور ہر چیز سے واقف ہے۔

پیدائشِ انسان کے متعلق

سبحان اللہ اس خالق کون ومکان نے انسان کو کس عمدہ وبہترین صورت میں بنایا اس نے اس ضعیف البنیان کے وجود میں اپنی کیا کیا حکمتیں دکھائی ہیں۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ (پاک ہے اللہ جو بہتر سے بہتر مخلوق بنانے والا ہے) اگر انسان میں اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے کی عادت نہ ہو تو وہ اپنی فضیلتِ عقل کی وجہ سے انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہے اگر اس میں کثافتِ طبعی نہ ہوتی تو وہ نہایت ہی لطیف ہوتا اور ایک ایسا خزانہ ہے کہ جس غرائب' اسرارِ غیب وجمیع اصناف غیب جس میں رکھے گئے ہیں اس کا وجود ایک مکان ہے جو کہ نور وظلمت دونوں سے بھرا ہوا ہے وہ ایک ایسا پردہ ہے جس میں طرح طرح کے پردوں سے روح کو اغیار کی آنکھوں سے چھپایا گیا ہے۔ فرشتوں پر اس کی فضیلت نے اسے "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ" کا لباس پہنایا اور "فَضَّلْنَا هُمُ الْعَقْلُ" کی مجلس میں بٹھا کر اس کے حسن و جمال کو دکھایا جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ عالم الغیب والشہادۃ سے ہے اس کے اجسام کی سیپیاں ارواح کے موتیوں سے بھری ہوئی ہیں وجود کے دریا میں علم کی کشتیوں پر لدی ہوئی ہیں اور وہ کشتیاں ہوائے روح کے ذریعہ ریاضت ومجاہدہ کی طرف جارہی ہیں اس کے میدانِ وجود میں سلطانِ عقل وسلطانِ ہوا (خواہش) کے روبرو کھڑا ہوا ہے اور دونوں لشکر فضائے صدر میں بڑی جوانمردی سے ایک دوسرے کے مقابلہ کے لئے تیار ہیں۔

سلطانِ ہوا (خواہش) کے لشکر کا سردار نفس ہے اور سلطانِ عقل کے لشکر کا سردار روح ہے

ان دونوں شاہوں کے لشکروں کی تیاری کے بعد حکمِ الٰہی کے موذن نے پکار کر کہہ دیا کہ اے لشکرِ الٰہی کے جوانمردو! آگے بڑھو اور اے لشکرِ سلطان ہوا کے بہادرو! سامنے آؤ یہ حکم الٰہی صادر ہونے کے بعد دونوں لشکر لڑنے لگے اور جانبین سے ایک دوسرے پر فتح پانے کی غرض سے طرح طرح کے مکر وحیلہ کئے جانے لگے اسی وقت توفیقِ الٰہی نے بھی زبانِ غیب سے پکار کر دونوں لشکروں سے کہہ دیا کہ جس کی مدد میں کروں گی فتح کا میدان اسی کے ہاتھ میں ہوگا اور دنیا و آخرت میں وہی سعید کہلایا جائے گا میں جس کے ہمراہ ہو جاؤں گی پھر کبھی بھی اس سے مفارقت نہ کروں گی اور اسے مقامِ اعلیٰ میں پہنچا کر رہوں گی اور توفیق توجہِ الٰہی اور اس کے فضل و کرم کا نام ہے جس کو وہ اپنے اولیاء کے شاملِ حال رکھتا ہے۔

اے فرزندِ من! عقل کی پیروی کرتا کہ تمہیں سعادتِ ابدی حاصل ہو اور نفس کی پیروی کو چھوڑ دو اور قدرتِ الٰہی پر غور کرو کہ روح کو جو کہ سماوی اور عالم غیب سے ہے اور نفس کو جو کہ ارضی اور عالمِ شہود سے ہے اکٹھا کر دیا ہے چاہئے کہ یہ طائرِ لطیف عنایتِ الٰہی کے بازو سے اس کے کثیف پنجرے کو چھوڑ کر شجرہ حضرت القدس میں اپنا آشیانہ بنائے اور تقربِ الٰہی کی شاخوں پر بیٹھ کر لسانِ شوق سے چہچہائے اور معارف کے میدان سے جواہراتِ حقائق چنے اور نفسِ کثیف کو نفسِ ظلمت وجود میں پڑا رہنے دے پھر جب اجسام خاکی فنا ہو جائیں گے اور اسرار قلوب باقی رہیں گے اگر توفیقِ الٰہی ایک لمحہ بھر بھی تمہارے شاملِ حال ہو جائے تو اس کی ایک نظر توجہ ہی تمہیں عرش تک پہنچا دے اور تمہارے دل میں حقائقِ علوم بھر کر اسے اسرارِ معرفت کا خزینہ بنا دے اس وقت تمہیں عقل کی آنکھوں سے جمالِ ازل نظر آئے گا اور تم ہر ایک شے سے جو کہ صفاتِ حادثہ سے متصف ہوگی اعراض کرو گے تقربِ الٰہی کے آئینہ میں مقامِ سر کی آنکھوں سے عالمِ ملکوت تم کو نظر آئے گا اور مجلسِ کشفِ حقائق میں دل کی آنکھوں سے فتح کے جھنڈے نظر آنے لگیں گے اور آثارا کوانِ ظاہری تمہاری لوحِ دل سے محو ہو جائیں گے۔ یاد رکھو کہ ظلمتِ افکار میں جوانمردوں کا چراغ ان کی عقل ہوتی ہے وہ اربابِ معارف و حقائق کی رہنما دلیل ہے کہ جس سے وہم و گمان کے ہجوم کے وقت ان کے چہروں سے شکوک کے نقاب اٹھ جاتے ہیں اور جب دلیلیں ناقص رہ جاتی ہیں تب بھی توفیقِ الٰہی ہی

شاملِ حال ہو کر انکارِ باطلہ کو یہ قدرت سے مٹا دیتی ہے۔

اسمِ اعظم کے متعلق

آپ نے فرمایا: کہ اَللّٰہُ[۱] اسمِ اعظم ہے کہ اس کا اثر تب ہی ہوتا ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں بجز اللہ کے اور کچھ نہ ہو معارف کی بسم اللہ بمنزلہ (حکم) کن کے ہے (یعنی جب خدائے تعالیٰ کسی شے کو موجود کرنا چاہتا ہے تو اس کی نسبت فرماتا ہے کن یعنی ہو جا تو وہ موجود ہو جاتی ہے یہی حال معارف کی بسم اللہ کا ہے۔

اللہ وہ کلمہ ہے جو ہر مہم کو آسان اور ہر ایک غم و فکر کو دور کر دیتا ہے یہ وہ کلمہ ہے کہ جس کا نور عام ہے۔ اللہ ہر غالب پر غالب ہے اللہ مظہر العجائب ہے اللہ تعالیٰ کی سلطنت تمام سلطنتوں سے زبردست ہے اللہ تعالیٰ تمام بندوں کے حال سے مطلع اور ان کے دل کے راز سے واقف ہے۔ اللہ تمام سرکشوں کو پست کرنے والا اور تمام زبردستوں کو توڑ دینے والا ہے اللہ عالم الغیب والشہادۃ ہے اللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں جو اللہ کا ہے وہ اللہ کی حفاظت میں ہے جو اللہ کو دوست رکھتا ہے وہ غیر اللہ کو دوست نہیں رکھتا جو اللہ کی راہ میں قدم رکھتا ہے وہ اس تک پہنچ جاتا ہے وہ اس کے سایۂ عاطفت میں زندگی بسر کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا مشتاق ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسیت رکھتا ہے اور جو اغیار کو چھوڑ دیتا ہے اس کے اوقات خدائے تعالیٰ کے ساتھ گزرتے ہیں وہ خدا کے ہی در پر اس سے التجا کرتا ہے۔

خدائے تعالیٰ سے بھاگنے والو اب بھی اس کی طرف آؤ تم اس کا نام اس سرائے فانی میں سن رہے ہو تو بقاء میں اس کے جمال کا کیا کچھ شہرہ ہوگا دارِ محنت میں تمہارے لئے یہ کچھ ہے تو دارِ نعمت میں کیا کچھ ہوگا۔ خدا کا نام لو اور اس کے در پر آ کر اسے پکارو پھر جب حجاب اٹھ جائے تو دیکھو کہ لوگ مشاہدہ میں ہوں گے اور وصال کے دریا ان پر سے بہہ رہے ہوں گے دوست کی مثال اس پرندے جیسی ہے جو کہ شاخوں پر بیٹھ کر صبح تک اپنے دوست کی یاد میں نغمہ سرا رہے اور شب بھر ذرا اپنی آنکھ نہ لگائے اور اسی طرح سے اس کا شوقِ محبت روز افزوں رو بترقی ہو تم خدائے تعالیٰ کو تسلیم و رضا سے یاد کرو وہ تمہیں بہترین حال سے یاد

[۱] اسم اللہ اسم ذات ہے عموماً اکابر نقشبندیہ کا معمول بانی ہے باقی اسماء صفاتی ہیں پس اسم اعظم یہی ہے لاغیر۔

کرے گا دیکھو وہ فرماتا ہے:

"مَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ"

(جو خدا پر بھروسہ کرے تو خدا اس کے لئے کافی ہے)

تم اسے شوق و اشتیاق سے یاد کرو وہ تمہیں اپنے تقرب و وصال سے یاد کرے گا تم اسے حمد و ثنا سے یاد کرو وہ تمہیں اپنے انعامات و احسانات سے یاد کرے گا تم اسے توبہ سے یاد کرو وہ تم کو اپنی بخشش و مغفرت سے یاد کرے گا تم اسے بدوں غفلت کے یاد کرو وہ تمہیں بدوں مہلت کے یاد کرے گا تم اسے ندامت سے یاد کرو وہ تمہیں کرامت و بزرگی سے یاد کرے گا تم اسے معذرت سے یاد کرو وہ تمہیں مغفرت سے یاد کرے گا تم اسے خلوص و اخلاص سے یاد کرو وہ تمہیں خلاصی سے یاد کرے گا تم اسے صدقِ دل سے یاد کرو وہ تمہاری مصیبتیں دور کرنے کے ساتھ تمہیں یاد کرے گا تم اسے تنگدستی میں یاد کرو وہ تمہیں فراخدستی کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے استغفار کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں رحمت و بخشش کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے اسلام کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں انعام و اکرام کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے فانی ہو کر یاد کرو وہ تمہیں بقاء کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے عاجزی سے یاد کرو وہ تمہاری لغزشیں معاف کرنے کے ساتھ تم کو یاد کرے گا۔ تم اسے معافی مانگنے کے ساتھ یاد کرو وہ تمہارے گناہ معاف کرنے کے ساتھ تم کو یاد کرے گا تم اسے صدق سے یاد کرو وہ تمہیں رزق سے یاد کرے گا تم اسے تعظیم سے یاد کرو وہ تمہیں تکریم سے یاد کرے گا تم اسے ظلم و جفا چھوڑنے کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں وفا کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے ترک معصیت و خطا کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں بخشش و عطا کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے عبادت و اطاعت کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں اپنی بھرپور نعمتوں کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے ہر جگہ یاد رکھو وہ بھی تمہیں یاد کرے گا۔ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ بِمَا تَصْنَعُوْنَ ؁ اور اللہ تعالیٰ ہی کا ذکر ذکروں سے بہتر ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔

علم کے متعلق

پہلے علم پڑھو اس کے بعد گوشہ نشین بنو جو شخص بدوں علم کے عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوتا

ہے اس کے جملہ کام بہ نسبت سدھرنے کے بگڑتے زیادہ ہیں پہلے اپنے ساتھ شریعت الٰہی کا چراغ لے لو پھر عبادات الٰہی میں مشغول ہو جاؤ جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے خدائے تعالیٰ اس کے علم کو وسیع کرتا ہے اور علم (یعنی لدنی) جو اسے حاصل نہیں تھا سکھلاتا ہے تم اسباب اور تمام خلق سے منقطع ہو جاؤ وہ تمہارے دل کو مضبوط اور عبادت و پرہیز گاری کی طرف اس کا میلان کر دے گا ماسویٰ اللہ سے جدا رہو اور اپنا چراغ شریعت گل ہونے سے ڈرتے رہو خدائے تعالیٰ سے نیک نیتی رکھو چالیس روز تک اگر تم اس کی یاد میں بیٹھے رہو تو تمہارے دل سے زبان کی راہ' حکمت کے چشمے پھوٹ نکلیں گے اور تمہارا دل اس وقت موسیٰ علیہ السلام کی طرح محبت الٰہی کی آگ دیکھنے لگے گا اور آتش محبت دیکھ کر تمہارے نفس تمہاری خواہش تمہارے شیطان تمہاری طبیعت تمہارے اسباب اور وجود سے کہنے لگے گا کہ ٹھہر جاؤ میں نے آگ دیکھی ہے اور مقام سر سے اس کی ندا ہو گی کہ میں ہوں تیرا رب تو میرے غیر سے تعلق نہ رکھ مجھے پہچان لے اور میرے ماسوا کو بھول جا مجھ ہی سے علاقہ رکھ اور سب سے علاقہ توڑ دے میرا طالب بنا رہ اور باقی سب سے اعراض کر میرے علم سے میرا تقرب حاصل کر پھر جب لقاء تمام ہو جائے گی تو تمہیں حاصل ہو گا جو کچھ کہ حاصل ہو گا الہام ہو گا اور حجاب زائل ہو جائیں گے اور کدورت دور ہو جائے گی اور نفس بھی ساکن ہو جائے گا الطاف کریمانہ ہونے لگیں گے خطاب ہو گا کہ اے قلبِ فرعون! نفس و خواہش و شیطان کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس لے آؤ میں انہیں ہدایت کروں گا اور جا کر ان سے کہنا کہ تم میری پیروی کرو میں تمہیں نیک راہ بتاؤں گا۔

زہد و ورع کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ ورع سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ تمام اشیاء سے رکا رہے شریعت جس شے کی اسے اجازت دے اسے اختیار کرے اور باقی سب کو چھوڑ دے ورع کے تین درجے ہیں۔

اول: ورع عوام: ورع عوام یہ ہے کہ حرام اور شبہ کی چیزوں سے رکا رہے۔

دوم: ورع الخواص: اور وہ یہ ہے کہ نفس و خواہش کی کل چیزوں سے رکا رہے۔

سوم: ورع خواص الخواص: اور وہ یہ ہے کہ بندہ ہر ایک چیز سے کہ جس کا وہ ارادہ کر سکتا ہے رکا رہے۔

ورع کی دو قسمیں ہیں:

اول: ورع ظاہری: وہ یہ کہ بجز امر الٰہی کے حرکت نہ کرے۔

دوم: ورع باطنی: وہ یہ کہ دل پر ماسوائے اللہ کے کسی کا گزر نہ ہو۔

جو شخص ورع کی باریکیوں کو مدِنظر نہیں رکھتا وہ اس کے مراتب عالیہ تک نہیں پہنچ سکتا اور ورع زبان کے ساتھ بہت مشکل ہے۔ (یعنی گفتگو میں) اور امارت و ریاست کے ساتھ بہت مشکل ہے اور زُہد ورع کی پہلی سیڑھی ہے جیسا کہ قناعت رضا کی پہلی سیڑھی ہے ورع کے قوانین کھانے پینے اور بیٹھنے کی چیزوں میں بھی ہیں۔ متقی کا کھانا خلق کے کھانے کے برخلاف ہوتا ہے کہ نہ تو شریعت اس پر گرفت کر سکتی ہے اور نہ کسی کو اس میں کچھ نزاع ہوتی ہے اور ولی کا کھانا وہ ہے کہ جس میں اس کا کچھ ارادہ نہیں ہوتا ہے بلکہ محض فضل الٰہی سے وہ کھانا اسے ملتا ہے تو اب جس کے لئے کہ پہلی صفت متحقق نہیں ہو سکتی وہ بالترتیب دوسرے درجہ تک بھی نہیں پہنچ سکتا اور حلال مطلق یہ ہے کہ اس میں کسی طرح سے بھی معصیت الٰہی متصور نہ ہو سکے اور نہ اس کی وجہ سے کسی وقت خدائے تعالیٰ کو بھولے اور لباس تین طرح پر ہے لباسِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام لباسِ اولیاء رحمہم اللہ لباسِ ابدال رضی اللہ عنہم

لباس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حلال مطلق ہے خواہ روئی سن صوف وغیرہ کسی شے کا بھی ہو اور لباس اولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ ہے کہ شریعت نے جتنا کہ حکم کیا ہے وہ صرف یہی ہے کہ جس سے ستر پوشی ہو سکے اور ضرورت پوری ہو جائے اور یہ اس لئے کہ اس سے ان کی خواہشیں سرد ہو جائیں اور ان کا نفس مر جائے اور لباس ابدال یہ ہے کہ جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائے پہنتے ہیں خواہ کم قیمت کا ہو یا زیادہ قیمت کا خود انہیں نہ اعلیٰ کی خواہش اور نہ ادنیٰ سے نفرت ورع کامل نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ دس صفتیں اپنے نفس پر لازم نہ کر لی جائیں۔

اول: زبان کا قابو میں رکھنا

دوم: غیبت سے بچنا جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔

سوم: کسی کو حقیر نہ جانے اس کی ہنسی نہ اڑائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ" ایک قوم دوسری قوم کو ہنسی نہ اڑائے شاید کہ وہ اس سے بہتر نکلے

چہارم: محارم پر نظر نہ ڈالنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ" (اے پیغمبر! مسلمانوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں)

پنجم: راستی و راست بازی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا" (جب بات کہو تو انصاف کی) یعنی سچی

ششم: انعامات و احسانات الٰہی کا اعتراف کرتا رہے تاکہ نفس عجب و غرور میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ" اللہ ہی تم پر احسان کرتا ہے دیکھو اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی۔

ہفتم: اپنا مال و متاع راہ حق میں صرف کرے نہ کہ اپنے نفس و خواہش میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا" (وہ لوگ جب خرچ کرتے تو اسراف نہیں کرتے اور نہ بخل کرتے ہیں) یعنی وہ اپنا مال گناہ و معصیت میں نہیں اڑاتے اور نہ نیک راہ میں اسے خرچ کرنے سے رکتے ہیں۔

ہشتم: اپنے نفس کے لئے بہتری اور بھلائی نہ چاہے اور کبر و غرور سے بچے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا" یہ (یعنی جنت) ہی اصل گھر ہے اس میں انہیں لوگوں کو جگہ دیں گے جو کہ دنیا میں برتری نہیں چاہتے اور نہ کوئی کام فساد کا کرتے ہیں۔

نہم: نماز پنج گانہ کی حفاظت کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ" (نماز پنج گانہ اور خصوصاً نماز عصر کی حفاظت کرو اور نہایت عاجزی سے اس کے سامنے کھڑا ہوا کرو)

دہم: سنتِ نبوی اور اجماعِ مسلمین پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ" (یہ یعنی دینِ اسلام) میری سیدھی راہ ہے۔ اسی کی تم پیروی کرتے رہو۔

خلیفہ المستنجد کا آپ سے کرامت کی خواہش کرنا

شیخ ابوالعباس الخضر الحسینی الموصلی بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت خلیفہ المستنجد باللہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ خلیفہ موصوف نے اس وقت آپ سے اظہارِ کرامت کی خواہش کی آپ نے فرمایا اچھا تم کیا چاہتے ہو؟ خلیفہ موصوف نے کہا: کہ مجھے سیب کی خواہش ہے (اس وقت سیب کی فصل بھی نہ تھی) آپ نے اپنا دستِ مبارک اوپر کو پھیلایا تو آپ کے ہاتھ میں دو سیب نظر آئے۔ ایک آپ نے خلیفہ موصوف کو دے دیا اور دوسرا سیب آپ نے خود توڑا تو وہ سفید نکلا اور مشک کی طرح اس کی خوشبو پھیل گئی اور خلیفہ نے اپنا سیب توڑا تو اس میں کیڑے نکلے۔ خلیفہ نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ آپ کا سیب ایسا اور میرا سیب ایسا آپ نے فرمایا: ابوالمظفر! اس کو ولایت کے ہاتھ نے چھوا ہے اس لئے یہ عمدہ نکلا اور اس کی خوشبو مہک گئی اور اس کو ظلم کے ہاتھ نے چھوا اس لئے اس میں کیڑے نکلے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک تاجر کے حق میں آپ کا دُعا کرنا

شیخ ابوسعود الحریمی بیان کرتے ہیں کہ ابوالمظفر الحسن بن نعیم تاجر شیخ حماد الدباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور بیان کیا کہ حضرت شام کی طرف سفر کرنے کا میرا مقصد ہے میرا قافلہ بھی تیار ہے جس میں میں سات سو دینار کا مال لے جاؤں گا آپ نے ان سے فرمایا: کہ اگر تم اس سال میں سفر کرو گے تو مارے جاؤ گے اور تمہارا سارا مال لٹ جائے گا یہ اس وقت عین عالمِ شباب میں تھے آپ کا یہ قول سن کر نہایت مغموم ہو کر نکلے راستے میں ان کی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی تو انہوں نے حضرت شیخ حماد کا مقولہ آپ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا: بے شک تم جاؤ ان شاء اللہ تعالیٰ تم اپنے سفر سے صحیح

تندرست واپس آؤ گے میں اس بات کا ضامن ہوں۔

غرض یہ اپنے سفر کو گئے اور شام جا کر ایک ہزار دینار کو انہوں نے اپنا مال فروخت کیا۔

بعدازاں یہ اپنی کسی ضرورت کے لئے حلب گئے وہاں ایک مقام پر انہوں نے اپنے ہزار دینار رکھ دیئے اور انہیں بھول کر اپنی جگہ چلے آئے اس وقت انہیں کچھ نیند کا غلبہ معلوم ہوا اس لئے یہ آتے ہی سو گئے اور خواب میں دیکھا کہ عرب کے بدوؤں نے ان کا قافلہ لوٹ لیا اور قافلہ کے بہت سے لوگوں کو بھی مار ڈالا اور خود ان پر بھی وار کر کے ان کو مار ڈالا جس کا اثر ان کی گردن پر ظاہر تھا اور خون بھی اس پر نمایاں تھا اور جس کا درد بھی انہیں محسوس ہوا یہ گھبرا کر اٹھے اور اسی وقت ان کو اپنے دینار بھی یاد آئے اور فوراً دوڑے گئے تو وہاں پر انہیں اپنے دینار ویسے ہی رکھے ہوئے ملے یہ ان کو لے کر اپنی جگہ پر آئے اور اب انہوں نے یہاں سے کوچ کیا اور بغداد واپس آئے جب بغداد آ چکے تو انہیں خیال ہوا کہ اگر پہلے میں شیخ حماد کی خدمت میں حاضر ہوؤں تو وہ بزرگ اور کبیر سن بزرگ ہیں اور اگر شیخ عبدالقادر کی خدمت میں جاؤں تو وہ بھی اس بات کے مستحق ہیں کیونکہ میرے حق میں ان کا قول صادق آیا ہے۔

غرض انہیں تردد تھا کہ پہلے کن کی خدمت میں جاؤں مگر حسنِ اتفاق سے سوقِ سلطان میں انہیں شیخ حماد مل گئے اور آپ نے ان سے فرمایا: کہ نہیں تم پہلے شیخ عبدالقادر کی خدمت میں جاؤ وہ محبوب سبحانی ہیں انہوں نے تمہارے حق میں ستر دفعہ دعا مانگی ہے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے تمہارے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تبدیل کر دیا چنانچہ یہ پہلے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے تو آپ نے ان سے فرمایا: کہ شیخ حماد نے پہلے میرے پاس آنے کے لئے فرمایا ہے میں نے ستر دفعہ تمہارے حق میں خدائے تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ تمہارے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تبدیل کر دے اور تمہارے مال کے ضائع ہونے کو صرف تھوڑی دیر کے لئے نسیان سے بدل دے اور تمہیں صحیح و تندرست مع الخیر واپس لائے۔ رضی اللہ عنہ

ایک بزرگ کا آپ کے مراتب و مناصب کی خبر دینا

شیخ عبداللطیف بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا انہوں نے بیان کیا

کہ شیخ عزار بن متورع البطائحی رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے بیان کرتے تھے کہ بغداد میں ایک عجمی شریف نوجوان جس کا عبدالقادر نام ہے داخل ہوا ہے یہ نوجوان عنقریب نہایت ہیبت و عظمت و جلال و مقامات و کرامات کے ساتھ ظاہر ہوگا اور حال و احوال اور درجۂ محبت میں سب پر غالب رہے گا تصرفات کون وفساد اسے سونپ دیا جائے گا بڑے چھوٹے سب اس کے زیرِ حکم ہوں گے۔ قدر و منزلت میں اسے قدمِ راسخ اور معارف حقائق میں اسے ید بیضا حاصل ہوگا مقام حضرت القدس میں زبان کھول سکے گا، صاحبِ مراتب و مناصب ہوگا جو کہ اکثر اولیا اللہ سے فوت ہو گئے ہیں۔

ایضاً: اسی طرح ایک بڑی جماعت نے آپ کے متعلق شیخ احمد الرفاعی کا قول بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ منصور البطائحی کے روبرو حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو آپ نے ان کی نسبت فرمایا: کہ وہ زمانہ عنقریب آنے والا ہے کہ ان کی طرف رجوع کیا جائے گا عارفین میں ان کی وقعت و منزلت زیادہ ہوگی اور وہ ایسے حال میں وفات پائیں گے کہ اس وقت اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک روئے زمین میں ان سے زیادہ اور کوئی محبوب نہ ہوگا تم میں سے جو کوئی اس وقت تک زندہ رہے تو اسے لازم ہے کہ ان کی عزت و حرمت کو پہچانے اور ان کی قدر کرے۔

ایک بزرگ کی حکایت

شیخ محمد بن الخضر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں ایک وقت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا مجھے اس وقت خیال ہوا کہ مجھے شیخ احمد الرفاعی سے بھی نیاز حاصل کرنا چاہئے مجھے یہ خیال گزرتے ہی آپ نے فرمایا: کہ خضر لو شیخ احمد رفاعی سے ملاقات کرو میں نے آپ کے بازو کی طرف نظر ڈالی تو مجھے ایک ذی ہیبت بزرگ دکھائی دیئے میں نے اٹھ کر انہیں سلام علیک اور ان سے مصافحہ کیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ خضر! جو شخص کہ شیخ عبدالقادر جیلانی جیسے اولیاء اللہ کو دیکھ لے تو پھر اسے مجھ جیسے شخص کے ملنے کی کیا آرزو رکھنی چاہئے کیونکہ میں بھی تو آپ ہی کے زیرِ حکم ہوں اس کے بعد آپ مجھ سے غائب ہو گئے آپ کی وفات کے بعد پھر

شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ وہی بزرگ ہیں کہ جن کو میں نے آپ کے بازو کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا تھا تو آپ نے مجھ کو فرمایا: کہ تمہیں میری پہلی ملاقات کافی نہیں ہوئی۔ رضی اللہ عنہ

شیخ عبدالبطائحی بیان کرتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات بابرکات میں مجھے شیخ احمد الرفاعی کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا تو میں جا کر آپ ہی کے نزدیک ٹھہرا اور کئی روز تک ٹھہرا رہا۔ ایک روز آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ آپ کچھ شیخ عبدالقادر جیلانی کے حالات جو کچھ کہ آپ کو معلوم ہوں بیان کریں میں آپ کے حالات بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور شیخ احمد الرفاعی کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے کہنے لگا: کہ تم ہمارے سامنے آپ کے سوا اور کسی کا ذکر نہ کرو تو آپ نے نہایت غصے ہو کر اس شخص کی طرف دیکھا اور فوراً یہ شخص گر کر مر گیا پھر آپ نے فرمایا: کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے مراتب کو کون پہنچ سکتا ہے؟ آپ وہ شخص ہیں کہ بحرِ شریعت جس کی داہنی طرف اور بحرِ حقیقت جس کی بائیں طرف جس میں سے چاہے پانی بھر لے اس وقت آپ کا کوئی جواب نہیں۔

نیز میں نے آپ سے سنا کہ اس وقت آپ اپنے بھتیجوں شیخ ابراہیم الاعراب اور ان کے برادران ابوالفرح عبدالرحمٰن و نجم الدین احمد اولاد الشیخ علی الرفاعی کو (اس وقت آپ ایک شخص کو جو بغداد جانے والے تھے رخصت کر رہے تھے) اس بات کی وصیت کی کہ جب تم بغداد پہنچو تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے پہلے اگر آپ زندہ ہوں تو اور کسی کے پاس نہ جانا اور اگر وفات پا گئے ہوں تو آپ کی قبر سے پہلے اور کسی کی زیارت نہ کرنا کیونکہ آپ کے لئے عہد لیا جا چکا ہے کہ جو صاحبِ حال کہ بغداد جائے اور آپ سے ملاقات نہ کرے تو اس سے اس کا حال سلب ہو جائے گا اس پر افسوس ہے کہ جس نے آپ سے ملاقات نہ کی ہو۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

مؤلف کتاب روض الابرار و محاسن الاخیار نے بیان کیا ہے کہ ان کے ناقل عبداللہ یونینی ہیں۔

ایک رجالِ غیب کا ذکر

شیخ خلیفۃ النہرکی تلمیذ شیخ ابو سعید قیلوی بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک دفعہ بلادِ سواد میں جانے کا اتفاق ہوا وہاں میں نے ایک شخص کو ہوا میں بیٹھا ہوا دیکھا میں نے انہیں سلام کیا اور ان سے پوچھا: کہ آپ ہوا میں معلق کیوں بیٹھے ہیں؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں ہوا و ہوس کو چھوڑ کر تقویٰ و پرہیزگاری کے تخت پر بیٹھا ہوا ہوں۔ شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ پھر جب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے اس شخص کو پھر آپ کے سامنے قبۃ الاولیاء میں معلق ہوا میں مؤدب بیٹھے ہوئے دیکھا اس وقت انہوں نے بہت سے حقائق و معارف کی باتیں آپ سے دریافت کیں جنہیں میں مطلق نہیں سمجھا پھر آپ وہاں سے اٹھ گئے اور صرف میں ان کے ساتھ رہ گیا میں نے ان سے کہا: کہ آپ یہاں بھی موجود ہیں انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ کوئی ایسا ولی و مقرب بھی ہے کہ جس کی اس در پر آمد و رفت نہ ہو پھر میں نے ان سے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ میں آپ کا کلام مطلق نہیں سمجھا انہوں نے کہا: کہ ہر مقام کے احکام جدا ہوتے ہیں اور ہر حکم کے معنی علیحدہ اور ہر معنی کی عبارت دیگر اس عبارت کو وہی سمجھ سکتا ہے جو کہ اس کے معنی سے واقف ہو اور معنی سے وہی واقف ہوتا ہے جو کہ حکمت سے آگاہ ہو اور حکمت سے وہی آگاہ ہوتا ہے جو کہ مقام عالی میں پہنچا ہو اس کے بعد میں نے آپ سے کہا: کہ آپ نہایت مودب ہو کر آپ کے سامنے بیٹھتے ہیں تو انہوں نے کہا: کہ میں آپ کے سامنے مودب ہو کر کس طرح نہ بیٹھوں حالانکہ آپ نے سو رجال غیب پر جو ہوا میں معلق رہتے ہیں اور جن کے بجز مستثنیٰ لوگوں کے اور کوئی دیکھ نہیں سکتا مجھے افسر بنایا ہے اور ان میں ہر طرح کے تصرفات کی آپ نے مجھے اجازت دی ہے۔

نیز! خلیفہ موصوف بیان کرتے ہیں کہ اس وقت امر ولایت آپ ہی کی طرف منتہی تھا جس طرف کہ آپ نظر اٹھا کر دیکھتے تھے اس طرف کے رہنے والے خواہ وہ مشرق و مغرب کے کسی حصہ میں رہتے ہوں، کانپ اٹھتے تھے آپ کی برکت و توجہ سے اس میں ترقی و تضاعف کے امیدوار رہتے تھے۔

شیخ عمر البزاز بیان کرتے ہیں کہ ایک روز کا واقعہ ہے کہ میں جمعہ کے دن آپ کے ہمراہ نماز جمعہ پڑھنے کے لئے جا رہا تھا اس روز راہ میں کسی نے بھی آپ کو سلام نہیں کیا مجھے خیال گزرا کہ ہر جمعہ کو لوگوں کے اژدحام کی وجہ سے نہایت مشقت اور دشواری سے مسجد تک پہنچتے تھے مگر آج آپ کو کسی نے بھی سلام نہیں کیا مجھے اس خیال کا گزرنا تھا کہ لوگ چاروں طرف سے آپ کو سلام کرنے کے لئے دوڑے پھر آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے میں نے اپنے جی میں کہا: کہ یہ اور بھی بہتر ہے تو آپ پھر مسکرائے اور فرمایا: کہ عمر تو نے یہی چاہا تھا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں خواہ ان کو اپنی طرف کھینچ لوں اور خواہ اپنی طرف سے روکے رہوں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی بی بی صاحبہ کا حال

آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالجبار بن سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ جب کسی اندھیرے مکان میں جاتی تھیں تو وہاں شمع کی طرح روشنی ہو جاتی تھی ایک دفعہ ایسے موقع پر میرے والد ماجد بھی آئے جب اس روشنی پر آپ کی نظر پڑی تو وہ روشنی معدوم ہو گئی آپ نے ان سے فرمایا: کہ یہ روشنی شیطان کی تھی اس لئے میں نے اسے خاموش کر دیا اور اب میں اسے روشنی رحمانی سے تبدیل کئے دیتا ہوں اور یہی معاملہ میرا اس کے ساتھ ہے جو کہ میری طرف منسوب ہو یا خود مجھے جس کا خیال ہو اس کے بعد جب میری والدہ ماجدہ کسی اندھیرے مکان میں جاتی تھیں تو وہ روشنی چاند کی روشنی کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ عبداللہ جبائی بیان کرتے ہیں کہ ہمدان میں ایک شخص سے کہ جس کا نام ظریف تھا میری ملاقات ہوئی۔ یہ شخص دمشق کا رہنے والا تھا اس نے مجھ سے ذکر کیا کہ نیشاپور کے رستہ میں بشر القرظی سے میری ملاقات ہوئی یہ چودہ اونٹوں پر شکر لادے ہوئے جا رہے تھے انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ہمیں راستے میں ایک خوفناک بیابان پر اترنے کا اتفاق ہوا کہ جہاں خوف کی وجہ سے بھائی کے لئے بھائی نہیں ٹھہر سکتا جب اول شب کو اونٹ لدے جا چکے تو ان میں سے میرے چار اونٹ گم گئے میں نے ہرچند تلاش کیا مگر کچھ پتہ

نہیں ملا میں قافلہ سے جدا ہو گیا اور شتربان بھی میرے ساتھ رہ گیا پھر جب صبح ہوئی تو میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو پکارا آپ نے مجھ سے فرما دیا تھا کہ جب تمہیں کوئی مشکل پیش آئے تو مجھ کو پکارنا تمہاری مشکل آسان ہو جائے گی جب میں نے آپ کو پکارا کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی! میرے اونٹ نامعلوم کہاں چلے گئے ہیں میں صبح تک انہیں دیکھتا رہا۔ کہیں پتہ نہ لگا اور میں قافلہ سے بھی جدا ہو گیا تو اس وقت ایک ٹیلے پر مجھے ایک شخص دکھائی دیا جو سفید لباس پہنے ہوئے تھا اس نے مجھے ایک طرف کو ہاتھ سے اشارہ کر کے بتلایا پھر جب میں نے اسے ٹیلے پر چڑھ کر دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہیں آیا پھر ٹیلے کے دامن میں مجھے اپنے اونٹ بیٹھے ہوئے دکھائی دیئے ان کا بوجھ ان پر لدا ہوا تھا ہم نے انہیں پکڑ لیا اور انہیں لے کر اپنے قافلہ سے جا ملے۔

رجال غیب میں سے ایک شخص کا ذکر

ابو الغنائم الحسنی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت مغرب و عشاء کے درمیان میں آپ کے مدرسہ کی چھت پر تھا اور قریب ہی آپ بھی قبلہ رو بیٹھے ہوئے تھے اس وقت میں نے ایک شخص کو ہوا پر اڑتا ہوا دیکھا اور تیر کی طرح اڑتا ہوا جا رہا تھا اس کا لباس سفید اور سر پر ایک نہایت عمدہ عمامہ بندھا ہوا تھا جب آپ کے سامنے آیا تو اتر کر مودب آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور آپ کو سلام کر کے واپس چلا گیا میں نے اٹھ کر آپ کی دست بوسی کی اور آپ سے پوچھا: کہ یہ شخص کون تھے؟ آپ نے فرمایا: یہ شخص رجال الغیب سے تھے جو کہ ہمیشہ پھرتے رہتے ہیں۔ "عَلَيْهِمْ سَلَامُ اللّٰهِ وَرَحْمَتُهُ وَبَرَكَاتُهُ وَاَزْكٰى تَحِيَّاتِهٖ"

ایک قافلہ کے متعلق آپ کی کرامت

شیخ ابو عمر عثمان الصدفینی و شیخ محمد عبدالخالق الحریمی بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ ہم صفر 555ھ کو آپ کے مدرسہ میں آپ ہی کی خدمت میں حاضر تھے اس وقت آپ نے اٹھ کر کھڑائیں پہنیں اور وضو کیا وضو کر کے آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر جب آپ

سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک چیخ ماری اور کھڑام اٹھا کر ہوا میں پھینک دی اس کے بعد آپ نے ایک چیخ ماری اور دوسری کھڑام بھی آپ نے اٹھا کر ہوا میں پھینک دی یہ دونوں کھڑائیں ہماری نظروں سے غائب ہو گئیں پھر آپ خاموش ہو کر بیٹھ گئے اور اس وقت آپ سے یہ واقعہ پوچھنے کی کسی کو جرأت نہیں ہوئی پھر تین روز بعد ایک قافلہ آیا اور کہنے لگا: کہ ہم نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنا ہے، ہم نے اس قافلہ کے اندر آنے کی آپ سے اجازت چاہی آپ نے اسے آنے کی اجازت دی اور ہم سے فرمایا: کہ جو کچھ یہ دیں لے لو۔ غرض اہلِ قافلہ اندر آئے اور انہوں نے ریشمی اور اونی کپڑے اور کچھ سونا وغیرہ اور آپ کی دونوں کھڑائیں کہ جن کو آپ نے اس روز پھینکا تھا ہم کو دیا پھر ہم نے باہر آ کر ان سے دریافت کیا کہ یہ کھڑائیں تمہیں کہاں ملی تھیں انہوں نے بیان کیا کہ تیسری صفر کو ہم جا رہے تھے کہ راستے میں ہم کو بدوؤں نے آ کر لوٹ لیا اور ہمارے قافلہ کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا اور ایک طرف جا کر ہمارا مال تقسیم کرنے لگے اس وقت ہم نے کہا: کہ اگر ان قزاقوں کے ہاتھوں سے بچ کر صحیح و تندرست رہیں تو ہم اپنے مال میں سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا حصہ نکالیں گے ہم یہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے دو بڑی بڑی چیخیں سنیں جنہوں نے سارے بیابان کو ہلا دیا اور جس سے یہ تمام قزاق ہیبت زدہ سے رہ گئے ہم سمجھے کہ کوئی شخص آ رہا ہے جو ان سے بھی مال کو چھین کر لے جائے گا اتنے میں یہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آؤ تم اپنا مال اٹھا لو اور دیکھو! ہمارا کیا حال ہو گیا ہم ان کے ساتھ گئے تو ہم نے دیکھا کہ ان کے دونوں سردار مرے پڑے تھے۔ غرض! انہوں نے ہمارا مال ہمیں واپس دے دیا اور کہنے لگے یہ ایک نہایت عظیم الشان واقعہ ہے۔

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آپ کی دعا سے ایک چیل کا مر کر زندہ ہو جانا

قدوۃ الشیوخ محمد بن قائد الاوانی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ کی مجلس پر سے ایک چیل بھناتی اور چلاتی ہوئی نکلی جس سے مجلس میں تشویش پھیل گئی اس روز ہوا بھی نہایت تیز تھی آپ نے فرمایا: کہ ہوا اس کا سر پکڑ لے آپ کا فرمانا تھا کہ اس کا سر ایک طرف اور دھڑ

ایک طرف گر گیا اس کے بعد آپ نے تخت سے اتر کر اس کے سر کو اٹھایا اور اپنا دوسرا ہاتھ اس پر پھیرا اور فرمایا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو وہ چیل زندہ ہو کر اڑ گئی۔

آپ کا پہلی دفعہ حج بیت اللہ کرنا

آپ نے اپنے عین عالمِ شباب کا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ جب پہلی دفعہ میں حج بیت اللہ کو گیا تو اس وقت میں عالمِ شباب میں تھا جب میں منارہ معروف بہ ام القرون کے قریب پہنچا تو یہاں شیخ عدی بن مسافر سے میری ملاقات ہوئی آپ بھی اس وقت عین عالمِ شباب میں تھے آپ نے مجھ سے پوچھا: کہ کہاں کا قصد کیا ہے؟ میں نے کہا: کہ مکہ معظمہ کا پھر آپ نے پوچھا: کہ کیا میرا آپ کا ساتھ ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں؟ میں ایک تن تنہا شخص ہوں آپ نے کہا: علیٰ ہذا القیاس میں بھی تن تنہا ہوں غرض! ہم دونوں ایک ساتھ ہو لئے آگے چل کر ایک روز کا واقعہ ہے کہ ہم جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک نوعمر حبشن لڑکی ملی یہ لڑکی نحیف البدن اور برقعہ پہنے ہوئے تھی میرے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی برقعہ میں سے اس نے مجھے دیکھا اور دیکھ کر کہنے لگی آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ میں نے کہا: کہ میں بغداد کا رہنے والا ہوں پھر کہا: کہ آپ نے مجھے بہت تھکایا ہے میں نے کہا: وہ کس طرح؟ بولی: ابھی میں بلادِ حبشہ میں تھی مجھے اس وقت مشاہدہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر تجلی کی اور اپنا وہ فضل و کرم کیا کہ جو اوروں پر اب تک نہیں کیا ہے اس لئے میں نے چاہا کہ میں آپ کو پہچانوں پھر آپ نے کہا: کہ میں چاہتی ہوں کہ آج دن بھر میں آپ دونوں صاحبوں کے ہمراہ رہوں اور آپ ہی کے ساتھ روزہ افطار کروں میں نے کہا: حُبًّا وَ کَرَامَةً (یعنی بسرو چشم، بڑی خوشی سے) اس کے بعد وہ ایک بازو سے وہ چلنے لگی اور ایک بازو سے ہم چلنے لگے جب مغرب کا وقت آیا اور افطار کا وقت ہو چکا تو آسمان سے ہماری طرف ایک طباق اترا جس میں چھ روٹیاں اور سرکہ اور کچھ ترکاری کے قسم سے تھا اس لڑکی نے خدائے تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَکْرَمَنِیْ وَاَکْرَمَ ضَیْفِیْ اِنَّهٗ لِذٰلِكَ اَهْلٌ فِیْ كُلِّ لَیْلَةٍ یَنْزِلُ عَلَیَّ رَغِیْفَانِ وَاللَّیْلَةِ سِتَّةٌ اِكْرَامًا لَا ضْیَافِیْ (اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے میری اور میرے مہمانوں کی عزت کی روزانہ میرے لئے دو روٹیاں اترا

کرتی تھیں اور آج چھ روٹیاں اتریں اس نے میرے مہمانوں کی بڑی عزت کی) پھر ہم
بیٹوں نے دو دو روٹیاں کھائیں اس کے بعد پانی کے لوٹے اترے اس میں سے ہم نے پانی
پیا جو زمین کے مشابہ نہ تھا بلکہ اس کی لذت وحلاوت کچھ اور ہی تھی اس کے بعد پھر یہ لڑکی ہم
سے رخصت ہو کر چلی گئی اور ہم مکہ معظمہ چلے آئے پھر ایک روز ہم طواف کر رہے تھے کہ اس
وقت اللہ تعالیٰ نے شیخ عدی پر الطاف وکرم کیا اور ان پر اپنے الطاف اتارے آپ پر اس
وقت غشی سی طاری ہو گئی یہاں تک کہ انہیں . یکھ کر کوئی کہہ سکتا تھا کہ ان کا تو انتقال ہو گیا اس
وقت پھر میں نے اس لڑکی کو یہیں کھڑے ہوئے دیکھا یہ اس وقت ان کے سرہانے آ کر
انہیں الٹ پلٹ کر کہنے لگی کہ وہی تمہیں زندہ کرے گا جس نے کہ تمہیں مار ڈالا ہے پاک
ہے اس کی ذات اس کی تجلی نور جلال سے حادث نہیں ہوتی مگر اسی کے ثبوت کے لئے اور
اس کے ظہور صفات سے کائنات قائم نہیں ہے مگر اسی کی تائید سے اس کی تقدیس کی شعاعوں
نے عقل کی آنکھوں کو بند اور جوانمردوں کی دانائی کو محدود کر رکھا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے
بعد مجھ پر الطاف وکرم کی نظر کی اور باطن میں میں نے دیکھا کہ مجھ سے کوئی کہہ رہا ہے کہ
عبدالقادر تجرید ظاہری کو چھوڑ کر تفرید التوحید و تجرید التفرید اختیار کرو ہم تمہیں اپنے عجائبات
دکھائیں گے چاہیے کہ ہمارے ارادے سے تمہارا ارادہ مشتبہ نہ ہو کہ تم ہمارے سامنے ثابت
قدم رہو اور وجود میں ہمارے سوا کسی کا تصرف نہ ہونے دو تاکہ ہمیشہ ہمارے مشاہدہ میں رہو
اور لوگوں کو نفع پہنچانے کے لئے ایک جگہ بیٹھ جاؤ۔ ہمارے بہت سے بندے ہیں کہ جنہیں
ہم تمہاری برکت سے اپنا مقرب بنائیں گے اس وقت مجھ سے اس لڑکی نے کہا: کہ اے
نوجوان! مجھے معلوم نہیں کہ آج کس حد تک تمہاری عظمت و بزرگی ہوگی تمہارے لئے ایک
نورانی خیمہ لگایا گیا ہے اور ملائکہ تمہارے گردا گرد ہیں اور تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تمام اولیاء
اللہ کی آنکھیں بھی تمہاری ہی طرف لگی ہوئی ہیں اور تمہارے مراتب ومناصب کو دیکھ رہی ہیں
اس کے بعد یہ نوعمر چلی گئی اور پھر میں نے اس کو نہیں دیکھا۔

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

ایک بزرگ کا اپنے ایک مرید کو آپ کی خدمت میں تعلیم فقر حاصل کرنے کے لیے بھیجنا

شیخ ابو محمد صالح ویرجان الزکالی بیان کرتے ہیں کہ سیدی شیخ ابو مدین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کہ تم بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے تعلیمِ فقر حاصل کرو چنانچہ میں بغداد آ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو سب سے زیادہ مہیب پایا آپ نے مجھے اپنے خلوت خانہ کے دروازے پر بیس روز تک بٹھلایا اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ صالح (قبلہ کی طرف اشارہ کر کے) اس طرف دیکھو میں نے اس طرف دیکھا تو مجھے قبلہ نظر آیا پھر آپ نے مجھ سے پوچھا: کہ کیوں کیا دیکھ رہے ہو میں نے عرض کیا کہ کعبہ شریف پھر آپ نے (مغرب کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا: کہ اس طرف دیکھو! میں نے اس طرف دیکھا تو مجھے اپنے شیخ مدین نظر آئے آپ نے فرمایا: کیوں کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ اپنے شیخ کو پھر آپ نے فرمایا: کیوں کہاں جاؤ گے؟ کعبہ شریف کی طرف یا اپنے شیخ کی طرف میں نے عرض کیا: اپنے شیخ کی طرف پھر آپ نے فرمایا: کہ اچھا ایک قدم میں جانا چاہتے ہو، یا جس طرح سے کہ تم آئے ہو میں نے عرض کیا، نہیں بلکہ اسی طرح سے کہ جس طرح سے کہ میں آیا ہوں آپ نے فرمایا: اچھا ایسا ہی ہوگا پھر آپ نے فرمایا: کہ صالح تم فقر کو نہیں پا سکتے تاوقتیکہ تم اس کی سیڑھی پر نہ چڑھو اور اس کی سیڑھی توحید ہے اور توحید کا دارومدار اس پر ہے کہ تمام آثارِ حادثہ کو اپنی طرف سے مٹا دو میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے آپ اس صفت سے موصوف کر دیجئے آپ نے ایک نظر میری طرف دیکھا تو میرے دل سے میرے تمام جذبات ارادہ کے جدا ہو گئے جس طرح کہ شب دن سے جدا ہو جاتی ہے اب تک میں آپ کی اسی توجہ سے لوگوں کو مستفید کرتا ہوں۔ (رضی اللہ عنہ)

شیخ عمر بزاز نے بیان کیا ہے کہ میں ایک روز آپ کی خدمت میں بیٹھا تھا اس وقت آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ فرزند من! اپنی پشت کو بلی کے گرنے سے بچاؤ میں نے اس وقت

اپنے جی میں کہا: کہ چھت میں کوئی روزن تو ہے نہیں، میرے اوپر بلی کہاں سے گرے گی میں نے اپنا یہ کلام پورا نہیں کیا تھا کہ ایک بلی میری پشت پر گر پڑی آپ نے میرے سینہ پر اپنا دستِ مبارک مارا تو میرا دل سورج کی طرح روشن ہو گیا اور اسی وقت مجھ پر تجلیات الٰہی ہونے لگیں اور اب روز بروز نور ترقی پاتا ہے۔

صفات وارادتِ الٰہیہ وطوارقِ شیطانیہ کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ ارادتِ الٰہیہ بدوں استدعا کے وارد نہیں ہوتے اور کسی سبب سے موقوف بھی نہیں ہوتے نیز! ان کا کوئی وقت معین نہیں ہے۔ اور نہ ان کا کوئی خاص طریقہ ہے اور طوارقِ شیطانیہ اکثر اس کے برخلاف ہوتے ہیں۔

محبت کی نسبت

آپ نے فرمایا ہے کہ محبت دل کی تشویش کا نام ہے جو کہ محبوب کے فراق سے اسے حاصل ہوتی ہے اس وقت دنیا اسے انگوٹھی کے حلقہ یا مجلسِ ماتم کی طرح معلوم ہوتی ہے محبت وہ شراب ہے کہ اس کا نشہ کبھی اتر نہیں سکتا محبت محبوب سے خواہ ظاہر ہو خواہ باطن۔ ہر حال میں خلوص نیتی کرنے کا نام ہے محبت جز محبوب کے سب سے آنکھیں بند کر لینے کا نام ہے عاشق محبت کے نشہ سے ایسے مست ہوتے ہیں کہ انہیں بجز مشاہدۂ محبوب کے کبھی ہوش نہیں آتا وہ ایسے مریض ہیں کہ بغیر دیدار محبوب کے صحت نہیں پاتے انہیں اغیار سے حد درجہ کی وحشت ہوتی ہے بغیر مولا انہیں کسی سے انسیت نہیں ہوتی۔

توحید کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ توحید مقام حضرت القدس کے اشارات سرِ ضمائر وخفائے سرِ سرائر کا نام ہے وہ قلب کا منتہائے انکار سے گزر جانے اعلیٰ درجاتِ وصال میں پہنچنے اور اقدامِ تجرید سے تقرب الٰہی میں جانے کا نام ہے۔

تجرید کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ تجرید محبوب کو پا کر استقلالِ حق کے ساتھ مقامِ سر کو غور وفکر سے خالی

رکھنا اور تنزل میں اطمینان کے ساتھ مخلوق کو چھوڑ کر نہایت خلوص سے حق کی طرف رجوع کرنا ہے۔

معرفت کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ معرفت یہ ہے کہ مشیاتِ الٰہیہ میں سے ہر شے کے اشارے سے جو کہ اس کی توحید کی طرف کر رہی ہے خفایائے مکنونات وشواہدِ حق پر مطلع ہو اور ہر فانی کی فنا سے علم حقیقت کا ادراک کرے اور اس میں ہیبتِ ربوبیت اور تاثیرِ بقاء کو دل کی آنکھ سے معائنہ کرے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

ہمت کی نسبت

آپ نے فرمایا ہے کہ وہ نفس کو حبِ دنیا سے اور روح کو تعلقِ عقبیٰ سے دور رکھنا اور ارادہ مولا سے تبدیل اور مقامِ سر کو اشارہ کون سے خواہ ایک لمحہ کے برابر کے لئے ہی سہی خالی کرنا ہے۔

حقیقت کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ اس کے متضاد اس کے منافی نہیں ہوتے اور نہ حقیقت کے مقابلہ میں وہ باقی رہ سکتے ہیں بلکہ اس کے اشارات سے باطل اور فنا ہو جاتے ہیں۔

اعلیٰ درجاتِ ذکر کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ اعلیٰ درجات ذکر یہ ہے کہ اشاراتِ الٰہیہ سے دل متاثر ہو یہی ذکر دائمی ہے جسے نسیان کچھ نقصان نہیں پہنچاتا اور نہ غفلت اس میں کچھ کدورت پیدا کر سکتی ہے اس صورت میں سکون نفس خطرہ سب ذاکر ہو جاتے ہیں بہترین ذکر یہ ہے کہ خطرات الٰہیہ سے جو کہ مقام سر میں وارد ہوتے ہیں پیدا ہو۔

شوق کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ بہترین شوق وہ ہے جو کہ مشاہدہ سے پیدا ہو اور لقاء کے بعد بھول نہ ہو بلکہ ہمیشہ انس باقی رہے بدوں لقاء کے کسی طرح سے تسکین ممکن نہ ہو جس قدر کہ لقاء حاصل ہو اس سے زیادہ شوق بڑھتا رہے شوق کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے اسبابِ موافقتِ روح یا متابعتِ ہمت یا حفظِ نفس سے خالی ہو اس وقت مشاہدہ دائمی ہوتا ہے اور مشاہدہ سے مشاہدہ کا شوق ہوا کرتا ہے۔

توکل کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ توکل اغیار کو چھوڑ کر خدائے تعالیٰ سے لو لگانا اور اس کے سببِ ظاہری کو بھول جانا اور ایک اکیلی اس کی ذات پر بھروسہ کر کے ماسوا سے بے پروا ہو جانا یہی وجہ ہے کہ متوکل مقامِ فنا سے آگے بڑھ جاتا ہے۔

نیز توکل کی حقیقت بعینہٖ اخلاص کی حقیقت ہے اور حقیقتِ اخلاص یہ ہے کہ اعمال سے معاوضہ کا ارادہ نہ کیا جائے اور یہ وہ توکل ہے کہ جس میں اپنی قوت سے نکل کر رب الارباب کی قوت میں آنا ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: کہ اے فرزند! اکثر تم سے کہا جاتا ہے مگر تم نہیں سنتے اور اگر سنتے بھی ہو تو بہت سی باتیں سنتے ہو مگر انہیں تم نہیں سمجھتے ہو اور اگر سمجھ بھی لیتے ہو تو بہت سی باتیں سمجھ کر ان پر عمل نہیں کرتے پھر افسوس تو یہ ہے کہ تم عمل بھی کرو تو تمہارے بہت سے اعمال ایسے ہیں کہ تم ان میں ذرا بھی اخلاص نہیں کرتے۔

انابت (توجہ الی اللہ) کے متعلق

آپ نے فرمایا: کہ انابت درجات کو چھوڑ کر مقامات کی طرف رجوع کر کے مقاماتِ ثانی میں ترقی کرنا اور مجالس حضرت القدس میں جا کر ٹھہرنا اور اس مشاہدہ کے بعد کل کو چھوڑ کر حق کی طرف رجوع کرنا ہے۔

توبہ کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ توبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی پہلی عنایت و توجہ اپنے بندے پر مبذول فرما کر اس کے دل پر اس کا اشارہ کرے اور اپنی شفقت و محبت کے ساتھ خاص کر کے اسے اپنی طرف کھینچ لے اس وقت بندے کا دل اپنے مولا کی طرف کھچ جاتا ہے اور روح و قلب اور عقل اس کے تابع ہو جاتی ہے اور اب وجود میں امرِ الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں رہتا۔ یہی صحتِ توبہ کی دلیل ہے۔

دنیا کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ اسے دل سے نکال کر ہاتھ میں لے لو پھر وہ تمہیں دھوکا نہیں دے سکے گی۔

تصوف کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ صوفی وہ ہے کہ اپنے مقصد کی ناکامی کو خدا کا مقصد جانے دنیا کو چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ خادم بنے اور آخرت سے پہلے دنیا ہی میں وہ فائز المرام ہو جائے تو ایسے شخص پر خدا کی سلامتی نازل ہوتی ہے۔

تعزز (ذی عزت ہونے) اور تکبر (غرور کرنے) کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ تعزز یہ ہے کہ عزت اللہ تعالیٰ کے لئے حاصل کی جائے اور اللہ تعالیٰ ہی کی راہ میں صرف کی جائے اس سے نفس ذلیل ہوتا ہے اور ارادت الی اللہ بڑھتی ہے اور تکبر یہ ہے کہ عزت اپنے نفس کے لئے حاصل کی جائے اور اپنی خواہشات میں صرف کی جائے کبر طبیعی کو اس سے ہیجان ہو کر قہرِ الٰہی کا باعث ہوتا ہے۔ کبر طبیعی کبر کسبی سے کم درجہ کا ہوتا ہے۔

شکر کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ حقیقتِ شکر یہ ہے کہ نہایت عاجزی و انکساری سے نعمت کا

اعتراف اور ادائے شکر کی عاجزی کو مدِ نظر رکھ کر منت و احسان کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس کی عزت و حرمت باقی رکھی جائے۔ شکر کے اقسام بہت ہیں مثلاً شکر احسانی یہ ہے کہ زبان سے نعمت کا اعتراف کرے اور شکرِ بالارکان یہ ہے کہ خدمت و وقار سے موصوف رہے اور شکر بالقلب یہ ہے کہ بساطِ شہود پر معتکف ہو کر حرمت و عزت کا نگہبان رہے پھر اس مشاہدے کے نعمت کو دیکھ کر دیدارِ منعم کی طرف ترقی کرے اور شاکر وہ ہے کہ موجود پر اور شکور وہ ہے کہ مفقود پر شکر گزاری کرے اور حامد وہ ہے کہ منع (نہ دینے) کو عطا (دینا) اور ضرر کو نفع مشاہدہ کرے اور ان دونوں وصفوں کو برابر جانے اور حمد یہ ہے کہ بساطِ قرب پر پہنچ کر معرفت کی آنکھوں سے تمام محامد و اوصاف جمالی و جلالی کا مشاہدہ کر کے اس کا اعتراف کرے۔

صبر کے متعلق

آپ نے فرمایا: کہ صبر مصیبت و بلاء میں استقلال سے رہنا ہے اور آپ شریعت کو ہاتھ سے نہ دینا بلکہ نہایت خوشدلی اور خندہ پیشانی سے کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ پر قائم رہنا ہے صبر کی کئی قسمیں ہیں۔

صبر اللہ: وہ یہ ہے کہ اس کے اوامر کو بجالاتا اور اس کے نواہی سے بچتا رہے اور صبر مع اللہ یہ ہے کہ قضائے الٰہی پر راضی اور ثابت قدم رہے اور ذرا بھی چون و چرا نہ کرے اور فقر سے نہ گھبرائے اور بغیر کسی قسم کی ترش روئی کے اظہارِ غنا کرتا رہے اور صبر علی اللہ یہ ہے کہ ہر امر میں وعدہ و وعیدِ الٰہی کو مدِ نظر رکھ کر ہر وقت اس پر ثابت قدم رہے دنیا سے آخرت کی طرف رجوع کرنا سہل ہے مگر مجاز سے حقیقت کی طرف رجوع کرنا مشکل ہے اور خلق کو چھوڑ کر حق سے محبت اس سے بھی زیادہ مشکل ہے اور صبر مع اللہ سب سے زیادہ مشکل ہے اور صبرِ فقیر شکرِ غنی سے اور شکرِ فقیر اس کے صبر سے افضل ہے مگر صبر و شکرِ فقیر صابر و شاکر سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور مصیبت و بلا اسی کے سامنے آتی ہے جو شخص کہ اس کے درجہ سے واقف ہوتا ہے۔

حسنِ خلق کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ حسنِ خلق یہ ہے کہ تم پر جفائے خلق کا اثر نہ ہو خصوصاً جبکہ تم حق

سے خبردار ہو گئے ہو اور عیوب پر نظر کر کے نفس کو اور جو کچھ کہ نفس سے سرزد ہو ذلیل جانو اور جو کچھ کہ خدائے تعالیٰ نے خلق کے دلوں کو ایمان اور اپنے احکامِ ودیعت کئے ہیں اس پر نظر کر کے ان کی اور اس کی اور جو کچھ ان سے تمہارے حق میں صادر ہو عزت کرو یہی انسانی جوہر ہے اور اسی سے لوگوں کو پرکھا جاتا ہے۔

صدق کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ اقوال وافعال میں صدق یہ ہے کہ رویتِ الٰہی کو مدِ نظر رکھ کر ان کو وقوع میں لائے اور صدقِ احوال میں یہ رہے کہ ہر ایک حال خواطرِ الٰہیہ سے گزرے۔

فنا کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ فنا یہ ہے کہ ولی کا سر ادنیٰ تجلی سے حق کا مشاہدہ کر کے اور تمام اکوان کو حقیر جان کر اس کے اشارے سے فنا ہو جائے اور یہی اس کا فنا ہو جانا اور اس کی بقا ہے کیونکہ اشارۂ حق اسے فنا کر دیتا ہے اور اس کی تجلی اسے بقا کی طرف لے آتی ہے اور اسی طرح سے وہ فنا ہو کر باقی رہتا ہے۔

بقا کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ بقا حاصل نہیں ہوتی مگر اسی بقا سے کہ جس کے ساتھ فنا نہ ہو اور نہ اس کے ساتھ انقطاع ہو اور وہ نہیں ہوتی مگر صرف ایک لحہ کے لئے بلکہ اس سے بھی کم اہلِ بقا کی علامت یہ ہے کہ ان کے اس وصفِ بقاء میں کوئی فانی شے ان کے ساتھ نہ رہ سکے کیونکہ وہ دونوں آپس میں ضد ہیں۔

وفا کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ حقوقِ الٰہی کی رعایت اور قولاً وفعلاً اس کے حدود کی محافظت اور ظاہراً و باطناً اس کی رضامندیوں کی طرف رجوع کرنے کا نام وفا ہے۔

رضائے الٰہی کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ محبت الٰہی میں بڑھنا اور علمِ الٰہی کو کافی جان کر قضاء و قدر پر راضی رہنا رضائے الٰہی ہے۔

وجد کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ وجد[1] یہ ہے کہ روح ذکر کی حلاوت میں اور نفس لذتِ طرب میں مشغول ہو جائے اور سر سب سے فارغ ہو کر صرف حق تعالیٰ کی ہی طرف متوجہ ہو نیز وجد شراب و محبتِ الٰہی ہے کہ مولا اپنے بندے کو پلاتا ہے جب بندہ یہ شراب پی لیتا ہے تو اس کا وجود سبک اور ہلکا ہو جاتا ہے اور جب اس کا وجود ہلکا ہو جاتا ہے تو اس کا دل محبت کے بازوؤں پر اڑ کر مقامِ حضرت القدس میں پہنچ کر دریائے ہیبت میں جا گرتا ہے اسی لئے واجد گر جاتا ہے اور اس پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔

خوف کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ خوف کے کئی اقسام ہیں گنہگاروں کا خوف جو کہ انہیں ان کے گناہوں کے سبب سے ہوتا ہے اور عابدوں کا خوف عبادت کا ثواب نہ ملنے یا کم ملنے کی وجہ سے ہوتا ہے اور عاشقانِ الٰہی کا فوت ہو جانے کے سبب سے ہوتا ہے اور عارفوں کا خوف عظمت و ہیبتِ الٰہی کے سبب سے ہوتا ہے۔ یہی اعلیٰ درجہ کا خوف ہے کیونکہ زائل نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ رہتا ہے خوف کی تمام قسمیں رحمت و لطفِ الٰہی کے مقابلہ میں ساکن ہو جاتی ہیں۔

رجاء (امیدِ رحمت) کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ کے حق میں رجاء یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن

---

[1] صوفیہ کا وجد حق ہے۔ آیاتِ قطعیہ و احادیث صحیحہ و اقوالِ صریحہ بکثرت اس کے حق ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور وجد و حال کی منزل ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس کو ابتدائی منزل کہنے والے خشک زاہد ریاکار ہیں خاکسار نے اس مسئلہ کو اپنی کتاب موسومہ بہ تحقیق الوجد میں نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور اس کے ہر پہلو کو قرآن پاک و احادیثِ نبویہ سے ثابت کیا ہے طالبانِ حق کے لئے اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

ہو مگر نہ طمعِ رحمت کی وجہ سے اور نہ کسی ولی کو زیبا ہے کہ وہ بلا رجاء کے رہے اور رجاء یہی ہے کہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن ہو مگر نہ کسی نفع یا دفعِ ضرر کی امید پر کیونکہ اہلِ ولایت جانتے ہیں کہ ان کو ان کی تمام ضروریات سے فارغ کر دیا گیا ہے اسی لئے وہ اپنے علم کی وجہ سے مستغنی رہتے ہیں اس وقت حسنِ ظن سب سے افضل ہوتا ہے اور رجاء کو خوف لازم ہے کیونکہ جس شخص کو اس بات کی امید ہو کہ وہ مثلاً ایک شے پالے اسے یہ بھی خوف ہوتا ہے کہ کہیں وہ شے اس سے فوت نہ ہو جائے مگر وہ معرفتِ صفاتِ الٰہیہ پر نظر رکھ کر خدائے تعالیٰ سے حسنِ ظن رکھتا ہے اور پھر ڈرتا بھی ہے اور محض اس کی عظمت وجلال کی وجہ سے نہ اس وجہ سے کہ وہ جانتا ہے کہ خدائے تعالیٰ محسن ہے کریم ہے لطیف ہے رؤف ورحیم ہے نیز حسنِ ظن اپنی ہمتوں کو عنایاتِ توجہات الٰہیہ پر چھوڑ کر اپنے دل کو بلا کسی طمع وغرض کے خدائے تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنا ہے اور رجاء بلا خوف امن (بے خوفی) اور خوف بلا رجاء قنوط (ناامیدی) ہے اور دونوں مذموم ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: لووزن خوف المومن ورجاءہ لا عتدلا ۔ اگر مسلمان کا خوف ورجاء وزن کیا جائے تو دونوں برابر اتریں گے۔

حیاء کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ حیا یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے حق میں وہ بات نہ کہے جس کا کہ وہ اہل نہ ہو۔ محارم الٰہیہ کو چھوڑے چاہئے کہ تمام گناہوں کو صرف حیاء کی وجہ سے چھوڑے نہ کہ خوف کی وجہ سے اس کی اطاعت وعبادت کرتا رہے اور جانتے رہے کہ خدائے تعالیٰ اس کی ہر ایک بات پر مطلع ہے اسی لئے اس سے شرماتا رہے قلب اور ہیبت کے درمیان سے حجاب اٹھ جاتا ہے تو حیاء پیدا ہوتی ہے۔

مشاہدہ کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ مشاہدہ یہ ہے کہ دل کی آنکھ سے دونوں جہان کو نہ دیکھے اور خدائے تعالیٰ کو معرفت کی آنکھ سے دیکھے اور جو کچھ اس نے غیب کی خبریں دی ہیں دل وجان سے اس کا یقین جانے۔

سُکر (مستی عشقِ الٰہی) کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ ذکر محبوب کے وقت دل میں جوش پیدا ہونے کا نام سکر ہے اسم فقیر کے معنے آپ سے پوچھے گئے تو آپ نے فرمایا: کہ اس میں چار حرف ہیں (ف۔ق۔ ی۔ر) پھر آپ نے اس کے معنے بیان کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

فاء الفقیر فنائهٗ فی ذاتهٖ و فراغةٌ من نعمتهٖ و صفاتهٖ

فائے فقیر سے فنا فی اللہ ہو کر اپنی ذات وصفات سے فارغ ہو جانا ہے۔

والقاف قوة قلبه بحبیبهٖ و قیامهٗ لِلّٰهِ فی مرضاتِهٖ

اور قاف فقیر سے مراد یادِ الٰہی سے اپنے دل کو قوت دینا اور ہمیشہ اس کی رضامندی پر قائم رہنا ہے۔

والیاء یرجوربه و یخافهٗ و یقوم بالتقوی بحق تقاتهٖ

اور یاء سے یرجو یعنی رحمت الٰہی کا امیدوار رہے اور یخافه یعنی اس سے ڈرتا رہے اور یقوم بالتقویٰ یعنی پرہیزگاری اختیار کرے اور جیسا کہ اس کا حق ہے پورا ادا کرے۔

والراء رقه قلبه و صفائهٗ و رجوعُهٗ لِلّٰهِ عن شهواتهٖ

اور راء سے مراد رقت قلب اور اس کی صفائی ہے اور اپنی خواہشوں سے منہ موڑ کر رجوع الی اللہ تعالیٰ مراد ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: کہ فقیر کو مندرجہ ذیل صفات سے موصوف ہونا چاہئے اسے چاہئے کہ وہ ہمیشہ ذکر وفکر میں رہے کسی سے جھگڑے تو ایک عمدہ طریق سے اور پھر جب حق معلوم ہو جائے تو فوراً حق کی طرف رجوع کرے اور جھگڑا چھوڑ دے اور حق سے حق کا طالب رہے اور راستی اور راست بازی اپنا شیوہ رکھے اپنا سینہ سب سے وسیع رکھے اور اپنے نفس کو سب سے ذلیل جانے ہنسے تو آواز سے نہیں بلکہ صرف مسکرا کر جو بات کہ نا معلوم ہو اسے دریافت کرے غافل کو نصیحت کرے اور جاہل کو علم سکھلائے اگر کسی سے ایذاء پہنچے تب بھی اسے ایذا نہ پہنچائے لایعنی اور فضول باتوں میں نہ پڑے اور نہ ان میں غور وفکر کیا

کرے کثیر العطاء اور قلیل الاذی اپنی عادت رکھے محرمات سے بچے اور مشتبہات میں توقف کرے غریب کا معین اور یتیم کا مددگار رہے چہرے پر خوشی ظاہر کرے اور دل پر فکر و غم رکھے اس کی یاد میں غمگین اور اپنے فقر میں خوشنود رہے افشائے راز نہ کرے کسی کی پردہ دری کرکے اس کی ہتک نہ کرے مشاہدے میں حلاوت پائے ہر ایک کو فائدہ پہنچائے ذی اخلاق حلیم اور صابر و شاکر ہو اگر کوئی اس سے جہالت کے ساتھ پیش آئے تو وہ اس کے ساتھ حلم و بردباری سے کام لے اگر کوئی اسے اذیت پہنچائے تو وہ اس پر صبر کرے مگر ناحق پر خاموش ہو کر حق کا خون بھی نہ کرے کسی سے بغض نہ رکھے بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر شفقت کرے امانت کو محفوظ رکھے اور کبھی اس میں خیانت نہ کرے کسی کو برا نہ کہے اور نہ کسی کو غیبت سے یاد کرے کم سخن ہو نمازیں زیادہ پڑھے اور روزے بہت رکھے غرباء کو اپنی مجلس میں جگہ دے جہاں تک ہو سکے مساکین کو کھانا کھلائے ہمسایوں کو راحت پہنچائے اور ان کو اپنی جانب سے کوئی اذیت نہ پہنچنے دے کسی کو گالی نہ دے اور نہ کسی کی غیبت کرے نہ کسی کو کچھ عیب لگائے اور نہ کسی کو برا کہے اور نہ کسی کی مذمت کرے اور نہ کسی کی چغلی کھائے ایسے فقیر کے حرکات و سکنات آداب و اخلاق ہوتے ہیں اور اس کا کلام عجیب ہوتا ہے اس کی زبان خزانہ ہوتی ہے اور اس کا قول موزون اور دل محزون ہوتا ہے اور فکر ما کان و ما یکون میں جولانی کرتا ہے۔

محمد بن الخضر الحسینی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ آپ اپنی مجلسِ وعظ میں انواع و اقسام کے علوم بیان کرتے تھے آپ کی مجلس وعظ میں نہ تو کوئی تھوکتا تھا اور نہ کھنگارتا تھا، نہ کلام کرتا تھا اور نہ آپ کی ہیبت کی وجہ سے کوئی آپ کی مجلس میں کھڑا ہوتا تھا آپ فرمایا کرتے تھے۔ مضی القال وعطفنا بالحال ۔ یعنی ہم نے قال سے حال کی طرف رجوع کیا تو یہ سن کر لوگ نہایت مضطرب ہو جاتے تھے اور ان میں حال و وجد پیدا ہو جاتا تھا۔

منجملہ آپ کی کرامات کے یہ بات بھی ہے کہ آپ کی مجلس میں باوجودیکہ لوگ بکثرت ہوتے تھے لیکن آپ کی آواز جتنی کہ آپ سے نزدیک بیٹھنے والے کو سنائی دیتی تھی اتنی ہی

آپ سے دور اخیر مجلس میں بیٹھنے والے کو سنائی دیتی تھی آپ اہل مجلس کے خطرات و مافی الضمیر بیان کر دیا کرتے تھے آپ کی مجلس میں جب لوگ زمین پر ہاتھ ٹیکتے تو انہیں ان کے سوا اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے محسوس ہوتے مگر دیکھتے نہیں نیز! آپ کے اثنائے وعظ میں حاضرین کو فضائے جو میں سے حس و حرکت کی آواز سنائی دیا کرتی تھی اور اکثر اوقات اوپر سے کسی کے گرنے کی آواز بھی معلوم ہوا کرتی تھی یہ لوگ رجال غیب ہوتے تھے۔

ابو سعید قیلوی نے بیان کیا ہے کہ میں نے کئی دفعہ جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ و السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو آپ کی مجلس میں رونق افروز ہوتے ہوئے دیکھا نیز میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ ہوا میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ارواح چاروں طرف ہوا کی طرح گھوم رہے ہیں اور فرشتوں کو تو میں نے دیکھا کہ جماعت کی جماعت آپ کی مجلس میں آیا کرتے تھے اور اسی طرح سے رجال غیب آپ کی مجلس میں آتے ہوئے ایک دوسرے سے سبقت کرتے تھے اور حضرت خضر علیہ السلام کو بھی میں نے آپ کی مجلس میں بکثرت آتے دیکھا میں نے آپ سے ایک دفعہ آپ کے بکثرت آنے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: کہ جسے فلاح مطلوب ہے وہ اس مجلس میں ہمیشہ آئے گا۔

جیوشِ عجم کا آپ کے حکم سے واپس ہو جانا

ایک دفعہ عجم کے ایک بادشاہ نے بہت بڑی جرار فوج خلیفۂ بغداد پر چڑھائی کرنے کے لئے بھیج دی جس کا مقابلہ کرنے سے خلیفہ موصوف عاجز ہوا اور آپ کی خدمت میں استغاثہ کرنے آیا آپ نے شیخ علی بن الہیتی سے فرمایا: کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم بغداد سے چلے جاؤ شیخ موصوف نے فرمایا: بہت اچھا اور اپنے خادم سے بلا کر کہا: کہ تم عجمی لشکر میں جاؤ اور اس کے اخیر میں جا کر دیکھو کہ وہاں چادر کا ایک خیمہ سا بنا ہوا ہوگا اور اس میں تین شخص بیٹھے ہوئے ہوں گے ان سے تم کہنا کہ علی بن الہیتی تم سے کہتے ہیں کہ تم بغداد سے چلے جاؤ گر وہ تمہیں جواب دیں کہ ہم تو دوسرے کے حکم سے آئے ہوئے ہیں تو تم نے بھی یہی کہنا کہ علیٰ ہذا القیاس میں بھی دوسرے کے حکم سے آیا ہوں۔ غرض! خادم نے جا کر انہیں شیخ موصوف کا حکم سنایا وہ کہنے لگے کہ ہم تو دوسرے کے حکم سے آئے ہوئے ہیں۔ خادم نے کہا:

کہ میں بھی دوسرے کے حکم سے آیا ہوں تو یہ سن کران میں سے ایک شخص نے ہاتھ بڑھایا اور چادر کے بندھن کھول ڈالے اور چادر لپیٹ کر یہ تینوں شخص واپس ہوئے اور اسی وقت ان کے لشکر نے بھی خیمے گرا کر اپنا راستہ لیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

آپ کی مجلس میں سبز پرندے کا آنا

شیخ محمد الہروی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت آپ کی مجلس میں حاضر ہوا آپ نے وعظ شروع کیا حتیٰ کہ آپ اپنے کلام میں مستغرق ہو گئے اور فرمایا: کہ اگر اس وقت اللہ تعالیٰ میرا کلام سننے کے لئے ایک سبز پرندے کو بھیجے تو وہ ایسا کر سکتا ہے آپ نے اپنا یہ کلام پورا نہیں کیا تھا کہ اتنے میں ایک نہایت خوبصورت سبز پرندہ آیا اور آ کر آپ کی آستین میں گھس گیا اور پھر نہیں نکلا۔

شیخ عبداللہ الجبالی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بغداد کے ایک مسافر خانہ میں شیخ یوسف ہمدانی آ کر ٹھہرے اور لوگ آپ کو قطب کہا کرتے تھے میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ نے مجھے دیکھا تو آپ میری طرف اٹھ کر آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر آپ نے مجھے اپنے بازو سے بٹھا لیا اور اپنی فراست سے آپ نے میرا احوال دریافت کر کے بیان کیا اور جو امور کہ مجھ پر مشکل تھے ان کو بھی آپ نے مجھ پر ظاہر کر دیا پھر آپ نے فرمایا: کہ عبدالقادر! تم وعظ کہا کرو میں نے عرض کیا کہ حضرت میں ایک عجمی شخص ہوں۔ فصحائے بغداد کے سامنے میں کیونکر اپنی زبان کھول سکتا ہوں آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید یاد کیا ہے اور فقہ و اصول فقہ اور نحو و لغت و تفاسیر کی کتابیں یاد کی ہیں کیا اب بھی آپ وعظ نہیں کہہ سکتے آپ ضرور وعظ کہا کریں میں آپ کے اندر ترقی کے نمایاں آثار دیکھ رہا ہوں۔ رضی اللہ عنہما

شیخ ابو مدین بن شعیب المغربی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے آپ سے مشائخ مشرق و مغرب کا حال دریافت کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا حال بھی دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کہ وہ امام الصدیقین و حجۃ العارفین ہیں وہ روح معرفت ہیں۔ تمام اولیاء اللہ کے

درمیان میں انہیں تقرب حاصل ہے۔ رضی اللہ عنہما

سبز پرندوں کا وعظ سننے کے لئے حاضرِ مجلس ہونا

شیخ محمد بن الہروی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے کہ بعض لوگوں میں کچھ بے توجہی سی پیدا ہو گئی آپ نے فرمایا: کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ میرا کلام سننے کے لئے سبز پرندوں کو بھیجے تو وہ ایسا کر سکتا ہے آپ یہ کہہ کر فارغ نہیں ہوئے تھے کہ مجلس میں بکثرت سبز پرندے بھر گئے اور حاضرین نے انہیں دیکھا۔

پرندے کا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑنا

اسی طرح سے ایک روز آپ قدرتِ الٰہی کے متعلق بیان فرما رہے تھے اور لوگ بھی متاثر ہو کر استغراق کی حالت میں ہو کر نہایت خشوع و خضوع کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک عجیب الخلقت پرندہ مجلس کے قریب سے گزرا لوگ اس کے دیکھنے میں مشغول ہو گئے آپ نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس ذاتِ پاک کی قسم ہے کہ اگر میں پرندے سے کہوں کہ تو مر جا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گر جا تو وہ اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر جائے آپ نے اپنا یہ کلام پورا نہیں کیا تھا کہ یہ پرندہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اصحابِ کبار رضی اللہ عنہم کا آپ مجلس میں جلوہ افروز ہونا

شیخ بقاء بن بطو النہر کی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں ایک وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مجلس میں حاضر ہوا اس وقت آپ تخت کی پہلی سیڑھی پر وعظ فرما رہے تھے اس اثناء میں آپ اپنا کلام کر کے تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر نیچے اتر آئے پھر دوبارہ تخت پر بیٹھتے ہوئے دوسری سیڑھی پر بیٹھ گئے میں نے اس وقت پہلی سیڑھی کو دیکھا کہ وہ نہایت وسیع ہو گئی اور اس پر ایک نہایت عمدہ فرش بچھ گیا اور جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین رونق افروز ہوئے اور اس وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر حق تعالیٰ نے تجلی کی

آپ اس کی برداشت نہ کر کے گرنے لگے تو جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو تھام لیا اس کے بعد آپ چڑیا کی طرح بہت چھوٹے سے ہو گئے اور پھر آپ بڑھ کر ایک ہیبت ناک صورت پر ہو گئے شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ پھر بعد میں میں نے جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ ﷺ کے اصحاب کی اس طرح سے دکھائی دینے کی وجہ آپ سے دریافت کی تو آپ نے فرمایا: کہ آپ ﷺ کے اور آپ ﷺ کے اصحاب کی ارواح نے ظاہری صورت اختیار کر لی تھی اور خدائے تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اور اصحاب کی ارواح کو اس بات کی قوت دے رکھی ہے چنانچہ حدیثِ معراج اس بات کی کافی دلیل ہے اسی طرح سے کہ جس کو اللہ تعالیٰ قوت دیتا ہے وہی آپ کو اس طرح سے بصورت احیاء دیکھ سکتا ہے، نیز میں نے اس وقت آپ کے چھوٹے ہو جانے کی وجہ بھی دریافت کی تو آپ نے فرمایا: کہ پہلی تجلی وہ تھی کہ جس کو بغیر تائید نبوی ﷺ کے کوئی طاقتِ بشری برداشت نہیں کر سکتی اس لئے اگر رسول اللہ ﷺ رونق افروز نہ ہوتے تو میں گر جاتا اور آپ نے مجھ کو تھام لیا اور دوسری تجلی جلالی تھی کہ جس سے میں چھوٹا ہو گیا اور تیسری تجلی جمالی تھی کہ جس سے میں بڑھ گیا۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔ (یہ خدا کا فضل عظیم ہے جسے وہ چاہتا ہے دیتا ہے اور اس کا فضل و کرم بہت وسیع ہے)

شیخ العارفین شیخ مسعود الحارثی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک وقت شیخ جاگیر و شیخ علی بن ادریس رحمۃ اللہ علیہم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ دونوں بزرگ اس وقت ایک ہی جگہ تشریف رکھتے ہوئے مشائخِ اسلاف رضی اللہ عنہم کا ذکرِ خیر کر رہے تھے اس اثناء میں شیخ جاگیر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا: کہ وجود میں تاج العارفین ابوالوفاء جیسا کوئی ظاہر ہوا ہے اور نہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسا کوئی کامل التصریف اور کامل الوصف صاحبِ مراتب و مناصب و مقاماتِ عالیہ گزرا ہے اور اب آپ کے بعد قطبیت سیدی علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منتقل ہو گئی ہے اس کے بعد پھر آپ نے فرمایا: کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وہ بزرگ ہیں کہ جنہیں احوالِ قطبیت مقامات

عالیہ اور استغراق میں بھی آپ کو مدارج اعلیٰ حاصل تھے غرض جہاں تک کہ ہمیں علم ہے آپ جیسے مراتب و مناصب دیگر مشائخین میں سے اور کسی کو حاصل نہیں ہوئے پھر ہم نے تنہائی میں شیخ علی بن ادریس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کے اس بیان کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کہ آپ نے جو کچھ بیان کیا وہ آپ نے اپنے مشاہدے اور اپنے اس علم کے ذریعہ سے بیان کیا جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے آپ اپنے اقوال و افعال میں صادق اور نہایت نیک و صالح بزرگ ہیں۔

شیخ ابو عمرو شیخ عثمان الصیرفی و شیخ عبدالحق حریمی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اکثر اوقات نہایت آبدیدہ ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ اے پروردگار! میں اپنی روح تجھے کیونکر نذر کروں حالانکہ جو کچھ ہے وہ سب تیرا ہی ہے۔

نیز! آپ سے منقول ہے کہ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے کہ لوگوں میں کچھ سستی پیدا ہو گئی اس وقت آپ نے یہ شعر پڑھے۔

لا تسقنی وحدی فما عودتنی

انی المرشح بها علی الجلاس

تو مجھے اکیلے کو نہ پلا کیونکہ تو نے مجھے عادی کر دیا ہے کہ میں حریفوں کے ساتھ شراب پینے کا عادی ہوں۔

انت الکریم وهل یلیق تکرما

ان یعبر الندماء دون الکاس

وہ تو کریم ہے اور کریم و سخی کو یہ بات نہیں زیب دیتی کہ حریف بدوں شراب پیے اٹھ جائیں۔

اور لوگوں میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا اور دو تین آدمیوں کی روح بھی پرواز ہو گئی۔

رضی اللہ عنہ

شیخ ابو عمرو شیخ عثمان بن عاشور السنجاری بیان کرتے ہیں کہ شیخ سوید سنجاری رضی اللہ عنہ کو بارہا ہم نے بیان کرتے سنا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی ہمارے شیخ اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ہمارے رہنما اور مقام حضرت القدس میں آپ ثابت قدم اور اپنے زمانہ میں حال و قال دونوں میں اپنے تمام معاصرین پر مقدم اور ان سے اعلیٰ وافضل ہیں۔ (رضی اللہ عنہ)

چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنا

ابو الفتح ہروی بیان کرتے ہیں کہ سیدی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چالیس سال تک رہا کیا اس مدت تک میں نے دیکھا کہ آپ ہمیشہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے آپ کا دستور تھا کہ جب وضو ٹوٹ جاتا تو آپ فوراً وضو کر لیا کرتے اور وضو کر کے آپ دو رکعت نفل تحیۃ الوضو پڑھا کرتے تھے اور شب کو آپ کا قاعدہ تھا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر آپ اپنے خلوت خانہ میں داخل ہو جاتے تھے اور پھر صبح کی نماز کے وقت آپ وہاں سے نکلا کرتے تھے اس وقت آپ کے پاس کوئی نہیں جا سکتا تھا یہاں تک کہ خلیفہ بغداد شب کو آپ سے ملنے کی غرض سے کئی دفعہ حاضر ہوا مگر طلوع فجر سے پہلے کبھی خلیفۂ موصوف کی آپ سے ملاقات نہ ہوئی۔

ملاء اعلیٰ میں آپ کا لقب: بازِ اشہب

شیخ ابو سلیمان المنجی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت شیخ عقیل کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت آپ سے بیان کیا گیا کہ بغداد میں ایک شریف نوجوان کی جس کا کہ عبدالقادر نام ہے بڑی شہرت ہو رہی ہے آپ نے فرمایا: کہ اس کی شہرت آسمان میں اس سے بھی زیادہ ہے۔ ملاء اعلیٰ میں یہ نوجوان بازِ اشہب کے لقب سے پکارا جاتا ہے عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ امرِ ولایت انہی کی طرف منتہی ہو جائے گا اور انہیں سے صادر ہوا کرے گا۔ شیخ عقیل پہلے بزرگ ہیں کہ جنہوں نے آپ کو بازِ اشہب کے لقب سے یاد کیا۔ رضی اللہ عنہما

ابو المظفر شمس الدین یوسف بن عبداللہ الترکی البغدادی الحنفی سبط ابنِ الجوزی تغمدہا اللہ برحمتہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ چہار شنبہ کے روز وعظ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے شب سے ہی ارادہ کر رکھا تھا کہ صبح آپ کے وعظ میں

ضرور جاؤں گا اتفاق سے اسی شب کو مجھے احتلام ہو گیا اور شب کو سردی بھی نہایت شدت کی تھی جس کی وجہ سے میں غسل نہیں کر سکا میں نے کہا: خیر آپ کے وعظ میں تو ہو ہی آؤں اس کے بعد پھر آ کر غسل کروں گا۔ غرض میں آپ کی مجلس میں گیا اور جب قریب پہنچا تو دور سے ہی آپ کی نظر پڑی اور آپ نے فرمایا: کہ دبیرا (پیچھے آنے والے) تم بحالت ناپاکی ہماری مجلس میں آرہے ہو اور سردی کا بہانہ کرتے ہو۔ رضی اللہ عنہ

شمس الدین موصوف یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک بزرگ نے جو اہل جرمیہ سے تھے اور مظفر کے نام سے پکارے جاتے تھے مجھ سے بیان کیا کہ میں اکثر اوقات آپ کی مجلس میں شریک ہونے کی غرض سے چہار شنبہ کی رات کو آپ ہی کے مدرسہ میں سویا کرتا تھا۔ ایک شب کو گرمی بہت تھی اس لئے میں مدرسہ کی چھتوں پر چڑھ گیا یہیں پر ایک طرف کے کمرے میں آپ بھی تشریف رکھتے تھے اور آپ کے اس کمرے میں ایک چھوٹا سا دریچہ بھی تھا جب میں اس کمرے کی طرف کو آیا تو اس وقت مجھے یہ خواہش ہوئی کہ اگر اس وقت مجھے چار پانچ دانے کھجور کے ملتے تو میں کھاتا مجھے یہ خیال گزرتے ہی آپ نے اپنے کمرے کا دریچہ کھولا اور میرا نام لیکر مجھے پکارا اور کھجور کے پانچ دانے مجھے دیئے اور فرمایا: کہ جو چیز تم کھانا چاہتے ہو لو اس سے پہلے آپ میرا نام نہیں جانتے تھے شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ آپ کی اس قسم کی حکایتیں اور بھی بکثرت ہیں۔

شیخ ابونصیر رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کی شان میں قول

شیخ عمر الصلباجی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے بعض احباب میں سے ایک بزرگ شیخ ابو نصیر کی خدمت میں آپ سے اجازت چاہنے کی غرض سے حاضر ہوئے یہ بزرگ اس وقت بغداد جارہے تھے آپ نے ان سے فرمایا: کہ تم بغداد جا کر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ضرور ملنا اور آپ کو میرا سلام پہنچانا اور میری طرف سے آپ سے کہہ دینا کہ ابونصیر کے لئے دعائے خیر کیجئے اور اسے بھی اپنے دل میں جگہ دیجئے اس کے بعد آپ نے ان سے فرمایا: کہ آپ ایسے بزرگ ہیں کہ عجم میں آپ اپنا نظیر نہیں رکھتے تم عراق میں جا کر دیکھو گے کہ وہاں پر آپ کا کوئی جواب نہیں ملے گا آپ اپنی شرافت علمی و نسبی دونوں کی وجہ سے تمام

اولیاء سے ممتاز ہیں۔

خلیفۂ وقت کی دعوتِ ولیمہ میں آپ کی شرکت

شیخ شاور الشبتی المحلی نے بیان کیا ہے کہ خلیفہ بغداد نے ایک وقت ولیمہ کیا جس میں خلیفہ موصوف نے عراق کے تمام علماء و مشائخ عظام کو دعوت دی اور تمام علماء و مشائخ آئے اور طعامِ ولیمہ کھا کر چلے گئے مگر شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ عدی بن مسافر اور شیخ احمد الرفاعی اس وقت نہیں آئے جب تمام علماء و مشائخ فارغ ہو کر چلے گئے تو وزیر سلطنت نے خلیفہ موصوف سے کہا: کہ شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ عدی بن مسافر اور شیخ احمد الرفاعی نہیں آئے اور یہ نہیں آئے تو گویا کوئی نہیں آیا خلیفۂ موصوف نے بھی اپنے چوبدار کو حکم دیا کہ وہ آپ کو بلا لائے اور جبلِ ہکار جا کر شیخ عدی بن مسافر اور شیخ احمد الرفاعی کو بھی بلا لائے۔ شیخ شاور شبتی کہتے ہیں کہ اس وقت آپ نے چوبدار کے آنے سے پہلے مجھے فرمایا: کہ تم محلۂ باب حلبہ کی مسجد میں جاؤ وہاں تمہیں شیخ عدی بن مسافر اور ان کے ساتھ دو شخص اور ملیں گے ان سب کو بلا لاؤ اس کے بعد مقبرہ شونیزی میں جاؤ وہاں تمہیں احمد الرفاعی ملیں گے اور ان کے ساتھ بھی دو شخص ہوں گے ان سب کو بھی بلا لاؤ چنانچہ میں حسب ارشاد پہلے مسجد باب حلبہ میں گیا وہاں پر مجھے شیخ عدی بن مسافر ملے اور دو شخص آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے میں نے آپ سے کہا: کہ شیخ عبدالقادر جیلانی آپ کو بلاتے ہیں انہوں نے فرمایا: کہ اچھا مع اپنے دونوں مصاحبوں کے آپ میرے ساتھ ہو لئے پھر راستہ میں شیخ عدی نے مجھ سے فرمایا: کہ شاید آپ نے تمہیں شیخ احمد الرفاعی کے بلانے کے لئے بھی تو کہا ہے تم ان کے پاس نہیں جاتے میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! میں وہاں بھی جاتا ہوں پھر اس کے بعد مقبرہ شونیزی آیا تو یہاں پر مجھے شیخ احمد الرفاعی اور آپ کے ساتھ دو آدمی ملے میں نے آپ سے کہا: کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی آپ کو بلاتے ہیں آپ نے بھی فرمایا: کہ اچھا اور مع اپنے دونوں مصاحبوں کے میرے ساتھ ہو لئے اور اب مغرب کا وقت تھا کہ دونوں بزرگ آپ کے مسافر خانہ کے دروازہ پر آ ملے آپ نے اٹھ کر دونوں مشائخ کی تعظیم کی، یہ دونوں مشائخ آن کر رونق افروز ہوئے ہی تھے کہ اتنے میں چوبدار آیا اور دیکھ کر فوراً واپس گیا اور خلیفۂ

موصوف کو اس کی خبر کی۔ خلیفہ موصوف نے آپ کو ایک رقعہ لکھا اور اپنے شہزادے اور چوبدار کو رقعہ دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ تناولِ طعام کے لئے تشریف لائیں۔

الغرض آپ نے خلیفۂ موصوف کی دعوت قبول کی اور مجھے بھی آپ نے اپنے ہمراہ آنے کے لئے فرمایا جب ہم دجلہ کے کنارے پہنچے تو یہیں پر شیخ علی بن الہیتی بھی آتے ہوئے ملے اور آپ بھی ہمراہ ہو گئے پھر جب ہم خلیفہ موصوف کے مہمان خانہ میں پہنچے تو ہم ایک عمدہ کمرے میں لائے گئے جہاں پر خلیفہ موصوف مع اپنے دو خادموں کے منتظر کھڑے ہوئے تھے جب ہم اس کمرے کے صحن میں پہنچے تو آپ کی طرف خلیفہ موصوف نے مخاطب ہو کر فرمایا: کہ اے سادات قوم! جب بادشاہ اپنی رعایا پر گزرتے ہیں تو وہ ان کی گزرگاہ پر مخمل و حریر بچھایا کرتی ہے اس کے بعد خلیفۂ موصوف نے اپنے کپڑے کا دامن بچھا کر فرمایا: کہ آپ اور آپ کے اور مشائخ اس دامن پر سے ہو کر نکلیں چنانچہ آپ کے ساتھ مشائخ بھی اس کے اوپر سے ہو کر نکلے اس کے بعد خلیفۂ موصوف جہاں پر کہ دستر خوان چنا ہوا تھا وہاں تک ہمارے ساتھ آئے اور ہم سب نے کھانا تناول کیا اور خلیفۂ موصوف بھی ہمارے ساتھ شریک تھے پھر جب ہم کھانا تناول کر کے فارغ ہوئے اور خلیفہ سے رخصت ہو چکے تو آپ کے ساتھ مشائخ موصوف حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے مگر اس وقت اندھیرا بہت تھا اور آپ آگے آگے تھے جب آپ کسی پتھر یا لکڑی یا کسی دیوار و قبر کے پاس سے گزرتے تو آپ انگلی سے اشارہ کر کے بتلا دیتے اس وقت آپ کی انگشتِ مبارک مہتاب کی طرح سے روشن ہو جایا کرتی تھی اسی طرح سے ہم سب آپ کی اس روشنی سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار تک گئے جب ہم آپ کے مزار پر پہنچے تو آپ اور مشائخ موصوف مزار کے اندر چلے گئے اور ہم لوگ دروازے پر کھڑے رہے جب آپ زیارت سے واپس آئے اور باقی تینوں مشائخ آپ سے رخصت ہونے لگے تو شیخ عدی بن مسافر نے آپ سے کہا: کہ آپ انہیں کچھ وصیت کریں آپ نے ان سے فرمایا: کہ میں تمہیں کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کی وصیت کرتا ہوں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

شیخ عمر البزاز بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک وقت شیخ عدی بن مسافر کی زیارت کرنے کا

نہایت اشتیاق ہوا میں نے آپ سے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی آپ نے مجھ کو شیخ موصوف کی خدمت میں جانے کی اجازت دی جب شیخ کی زیارت کرنے کے لئے میں جبلِ ہکار آیا اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے میری خاطر تواضع کرنے اور میری خیر و عافیت پوچھنے کے بعد مجھ سے فرمایا: کہ عمر! دریا کو چھوڑ کر نہر پر آئے ہو اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تمام محبوں کے افسر ہیں اور تمام اولیاء اللہ کی باگ آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ (رضی اللہ عنہ)

قدوۃ العارفین شیخ علی بن وہب الشیبانی الربیعی الموسوی السنجاری نے آپ کی نسبت فرمایا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی اکابرین اولیاء سے ہیں، بڑی خوش نصیبی کی بات ہے جو کوئی کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو یا اپنے دل میں آپ کی عظمت رکھے۔

مشائخ کے نزدیک آپ کا ادب واحترام

شیخ موسیٰ بن ہامان الزولی یا بقول بعض ماہین الزولی نے بیان کیا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت خیر الناس (بہترین مردم) و سلطان اولیاء سید العارفین ہیں میں ایسے شخص کا کہ فرشتے جس کا ادب کرتے ہیں کیونکر ادب نہ کروں۔ رضی اللہ عنہ

شیخ الصوفیاء شہاب الدین عمر السہروردی فرماتے ہیں کہ 506 ہجری میں میرے عمِ بزرگ شیخ ابو النجیب عبدالقاہر السہروردی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں تشریف لائے میں بھی اس وقت آپ کے ساتھ تھا میرے عمِ بزرگ جب تک آپ کی خدمت میں بیٹھے رہے اس وقت تک آپ نہایت خاموش و مؤدب ہو کر آپ کا کلام سنتے رہے پھر جب ہم آپ سے رخصت ہو کر مدرسہ نظامیہ کو جانے لگے تو میں نے راستہ میں آپ سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: کہ میں آپ کا کیونکر ادب نہ کروں حالانکہ آپ کو وجودِ تام اور تصرفِ کامل عطا کیا گیا ہے اور عالمِ ملکوت میں آپ پر فخر کیا جاتا ہے عالمِ کون میں آپ اس وقت منفرد ہیں میں ایسے شخص کا کیونکر ادب نہ کروں کہ جس کو خدائے تعالیٰ نے میرے اور تمام اولیاء کے دل اور ان کے حال و احوال پر قابو دیا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو انہیں روک لیں اور چاہیں تو انہیں چھوڑ دیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ ابو محمد یا بقول بعض مشائخ ابو محمد شبنکی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ ابوبکر بن ہوار جب آپ کا ذکر کرتے تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ قریب ہے کہ عراق میں پانچویں صدی کے درمیان شیخ عبدالقادر ظاہر ہوں گے ان کے علم و فضل پر سب کو اتفاق ہو گا مجھ پر مقامات اولیاء کا کشف کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ ان میں بھی اعلیٰ درجہ پر ہیں پھر مجھ پر مقامات مقربین کا کشف کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ ان میں بھی اعلیٰ درجہ پر ہیں پھر مجھ پر اہل کشف کے حالات کا کشف کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ ان میں اعلیٰ مقامات پر ہیں آپ کو وہ مظہر عطا فرمایا جائے گا جو کہ بجز صدیقین اور اہلِ توفیق و تائید الٰہی کے اور کسی کو عطا نہیں ہوتا آپ ان علمائے ربانی سے ہوں گے کہ جن کے اقوال و افعال کی تقلید و پیروی کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے اپنے بہت سے بندوں کے درجے عالی کرے گا آپ ان اولوالعزم اولیاء اللہ میں سے ہوں گے کہ قیامت کے دن جن پر تمام امتوں میں فخر کیا جائے گا۔

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بِہٖ وَ نَفَعَنَا بِبَرَکَاتِہٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

ذکر ساداتِ مشائخ کہ جنہوں نے آپ کی مدح سرائی کی ہے اور جن کے مناقب بیان کرنے کا ہم اوپر وعدہ کر آئے ہیں

شیخ ابو بکر بن ہوار البطائحی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے سیدنا القطب الفرد الجامع الشیخ ابو بکر بن ہوارا البطائحی (ہوارا بضم ہا ورا درمیان دو الف) آپ اعلیٰ درجہ کے خلیق متواضع متبع شرع اور اکابرِ مشائخ عراق سے تھے اور اعیانِ مشائخ عراق آپ کی طرف منسوب ہیں آپ عراق کے پہلے مشائخ ہیں کہ جنہوں نے عراق میں مشیخیت کی بنیاد قائم و مضبوط کی آپ کا قول ہے کہ جو کوئی ہر چہار شنبہ (بدھ) کو چالیس چہار شنبہ (بدھ) تک میرے مزار کی زیارت کرے تو آخری زیارت میں خدائے تعالیٰ اسے آتشِ دوزخ سے نجات بخش دے گا نیز آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے خدائے تعالیٰ سے عہد لیا ہے کہ جو جسم کہ میرے مزار میں داخل ہوا سے آگ نہ جلا سکے گی چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ مچھلی وغیرہ چیزیں آپ کے مزار پر لائی گئیں اور پھر انہیں آگ پر رکھا گیا تو وہ نہ پکیں اور نہ بھنیں۔

بہت سے اکابر مشائخ مثلاً شیخ احمد الشنبکی وغیرہ آپ کی صحبت و بابرکت سے مستفید ہوئے اور بہت سے لوگوں کو جن کی تعداد شمار سے زائد ہے آپ سے تلمذ حاصل ہے علماء و مشائخ کی ایک کثیر تعداد جماعت نے آپ کی تعظیم و تکریم پر اتفاق اور آپ کے قول و فعل کی طرف رجوع کیا ہے دور و دراز و اطراف و جوانب سے لوگ آپ کو نذرانہ پیش کرتے اور آپ کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے آپ کے مکتوبات عموماً مشہور و معروف تھے اہلِ سلوک دور دراز سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ حقائق و معارف کے متعلق آپ کا کلام بہت کچھ مشہور و معروف ہے۔

آپ کے فرموداتِ عالیہ

منجملہ اس کے آپ نے فرمایا ہے کہ حکمت عارفوں کے دلوں میں لسانِ تصدیق سے اور

زاہدوں کے دلوں میں تعظیم سے اور نیک لوگوں کے دلوں میں لسانِ توفیق سے اور مریدوں کے دلوں میں لسانِ ذکر سے اور محبوبوں کے دلوں میں لسانِ شوق و اشتیاق سے ناطق ہوا کرتی ہے نیز آپ نے فرمایا ہے کہ تقرب الی اللہ حسن ادب سے ولزومِ ہیبت و عظمت ربوبیت و طاعت و عبادت سے اور تقرب الی رسول اللہ ﷺ کا اتباع سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے اور تقرب الی الاہل (گھر والے اور کنبہ والے) حسنِ خلق سے اور تقرب الی الاحباب خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے حاصل ہوا کرتا ہے اور چاہئے کہ جہان کے لئے ہمیشہ دعائے خیر ورحمت ومغفرت کرتا رہے۔

نیز! آپ نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ سے لولگانا غیر سے جدائی اور غیر سے لولگانا خدائے تعالیٰ سے جدائی کرنا ہے جبکہ خدائے تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں واحد ہے تو طالب کو چاہئے کہ یہ بھی سب سے تنہا ہوکر واحد ہوجائے مشتاق کی یہ شان ہے کہ سب کچھ چھوڑ کر محبوب کو اختیار کرے تا کہ اس پر معارف وحقائق کے در کھل جائیں اور لسانِ ازل غیب سے اپنی طرف بلائے۔

اور یاد رہے کہ خوف سے وصال الی اللہ حاصل ہوتا ہے اور عجب وغرور سے اس سے انقطاع ہوجاتا ہے اور لوگوں سے اپنے آپ کو بہتر سمجھنا یہ ایک نہایت برا اور لاعلاج مرض ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی حالات

آپ کا ابتدائی حال بیان کیا گیا ہے کہ اولاً آپ لوٹ مار کیا کرتے تھے اور آپ کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ تھے ایک روز آپ نے ایک عورت کی آواز سنی یہ عورت اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی کہ تم یہیں اتر جاؤ ایسا نہ ہو کہ آگے جا کر ابن ہوارا اور اس کے ساتھی ہمیں پکڑ لیں قدرتِ الٰہی سے یہ اس کی آواز آپ کے لئے اکسیر ہوگئی اور اس کے اس کہنے سے آپ کو نصیحت ہوئی اور آپ اس کا یہ کہنا سن کر بہت روئے اور فرمانے لگے لوگ مجھ سے اس قدر خوف کھاتے ہیں اور میں خدائے تعالیٰ سے ذرا بھی خوف نہیں کھاتا غرض آپ اسی وقت اپنے افعال سے تائب ہوگئے آپ کے ساتھ آپ کے رفقاء نے بھی توبہ کی اور اب

آپ اور آپ کے رفقاء نے صدقِ دل سے رجوع الی اللہ اختیار کیا اس وقت عراق میں کوئی شیخِ طریقت مشہور و معروف نہ تھے۔

آپکو زیارت سیّدنا رسول اللہ ﷺ وسیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور خرقہ عطاء ہونا

آپ نے اسی شب کو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا' آپ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے خرقہ پہنایئے تو جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ سے فرمایا: کہ ابنِ ہوارا میں تمہارا نبی ہوں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: کہ یہ تمہارے شیخ ہیں تم اپنے ہم نام سے خرقہ پہن لو۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو ایک کپڑا اور ٹوپی پہنائی اور آپ کے سر پر دستِ مبارک پھیرا اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ بعدازاں رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا: کہ ابوبکر تم عراق میں اہلِ طریقت کی سنت زندہ کرو گے میری امت میں بہت سے اربابِ حقائق پیدا ہوں گے اور قیامت تک عراق میں تمہاری مشیخیت باقی رہے گی۔

اس کے بعد آپ بیدار ہو گئے اور یہ کپڑا آپ نے اپنے جسم پر اور ٹوپی آپ کی آپ کو ملی اور عراق میں ہاتف نے پکار دیا کہ اب ابنِ ہوارا واصل الی اللہ ہو گئے۔

آپ کی فضیلت و کرامات

شیخ عزاز بن مستودع البطائحی نے بیان کیا ہے کہ شیخ ابوبکر بن ہوارا اسلاف کے بعد عراق کے پہلے شیخِ طریقت ہیں آپ مستجاب الدعوات تھے اور بطائح میں آپ کی وجہ سے رجالِ غیب کے بکثرت آنے سے انوار روشن ہوا کرتے تھے آپ کو تصریفِ تام حاصل تھی۔

شیخ احمد بن ابی الحسن علی الرافعی بیان کرتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ دجلہ میں میرا لڑکا غرق ہو گیا ہے اور یہ میرا ایک ہی بیٹا تھا۔ اس کے سوا میرا اور کوئی نہیں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ آپ کو خدائے تعالیٰ نے اسے واپس کرنے کی قدرت عطا فرمائی ہے اگر میرے لڑکے کو مجھے واپس نہ کر دیں گے تو قیامت کے دن خدائے

تعالیٰ سے اور رسول اللہ ﷺ سے اس بات کی شکایت کروں گی کہ انہوں نے باوجود قدرت کے میرے اس کام کو نہیں کیا۔

اس عورت کا کلام سن کر آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا: کہ چل مجھ کو بتلا کس جگہ تیرا لڑکا غرق ہوا؟ یہ آپ کو اس جگہ لائی جب آپ قریب پہنچے تو اس کا لڑکا اوپر اچھل آیا اور آپ تیرتے ہوئے اس کی لاش تک گئے اور اسے اپنے کندھے پر اٹھا لائے اور اس کی والدہ کو دے دیا اور فرمایا: کہ لو اسے لے جاؤ۔ میں نے اسے زندہ ہی پایا ہے یہ عورت اپنے لڑکے کو لے کر چلی آئی اور وہ اس کے ساتھ اس طرح سے چلا گیا کہ گویا اس پر کوئی واقعہ گزرا ہی نہ تھا۔

شیخ محمد الشنبکی نے بیان کیا ہے کہ میں ایک زمانہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا آپ اس وقت تنہا دریا میں ایک درخت پر تشریف رکھا کرتے تھے اور دریا کے کنارے آپ ہی کے قریب ایک شیر بیٹھا رہتا تھا اور جب آپ دریا سے نکل کر باہر تشریف لاتے تو یہ آپ کے قدموں پر لوٹ جایا کرتا تھا۔

ایک دفعہ میں نے آپ کے سامنے بہت بڑا شیر بیٹھا دیکھا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ سے کچھ کہہ رہا ہے اور آپ گویا اسے جواب دے رہے ہیں اس کے بعد شیر اٹھ کر چلا گیا تو میں نے آپ سے دریافت کیا کہ وہ آپ سے کیا کہہ رہا تھا اور آپ نے اسے کیا جواب دیا آپ نے فرمایا: اس نے مجھ سے کہا تھا کہ تین روز سے مجھ کو غذا نہیں ملی اس لئے میں نہایت بھوکا ہوں آج صبح کو میں نے خدائے تعالیٰ سے فریاد کی تو مجھ کو بتلایا گیا کہ تیری غذا قریہ ہامیہ میں ہے جسے تو تکلیف اٹھا کر حاصل کر سکے گا۔ اس لئے میں اس تکلیف سے ڈر رہا ہوں تو اس وقت میں نے اسے جواب دیا کہ تیری داہنی جانب تجھ کو وہاں پر کچھ زخم پہنچے گا جو ایک ہفتہ تک تجھے تکلیف دے گا پھر میں نے لوح محفوظ پر لکھا ہوا دیکھا تھا کہ اس کی روزی ہامیہ میں ہے یہ وہاں سے ایک بکری نکال لائے گا جس پر وہاں کے گیارہ شخص اس پر حملہ کریں گے اور ان میں سے تین شخص مارے جائیں گے اور اس کو ایک زخم پہنچے گا جس سے ایک ہفتہ تک اس کو تکلیف ہوگی پھر وہ اچھا ہو جائے گا۔

شیخ محمد الشنبکی بیان کرتے ہیں کہ میں اس کے فوراً بعد ہمامیہ گیا تو میں نے دیکھا کہ شیر وہاں مجھ سے پہلے پہنچ چکا تھا اور جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہ بعینہٖ واقع ہوا پھر ایک ہفتہ کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ شیر آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور اس کا زخم بھی اچھا ہو چکا تھا۔

نیز! بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے ایک کھارے کنوئیں سے وضو کیا تو آپ کے وضو کرنے سے اس کا پانی شیریں ہو گیا اور اس میں پانی بکثرت آنے لگا۔

بطائح میں آپ سکونت پذیر تھے اور وہیں پر آپ نے وفات پائی تو جنوں نے بھی آپ کا ماتم کیا۔رضی اللہ عنہ

شیخ محمد الشنبکی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ محمد یا بقول بعض شیخ ابو محمد طلحہ الشنبکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ جلیل القدر عظیم الشان مشائخ سے تھے ریاست مشیخیت اس وقت آپ ہی کی طرف منتہی تھی شیخ ابوالوفا شیخ منصور شیخ عزاز وغیرہ بہت سے علماء وفضلاء آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے علاوہ ازیں اور بھی بہت سی خلقت کو آپ سے فخرِ تلمذ حاصل تھا آپ اپنے شیخ شیخ ابوبکر ہوارا رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مسند سلوک پر بیٹھے آپ اعلیٰ درجہ کے وافر العقل و کامل الحیا متبعِ شرع تھے۔

آپ کا ابتدائی حال

ابتداء میں آپ بھی لوٹ مار کیا کرتے تھے ایک روز آپ نے اور آپ کے رفقاء نے شیخ ابوبکر بن ہوارا کے قریہ کے قریب ایک قافلہ کو لوٹا اور لوٹ کا مال تقسیم کرنے لگے اور تقسیم کر کے روانہ ہوئے اور جب سحر کے وقت زاویہ شیخ ابوبکر ہوارا کے قریب پہنچے تو آپ اپنے رفقاء سے کہنے لگے کہ تم لوگوں کو اختیار ہے جہاں چاہو چلے جاؤ مجھے اب اپنے دل پر قابو نہیں۔میرے دل پر تو شیخ ابوبکر بن ہوارا نے قبضہ کرلیا ہے آپ کے رفقاء نے کہا: کہ ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں جس قدر کہ مال و متاع کہ اس وقت انہوں نے لوٹا تھا وہ سب زمین پر

ڈال دیا۔

اسی وقت شیخ ابوبکر ہوارا نے اپنے احباب سے کہا: کہ آؤ چل کر مقبولینِ بارگاہ سے ملاقات کریں آپ اپنے مریدوں کو لے کر ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ حضرت ہم وہ لوگ ہیں کہ مال حرام ہمارے شکم میں بھرا ہوا ہے اور ناحق خون ہماری تلواروں پر لگا ہوا ہے آپ نے فرمایا: کہ اس سب کو جانے دو خدائے تعالیٰ نے تمہارے صدق واخلاص کو قبول کیا ہے غرض ان سب نے آپ کے دست مبارک پر توبہ کی اور سچی توبہ کی۔

آنانکہ[1] مس عیب را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

پھر شیخ محمد آپ کے پاس تین روز تک ٹھہرے رہے اور فرمانے لگے کہ پہلے روز میں نے دنیا کو ترک کیا۔ دوسرے روز آخرت کی طرف رجوع کی اور تیسرے روز میں نے خدائے تعالیٰ کو طلب کیا اور اس کے ماسوا سے روگردانی کی اور میں نے اسے بھی پا لیا۔

آپ کی کرامات وخرقِ عادات

اطراف و جوانب میں آپ کی شہرت ہو گئی اور آثار قرب الٰہی اور کرامات و خرق عادات بکثرت آپ سے ظاہر ہونے لگے آپ کی دعا سے مبروص و مجنون و نابینا تندرست ہو جاتے تھے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ جنگل میں پانی کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے کہ قریباً سو سے زائد پرندے آپ کے گرد آ بیٹھے اور مختلف آوازوں میں چہچہانے لگے آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا: کہ اے پروردگار! یہ میرے دل میں تشویش پیدا کرتے ہیں یہ تمام پرندے مر گئے پھر آپ نے فرمایا: اے پروردگار! تجھے خوب معلوم ہے کہ میں نے ان کے مر جانے کا ارادہ نہیں کیا تھا اس وقت یہ سب پرندے زندہ ہو گئے اور اڑ کر چلے گئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مرتبہ آپ کا ایک محفل پر گزر ہوا کہ جس میں شراب کے دور

---

[1] آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند۔ الخ

چل رہے تھے اور آلات راگ و سرود اس میں مہیا تھے آپ نے ان لوگوں کا حال دیکھ کر جنابِ باری کی درگاہ میں دعا کی کہ اے پروردگار! تو آخرت میں ان کا حال درست کر دے چنانچہ ان کی شراب نہایت صاف اور شیریں پانی ہو گئی اور اہلِ محفل پر خوفِ الٰہی غالب ہو گیا اور وہ یہ حال دیکھ کر چیخ اٹھے اور انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور آلات راگ و سرود توڑ ڈالے اور سب آپ کے دستِ مبارک پر تائب ہو گئے۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ آپ بارگاہ الٰہی سے میرا حال دریافت کریں آپ تھوڑی دیر سرنگوں رہے پھر آپ نے فرمایا: کہ مجھ سے تمہاری نسبت کہا گیا ہے کہ "نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّاب" (یہ ہمارا کیا ہی اچھا بندہ ہے وہ ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرتا ہے) اور فرمایا: کہ تم آج سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ و السلام کو بھی خواب میں دیکھو گے آپ بھی تمہیں اس بات کی بشارت دیں گے چنانچہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپ نے ان سے فرمایا: کہ شیخ محمد نے تم سے سچ کہا کہ ان سے تمہاری نسبت ایسا ہی کہا گیا تھا آپ کا انتقال بطائح سے قریب قریہ حدادیہ میں ہوا۔ رضی اللہ عنہ

شیخ ابوالوفا محمد بن محمد زید الحلوانی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے تاج العارفین شیخ ابوالوفا محمد بن محمد زید الحلوانی الشہیر بکاکیس رحمۃ اللہ علیہ آپ بھی سادات مشائخِ عراق سے تھے آپ سے بھی کرامات و خوارقِ عادات ظہور میں آئے۔ شیخ علی بن الہیتی شیخ بقاء بن بطو شیخ عبدالرحمٰن الطفسونجی شیخ مطر شیخ ماجد الکردی اور شیخ احمد البقلی وغیرہ بہت مشائخ آپ سے مستفید ہوئے آپ کے چالیس خادم صاحب حال و احوال تھے۔ مشائخ عراق آپ کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے جھنڈے کے نیچے آپ کے مریدوں میں سترہ سلاطین (اولیاء) ہیں۔

جب آپ کے شیخ شیخ محمد الشنبکی نے آپ سے بیعت لی تو بیعت لیتے ہوئے آپ نے فرمایا: کہ آج میرے جال میں ایک ایسا پرندہ پھنسا ہے جو کہ آج تک کسی شیخِ طریقت کے جال میں نہیں پھنسا۔

آپ کے ابتدائی حالات

آپ بھی ابتداء میں لوٹ مار کیا کرتے تھے آپ کے تائب ہونے کا واقعہ اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ آپ مع اپنے ہمراہیوں کے گائے بھینسوں کے ایک ریوڑ پر آئے اور اسے لوٹ لے گئے یہ ریوڑ آپ کے شیخ شیخ محمد الشنبکی کے قریب ہی واقع تھا ریوڑ والے شیخ موصوف کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ فلاں شخص ہمارے مویشی نکال لے گیا ہے اور ہم جرأت نہیں کر سکتے کہ ہم خود جا کر اس سے اپنے مویشی چھین لائیں۔ شیخ موصوف نے اپنے خادم سے فرمایا: کہ تم جا کر ابوالوفا محمد سے کہو کہ محمد الشنبکی تمہیں توبہ کرنے کے لئے بلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم ان کے مویشی واپس کر دو جب شیخ موصوف کا خادم آپ کے پاس آیا اور اس پر آپ کی نظر پڑی تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا اور جب ہوش آیا تو اس نے اپنا سر آپ کے زانو پر پایا آپ نے خادم سے فرمایا: کہ تمہیں شیخ نے کیا کہہ کر بھیجا ہے خادم نے کہا: آپ نے فرمایا ہے کہ تم توبہ کر کے تمام مویشی مالکان کو واپس کر دو آپ نے فرمایا: کہ بیشک میں تائب ہوتا ہوں اور پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا: کہ مجھ کو تیری پاک ذات کی قسم ہے کہ میں اب توبہ کرتا ہوں پھر آپ نے اپنے کپڑے چاک کر ڈالے اور مویشی مالکان مویشی کو واپس کر دیئے اور خادم سے فرمایا: کہ تم جاؤ اور حضرت سے کہہ دو کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔

غرض! آپ شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شیخ موصوف نے اٹھ کر آپ سے مصافحہ کیا اور پھر آپ سے بیعت لی اور آپ کو خرقہ پہنا کر اپنے بازو کے ساتھ بٹھا لیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے علم کو وسیع کرے گا اور تم لوگوں کو حقائق و معارف سنایا کرو گے۔ اس کے بعد آپ بغداد تشریف لے گئے جب آپ بغداد پہنچے تو منادی غیب نے پکار کر کہہ دیا کہ خلق اللہ ان کی طرف رجوع کرو۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت

شیخ عزاز نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ

سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ شیخ ابوالوفا کی نسبت کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں ان کی نسبت بجز اس کے اور کیا کہوں کہ وہ ان لوگوں میں سے ہے کہ جن پر قیامت کے دن تمام امتوں پر فخر کیا جائے گا آپ نرجسی الاصل اور قبائلِ اکراد سے تھے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے آپ کی نسبت فرمایا: کہ معارف وحقائق میں شیخ ابوالوفا جیسا کردی شخص اور کوئی نہیں گزرا۔

قاضی القضاۃ مجیر الدین العلیمی الحنبلی نے اپنی ''تاریخ المعتبر فی ابناء من عبر'' میں آپ کا نسب اس طرح سے بیان کیا ہے۔ تاج العارفین ابوالوفا محمد بن محمد بن زید بن حسن بن المرتضٰی الاکبر عرض بن زید بن زین العابدین علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم الشریف الحسینی الصغر سانی آپ کا سنِ تولد 417ھ بیان کیا گیا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ آپ حنبلی المذہب تھے یا شافعی المذہب۔ بعض کہتے ہیں کہ حنبلی المذہب تھے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ شافعی المذہب تھے۔ 20 ربیع الاول 501ھ کو قلمیسیا میں آپ نے وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ

سیّدنا الشیخ حماد بن مسلم بن دودۃ الدّباس رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے سیدنا الشیخ حماد بن مسلم بن دودۃ الدباس ہیں آپ علمائے راسخین سے تھے اور علومِ حقائق و معارف میں رتبہ عالی رکھتے تھے۔ اکابر مشائخِ بغداد اور اعاظم صوفیائے کرام آپ کی طرف منسوب ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے بھی منجملہ اپنے اور دیگر شیوخ کے آپ سے بھی طریقت حاصل کی اور مدت تک آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوتے رہے اور آپ کی بہت کرامات نقل کیں آپ جب بغداد تشریف لے جاتے تو آپ ہی کے پاس قیام فرماتے تھے غرضیکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور دیگر تمام مشائخِ بغداد آپ کی نہایت تعظیم وتکریم کیا کرتے تھے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت غور سے آپ کا کلام سنا کرتے تھے۔

فضائل وکرامات

بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز آپ شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تشریف لے جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں ایک گھر میں سے ایک عورت کے گانے کی آواز سنی تو آپ اس کی آواز سن کر اپنے گھر لوٹ آئے اور گھر میں جا کر سب سے پوچھا: کہ آج ہم کس گناہ میں مبتلا ہوئے ہیں تو آپ سے کہا گیا کہ بجز اس کے اور تو کوئی بات نہیں معلوم ہوتی کہ ہم نے ایک برتن خریدا ہے جس میں ایک تصویر ہے آپ نے اس برتن کو منگا کر اس کی تصویر مٹا دی۔

آپ نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ نزدیک و بہتر طریقہ خدائے تعالیٰ سے محبت رکھنا ہے اور محبتِ الٰہی حاصل نہیں ہوتی تا وقتیکہ محب بے نفس اور سراسر روح نہ ہو جائے۔ (نفس یا نفسانیت) معدوم ہو جانے پر محبتِ الٰہی صادق ہوتی ہے۔

شیخ ابوالنجیب السہروردی بیان کرتے ہیں کہ خلیفۃ المسترشد کا ایک غلام آپ کی خدمت میں آیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ آپ نے اس سے فرمایا: کہ مجھے تمہارے نصیب میں تقرب الی اللہ معلوم ہوتا ہے مگر اس نے آپ کے فرمانے پر کچھ توجہ نہیں کی کیونکہ خلیفہ موصوف کے پاس اس کی بہت کچھ قدر و منزلت ہوتی تھی آپ نے اس سے پھر دوبارہ فرمایا تو پھر بھی یہ آپ کے ارشاد کی تعمیل سے باز رہا آپ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اس کی طرف کھینچ لاؤں اور اب میں (مرضِ ابرص) کو تم پر مسلط کرتا ہوں کہ وہ تمہارے جسم پر پھیل جائے آپ یہ کہہ کر فارغ نہیں ہوئے تھے کہ اس کے سارے جسم پر برص پھیل گیا اور حاضرین خائف ہو گئے۔ یہ غلام اٹھ کر خلیفہ موصوف کے پاس چلا گیا تمام اطباء معالجہ کے لئے طلب کئے گئے لیکن سب نے باتفاق یہی کہا کہ اس کا کوئی علاج نہیں غرض بعض ارکانِ دولت نے خلیفہ موصوف سے اس کے نکال دینے کا اشارہ کیا اور یہ نکال دیا گیا نکال دیئے جانے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا اور اپنے ردی حال کی شکایت کرنے لگا اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کا واقعی اقرار کیا تو آپ نے اسے اپنا قمیص پہنایا جس سے اس کا تمام جسم صاف ہو کر چاندی کی طرح نکھر آیا پھر آپ نے اس

خوف سے کہ کہیں یہ پھر خلیفہ موصوف کی طرف واپس نہ چلا جائے اس لئے آپ نے اس کی پیشانی پر اپنی انگشت مبارک سے ایک چھوٹا سا خط کھینچ دیا جس سے اس خط کے برابر اس کی پیشانی پر برص کا نشان ہو گیا پھر آپ نے فرمایا: اس سے تم خلیفہ موصوف کے پاس جانے سے باز رہو گے غرض بعد ازاں یہ غلام تادمِ حیات آپ کی ہی خدمت میں رہا۔

شیخ شمس الدین ابوالمظفر یوسف بن قزعلی البغدادی سبط الحافظ بن الجوزی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ حماد میں زُہد و عبادت طریقت و کشف و مکاشفہ سے بہت سے فضائل و مناقب جن سے کہ آپ موصوف تھے اگر بالفرض نہ بھی ہوتے تو آپ کی عظمت و وقعت کے لئے یہی ایک بات کافی ہوتی کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ آپ کے جلیل القدر تلامذہ سے ہیں۔ انتہی

اصل میں آپ ملکِ شام کی طرف کے تھے اور آپ نے بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی اور محلہ مظفریہ میں آپ رہا کرتے تھے یہیں پر 525ھ میں آپ نے وفات پائی اور مقبرہ شونیزی میں آپ مدفون ہوئے۔ (رضی اللہ عنہ)

شیخ عزاز بن مستودع البطائحی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ عزاز[1] بن مستودع البطائحی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بھی اعیانِ مشائخ عراق سے اور اعلیٰ درجہ کے متبع سنت اور صاحب مجاہدہ و مراقبہ تھے۔ بہت سے صلحاء و عباد و زہاد نے علمِ طریقت آپ سے حاصل کیا تمام علماء مشائخ آپ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔

آپ کے فرموداتِ عالیہ

معارف و حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا۔ منجملہ آپ کے کلام کے ہم کچھ اس جگہ بھی نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا ہے۔ ارواح شوق و اشتیاق سے لطیف ہو جاتی ہیں اور حقیقت سے ٹکرا کر ہمیشہ مشاہدے کے دامنوں سے متعلق رہتی ہیں اور پھر انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں انہیں اس بات پر یقین ہو جاتا ہے کہ حادث اپنی

[1] عزاز بفتح اول وثانی وتشدید زائے معجمہ والف درمیان زائے معجمہ

صفات معلولہ سے قدیم کو نہیں پا سکتا کہ صفات الٰہیہ اس سے متصل ہیں نیز آپ نے فرمایا: کہ عاشقوں کے دل معرفت کے بازو سے اڑ کر حق تک پہنچتے ہیں اور تجلیات محبت کی سیر کر کے انوار قدسیہ میں محو رہتے ہیں۔

قلب کی نسبت آپ نے فرمایا ہے کہ قلب سلیم وہ ہے جو کہ نیچے کی جانب سے وفا کی طرف اور اوپر کی جانب سے صفا کی طرف اور دائیں جانب سے عطا کی طرف اور بائیں جانب سے مقاصد کی طرف اور سامنے سے لقا کی طرف اور پیچھے سے بقا کی طرف اشارہ کرے۔ انتہی

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کرامات

جنات آپ سے کلام کرتے تھے اور شیر درندے آپ سے انسیت رکھتے تھے۔ شیخ عبداللطیف بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ کھجور کے درخت کے پاس سے گزرے اس وقت آپ کو کھجور کھانے کی خواہش ہوئی تو اس کی شاخ آپ کے قریب ہوئی اور آپ نے کھجور توڑ کر اس سے کھالی اور پھر وہ شاخ اونچی ہو گئی۔

آپ کے خادم شیخ ابوالعمر اسماعیل الوسطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ عزاز رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ میرے ابتدائی حالات میں سے، ایک حال مجھ پر ایسا طاری ہوا کہ مجھ کو اس میں استغراق حاصل تھا چالیس روز تک میں نے اس بیں کچھ کھایا پیا نہیں اور نہ میں اس وقت کھانے پینے میں کچھ فرق کر سکتا تھا پھر میں اپنے حس کی طرف لوٹا اور وہ اس کے سترہ روز مجھ پر اور گزرے پھر میں اس کے بعد اپنی عادت کی طرف لوٹا اور میں نے کھانا کھایا میں دجلہ کے کنارے تھا کہ مجھ کو موجوں کے درمیان میں کچھ کالی صورتیں نظر آئیں۔ جب یہ صورتیں مجھ سے قریب ہوئیں تو میں نے دیکھا کہ وہ تین مچھلیاں تھیں ایک مچھلی کی پشت پر دو روٹیاں تھیں اور دوسری مچھلی کی پشت پر ایک برتن میں بھنی ہوئی مچھلی تھی۔ تیسری مچھلی کی پشت پر ایک سرخ برتن میں پانی بھرا ہوا تھا یہ تینوں مچھلیاں آ کر انسان کی طرح اپنی اپنی پشت پر کی چیز میرے سامنے اتار کر واپس چلی گئیں۔ میں نے کھانا کھایا اور کھانا کھا کر اس ابریق میں سے پانی پیا جو ایسا شیریں تھا کہ جس کی حلاوت میں نے دنیا

کے پانی میں کبھی نہیں پائی اور اب میں کھا پی کر خوب سیر ہو گیا اور کھانا پانی جتنا کہ تھا اتنا ہی رہا اور اس میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوا پھر میں ویسا ہی چھوڑ کر چلا آیا۔

نیز! منقول ہے کہ آپ کا ایک شیر پر گزر ہوا جس نے ایک نوجوان کو شکار کرتے ہوئے اس کی پنڈلی کی ہڈی توڑ ڈالی اس وقت یہ نوجوان نہایت ہی زور سے چیخا اور شیر دہشت کھا کر بھاگا۔ اتنے میں آپ کو ایک کنکر مل گیا اور آپ نے اسے پھینک کر شیر کو مارا تو شیر مر گیا پھر آپ اس نوجوان کے پاس آئے اور اس کی پنڈلی کی ٹوٹی ہوئی ہڈی اس کی جگہ پر برابر رکھ کر اور اس پر اپنا دستِ مبارک پھیرا تو وہ ہڈی جڑ گئی اور یہ نوجوان تندرست ہو کر دوڑتا ہوا اپنے گھر چلا گیا۔

آپ نے شیخ منصور البطائحی سے پہلے وفات پائی۔ ہمیں آپ کے سن تولد یا سن وفات کی تاریخ معلوم نہیں ہوئی۔

شیخ منصور البطائحی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ منصور البطائحی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بطائح کے مشائخِ عظام سے اور حسین وجمیل اور سلف صالحین کے اعلیٰ نمونہ تھے آپ مستجاب الدعوات صاحب حال تھے اور سختی نرمی ہر حال میں احکام الٰہی کے پیرو رہا کرتے تھے آپ کی والدہ ماجدہ جب کہ آپ سے حاملہ تھیں آپ کے شیخ شیخ ابو محمد الشنبکی کی خدمت میں آیا کرتی تھیں (آپ کی والدہ ماجدہ اور شیخ موصوف کے درمیان قریب کا کوئی رشتہ تھا) تو آپ کئی دفعہ ان کی تعظیم کے لئے اٹھے آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کہ میں جنین (وہ بچہ جو رحمِ مادر میں ہو) کی تعظیم کے لئے اٹھا ہوں کیونکہ مقربین الٰہی سے اور صاحب مقامات ذی شان ہے۔

آپ سے کسی نے محبت کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کہ اہلِ محبت ہمیشہ سکر میں رہتے ہیں اور اس کی شراب پی کر حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔ سکر سے نکلتے ہیں تو حیرت میں اور حیرت سے نکلتے ہیں تو سکر میں آ گرتے ہیں اس کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

اَلْحُبُّ سُكْرٌ خُمَارَةُ التَّلَفُ

يَحْسُنُ فِيهِ الذُّبُولُ وَالدَّنَفُ

محبت وہ نشہ ہے کہ جس کا خمار تلف ہو جاتا ہے اور جس میں لاغر اور ہمیشہ بیمار رہنا خوش لگتا ہے۔

وَالْحُبُّ كَالْمَوْتِ يُفْنِيْ كُلَّ ذِيْ شَغَفٍ
وَمَنْ تَطْعَمْهُ اُوْذِيَ بِهِ التَّلَفَ

محبت موت کی طرح سے ہر ایک محبت والے کو فنا کر دیتی ہے جو شخص کہ اس کا مزہ چکھتا ہے وہی مر جاتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے ایک ہرے بھرے سبز درخت کے پاس کھڑے ہو کر سانس لی وہ خشک ہو گیا اور اس کے تمام پتے جھڑ کر گر گئے پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

اِنَّ الْبِلَادَ وَمَا فِيْهَا مِنَ الشَّجَرِ
لَوْ بِالْهَوٰى عَطِلَتْ لَمْ تَرْوَ بِالْمَطَرِ

اگر تمام شہر اور درخت سب کے سب آتش محبت سے جھلس جائیں پھر ان پر کتنا ہی پانی برسے تو بھی تر و تازہ نہ ہوں۔

لَوْ ذَاقَتِ الْاَرْضُ حُبَّ اللّٰهِ لَا اشْتَغَلَتْ
اَشْجَارُهَا بِالْهَوٰى فِيْهَا عَنِ الثَّمَرِ

اگر زمین محبت الٰہی کا ذرہ بھی مزہ چکھ لے تو تمام درختوں کے پھلوں سے آتش محبت کے شعلے اٹھنے لگیں۔

دُعَادَ اَغْصَانُهَا جُرْدًا بِلَا وَرَقٍ
مِنْ حَرِّ نَارِ الْهَوٰى يَرْمِيْنَ بِالشَّرَرِ

یہاں تک کہ ان کی شاخوں میں پتوں کا نام نہ رہے اور پھر آتش محبت کی چنگاریاں ان سے پھوٹا کریں۔

لَيْسَ الْحَدِيْدُ وَلَا صُمُّ الْجِبَالِ اِذَا
اَقْوٰى عَلَى الْحُبِّ وَالْبَلْوٰى مِنَ الْبَشَرِ

غرضیکہ لوہا اور پہاڑ کوئی بھی مصیبت بلائے محبت کے اٹھانے میں انسان سے

بڑھ کر قوی نہیں ہے۔

آپ نے بطائح سے قریب نہر وقلا میں توطن اختیار کیا تھا اور آپ نے وفات بھی وہیں پائی۔

آپ اپنے بھتیجے کے لئے وصیت کرنے لگے تو آپ کی بی بی صاحبہ فرمانے لگیں کہ آپ اپنے بیٹے کے لئے وصیت کیجئے جب انہوں نے کئی دفعہ کہا تو آپ نے اپنے فرزند اور اپنے بھتیجے سے فرمایا: کہ تم میرے پاس ایک ایک پتہ لے آؤ تو آپ کے صاحبزادے جا کر بہت سے پتے توڑ لائے اور آپ کے بھتیجے گئے مگر ایک پتہ بھی نہ لائے آپ نے ان سے پوچھا: کہ کیوں تم کیوں پتہ نہیں لائے انہوں نے کہا: کہ میں نے پتوں کو تسبیح کرتے پایا۔ اس لئے میں نے نہیں چاہا کہ میں ان میں سے کسی کو بھی توڑ کر لاؤں پھر آپ نے اپنی بی بی صاحبہ سے فرمایا: کہ میں نے کئی دفعہ اپنے بیٹے کے لئے درخواست کی مگر مجھ سے یہی کہا گیا کہ نہیں بلکہ تم اپنے بھتیجے احمد کے لئے وصیت کرو۔ رضی اللہ عنہ

سید العارفین ابو العباس احمد بن علی بن احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے سید العارفین ابو العباس احمد بن علی بن احمد بن یحییٰ بن حازم الرفاعی المغربی الاصل البطائحی المولد والدار رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ جلیل القدر عظیم الشان مشائخ عظام سے تھے۔

آپ منجملہ ان اولیائے کرام کے ہیں جن کا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے اور جو کہ باذنہ تعالیٰ نابینا کو بینا اور مردے کو زندہ کیا کرتے تھے آپ مشاہیر اولیائے کرام سے ہیں کثیر التعداد خلق اللہ نے کہ جس کا شمار نہیں ہو سکتا آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا۔

آپ کثیر المجاہدہ تھے آپ علوم طریقت وشرح احوال قوم اور مشکلات قوم کے حل کرنے میں مرتبہ عالی رکھتے تھے۔

آپ کے مسائل ومناقب وکرامات

آپ کا کلام اہلِ حقیقت وطریقت میں مشہور ومعروف ہے اور یہاں بیان کئے جانے

کے محتاج نہیں لہٰذا ہم آپ کے صرف مسائل و مناقب پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

آپ نہایت متواضع سلیم الطبع اور دنیا سے کنارہ کش تھے۔ کبھی آپ نے کچھ جمع نہیں کیا۔ "الوحدة خير من الجليس السوء" (یعنی برے ہم نشین سے تنہائی بہتر ہے) اس کے متعلق کسی نے آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کہ اب ہمارے زمانہ میں تو نیک بخت ہم نشین سے بھی تنہائی بہتر ہے تاوقتیکہ نیک بخت صاحب نظر نہ ہو کیونکہ جب نیک بخت صاحب نظر ہوگا تو اس کی نظر شفا ہوگی ورنہ نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔

مگر توحید و تفرید سے آپ کے بھتیجے شیخ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الرفاعی نے بیان کیا ہے کہ میں ایک وقت ایک موقع پر بیٹھا تھا کہ میں آپ کو دیکھ رہا اور آپ کا کلام سن رہا تھا اور آپ اس وقت تنہا تشریف رکھتے تھے۔ اسی اثناء میں میں نے اس وقت دیکھا کہ ایک شخص ہوا سے اتر کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے اسے فرمایا: مرحبا بالوفد المشرق (اے مشرقی وفد! ہمیں تمہارا آنا مبارک ہو) اس کے بعد اس شخص نے بیان کیا کہ بیس روز سے میں نے نہ تو کھانا کھایا ہے اور نہ پانی پیا ہے اور اب میں چاہتا ہوں کہ آپ میری خواہش کے موافق مجھے کھانا کھلائیں آپ نے فرمایا: کہ تیری کیا خواہش ہے اس شخص نے اوپر نظر اٹھا کر کہا: کہ یہ پانچ مرغابیاں اڑی جاتی ہیں ان میں سے ایک مرغابی بھنی ہوئی اور دو روٹیاں اور ایک پیالہ بھر ٹھنڈا پانی آپ نے فرمایا: اچھا اور اوپر نظر اٹھا کر مرغابی سے فرمایا: کہ اس شخص کی خواہش جلد پوری کر آپ کا فرمانا تھا کہ ان میں سے ایک مرغابی بھنی ہوئی آپ کے سامنے گر پڑی اس کے بعد آپ نے دو پتھر اٹھا کر اس کے سامنے رکھ دیئے تو وہ دونوں پتھر روٹیاں ہو گئیں پھر آپ نے ہوا میں ہاتھ بڑھایا تو آپ کے دستِ مبارک پر ایک سرخ پیالہ پانی سے بھرا ہوا اتر آیا غرض اس شخص نے کھانا کھایا اور پانی پیا اور کھانا کھا کر فارغ ہوا تو جہاں سے کہ یہ آیا تھا اسی طرف ہوا میں اڑتا ہوا واپس چلا گیا بعد ازاں آپ اٹھے اور اٹھ کر آپ نے اس مرغابی کی ہڈیاں ہاتھ میں لیں اور اپنا داہنا ہاتھ ان پر پھیرا اور فرمایا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم باذنہ تعالیٰ تو اڑ جا تو وہ مرغابی آپ کے فرمانے سے باذنہ تعالیٰ اڑ کر چلی گئی۔

شیخ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی نے اپنی کتاب التنویر میں بیان امکان رویۃ النبی

ﷺ میں بیان کیا ہے کہ سیدی احمد الرفاعی جب حجرہ شریف کے سامنے کھڑے ہوئے تو آپ نے یہ شعر پڑھے۔

فی حالہ البعد روحی کنت ارسلہا
تقبل الارض عنی وھی نائبتی

حالت بعد میں اپنی روح کو بھیجا کرتا تھا۔ وہ میرا قاصد بن کر آتی اور میری طرف سے زمین چوما کرتی تھی۔

وھذہ نوبہ الاشباح قد حضرت
فامدد یمینك کی تحظی بھا شفتی

اور اب جسموں کی باری ہے اور میں خود حاضر ہوں آپ اپنا دستِ مبارک دراز کریں تا کہ میرے مشتاق لب حصہ لے سکیں۔

چنانچہ دستِ مبارک ظاہر ہوا اور آپ نے دست بوسی کی۔

شیخ شمس الدین سبط بن الجوزی اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ آپ اکابر مشائخ بطائح سے تھے (قریہ) ام عبیدہ میں آپ سکونت پذیر تھے آپ کے کرامات وخوارقِ عادات بکثرت ہیں آپ کے مریدین درندوں پر سوار ہوا کرتے اور حشرات الارض سانپ وغیرہ کو ہاتھوں میں لیا کرتے تھے اور کھجور کے بڑے بڑے درختوں پر چڑھتے اور پھر زمین پر گر جاتے تھے اور ذرا بھی انہیں اذیت نہیں پہنچتی تھی ہر سال آپ کے پاس ایک وقت مقرر پر خلقت کثیر جمع ہوا کرتی تھی۔

قاضی القضاۃ مجیر الدین عبدالرحمٰن العمری العلیمی الحنبلی المقدسی نے اپنی تاریخ المعتبر فی انباء من عبر میں بیان کیا ہے کہ آپ ابن الرفاعی کے لقب سے مشہور اور شافعی المذہب تھے۔ اصل میں آپ مغربی تھے اور بطائح کے قریہ ام عبیدہ میں آپ نے سکونت اختیار کی تھی اور یہیں پر 11 جمادی الاولیٰ 580ھ کو آپ نے وفات پائی۔

رفاعی ایک مغربی شخص کی طرف جس کا کہ رفاعہ نام تھا منسوب ہے اور ام عبیدہ اور بطائح چند مشہور بستیوں کا نام ہے جو کہ واسط اور بصرے کے درمیان واقع ہوئی ہیں اور عراق

کے یہ مشہور مقامات سے ہے۔

شمس الدین ناصر الدین دمشقی نے بیان کیا ہے کہ سلطان العارفین سیدی شیخ ابوالعباس احمد ابن الرفاعی کی نسبت ہمیں کچھ نہیں معلوم کہ آپ نے کوئی اولاد بھی چھوڑی یا نہیں اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تک آپ کا نسب بھی ہمیں صحیح طور سے معلوم نہیں بلکہ ہمارے نزدیک آپ کے نسب سے متعلق صحیح وہی ہے جو کہ حفاظ ثقات نے بیان کیا ہے وہو ہذا

ابوالعباس احمد بن الشیخ ابی الحسن علی بن احمد بن یحییٰ بن حازم علی بن رفاعہ المغربی الاصل العراقی البطائحی اور رفاعی آپ کے جد اعلیٰ رفاعہ کی طرف منسوب ہے آپ کے والد ماجد ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ بلادِ مغربیہ سے آکر بطائح کے قریب قریہ ام عبیدہ میں آ رہے تھے یہیں پر آپ 500ھ میں تولد ہوئے اور اپنے والد ماجد ابوالحسن علی القاری الزاہد اور اپنے ماموں وغیرہ سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کیے اور قدوۃ العارفین اور مشاہیر علمائے کرام سے ہوئے اور یہیں پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے قریباً سترہ (17) سال بعد 578ھ میں آپ نے وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ

شیخ عدی بن مسافر بن اسماعیل الاموی الشامی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ عدی بن مسافر بن اسماعیل بن موسیٰ بن مروان بن الحسن بن مروان الاموی الشامی الاصل والمولد الہکاری المسکن رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ اعلام علمائے کرام و اعاظم اولیائے عظام سے اور طریقت کے آپ اعلیٰ رکن تھے۔ ابتدائے حال میں ہی آپ نہایت سخت و مشکل مجاہدے کرچکے تھے۔ اس لئے آپ کا سلوک اکثر مشائخ پر دشوار گزرتا تھا۔

سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کیا کرتے اور آپ کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ اگر ریاضت و مشقت اور مجاہدات سے نبوت ملنا ممکن ہوتا تو شیخ عدی بن مسافر اسے حاصل کر سکتے تھے۔

اوائل عمر میں آپ بیابانوں پہاڑوں اور غاروں میں پھر کر مدت تک انواع و اقسام کی

ریاضیات ومجاہدات کرتے رہے درندے اور حشرات الارض آپ سے مانوس ہوتے تھے کثیر التعداد اولیائے کرام نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا اور بہت سے صاحب حال واحوال آپ سے مستفید ہوئے۔

آپ کے فرمودات وکرامات

منجملہ آپ کے کلام کے یہ ہے کہ آپ نے اہلِ حقائق کے متعلق فرمایا ہے کہ شیخ وہ ہے کہ اپنے حضور میں وہ تمہیں خاطر جمع رکھے اور اپنی غیبت میں وہ تمہیں محفوظ رکھے اپنے اخلاقِ وآداب سے وہ تمہاری تربیت کرے اور تمہارے باطن کو وہ اشراق سے منور کر دے اور مرید وہ ہے کہ ہر حال میں تواضع اختیار کرے۔ فقراء کے ساتھ انسیت سے اور صوفیائے کرام کے ساتھ ادب وحسن اخلاق سے اور علمائے کرام کے ساتھ تعمیل ارشاد سے اور اہلِ معرفت کے ساتھ سکون ووقار سے اور اہلِ مقامات کے ساتھ توحید سے پیش آئے۔

نیز! آپ نے فرمایا ہے کہ ابدال کھانے پینے سونے جاگنے سے ابدال نہیں ہوتے بلکہ وہ ریاضات ومجاہدات سے ابدال ہوتے ہیں کیونکہ جو شخص مر جاتا ہے وہ عیش نہیں پاتا اور جو شخص کہ خدائے تعالیٰ کی راہ میں کچھ تکلیف کرتا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اسے اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے اور کوئی تقرب الی اللہ میں اپنے نفس کو تلف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بہتر نفس عطا فرماتا ہے۔

سنسرمی النفوس علی هولها
فاما علیها واما لها

ہم اپنی جانوں کو ریاضت ومشقت میں ڈال دیتے ہیں پھر یا تو نفع پاتے ہیں یا نقصان اٹھاتے ہیں۔

فان سلمت ستنال المنٰی
وان تلفت فبا اجالها

اگر وہ زندہ رہیں تو وہ غایتِ مقصود کو پہنچیں گے اور اگر وہ مر گئے تو اپنی اجل سے مریں۔

اگر تم نے مار ڈالا (یعنی نفس کو) تو تمہارا ہمارے بہادروں میں شمار ہوگا اور اگر تم خود تلف ہو گئے تو بھی ہمارے ہی نزدیک رہو گے اگر تم (یعنی ریاضت و مجاہدہ کر کے) زندہ رہے تو نیکوں کی طرح جیو گے اور اگر مر گئے تو شہادت کی موت مرو گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا" (جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستے بتلا دیتے ہیں۔)

بیان کیا جاتا ہے کہ ابو اسرائیل یعقوب بن عبدالمقتدر السائح تین سال تک برہنہ پہاڑوں میں کھڑے رہے حتیٰ کہ ان کے جسم پر ایک اور کھال پیدا ہو گئی۔ اس کے بعد ان کے پاس ایک بھیڑیا آیا اور ان کے جسم کو اس نے چاٹ کر صاف کر دیا اور اس سے ان کے دل میں ایک قسم کا عجب پیدا ہوا تو یہ بھیڑیا ان کے اوپر پیشاب کر کے چلا گیا اور انہوں نے اس وقت یہ خواہش کی کہ اللہ تعالیٰ میرے پاس کسی ولی کو بھیجے چنانچہ اس وقت آپ ان کی ایک جانب آ موجود ہوئے مگر آپ نے انہیں سلام علیک نہیں کیا جس سے انہیں کچھ افسوس ہوا آپ نے ان سے فرمایا: کہ جس پر بھیڑیا پیشاب کر جائے ہم اس کے ساتھ سلام علیک کے ساتھ ملاقات نہیں کرتے پھر انہوں نے آپ سے اپنے تمام واقعات بیان کئے جب آپ ان سے رخصت ہونے لگے تو آپ نے ایک پتھر پر اپنا پیر مارا تو اس سے ایک چشمہ پھوٹ نکلا اور ایک اور پتھر پر پیر مارا تو اس سے ایک انار کا درخت پھوٹ نکلا آپ نے اس درخت سے فرمایا: کہ میں عدی بن مسافر ہوں تو باذن اللہ ایک روز شیریں اور ایک روز ترش انار نکالا۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا: کہ تم اس درخت سے انار کھایا کرو اور اس چشمہ سے پانی پیا کرو اور جب مجھ سے ملنا چاہو تو مجھے یاد کیا کرو میں تمہارے پاس موجود ہو جایا کروں گا پھر آپ انہیں چھوڑ کر واپس چلے گئے اور یہ مدت تک اسی حال میں رہے۔

شیخ رجاء البار ستقی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز شیخ عدی بن مسافر ایک کھیت کی طرف کو جا رہے تھے کہ آپ کی مجھ پر نظر پڑی آپ نے مجھے اپنے پاس بلا کر فرمایا: کہ رجاء سنتے ہو یہ صاحب قبر مجھ سے استغاثہ کر رہا ہے اور آپ نے قبر کی طرف اشارہ کر کے مجھے بتلایا جب میں نے اس قبر کی طرف نظر کی تو میں نے دیکھا کہ اس کے اندر سے

دھواں نکل رہا ہے پھر آپ اس قبر کے پاس جا کر ٹھہر گئے اور بہت دیر تک وہاں کھڑے ہوئے خدائے تعالیٰ سے دعا مانگتے رہے یہاں تک کہ میں نے دیکھا۔ اس کے اندر سے دھواں نکلنا موقوف ہو گیا پھر آپ نے فرمایا: اے رجاء! یہ اب بخش دیا گیا اور اس کا عذاب موقوف ہو گیا پھر آپ نے اس قبر سے اور زیادہ نزدیک ہو کر پکارا کہ "کردی خوشا خوشا" (یعنی تم خوش ہو) تو صاحب قبر نے کہا: میں اب خوش ہوں مجھ سے عذاب اٹھا لیا گیا شیخ رجاء کہتے ہیں کہ میں نے یہ آواز سنی تو پھر ہم واپس آ گئے)

ابو اسرائیل موصوف الصدر بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آپ سے عبادان تک سفر کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے مجھے سفر کی اجازت دی اور فرمایا: کہ ابو اسرائیل جب تم راستے میں کہیں درندے وغیرہ کہ جن سے تمہیں خوف ہو دیکھو تم ان سے کہہ دینا کہ عدی تم سے کہتا ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ تو وہ تمہارے پاس سے چلا جائے گا اور جب تم دریا کی طغیانی سے خائف ہو جاؤ تو اس سے بھی کہہ دینا کہ دریا کی موجو! تم سے عدی کہتا ہے کہ تم ساکن ہو جاؤ تو وہ ساکن ہو جائیں گی چنانچہ جب میں درندوں وغیرہ کو دیکھتا تو جو کچھ آپ نے فرمایا تھا ان سے کہتا وہ میرے پاس سے چلے جاتے جب میں بصرہ میں جہاز پر سوار ہوا اور ایک روز ہوا بشدت ہو گئی اور کثرت امواج سے طغیانی کے آثار نمایاں ہوئے تو اس وقت بھی میں نے جو کچھ کہ آپ نے فرمایا تھا کہا تو طغیانی موقوف ہو گئی۔

مردے کو باذنِ تعالیٰ زندہ کرنا

شیخ عمر بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اس وقت (قبائل) اکراد سے ایک جماعت آپ کی زیارت کرنے کے لئے آئی ان میں سے ایک شخص تھے جو کہ خطیب حسین کے نام سے پکارے جاتے تھے آپ نے ان کو پکارا اور فرمایا: کہ خطیب حسین آؤ اور اپنی جماعت کو بھی لے چلو تا کہ ہم سب پتھر لا لا کے اس باغ کی دیوار کھڑی کر دیں غرض آپ اٹھے اور آپ کے ساتھ یہ تمام لوگ بھی گئے اور آپ پہاڑ پر چڑھ کر پتھر کاٹ کاٹ کر انہیں نیچے لڑھکاتے جاتے تھے اور یہ لوگ لا لا کر دیوار بناتے جاتے تھے۔ اتفاق سے ایک پتھر ایک شخص پر آ پڑا جس سے یہ شخص اسی وقت دب کر فوراً جاں بحق

تسلیم ہوا خطیب حسین نے آپ سے پکار کر کہا: کہ ایک شخص رحمت الٰہی میں غرق ہو گیا آپ فوراً پہاڑ کی چوٹی سے اتر آئے اور اس شخص کے پاس کھڑے ہو کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے لگے اور باذنہ تعالیٰ یہ شخص زندہ ہو گیا اور اٹھ کر اس طرح سے کھڑا ہو گیا گویا اسے کچھ درد پہنچا ہی نہیں تھا۔

جماعتِ صوفیاء کا بغرضِ امتحان حاضرِ خدمت ہونا

نیز بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں امیر ابراہیم المہرانی صاحب القاحۃ الجراحیۃ صوفیائے کرام کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے امیر موصوف صوفیائے کرام سے عموماً اور خصوصاً آپ سے نہایت محبت رکھتے تھے۔ امیر موصوف کے ساتھ جو فقراء و مشائخ کہ آئے ہوئے تھے ان میں سے آپ جیسے مقامات والا کوئی بھی نہ تھا۔ ان کے سامنے کئی دفعہ امیر موصوف نے آپ کے بہت فضائل و مناقب بیان کئے تھے تو فقرائے موصوف نے کہا: کہ آپ سے ضرور ہمیں نیاز حاصل کرائیے ہم لوگ امتحاناً آپ سے کچھ سوالات بھی کریں گے غرض جب فقرائے موصوف آپ کی خدمت میں آ کر بیٹھ گئے تو ان میں سے ایک بزرگ نے آپ سے گفتگو کی اور آپ خاموش رہے اس بزرگ نے آپ کے اس سکوت کو آپ کی عاجزی خیال کیا اور آپ کو بھی ان کے اس خیال کا علم ہو گیا اس کے بعد آپ نے ان کی طرف التفات کر کے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ان دونوں پہاڑوں سے کہہ دے کہ تم مل کر ایک ہو جاؤ تو یہ دونوں پہاڑ مل کر ایک ہو جائیں گے۔ یہ لوگ ان دونوں پہاڑوں کی طرف دیکھ رہے تھے اور انہوں نے دیکھا کہ یہ دونوں پہاڑ مل کر ایک ہو گئے اور یہ سب کے سب آپ کے قدموں میں گر پڑے اور آپ اپنے حال میں مستغرق تھے پھر آپ نے ان دونوں پہاڑوں کو فرمایا: کہ تم اپنی اپنی جگہ ہٹ جاؤ تو یہ دونوں الگ الگ ہو گئے پھر ان سب نے آپ کے دستِ مبارک پر توبہ کی اور آپ کے تلامذہ میں شامل ہو کر واپس ہوئے۔

ایک بزرگ کا مبروص و نابینا کو اچھا کرنا

شیخ عمر بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا اور اس وقت

آپ کی خدمت میں صلحاء کا ذکر خیر ہو رہا تھا آپ نے فرمایا: کہ یہاں پر ایک بزرگ ہیں جو کہ مبروص و مجذوم کو اچھا اور نابینا کو بینا کرتے ہیں اور باوجود اس کے انہیں کسی بات کا دعویٰ نہیں مجھے سن کر نہایت استعجاب ہوا پھر میں آپ سے رخصت ہو کر چلا گیا پھر چند روز کے بعد میں ان بزرگ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا کیونکہ مجھے آپ کی زیارت کرنے کا نہایت اشتیاق تھا جب میں سلام علیک کر کے آپ کی خدمت میں بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: کہ عمر تم میرے ساتھ سفر میں رہ سکتے ہو بشرطیکہ تم کلام نہ کرو۔ میں نے کہا بسر و چشم غرض! آپ اپنی جگہ سے نکلے اور میں بھی آپ کے ہمراہ ہوا ہم نہایت دور تک چلے گئے یہاں تک کہ ہم ایک عظیم الشان بیابان میں پہنچے یہاں پر مجھے نہایت شدت کی بھوک معلوم ہوئی جس سے میں بے قرار ہو کر آپ سے علیحدہ ہو گیا آپ نے فرمایا: کیوں عمر تھک گئے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں بلکہ میں بھوک سے بے قرار ہوں آپ نے اس وقت سوکھے ہوئے خرنوب بری جو کہ زمین پر پڑے ہوئے تھے اٹھا اٹھا کر مجھے کھلائے جب آپ اس کو میرے منہ میں رکھ دیتے تو وہ مجھے تر و تازہ معلوم ہوتا تھا پھر جب مجھ کو تقویت ہو گئی اور بھوک کا اضطراب مٹ گیا تو آپ چلنے لگے اور مجھے چھوڑ دیا پھر اس کے بعد مجھے خیال ہوا کہ اس کا ایک پھل میں بھی اٹھا کر کھاؤں چنانچہ میں نے ایک پھل اٹھا کر کھایا تو اس سے میرا منہ چھلنے لگا اور میں نے اسے نکال کر پھینک دیا آپ نے مجھ کو لوٹ کر دیکھا اور فرمایا: کہ کیوں تم پھر پیچھے رہ گئے ۔اس کے بعد ہم ایک گاؤں میں پہنچے جس کے قریب ایک چشمہ تھا اور چشمے کے قریب ایک درخت تھا جس کے نیچے ایک نوجوان مبروص بیٹھا ہوا تھا یہ نوجوان علاوہ مبروص ہونے کے اندھا بھی تھا جب میں نے اس نوجوان کو دیکھا تو مجھے اس وقت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کا قول یاد آیا۔ میں نے اپنے جی میں کہا: کہ اگر واقعی آپ کا فرمانا درست ہے تو اب اس کی تصدیق ہو جائے گی۔ اس وقت آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: کہ اے عمر! تمہیں اس وقت کیا خیال گزر رہا ہے؟ میں نے عرض کی مجھے اس وقت صرف یہی خیال گزر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کی برکت سے اس نوجوان کو تندرست کر دے تو آپ نے فرمایا: کہ اے عمر! تم ہمارے راز کو افشا نہ کرو پھر جب میں نے آپ کو قسم دلائی تو آپ نے چشمہ پر وضو کیا اور

وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور مجھ سے فرمایا کہ جب میں سجدہ میں دعا کروں تو تم میری دعا پر آمین کہتے جانا چنانچہ میں آپ کی دعا پر آمین کہتا گیا پھر آپ دعا سے فارغ ہو کر اٹھے اور نوجوان کے جسم پر آپ نے اپنا دستِ مبارک پھیرا اور اس سے فرمایا: کہ باذنہٖ تعالیٰ اٹھ کھڑے ہو تو یہ نوجوان اٹھ کھڑا ہوا اور ایسا ہو گیا کہ گویا اسے کوئی بیماری ہوئی ہی نہیں تھی یہ نوجوان اچھا ہو کر گاؤں میں چلا گیا اور گاؤں میں جا کر لوگوں سے ذکر کیا کہ میرے پاس سے دو شخص گزرے تھے ان میں سے ایک نے میرے جسم پر ہاتھ پھیرا تو میں اچھا ہو گیا تمام گاؤں والے یہ سن کر ہمارے پاس دوڑے آئے جب آپ نے انہیں آتے ہوئے دیکھا تو مجھے آپ نے اپنے سامنے بٹھلا کر اپنی آستین سے چھپا لیا اور وہ لوگ ہمیں نہ دیکھ سکے اور واپس چلے گئے اور اس کے بعد پھر آپ بھی واپس ہوئے اور تھوڑی سی دیر میں ہم آپ کے زاویہ میں پہنچ گئے۔ رضی اللہ عنہ

آپ کا اپنے مریدوں کے احوال پر شکر خدا کرنا

شیخ عمر القبیصی بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ شیخ علی التوکل اور شیخ محمد بن رشاء آپ کی خدمت میں تشریف لائے اور شیخ محمد بن رشاء آپ کی داہنی جانب شیخ علی التوکل کی جگہ بیٹھ گئے جس سے شیخ موصوف کو کچھ ناگوار سا گزرا اور اسی وجہ سے مجلس میں تھوڑی دیر تک سکوت کا عالم رہا اور آپ کو بھی شیخ موصوف کا یہ امر ناگوار گزرنے کا حال معلوم ہو گیا میں بھی اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس کے بعد شیخ موصوف نے آپ سے اجازت مانگی کہ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں اپنے برادر مکرم شیخ محمد بن رشاء سے کچھ بات دریافت کروں آپ نے شیخ موصوف کو ان سے ہم کلام ہونے کی اجازت دیدی۔

شیخ موصوف نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا آپ کل کے مجمع میں موجود تھے آپ نے فرمایا: کہ ہاں میں موجود تھا۔ شیخ موصوف نے پوچھا: کہ اس میں کس قدر اور کن کن قبائل کے اشخاص تھے آپ نے فرمایا: کہ مستعرب سترہ ہزار اور قبائل اکراد سے پچیس ہزار اور ترکمان کے سات آدمی اور ہندوان کے تین اور ہنود کے بھی تین ہزار آدمی تھے۔

شیخ موصوف نے ان سے فرمایا: کہ بے شک آپ درست فرماتے ہیں کہ یہ سن کر آپ

خوش ہوئے اور آپ نے بھی گفتگو شروع کی اور شیخ علی المتوکل سے فرمایا: کہ تم کھانے پینے سے کب تک صبر کر سکتے ہو؟ شیخ موصوف نے کہا: کہ میں صرف ایک سال کھاتا ہوں اور ایک سال صرف پانی ہی پیتا رہتا ہوں اور پھر ایک سال تک کھانا پانی دونوں چھوڑ دیتا ہوں آپ نے فرمایا: کہ تم حد درجہ کی قوت رکھتے ہو۔

پھر آپ نے شیخ محمد بن رشاء سے فرمایا: کہ تم کتنے دن تک صبر کرتے ہو انہوں نے کہا: کہ حضرت میں اپنے برادر مکرم شیخ علی المتوکل سے کم ہوں میں نو ماہ تک صرف کھانے پر اور نو ماہ تک صرف پانی پر بسر کرتا ہوں اور نو ماہ تک نہ کھاتا ہوں اور نہ پانی پیتا ہوں۔

پھر آپ نے میری طرف التفات کر کے فرمایا: کہ عمر تم بتاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں چھ ماہ تک صرف کھانا کھاتا ہوں اور چھ ماہ تک صرف پانی پیتا ہوں اور چھ ماہ تک نہ کھانا کھاتا ہوں نہ پانی پیتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: کہ الحمد للہ میں خدائے تعالیٰ کا بڑا شکر کرتا ہوں کہ میرے مریدوں میں تم جیسے لوگ بھی ہیں۔

آپ کی فضیلت

اس کے بعد شیخ محمد بن رشاء نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت آپ کا خدائے تعالیٰ کے ساتھ جو کچھ معاملہ ہے اسے آپ بھی بیان فرمائیے تو آپ نے فرمایا: کہ تم تو ایک بالکل فضول آدمی ہو خاموش بیٹھے رہو۔

پھر آپ نے فرمایا: کہ اچھا میں تم سے اپنا حال بھی بیان کرتا ہوں مگر بشرطیکہ کوئی تم میں سے تا میری زیست کسی سے بیان نہ کرے اور میں تجھے اس بات کی قسم بھی دلاتا ہوں غرض ہم سب نے آپ کے روبرو قسم کھا کر آپ سے عہد کیا کہ ہم ہرگز کسی سے ذکر نہ کریں گے پھر آپ نے فرمایا: کہ یہ وہ شخص ہے کہ جسے خدائے تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے اور میرا ایسا ناز اٹھاتا ہے کہ جیسا ماں اپنے بچہ کا ناز اٹھاتی ہے پھر آپ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے ۔

شربنا علیٰ زهر الربيع الهفهف

وجادلنا الساقی بغير تكلف

پی ہم نے (شراب) موسم بہار کے نازک پھول پر اور ساقی نے ہم سے بے تکلف ہو کر دوڑ دھوپ کی۔

فلما شربناها ودب دبيبها
الى موضع الاسرار قلت لها قفي

پھر جب ہم نے (شراب) پی اور اس نے بدرجہ غایت اثر کیا یہاں تک کہ موضع راز (یعنی قلب) تک تو میں نے کہا: (بس) ٹھہر جا

فخافه ان يلو على شقاعها
وتظهر جلاسي على سري الخفي

اس ڈر سے کہ اس کی مشقت بڑھ نہ جائے اور میرا راز نہاں میرے ہم نشینوں پر کھل نہ جائے۔

شیخ تقی الدین محمد بن الواعظ النباء نے آپ کے حالات تولد کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ کے والد ماجد مسافر بن اسماعیل غابہ میں (حجاز میں ایک مقام کا نام ہے) چلے گئے اور چالیس سال تک وہیں ٹھہرے رہے آپ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص ان سے کہہ رہا ہے کہ مسافر جاؤ اپنی بی بی سے ہم بستر ہو۔ خدائے تعالیٰ تمہیں ولی عطا فرمائے گا جس کا شہرہ مشرق سے مغرب تک ہوگا جب آپ اپنے گھر آئے تو آپ کی بی بی صاحبہ نے فرمایا: کہ پہلے تم اس منارہ پر چڑھ کر پکار دو کہ میں مسافر تھا اور مجھے حکم ہوا ہے کہ آج میں اپنی بی بی سے ہم بستر ہوں اور آج جو کوئی اپنی بی بی سے ہم بستر ہوگا اسے خدائے تعالیٰ ولی عنایت کرے گا چنانچہ آپ کی وجہ سے تین سو تیرہ اولیائے اللہ پیدا ہوئے پھر جب آپ کی والدہ ماجدہ حاملہ ہوئیں تو شیخ مسلمہ اور شیخ عقیل کا آپ پر گزر ہوا آپ اس وقت کنویں میں سے پانی نکال رہی تھیں شیخ مسلمہ نے شیخ عقیل سے فرمایا: کہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں تمہیں بھی نظر آتا ہے تو شیخ عقیل نے فرمایا: کہ وہ کیا؟ آپ نے کہا: کہ دیکھو ان خاتون کے شکم سے آسمان کی طرف نور اٹھ رہا ہے شیخ عقیل نے کہا: کہ یہ ہمارا فرزند عدی ہے پھر شیخ مسلمہ نے شیخ عقیل سے فرمایا: کہ آؤ ہم انہیں سلام کرتے چلیں غرض دونوں مشائخ موصوف قریب

آئے اور شیخ مسلمہ نے کہا: کہ السلام علیك یا عدی السلام علیك یا عدی اس کے بعد دونوں مشائخِ موصوف چلے گئے اور سیاحت کرتے ہوئے سات برس کے بعد واپس آئے اور آپ کو انہوں نے لڑکوں کے ساتھ گیند کھیلتے ہوئے دیکھا اور آپ کے پاس آ کر سلام کیا آپ نے انہیں تین دفعہ سلام کا جواب دیا۔ مشائخ موصوف نے آپ سے فرمایا: کہ تم نے ہمیں تین دفعہ سلام کا جواب کیوں دیا؟ آپ نے بیان کیا کہ جب میں اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں تھا اور آپ نے مجھ کو سلام علیک کیا تھا تو اس وقت اگر مجھ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لحاظ نہ ہوتا تو آپ کے دونوں سلاموں کا جواب میں اسی وقت دیتا پھر جب آپ بالغ ہوئے تو آپ نے ایک شب کو خواب دیکھی کہ آپ سے کوئی کہہ رہا ہے کہ عدی اٹھو اور خلق اللہ کو نفع پہنچاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری برکت سے بہت سے مردہ دلوں کو زندہ کرے گا۔

آپ کی خدمت میں تیس فقراء کا حاضر ہونا

نیز شیخ تقی الدین موصوف بیان کرتے ہیں کہ شیخ ابوالبرکات نے بیان کیا ہے کہ ایک روز کا ذکر ہے کہ ہمارے عمِ بزرگ شیخ عدی بن مسافر کی خدمت میں تیس فقراء حاضر ہوئے ان میں سے دس فقراء نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت ہم سے حقائق و معارف بیان فرمایئے آپ نے ان سے حقائق و معارف کے کچھ امور بیان فرمائے تو یہ لوگ سنتے ہی اس جگہ پگھل کر پانی کی طرح بہہ گئے ان کے بعد پھر دس فقراء اور آگے بڑھے انہوں نے عرض کیا کہ حضرت ہم سے حقیقت و محبت کے کچھ امور بیان فرمایئے آپ نے ان سے حقیقت و محبت کے کچھ امور بیان فرمائے تو یہ لوگ سنتے ہی جاں بحق تسلیم ہوئے اس کے بعد باقی دس فقراء آگے بڑھے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضرت ہمیں حقیقت فقر سے آگاہ فرمایئے آپ نے ان سے حقائق فقر بیان فرمائے تو یہ لوگ سن کر اپنے کپڑے پھاڑتے اور ناچتے ہوئے جنگل کی طرف نکل گئے۔

ایک روز آپ کے پاس بہت سے لوگ آئے اور کہنے لگے کہ کچھ کرامات قوم (یعنی اولیاء اللہ) ہمیں بھی بتلایئے۔ آپ نے فرمایا: کہ ہم تو فقیر لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا: کہ فقراء کے لئے یہ ضروری بات ہے آپ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ایسے

ہیں کہ اگر وہ ان درختوں سے کہیں کہ تم خدائے تعالیٰ کو سجدہ کرو تو وہ سجدہ کرنے لگیں چنانچہ آپ کے فرماتے ہی وہ درخت جھک گئے اور اب تک ان میں جو شاخ نکلتی ہے وہ آپ کے زاویہ کی طرف کو جھکی ہوئی نکلتی ہے۔

تاریخ ابنِ کثیر میں آپ کا تذکرہ

عمادالدین ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ شیخ عدی بن مسافر بن اسماعیل بن موسیٰ بن مروان ابن الحسن ابن مروان الہکاری شیخ الطائفہ العدویہ ہیں۔

آپ اصل میں دمشق کے قریب قریہ بیت فار کے رہنے والے تھے اور بغداد میں آ کر عرصہ تک آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ حماد الدباس رحمۃ اللہ علیہ شیخ عقیل المنبجی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالوفاء الحلوانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابوالنجیب السہروردی وغیرہ مشائخ کے ہم صحبت رہے پھر آپ نے جبل ہکار جا کر اپنا زاویہ بنایا اور وہیں پر سکونت اختیار کی۔ وہاں کے اطراف و جوانب کے آدمی آپ کے نہایت معتقد ہو گئے یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اس امر میں حد درجہ کا غلو کیا جو کہ زیبا و شایان نہیں۔

تاریخ ذہبی میں آپ کی مدح سرائی

حافظ ذہبی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ برسوں تک آپ سیاحت کرتے رہے اور اثنائے سیاحت میں آپ نے بڑے بڑے مشائخ سے ملاقات کی اور انواع و اقسام کے مجاہدات و ریاضتیں اٹھائیں پھر آپ جبال موصل میں آ کر ٹھہرے جہاں پر کہ آپ کا کوئی انیس و غمخوار نہ تھا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے اسے آباد کر دیا یہاں تک کہ بے شمار خلقت آپ سے مستفید ہوئی اور وہاں کے راستے لٹنے موقوف ہو گئے اور امن قائم ہو گیا اور جابجا آپ کا چرچا ہونے لگا آپ سراپا خیر نہایت متشرع اور عابد و زاہد تھے حق بات کہنے میں آپ کو کسی سے بھی کچھ خوف نہیں ہوتا تھا آپ کی عمر قریباً اسی سال کی ہوئی آپ کی عمر بھر میں ہمیں نہیں معلوم کہ آپ نے کسی شے کی خرید و فروخت کی یا کسی قسم کی بھی دنیاوی مکروہات میں آپ مبتلا ہوئے آپ کی تھوڑی سی زمین تھی اس میں آپ خود ہی غلہ بویا اور کاٹ لیا کرتے تھے روئی بھی آپ اپنے لئے خود ہی بویا کرتے تھے اور اسی سے اپنے کپڑے بنایا

کرتے تھے آپ کسی کے گھر نہیں جایا کرتے تھے اور نہ کسی کے آپ مال میں سے کچھ کھایا کرتے تھے اکثر آپ صوم وصال رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ بعض لوگوں کو خیال ہوا کہ آپ کچھ کھاتے بھی ہیں یا نہیں اور آپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے مجلس میں سب کے سامنے کچھ کھایا۔

تاریخ ابنِ خلکان میں آپ کا تذکرہ

ابن خلقان نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ شیخ عدی بن مسافر الصالح الہکاری المسکن اعلیٰ درجہ کے مشہور عابد وزاہد تھے۔ اطراف و جوانب کے بلاد میں آپ کا چرچا رہتا تھا۔

بہت خلقت نے آپ کی پیروی کی اور آپ سے فائدہ اٹھایا اور بہت سے لوگ آپ سے حسن اعتقاد رکھنے میں حد سے متجاوز ہو گئے جس قدر خلقت کو آپ کی طرف سے میلان تھا ہمیں اس کی نظیر نہیں معلوم۔

بعلبک کے مضافات سے قریہ بیت فار میں آپ متولد ہوئے اور 555ھ میں آپ نے وفات پائی۔

آپ کا مزار ان متبرک مزاروں میں شمار کیا گیا ہے جو کہ انگلیوں پر شمار کئے جا سکتے ہیں۔

قاضی القضاۃ مجیر الدین العمری المقدسی العلیمی الحنبلی نے اپنی تاریخ "المعتمر الی ابناء من عبر" میں بیان کیا ہے کہ شیخ عدی بن مسافر بن اسماعیل بن موسیٰ بن مروان الاموی بن الحسن مروان بن ابراہیم بن الولید بن عبدالملک بن مروان بن الحکم ابن ابی العاص بن عثمان بن عفان بن ربیعہ بن عبدالشمس بن زہرہ بن عبد مناف رضی اللہ عنہم اجمعین الہکاری المسکن مشہور و معروف عابد وزاہد تھے۔ گروہ فقرائے عدویہ آپ ہی کی طرف منسوب ہے دور دراز کے بلاد میں بھی آپ کا ذکر و چرچا رہتا تھا بہت لوگ آپ کے پیرو ہوئے۔ مضافات بعلبک سے قریہ بیت فار میں آپ تولد ہوئے اور 557ھ یا بقول بعض 555ھ میں نوے برس کی عمر پا کر بلدہ ہکاریہ میں آپ نے وفات پائی اور اپنے زاویہ میں ہی آپ مدفون

ہوئے۔ رضی اللہ عنہ و رضی عنا بہ۔

شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوہ العارفین علی بن الہیتی (بکسرہ ہائے ہوز و سکون یائے تحتانی) رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ کبار مشائخ عراق میں سے قطب وقت و صاحب کرامات و مقامات اور ان چار مشائخ میں سے تھے جو کہ باذنہٖ تعالیٰ مبروص کو اچھا اور نابینا کو بینا اور مردے کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بہرے شخص نے آپ کے وسیلہ سے دعا مانگی کہ اے پروردگار! تو آپ کی برکت سے میرے کان اچھے کر دے تو اس کی دعا قبول ہو کر اس کے کان اچھے ہو گئے اور اس کے کانوں میں بہرہ پن مطلق نہیں رہا۔

آپ کے پاس دو کپڑے تھے جو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خواب میں شیخ ابوبکر بن ہوارا کو پہنائے تھے ان میں سے ایک ٹوپی تھی اور ایک کوئی اور کپڑا تھا جب شیخ موصوف بیدار ہوئے تو یہ دونوں کپڑے شیخ موصوف کو اپنے جسم پر ملے پھر شیخ موصوف سے یہ دونوں کپڑے شیخ محمد الشنبکی نے اور ان سے شیخ ابوالوفاء نے اور ان سے آپ نے آپ سے شیخ علی بن ادریس نے لئے اور شیخ علی بن ادریس کے پاس وہ کپڑے مفقود ہو گئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ قریباً اسی سال تک زندہ رہے مگر اس وقت تک آپ نے اپنا کوئی خلوت خانہ نہیں بنایا بلکہ آپ اور دیگر فقراء کے درمیان ہی سو جایا کرتے تھے آپ منجملہ ان فقراء کے تھے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے قبول عام عطا فرمایا اور جن کی ہیبت و محبت سے مخلوقات کے دلوں کو بھر دیا تھا بہت سے امور مخفیہ آپ کی زبان سے اور بہت سے خوارق عادات آپ کی ذات بابرکات سے ظاہر ہوئے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بہت خلوص رکھتے اور آپ کی نہایت ہی تعظیم و تکریم کرتے تھے اور اکثر اوقات آپ کی تعریف کیا کرتے تھے کہ جس قدر اولیاء اللہ عالم غیب یا عالم شہادت سے بغداد میں آئیں وہ ہمارے مہمان ہیں اور ہم سب شیخ علی بن الہیتی کے مہمان ہیں۔

جنابِ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری

شیخ علی بن الخباز بیان کرتے ہیں کہ ہمیں نہیں معلوم کہ آپ کے معاصرین میں سے آپ کی خدمت میں شیخ علی بن الہیتی سے زیادہ اور بھی کوئی آیا کرتا تھا پھر جب آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لانا چاہتے تو آپ دجلہ میں آکر غسل فرماتے اور اپنے اصحاب کو بھی غسل کرنے کے لئے فرماتے جب وہ لوگ غسل کر کے فارغ ہو جاتے تو آپ ان سے فرماتے کہ اب تم اپنے دلوں کو خطرات سے صاف کر لو کیونکہ اب ہم سلطان الاولیاء کی خدمت میں جاتے ہیں پھر جب آپ کے مدرسہ میں پہنچتے تو مدرسہ کے اندر جا کر آپ کے دولت خانہ کے دروازہ پر کھڑے ہو جاتے اور کھڑے ہوتے ہی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو اندر بلا کر اپنے بازو سے آپ کو بٹھا لیتے اور آپ لرزتے ہوئے بیٹھ جاتے تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے فرماتے کہ آپ تو عراق کے کوتوال ہیں آپ اتنے کیوں لرزتے ہیں آپ فرماتے کہ حضرت آپ سلطان الاولیاء ہیں اس لئے مجھے آپ کا خوف ہوتا ہے مگر جب آپ مجھے اپنے خوف سے امن دیں گے تو میں اس وقت آپ سے بے خوف ہو جاؤں گا آپ فرماتے۔ "لا خوف علیك" (آپ پر کوئی خوف نہیں) تو پھر آپ کے جسم سے لرزہ جاتا رہتا۔

ایک دفعہ آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لائے اور آپ کو سوتے ہوئے پا کر آپ کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حواریوں میں آپ جیسا کوئی نہیں اور کہہ کر چلے گئے مگر آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو جگایا نہیں مگر جب آپ بیدار ہوئے تو فرمانے لگے میں تو محمدی ہوں اور حواری عیسائی تھے۔

غرضیکہ مریدان صادق کی تربیت آپ کی طرف بھی منتہی تھی آپ نے بہت سے حالات ان پر منکشف کئے اور بہت سی مشکلات کو ان پر حل کیا۔ بڑے بڑے اکابرین مثل ابو محمد علی بن ادریس و یعقوبی وغیرہ نے آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے اور صاحبان حال و احوال نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ کل علماء و مشائخ آپ کی حد درجہ تعظیم و تکریم کرتے تھے آپ کے شیخ شیخ تاج العارفین آپ کی ہمیشہ تعریف کرتے اور اوروں پر آپ

ترجیح دیا کرتے۔

آپ کے فرمودات

حقائق و معارف میں آپ کا کلام نہایت نفیس ہوتا تھا۔ منجملہ آپ کے کلام کے یہ ہے کہ شریعت وہ ہے کہ بندے کو تکالیف میں ڈالے اور حقیقت وہ ہے کہ معرفت و تعریف سے اور شریعت حقیقت سے اور حقیقت شریعت سے مؤید ہے اور شریعت افعال کو لوجہ اللہ کرنا یا لوجہ اللہ ان کا پایا جانا ہے اور حقیقت احوال کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشاہدہ کرنا ہے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ اگر اندھیری رات میں کالی چیونٹی اور وہ بھی کوہ قاف میں چل رہی ہو اور بلا واسطہ خدائے تعالیٰ مجھے اس پر مطلع نہ کرے تو اسی وقت میرا پتہ پھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات

شیخ ابو محمد احسن الحوارنی وابو حفص عمر بن مزاحم الانیسوی نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ قرائے نہر الملک میں سے قریہ ملتقی میں آئے اور اپنے بعض اعزہ کے پاس ٹھہرے۔ اسی اثناء میں آپ کی بعض مجالس میں ایک شخص سے آپ ن فرمایا: کہ اس مرغی کو ذبح کرو۔ اس وقت آپ نے اسی مرغی کی طرف اشارہ کیا جو کہ اس وقت پاس موجود تھی اس شخص نے آپ سے اس مرغی کو لیکر ذبح کیا تو اس کے شکم سے سو اشرفیاں نکلیں یہ شخص ان اشرفیوں کو دیکھ کر حیران ہوا یہ اشرفیاں اس کی ہمشیرہ کی تھیں جن کو وہ رکھ کر بھول گئی تھی اور اس مرغی نے ان کو نگل لیا تھا جس سے اس گھر کے تمام آدمیوں کو اس پر بدگمانی ہوئی تھی کہ نا معلوم کیا واردات ہے اور اس بدظنی کی وجہ سے ان سب نے اسی شب کو اس کے مار ڈالنے کا قصد کر لیا تھا پھر آپ نے اس شخص سے فرمایا: کہ خدائے تعالیٰ نے تمہاری ہمشیرہ کے بری ہونے اور تمہارے اس ارادے پر کہ آج شب کو تم اسے مار ڈالو گے مجھے مطلع کر دیا تھا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے اس بات کی اجازت مانگی کہ اس کی اطلاع دیکر تم سب کو ہلاکت سے بچا لوں تو مجھے اس نے اس کی اجازت دیدی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قریہ رزیراں میں آپ سماع کے لئے تشریف لے گئے جب تمام مشائخ سماع سے فارغ ہوئے تو اس مجلس میں جس قدر فقہاء و قراء موجود تھے۔ انہوں نے باطن میں فقراء پر انکار کیا تو اس وقت آپ اٹھے اور اٹھ کر آپ نے ہر ایک کے سامنے جا جا کر سب کو ایک ایک نظر دیکھا جس سے ان میں سے ہر ایک کا علم اور جو کچھ کہ ان کو قرآن وغیرہ یاد تھا وہ سب ان کے سینہ سے جاتا رہا۔ ایک ماہ تک یہ لوگ اسی حال میں رہے پھر ایک ماہ کے بعد آپ کی خدمت میں آئے اور آپ کی قدم بوسی کی اور آپ سے معافی چاہی آپ نے دستر خوان چنے جانے کا حکم دیا اور جب دستر خوان چنا جا چکا اور ان سب نے کھانا کھایا اور ان کے ساتھ ہی آپ نے بھی کھانا تناول کیا اور پھر آخر میں سب کو آپ نے ایک لقمہ کھلایا جس سے جو کچھ کہ علم و قرآن ان کے سینہ سے نکل گیا تھا وہ ان کے سینہ میں بعینہ پھر واپس آ گیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قرائے نہر الملک میں سے بعض گاؤں میں آپ کو تشریف لے جانے کا اتفاق ہوا وہاں پر دو گاؤں والے ایک مقتول کے پیچھے تلواریں نکالے ہوئے لڑنے مرنے پر تیار تھے اور وجہ یہ ہوئی کہ قاتل مشتبہ تھا۔ یقینی طور پر فریقین میں سے کسی کو قاتل معلوم نہ تھا اور مقتول دونوں فریقوں کے درمیان پڑا ہوا تھا آپ اس موقع پر مقتول کے پاس آئے اور اس کی پیشانی پکڑ کر فرمانے لگے کہ اے بندہ خدا! تجھ کو کس نے مار ڈالا ہے؟ یہ مردہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: کہ مجھ کو فلاں نے قتل کیا ہے اور پھر وہ گر کر جیسا کہ تھا ویسا ہی ہو گیا۔

شیخ ابوالحسن الجوسقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ میں نے آپ کو دریا کے کنارے ایک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے دیکھا اور میرا خیال ہے کہ شاید آپ نے مجھے نہیں دیکھا غرض اس وقت میں نے دیکھا کہ اس درخت کی شاخیں کھجوروں سے پر ہو گئیں اور نیچے جھک کر آپ سے قریب ہو گئیں اور آپ اس سے کھجوریں توڑ توڑ کر تناول فرمانے لگے اس وقت عراق میں کھجور کے کسی درخت میں بھی پھل نہیں آیا تھا۔ اس وقت ملّا اپنی جگہ سے پھرا اور آپ کے پاس آیا تو ایک پھل مجھے بھی ملا میں نے اسے کھایا تو مشک کی

طرح اس میں خوشبو آتی تھی۔

آپ کا وصال

قرائے نہر الملک میں سے قریہ رزیران میں آپ سکونت پذیر تھے اور یہیں پر 564ھ میں آپ نے وفات پائی اور یہیں پر آپ مدفون ہوئے اور اب تک آپ کی قبر ظاہر ہے اور دور دراز سے لوگ زیارت کے لئے آیا کرتے ہیں۔

آپ کی عمر اس وقت ایک سو بیس سال سے متجاوز تھی آپ اعلیٰ درجہ کے ظریف و جمیل و مجمع مکارم اخلاق اور صاحب فضائل و مناقب عالیہ تھے آپ کے اصحاب و مریدین بھی آپ ہی کے سلوک پر قدم بقدم چلتے رہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

شیخ ابوالعیز رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ ابوالعیز المغربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ مغرب کے اعیانِ مشائخِ عظام سے تھے کراماتِ ظاہرہ و تعریف تام و مقامات و احوال عالیہ رکھتے تھے آپ عارف و زاہد اور محققین اولیاء اور اوتاد مغرب سے تھے آپ ہمیشہ ریاضت و مجاہدہ اور مراقبہ میں رہتے تھے اور ہر وقت نفس سے تشدد اور محاسبہ کیا کرتے تھے بہت سے مشائخِ عظام آپ کی صحبت بابرکات سے مستفید ہوئے اور اس قدر خلق اللہ نے آپ سے ارادت حاصل کی کہ جس کی تعداد شمار سے زائد ہے۔ اہلِ مغرب خشک سالی میں آپ سے دعا کراتے تھے تو آپ کی برکت سے باراں ہوتی تھی اور جب وہ اپنی مصیبتیں لیکر آپ کے پاس آتے تھے تو آپ ان کے لئے دعا کرتے تھے اور آپ کی دعا کی برکت سے ان کی مصیبتیں دور ہو جاتی تھیں۔

آپ کا کلام

آپ نے فرمایا ہے کہ اہلِ احوال اہلِ بدایات کے مالک ہوتے ہیں کہ اہلِ بدایات میں تصرف کرتے ہیں اور اہلِ نہایات کے مملوک ہوتے ہیں کہ وہ ان میں تصرف کرتے ہیں اور جو حقیقت کہ آثار و رسوم عبدیت کو نہ مٹا دے۔ وہ حقیقت حقیقت نہیں ہے۔

نیز آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ حق کو طلب کرتا ہے وہ اسے پالیتا ہے نیز آپ نے

فرمایا ہے کہ جو شخص کہ کسی کے لئے نہیں ہوتا ہے وہ کسی کے ہاتھ نہیں ہوتا ہے۔

آپ کے ابتدائی حالات و کرامات

نیز آپ نے فرمایا ہے کہ زیادہ نفع دہ وہ کلام ہے کہ مشاہدے سے حاصل ہوا ہو۔

آپ اپنے ابتدائی حالات میں پندرہ سال تک جنگل و بیابان میں پھرتے رہے اور اس اثناء میں آپ نے بجز تخم خبازی کے اور کچھ نہیں کھایا۔

شیر وغیرہ آپ سے انسیت رکھتے تھے اور پرندے آپ کے گرداگرد پھرتے رہتے تھے اور جس جس مقام پر کہ شیر رہتے تھے اور ان کی وجہ سے راستے بند ہو جاتے تھے تو آپ اس مقام پر آکر شیر کا کان پکڑ لیتے تھے اور ان سے فرماتے تھے کہ کتو! تم یہاں سے چلے جاؤ اور اب پھر ادھر کا رخ نہ کرنا چنانچہ اس مقام سے تمام شیر چلے جاتے تھے اور اس جگہ پر کبھی دکھائی نہیں دیتے تھے۔

شیخ محمد الافریقی نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ لکڑیاں کاٹنے والے آپ کی خدمت میں شاکی ہوئے کہ ہمارے جنگل میں شیر بکثرت ہیں جن کی وجہ سے ہمیں نہایت پریشانی رہتی ہے آپ نے اپنے خادم سے فرمایا: کہ ان کے جنگل میں جاؤ اور بلند آواز سے پکار کر کہہ دو کہ اے گروہ شیر! شیخ ابوالعز تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم یہاں سے نکل کر چلے جاؤ اور پھر ادھر کو رخ نہ کرنا تو آپ کے خادم کے یہ کہتے ہی اس جنگل کے تمام شیر بچوں کو لیکر وہاں سے چلے گئے اور اس جنگل میں کوئی شیر نہیں رہا اور نہ اس کے بعد کبھی وہاں شیر دکھائی دیا۔

شیخ ابومدین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ قحط سالی کے موقع پر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت ایک جنگل میں بیٹھے ہوئے تھے اور وحوش وطیور اور شیر وغیرہ درندے آپ کے گرداگرد جمع تھے اور کوئی کسی کو ایذا نہیں پہنچاتا تھا اور ان میں سے ایک کے بعد ایک آپ کی خدمت میں آتا تھا اور باآواز بلند چلاتا تھا گویا کہ وہ آپ سے کسی بات کی شکایت کر رہا ہے اور آپ اس سے فرما دیتے تھے کہ جاؤ تمہاری روزی فلاں جگہ پر ہے اور وہ چلا جاتا تھا جب یہ سب جا چکے تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ یہ وحوش وطیور میرے پاس بھوک کی شدت کی شکایت کرنے آئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی روزی پر مطلع

کردیا تھا اس لئے میں نے ان کی روزی کے مقامات انہیں بتلادیئے اور وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ شیخ ابومدین کے مریدوں میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: کہ حضرت میری تھوڑی سی زمین ہے جس سے میں اپنی اور اپنے بال بچوں کے لئے روزی حاصل کر کے زندگی بسر کرتا ہوں اور اب خشک سالی کی وجہ سے وہ سوکھی پڑی ہے آپ اس شخص کے ساتھ آئے اور اس زمین میں آپ پھرے تو اس میں اچھی طرح سے بارش ہوئی اور اس میں غلہ بھی ہوا اور اس کے سوا مغرب میں اور کسی زمین میں نہ بارش ہوئی اور نہ غلہ ہوا۔

آپ کا وصال

آپ قری فارس سے قریہ باعیت میں سکونت پذیر تھے اور یہیں پر کبیر سن ہو کر آپ نے وفات پائی اہلِ مغرب آپ کو بَدُو کے لقب سے پکارتے تھے یعنی پدر ذی عظمت چونکہ اہلِ مغرب کے نزدیک آپ نہایت ذی شان تھے اس لئے وہ آپ کو اس لقب سے پکارا کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ ابونعمۃ بن نعمۃ سروجی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ ابونعمۃ مسلمۃ بن نعمۃ السروجی ہیں آپ شیخ المشائخ و سیدالاولیاء و رئیس الاصفیاء والاتقیاء اور صاحب کرامات و مقاماتِ عالیہ تھے اور ہمت عالیہ و قدم راسخ رکھتے تھے۔

آپ منجملہ ان اولیاء اللہ سے تھے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے قبول عام و ہیبت و عظمت و تصرف تام عطا فرمایا اور جن کی ہیبت و عظمت اس نے اپنی مخلوق کے دل میں بھر دی۔

آپ اعلیٰ درجہ کے ذی علم سخی اور غربا پرور تھے اور غرباء و مساکین کے ساتھ ہی آپ بیٹھا اٹھا کرتے تھے۔

شیخ عقیل المنجی وغیرہ مشائخِ عظام کی ایک بہت بڑی جماعت آپ کی صحبت بابرکت

سے مستفید ہوئی اور کثیر التعداد لوگوں نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا آپ کے بڑے بڑے چالیس مرید تھے۔ منجملہ ان کے شیخ عدی بن مسافر شیخ موسیٰ الزدولی شیخ رسلان الدمشقی شیخ شبیب الشطی الفراقی وغیرہ وغیرہ تھے۔ رضی اللہ عنہم

مؤلف کتاب الارواح نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ کی حیات بابرکات میں کفار فرنگ یا جرمن نے بلدہ سروج پر چڑھائی کی اور کشت وخون کرتے ہوئے آپ کے زاویہ تک آئے۔ لوگوں نے آپ سے کہا: کہ حضرت دشمن آ پہنچے آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ پھر کئی دفعہ لوگوں نے آپ سے عرض کرتے ہوئے کہا: کہ حضرت اب تو ہمارے سامنے ہی آ گئے آپ اس وقت اندر سے تشریف لائے اور اپنے دستِ مبارک سے ان کی طرف اشارہ کیا اور اشارہ کرتے ہی ان کے گھوڑے پیچھے کو لوٹ پڑے اور پھر ان کے قابو نہیں آئے اس وقت ان کے بہت سے لوگ مارے گئے اور نہایت مشکل سے وہ شہر پناہ تک پہنچ سکے اور اب وہ عاجز ہو کر شہر پناہ سے باہر اتر پڑے اور آپ کا ادب کرتے ہوئے نہایت عاجزی وانکساری سے پیش آئے اور آپ سے معذرت کرتے ہوئے اپنا قاصد آپ کے پاس بھیجا آپ نے قاصد سے فرمایا: کہ تم جا کر ان سے کہہ دو کہ اس کا جواب تم کو انشاء اللہ تعالیٰ کل صبح کو ملے گا مگر ان لوگوں کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا صبح کو مسلمانوں کا ایک بہت بڑا لشکر گیا اور ان کا فیصلہ کر آیا۔

نیز بیان کیا گیا ہے کہ اسی لشکر منہدم نے ایک دفعہ آپ کے فرزند کو گرفتار کر لیا تھا اور مدت تک وہ ان کے پاس گرفتار رہے جب عید کا روز آیا تو ان کی والدہ نہایت آبدیدہ ہوئیں آپ نے ان سے فرمایا: کہ صبر کرو۔ کل صبح کو انہیں ہم اپنے پاس بلا لیں گے پھر صبح کو آپ نے لوگوں سے فرمایا: کہ جاؤ اور تل حرل کے پاس سے انہیں لے آؤ آپ کے حسب ارشاد لوگ تل حرل گئے تو وہاں ایک شیر ان کے پاس کھڑا ہوا تھا جب اس نے ان لوگوں کو دیکھا تو وہ ان کے پاس سے چلا گیا پھر جب یہ لوگ ان کے پاس پہنچے اور ان سے حالات دریافت کیے تو انہوں نے بیان کیا کہ اس جگہ پر میں محبوس تھا وہاں سے یہ شیر مجھ کو اپنی پیٹھ پر لا دلایا اور یہاں پر لا کر مجھے کھڑا کر دیا پھر یہ لوگ ان کے گھر لے آئے آپ کے گاؤں سے تل حرل

ایک گھنٹہ کی مسافت پر واقعہ تھا۔

نیز بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے خدام میں سے ایک شخص حج بیت اللہ کو گئے۔ عید کے روز ان کی والدہ آئیں اور کہنے لگیں کہ ہم نے کچھ نان وغیرہ پکوائے ہیں۔ اس وقت ہمیں اپنا فرزند یاد آتا ہے آپ نے فرمایا: کہ لاؤ تم ان کا حصہ مجھے دو میں کپڑے میں لپیٹ کر انہیں پہنچا دوں گا ان کی والدہ نے نان وغیرہ چیزیں آپ کو لا دیں آپ نے ان کو چادر میں لپیٹ کر رکھ لیا پھر جب وہ حج سے واپس آئے اور ان کی والدہ نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے اور ان کے رفقاء نے بیان کیا کہ یہ نان ہم کو اس چادر میں لپٹے ہوئے عید کے روز شب کو ملے تھے۔

آپ نے 466ھ میں بمقام قریہ علی وفات پائی اور وہیں پر آپ مدفون ہوئے۔ یہ قریہ بلدہ سروج سے ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت پر واقعہ تھا اور سروج بالفتح اول بلدہ سروج کی طرف منسوب ہے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ عقیل المنجی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ عقیل المنجی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ اکابر مشائخ شام سے تھے شیخ عدی بن مسافر اور موسیٰ الزولی وغیرہ چالیس بڑے بڑے مشائخ عظام آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے آپ پہلے شیخ ہیں کہ شام میں خرقہ عمریہ لیکر گئے آپ کو لوگ طیار کے لقب سے پکارا کرتے تھے کیونکہ آپ بلادِ مشرق کے ایک منارے سے اڑ کر منبج گئے تھے جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ منبج میں ہیں تو لوگوں نے آن کر آپ کو دیکھا اور آپ یہاں پر ان کو ملے اور آپ کو غواص بھی کہتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ شیخ مسلمۃ السروجی کے مریدوں میں ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ آپ حج بیت اللہ کو گئے جب یہ لوگ دریائے فرات پہ پہنچے تو ہر ایک شخص اپنا اپنا مصلا پانی پر بچھا بچھا کر اس پر بیٹھ گیا اور اسی طرح سے دریا کو عبور کیا اور آپ اپنا سجادہ بچھا کر اس پر بیٹھ گئے اور دریا میں غوطہ لگا کر آپ نے دریا عبور کیا اور آپ کو ذرا بھی تری نہیں پہنچی جب لوگ حج بیت اللہ سے واپس آئے تو شیخ موصوف سے آپ کا حال ذکر کیا گیا شیخ موصوف نے فرمایا: کہ عقیل غواصین میں سے ہیں۔

تصرفات وکرامات

آپ منجملہ ان مشائخِ عظام کے ہیں جو اپنی حیات بابرکات میں جس طرح سے کہ تصرف کرتے تھے۔ اسی طرح سے وہ اپنی قبور میں بھی تصرف کرتے ہیں اور وہ چار مشائخِ عظام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ معروف الکرخی شیخ عقیل المنجی اور شیخ حیات بن قیس الحرانی رضی اللہ عنہم ہیں۔

آپ نے فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ جدوجہد ہے پھر نوجوان یا تو اپنے مقصود کو پہنچتا ہے یا ابتدائے حال میں ہی مرجاتا ہے نیز آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ اپنے نفس کے لئے کوئی حال یا مقام طلب کرتا ہے کہ وہ طرق معارف سے دور ہو جاتا ہے اور جو شخص کہ بدوں حال کے اپنے نفس کی طرف اس کا اشارہ کرے تو وہ کذاب ہے۔

شیخ عثمان بن مرزوق نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ ابتدائے حال میں آپ شیخ مسلمۃ السروجی رحمۃ اللہ علیہ کے سترہ مریدوں کے ساتھ ایک غار میں بیٹھے اور ہر ایک نے اپنا اپنا عصا نیچے رکھ دیا اور اس کے بعد رجال غیب آئے اور آکر ہر ایک نے ایک عصا اٹھا لیا مگر آپ کا عصا ان میں سے کوئی بھی نہ اٹھا سکا اور سب نے مل کر اٹھایا تو وہ پھر بھی آپ کا عصا نہ اٹھا سکے جب یہ سب شیخ موصوف کے پاس واپس آئے تو انہوں نے یہ واقعہ آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا: کہ یہ لوگ اولیاء اللہ تھے اور ان میں سے جس نے کہ تم میں سے جس کا عصا اٹھا لیا وہ اسی کے مرتبہ کا تھا جس نے کہ اس کا عصا اٹھایا اور ان میں ان کے مقام و مرتبہ والا کوئی نہیں تھا۔ اسی لئے ان سے ان کا عصا نہیں اٹھ سکا اور سب کے سب اس کے اٹھانے سے عاجز رہے۔

شیخ ابوالمنجی نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے میرے والد ماجد نے اور ان سے میرے جد امجد نے بیان کیا ہے کہ میں ایک وقت منبج کے میدان میں پہاڑ کے نیچے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت صلحاء کی ایک بہت بڑی جماعت آپ کی خدمت میں حاضر تھی حاضرین میں سے بعض لوگوں نے آپ سے پوچھا: کہ صادق کی کیا علامت ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ اگر صادق اس پہاڑ سے کہہ دے کہ تو حرکت کر تو یہ حرکت کرنے لگے آپ کا فرمانا تھا کہ یہ

پہاڑ چلنے لگا پھر انہوں نے پوچھا: کہ متصرف کی کیا علامت ہے آپ نے فرمایا: کہ اگر بحر و بر کے وحوش وطیور کو بلائے تو وہ اس کے پاس آنے لگیں آپ کا فرمانا تھا کہ ہمارے پاس وحوش وطیور آ کر جمع ہو گئے اور تمام فضا ان سے پر ہو گیا اور دریا کے شکاریوں نے ہم سے بیان کیا کہ اس وقت دریا کی مچھلیاں اوپر آ گئی تھیں۔

اس کے بعد انہوں نے پوچھا: کہ حضرت اپنے زمانہ کے اہلِ برکت کی کیا علامت ہے؟ تو آپ نے فرمایا: کہ اگر وہ اپنا قدم (مثلاً) اس پتھر پر مارے تو اس سے چشمے پھوٹ نکلیں اور پھر جیسا کہ ویسا ہی ہو جائے اور آپ نے اسی پتھر پر جو کہ آپ کے سامنے تھا اپنا قدم مارا اور اس سے چشمے پھوٹ نکلے اور پھر جیسا کہ تھا ویسا ہو گیا۔

آپ کا وصال

490ھ میں آپ نے منبج میں سکونت اختیار کی اور کبیر سن ہو کر یہیں پر آپ نے وفات پائی آپ کی قبر اب تک یہاں پر ظاہر ہے اور لوگ زیارت کے لئے آیا کرتے ہیں۔ احقر کو بھی عین عالم شباب میں آپ کے مزار کی زیارت کرنے کا موقع ملا زیارت کر کے ہر ایک طرح کی خیر و برکت سے مستفید ہوا۔ رضی اللہ عنہ ورضی عنا بہ۔

شیخ علی وہب الربیعی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ علی وہب الربیعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ عراق کے مشائخِ کبار سے تھے اور کرامات و مقاماتِ عالیہ رکھتے تھے آپ منجملہ ان اولیاء اللہ کے تھے کہ جن کی عظمت و ہیبت اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے دل میں بھر دی تھی اور جن کی ذات برکات سے اس نے بہت سے خوارق و عادات ظاہر کر دیئے اور جن کی زبان کو اس نے امور خفیہ پر گویا کیا۔ جملہ علماء و مشائخ آپ کی تعظیم و تکریم پر متفق تھے۔

سنجار میں تربیتِ مریدین آپ ہی کی طرف منتہی تھی۔ شیخ سوید السنجاری اور شیخ ابوبکر خباز شیخ سعد الصناعی وغیرہ مشائخِ عظام کو آپ سے فخر تلمذ حاصل تھا اہلِ مشرق اس قدر آپ کی طرف منسوب تھے کہ جن کی تعداد سے زائد ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے اپنی وفات کے بعد 71 مرید چھوڑے جو کہ سب کے سب صاحب حال واحوال تھے۔

آپ کی وفات کے روز آپ کے کل مرید آپ کے مزار کے سامنے ایک باغیچہ میں جمع ہوئے اور سب نے اس باغیچہ سے ایک ایک مٹھی سبزہ اٹھایا اور ہر ایک کے سبزے میں مختلف قسم کے پھول نکل آئے۔

آپ کا قول تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک خزانہ عطا فرمایا ہے جو کہ اسی کی قوت و طاقت سے مہر کیا ہوا ہے۔

آپ کا لقب ''راد الغائب''

آپ کو راد الغائب کے لقب سے پکارا کرتے تھے کیونکہ جس کا حال واحوال مفقود ہو جاتا اور وہ آپ کے پاس آتا تو آپ اس کے حال واحوال کو اس پر واپس کر دیا کرتے تھے۔

آپ منجملہ ان دو مشائخ کے ہیں کہ جنہوں نے خواب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خرقہ شریف پہنا اور بیداری کے بعد انہیں خرقہ شریف سر پر ملا اور وہ دو مشائخ یہ ہیں۔ منجملہ ان کے ایک آپ خود ہیں اور دوسرے شیخ ابو بکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

بلادِ مشرق میں سے بلدہ شکریہ کے قریب ایک عظیم الشان چٹان کے نیچے آپ کو شیخ عدی بن مسافر اور شیخ موسیٰ الزولی کے ساتھ جمع ہونے کا اتفاق ہوا۔ دونوں مشائخ موصوف نے آپ سے پوچھا: کہ توحید کیا چیز ہے؟ آپ نے اس چٹان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا ''یا اللہ'' تو آپ کے فرماتے ہی اس چٹان کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ یہ چٹان وہاں کے مشہور و معروف مقامات سے ہے اور لوگ ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان میں نماز پڑھا کرتے ہیں۔

آپ کے ابتدائی حالات

عمر بن عبدالحمید نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے میرے والد ماجد نے اور ان سے میرے جدِ امجد نے بیان کیا ہے کہ میں نے چالیس برس تک آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ ایک دفعہ میں

نے آپ کے ابتدائی حالات دریافت کیے تو آپ نے فرمایا: کہ پہلے میں نے اپنی سات سالہ عمر میں قرآن مجید یاد کیا اور پھر تیرہ برس کی عمر میں بغداد گیا اور وہاں پر علمائے بغداد سے تحصیل علم کرتا رہا اور باقی اوقات اپنی مسجد میں عبادت الٰہی میں مشغول رہتا تھا۔ ایک مدت کے بعد میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا: کہ علی! مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں تمہیں خرقہ پہناؤں پھر آپ نے اپنی طاقیہ (ایک قسم کی ٹوپی ہوتی ہے) آستین مبارک میں سے نکالی اور میرے سر پر رکھ دی پھر کئی روز کے بعد خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اب تم لوگوں کو وعظ و نصیحت کر کے انہیں نفع پہنچاؤ اس کے بعد پھر میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا اور جو کچھ حضرت خضر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا تھا وہی آپ نے مجھ سے فرمایا: پھر جب میں بیدار ہوا تو میں نے اس کلام کے انجام دینے کا ارادہ کر لیا پھر دوسری شب کو میں نے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ و السلام کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے بھی مجھ سے یہی فرمایا: کہ جو کچھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا پھر آخر شب کو میں نے حق سبحانہ وتعالیٰ کو خواب میں دیکھا فرمان ہوا کہ میرے بندے میں نے تجھ کو اپنی زمین میں برگزیدہ لوگوں میں سے کیا اور تیرے تمام حال و احوال میں میں نے تجھ کو اپنی تائید فرمائی اور اپنے اس علم سے کہ میں نے تجھ کو عطا فرمایا ہے ان میں حکم کر اور میری نشانیاں ان پر ظاہر کر جب میں بیدار ہوا تو میں لوگوں کی طرف نکلا اور خلقت کا میرے پاس ہجوم ہو گیا۔

آپ کے فضائل و مناقب و کرامات

آپ کے فرزند شیخ محمد نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں ایک ہمدانی شخص جن کا کہ شیخ محمد بن احمد الہمدانی نام تھا آئے۔ اُن کا حال اُن سے مفقود ہو گیا تھا اور وہ یہ تھا کہ ان کی بصیرت ملکوت اعلیٰ سے عرش تک دیکھتے تھے یہ تمام بلاد میں پھرتے رہے مگر کسی نے بھی ان کا حال انہیں واپس نہیں کیا پھر جب یہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: کہ شیخ محمد میں تمہارا حال واپس کراتا ہوں بلکہ اس سے اور زائد آپ نے فرمایا: کہ تم اپنی آنکھوں کو بند کر لو انہوں نے آنکھیں بند کر لیں تو انہوں نے ملکوت اعلیٰ سے عرش تک دیکھا

آپ نے ان سے فرمایا: کہ یہ تمہارا حال ہے اور اب میں تمہارے حال میں دو باتیں اور زائد کرتا ہوں پھر آپ نے ان سے فرمایا: کہ آنکھیں بند کرو انہوں نے آنکھیں بند کرلیں تو اس دفعہ انہوں نے ملکوتِ اسفل سے سمٰوات تک دیکھا پھر آپ نے فرمایا: کہ یہ ایک بات ہے دوسری بات یہ ہے کہ میں تمہارے قدموں میں وہ قوت دیتا ہوں کہ جس سے تم تمام آفاق میں پھر سکتے ہو چنانچہ انہوں نے اپنا ایک قدم اٹھا کر ہمدان میں رکھا اور آپ کی برکت سے اسی ایک قدم میں ہمدان پہنچ گئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مغربی شخص جس کا نام کہ عبدالرحمٰن تھا آپ کی خدمت میں چاندی کا ایک بڑا سا ٹکڑا لیکر حاضر ہوا اور اسے آپ کے سامنے رکھ کر کہنے لگا: کہ یہ چاندی میں نے خاص فقراء کے لیے بنائی ہے آپ نے حاضرین سے فرمایا: کہ جس جس کے پاس کہ تانبے کے برتن ہوں وہ اپنے برتن میرے پاس لے آئے لوگ جا کر بہت سے برتن آپ کے پاس لے آئے آپ اٹھے اور ان کے اوپر سے چلے تو ان میں سے بعض برتن سونے کے اور بعض چاندی کے ہو گئے مگر دو طشت جیسے کہ تھے ویسے ہی رہے پھر آپ نے فرمایا: کہ جس کا جونسا برتن ہو۔ وہ اپنا اپنا برتن لے جائے۔ سب نے اپنے اپنے برتن اٹھا لئے اور اس شخص سے آپ نے فرمایا: کہ اے فرزند من! اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سب برتن عطا فرمائے تھے مگر ہم نے ان سب کو چھوڑ دیا اور اب ہمیں ان کی ضرورت نہیں تم اپنی چاندی اٹھا کر اپنے پاس رکھ لو پھر آپ سے بعض برتن سونے کے اور بعض چاندی کے ہو جانے اور بعض اسی حالت میں رہنے کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا: کہ جس کے دل کو برتن لانے میں ذرا بھی رکاوٹ نہیں ہوئی۔ اس کا برتن سونے کا اور جس کے دل میں کچھ بھی رکاوٹ ہوئی تو اس کا برتن چاندی کا ہو گیا اور جس کے دل میں بدظنی آ گئی اس کا برتن جیسا کہ تھا ویسا ہی رہا۔

نیز! بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے پاس دو بیل تھے اسی سے آپ کاشتکاری کیا کرتے تھے اور آپ انہیں ہاتھ نہیں لگاتے تھے اور جب آپ ان سے کہتے کہ کھڑے ہو جاؤ تو وہ کھڑے ہو جاتے اور جب آپ ان سے کہتے کہ چلو تو چلنے لگتے تھے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ گندم وغیرہ بویا کرتے اور معاً آپ کے بعد ہی وہ اگ بھی آتے تھے۔ ایک

دفعہ آپ کا ایک بیل مر گیا تو آپ نے اس کا سینگ پکڑ کر کہا: کہ اے پروردگار عالم! تو میرے اس بیل کو زندہ کر دے اور وہ باذنہ تعالیٰ زندہ ہو گیا۔

خلاصۂ کلام یہ کہ آپ کے فضائل و مناقب بکثرت ہیں آپ ایک فصیح و بلیغ فاضل تھے کبھی آپ قسم نہیں کھاتے تھے اور شدت حیاء کی وجہ سے آسمان کی طرف نظر نہیں اٹھایا کرتے تھے۔ قرائے سنجار میں سے قریہ بدریہ میں آپ آ رہے تھے اور اسی برس سے زیادہ عمر پا کر یہیں آپ نے وفات پائی تھی۔

(مؤلف) آپ اصل میں بدوی اور ہمارے قبیلہ ربیعہ سے تھے ہمارے برادر عم زادے علامہ محقق رضی الدین محمد الحسنی الرضوی نے اپنی تالیف موسوم "بالا ثار الرفیعہ فی ماثر بنی ربیعہ" میں آپ کا ذکر بھی کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ موسیٰ بن ہامان الزولی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین موسیٰ بن ہامان الزولی یا بقول بعض ابن ماہین الزولی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بھی مشائخ کبار سے تھے۔ جملہ علماء و مشائخ آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کرتے تھے بہت سے مشائخ نے آپ سے تلمذ حاصل کیا اور بے شمار لوگ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے بہت سے امور مخفیہ آپ بیان کیا کرتے تھے آپ سے کرامات و خوارق عادات بکثرت ظاہر ہوئے۔ سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کرتے اور بسا اوقات آپ کی تعریف کیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا: کہ اے اہلِ بغداد! تمہارے شہر میں ایک ایسا سورج طلوع ہو گا جو کہ اب تک ایسا سورج تم پر طلوع نہیں ہوا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کون سا سورج ہے؟ آپ نے فرمایا اس سے میری مراد شیخ موسیٰ الزولی ہیں۔

ایک دفعہ آپ حج سے واپس آئے تو آپ نے دو دن کے راستہ سے لوگوں کو آپ کا استقبال کرنے کے لئے بھیجا اور بغداد میں آ گئے تو خود آپ نے بھی آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کی۔

آپ مستجاب الدعوات تھے جس کے لئے بھی آپ جو دعا کرتے تھے آپ کی دعا قبول

ہو جاتی تھی اگر آپ نابینا کے لئے دعا کرتے تو وہ آپ کی دعا کی برکت سے بینا ہو جاتا اور بینا کے لئے بددعا کرتے تو وہ نابینا ہو جاتا۔ فقیر کے لئے دعا کرتے تو وہ غنی ہو جاتا اور غنی کے لئے دعا کرتے تو وہ فقیر ہو جاتا مریض کے لئے دعا کرتے تو وہ تندرست ہو جاتا غرض جس بات کی کہ آپ دعا مانگتے فوراً اس کا ظہور ہو جایا کرتا۔

احمد المارونی نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے میرے والد ماجد نے اور ان سے میرے جدِامجد نے بیان کیا کہ آپ اکثر رسول مقبول ﷺ کے مشاہدے میں رہا کرتے تھے آپ دعا مانگتے معا رسولِ مقبول ﷺ کا ظہور ہو جایا کرتا تھا۔

ایک عورت اپنے بچہ کو جو کہ چار ماہ کا تھا آپ کی خدمت میں لائی آپ نے اس کے لئے دعا کی وہ دوڑنے لگا پھر آپ نے اسے پکڑ لیا اور قل ھو اللّٰہ احد اس کو پڑھایا تو اس نے آپ کے ساتھ ساتھ پوری سورت پڑھ لی اور پھر اس کے بعد سے وہ اچھی طرح سے چلنے پھرنے اور باتیں کرنے لگا آپ کی وفات کے بعد یہ لڑکا پھر دیکھا گیا تو اس وقت تین سال کا تھا اور یہ اسی طرح سے نہایت صاف زبان سے بولتا تھا اور اب اس کو لوگ ابومسرور کہہ کر پکارتے تھے۔

آپ نے قصبہ ماردین میں سکونت اختیار کی تھی اور یہیں پر آپ نے وفات پائی اب تک آپ کا مزار ظاہر ہے اور لوگ زیارت کو آیا کرتے تھے بیان کیا گیا ہے کہ جب آپ کو قبر میں اتارا گیا تو آپ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور قبر وسیع ہو گئی اور جو لوگ کہ قبر میں اترے تھے ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ رضی اللّٰہ عنہ ورضی عنا بہ۔

شیخ رسلان الدمشقی رحمۃ اللّٰہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ رسلان الدمشقی رحمۃ اللّٰہ علیہ ہیں آپ عراق کے مشائخِ عظام سے تھے اور کرامات و مقاماتِ عالیہ رکھتے تھے اور معارف وحقائق اور قرب و کشف کے اعلیٰ منصب پر تھے سب کے دل آپ کی ہیبت ومحبت سے بھرے ہوئے تھے اور قبولیتِ عامہ آپ کو حاصل تھی آپ امام السالکین تھے اور شام میں تربیتِ مریدین آپ ہی کی طرف منتہی تھی بہت سے عجائبات وخوارقِ عادات آپ سے ظاہر ہوئے دور دراز کے لوگ آپ کے پاس آکر ٹھہرتے تھے

آپ کا کلام

معارف وحقائق میں آپ کا کلام نہایت نازک وعالی ہوتا تھا منجملہ اس کے کچھ ہم اس جگہ بھی نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

مشاهدة العارف تقيده في الجموع وبر موز العرفه في الاطلاع لان العارف واصل الا انه ترد عليه اسرار الله تعالىٰ جمله كليه بانوار تطلعه على شواهد الغيب وتطلعه على سر التحكيم فهو ماخوذ عن نفسه مردود على نفسه متمكن في قلبه مأخذه عن نفسه تقريب يشهده والتهذيب يوحده والتخصيص يفرده تفريده وجوده ووجوده شهوده و شهوده شهوده قال الله تعالىٰ لاتدركه الابصار وهو يدركه الابصار فعند ادراكه الابصار شهدته البصائر۔

یعنی عارف کا مشاہدہ اس کا کل میں مقید اور اس پر معرفت کا ظاہر ہونا ہے کیونکہ عارف واصل الی اللہ ہوتا ہے اور اس پر اسرار و انوار الٰہی وارد ہونے لگتے ہیں جس سے عارف شواہد غیب اور اسرار سے مطلع ہوتا رہتا ہے عارف نفس سے جدا اور نفس کی مخالفت پر آمادہ کر دیا جاتا ہے اور اس کے دل میں تمکن و وقار رکھا جاتا ہے عارف کو نفس سے جدا ہونے سے تقرب الی اللہ حاصل ہوتا ہے اور نفس کی مخالفت کرنے سے اس کو تہذیب نفس اور اس کے دل میں سکون و وقار رکھ دیئے جانے سے اس کو تخصیص حاصل ہوتی ہے اور تقرب حق عارف کو شہود کے درجہ پر پہنچاتا ہے۔ تہذیب نفس اس کو توحید کے درجہ پر اور تخصیص اس کو تفرید کے درجہ پر پہنچاتی ہے اور اس کی تفرید اس کا وجود اور اس کا وجود اس کا شہود اور اس کا شہود شہود حق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "لَاتُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارُ" (لوگوں کی نظریں تو اسے نہیں پاسکتیں اور وہ لوگوں کی نظروں کو پالیتا ہے)[1] تو اس

[1] اس آیہ کریمہ سے رؤیت الٰہی کی نفی لازم نہیں آتی۔ بلکہ صرف ادراک کی ہے اور رویت اور ادراک میں فرق ظاہر ہے۔ اس مسئلہ کو امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے تفسیر کبیر میں اس آیت کے ذیل میں مفصل لکھ کر معتزلہ اور روافض علیہم اللعنۃ کا خوب رد کیا ہے۔ (مترجم)

کے لوگوں کی نظریں پالینے کے وقت ان کی بصیرتیں اس کا مشاہدہ کر سکتی ہیں۔

قدوۃ العارفین شیخ ابو محمد ابراہیم بن محمود البعلی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز آپ موسمِ گرما میں دمشق کے باغات میں سے ایک باغ میں تشریف رکھتے تھے اور اس وقت آپ کے مریدین میں سے ایک بہت بڑی جماعت بھی آپ کی خدمت میں موجود تھی اس وقت بعض حاضرین نے آپ سے ولی کی تعریف پوچھی آپ نے فرمایا: کہ ولی وہ شخص ہے جس کو کہ اللہ تعالیٰ تعریف تام عطاء فرمائے۔ اس کے بعد آپ سے پوچھا گیا کہ اس کی علامت کیا ہے آپ نے فرمایا: کہ اس کی علامت یہ ہے۔ چار شاخیں آپ نے اپنے ہاتھ میں لیں اور ان میں سے ایک کی نسبت فرمایا: کہ یہ شاخ موسمِ گرما کے لئے ہے اور دوسری کی نسبت فرمایا: کہ یہ خریف کے لئے اور تیسری کی نسبت فرمایا: کہ یہ موسمِ سرما کے لئے ہے اور چوتھی کی نسبت فرمایا: کہ یہ ربیع کے لئے ہے پھر آپ نے موسم گرما والی شاخ کو اٹھا کر ہلایا تو سخت گرمی ہونے لگی پھر اسے رکھ کر آپ نے خریف والی شاخ کو اٹھا کر ہلایا تو فصلِ خریف کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں پھر آپ نے اسے پھینک کر موسمِ سرما والی شاخ کو اٹھا کر ہلایا تو آثارِ سرما نمایاں ہو کر سرد ہوا چلنے لگی اور سخت سردی ہو گئی اس کے بعد باغ کے تمام درختوں کے پتے خشک ہو گئے پھر آپ نے فصل ربیع والی شاخ کو اٹھا کر ہلایا تو درختوں کے تمام پتے تر و تازہ اور ہرے بھرے ہو گئے اور تمام شاخیں میووں سے بھر گئیں اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں اس کے بعد آپ درختوں کے پرندوں کی طرف نظر کرتے ہوئے اٹھے اور ایک درخت کے نیچے آئے اور اسے ہلا کر اس کے پرندے کی طرف جو کہ اس پر بیٹھا ہوا تھا اشارہ کیا کہ تو اپنے خالق کی تسبیح پڑھ تو وہ ایک نہایت عمدہ لہجہ میں چہچہانے لگا جس سے سامعین نہایت محظوظ ہوئے اسی طرح سے آپ ہر ایک درخت کے نیچے آ آ کر پرندوں کی طرف اشارہ کرتے گئے اور آپ کے حسبِ اشارہ تمام پرندے چہچہاتے گئے مگر ان میں سے ایک پرندہ نہیں چہچہایا آپ نے فرمایا: خدا کے حکم سے تو زندہ بھی نہ رہے تو وہ اسی وقت گر کر مر گیا۔

آپ کی کرامات

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ پندرہ شخص آپ کے یہاں مہمان آ گئے اس وقت آپ کے

نزدیک بجز پانچ روٹیوں کے اور کچھ نہ تھا آپ نے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کہہ کر ان پانچ روٹیوں کو ان کے سامنے رکھ دیا اور دعا کی۔ "اللھم بارك لنا فیما رزقتنا وانت خیر الرازقین کہ اے پروردگار! تو ہماری روزی میں برکت کر تو ہی سب کو روزی اور بہتر روزی دینے والا ہے" تو آپ کی دعا کی برکت سے سب نے ان روٹیوں کو کھایا اور سب کے سب خوب سیر ہو گئے اور جو کچھ روٹی بچ رہی اسے آپ نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے سب کو ایک ایک ٹکڑا دیدیا پھر یہ لوگ بغداد شریف چلے گئے اور ان ٹکڑوں میں سے کئی دن تک کھاتے رہے۔

نیز! ابو احمد بن محمد الکروی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ آپ کو ہوا میں جاتے ہوئے دیکھا کہ اس وقت کبھی تو آپ ہوا میں چلنے لگتے تھے اور کبھی بیٹھے ہوئے ہوا میں جاتے تھے اور کبھی آپ تیر کی طرح تیز ہو جاتے تھے اور کبھی آپ پانی پر سے ہو کر چلنے لگتے تھے پھر میں نے عرفات اور حج کے تمام موقعوں میں آپ کو دیکھا اور اس کے بعد پھر آپ مجھ کو دکھائی دیئے جب میں دمشق آیا اور لوگوں سے آپ کا حال پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ بجز عرفہ اور قربانی کے دن اور ایامِ تشریق کے اور کسی روز آپ پورا دن ہم سے غائب نہیں ہوئے۔

ایک روز میں نے آپ کو بیٹھے ہوئے دیکھا کہ آپ اپنے حال میں مستغرق تھے اور ایک شیر آپ کے قدموں پر لوٹ رہا تھا۔

ایک روز میں نے دمشق کے ایک میدان میں آپ کو کنکریاں پھینکتے ہوئے دیکھا اور آپ سے میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: کہ اس وقت فرنگیوں کا لشکر ساحل کی طرف نکلا ہے اور مسلمانوں کے لشکر نے ان کا پیچھا کیا ہے تو میں یہ ان کے لشکر کو تیر مار رہا ہوں۔ بعد ازاں مسلمانوں کے لشکر نے بیان کیا کہ ہم فرنگیوں کے لشکر میں ان کے سروں پر آسمان سے کنکریاں گرتی ہوئی دیکھتے تھے اور جو کنکری جس سوار پر گرتی تھی آپ کی برکت سے وہ کنکری سوار کو مع اس کے گھوڑے کے ہلاک کر دیتی تھی یہاں تک کہ انہیں کنکریوں سے ان کا بہت سا لشکر ہلاک ہو گیا۔

آپ کا وصال

دمشق میں آپ سکونت پذیر تھے اور یہیں پر آپ نے وفات پائی اور یہیں پر آپ دفن بھی کیے گئے اور اب تک آپ کا مزار مبارک ظاہر ہے اور لوگ زیارت کرنے آیا کرتے ہیں۔

جب آپ کے جنازے کو اٹھا کر قبرستان لے جانے لگے تو اثنائے راہ میں سبز پرندے آئے اور آپ کی نعش کے اردگرد پھرتے رہے اور بہت سے سوار دکھائی دیئے جو کہ آپ کی نعش کے اردگرد ہو گئے یہ سوار سفید گھوڑوں پر سوار تھے اور ان کو نہ تو اس سے پہلے کسی نے دیکھا تھا اور نہ انہیں بعد میں کسی نے دیکھا۔ رضی اللہ عنہ

شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر البکری الشہیر بالسہروردی رحمۃ اللہ علیہ

• منجملہ ان کے قدوۃ العارفین ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر البکری الشہیر بالسہروردی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ اکابر مشائخینِ عراق اور محقق علمائے اسلام سے تھے۔ مفتی العراقین آپ کا لقب تھا آپ علماء و مشائخ دونوں فریق میں مقتداء اور پیشوا مانے جاتے تھے آپ کراماتِ جلیلہ و احوال نفیسہ رکھتے تھے اور آپ صرف عارف نہیں بلکہ متعارف تھے۔

آپ منجملہ ان علماء و فضلا کے ہیں جنہوں نے مدرسہ نظامیہ بغداد میں مدتوں درس و تدریس کی اور فتوے دیئے آپ نے شریعت و حقیقت میں مفید مفید کتابیں بھی لکھیں دور دراز مقام کے طلبہ بغداد آ کر آپ سے مستفید ہوئے دیگر علماء و مشائخ کی طرح آپ بھی خچر پر سوار ہوا کرتے تھے۔

آپ نہایت کریم الاخلاق تھے اللہ تعالیٰ نے عام و خاص سب کے دلوں میں آپ کی ہیبت و محبت ڈال دی تھی۔

آپ کے بھتیجے شہاب الدین عمر السہروردی شیخ عبداللہ بن مسعود بن مطہر رضی اللہ عنہم وغیرہ بہت سے اعیانِ مشائخ آپ کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے اور بڑے بڑے اکابرین صوفیائے کرام نے آپ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا ہے تمام آفاق میں آپ کی

شہرت ہوئی اور دور دراز سے لوگ آپ کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔

معارف وحقائق میں آپ کا کلام

معارف وحقائق میں آپ کا کلام بہت کچھ ہے منجملہ اس کے کچھ ہم یہاں بھی نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا: کہ احوال معاملات قلب کا نام ہے جس سے کہ صفاتِ اذکار شیریں معلوم ہونے لگیں۔ منجملہ اس کے مراقبہ ہے اور پھر قربِ الٰہی پھر محبت پھر موافقت محبوب اس کے بعد خوف اور خوف کے بعد حیاء اور حیاء کے بعد انس اور انس کے بعد یقین اور یقین کے بعد مشاہدہ اور بعض کی حالتِ قرب میں عظمتِ الٰہی پر نظر پڑ جاتی ہے جس سے محبت اور رجاء ان پر غالب آ جاتی ہے۔

نیز! آپ نے فرمایا ہے کہ تصوف کی ابتداء علم اور اس کا اوسط عمل اور اس کی نہایت موہبت (غایتِ مقصود) ہے کیونکہ علم سے مقصود منکشف ہو جاتا ہے اور عمل طلب میں معین ہوتا ہے اور موہبت غایتِ مقصود تک پہنچاتی ہے۔

اور اہلِ تصوف کے تین طبقے ہیں۔ اول: مرید طالب دوم: متوسط سائر سوم: منتہی واصل مرید صاحب وقت اور متوسط صاحب حال اور منتہی صاحبِ یقین ہوتا ہے اور متصوفین کے نزدیک سانسوں کو گننا بہترین امور سے ہے اور مرید کا مقام ریاضت ومجاہدہ میں رہنا سختی وتلخی اختیار کرنا اور حظوظ ولذاتِ نفسانی سے دور رہنا ہے اور متوسط کا مقام طلب ومقصود میں سختیاں اٹھانا اور ہر حال میں صدق وراستی کو نہ چھوڑنا اور تمام مقامات آداب واخلاق کو مد نظر رکھنا اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ترقی کرتے رہنا اور منتہی کا مقام ہوشیار اور اپنے مقام پر ثابت قدم رہنا اور جہاں کہیں کہ ہو۔ دعوتِ حق قبول کرنا منتہی تمام مقامات سے گزر کر مقام تمکین وثبات میں پہنچ جاتا ہے کوئی حال واحوال اسے متغیر نہیں کر سکتا اور نہ کسی قسم کی سختی ودشواری کا اثر اس پر ہوتا ہے بلکہ سختی نرمی منع وعطا جفا ووفا اس کے لئے برابر ہوتی ہے۔ اس کا کھانا بمنزلہ اس کی بھوک کے اور سونا بمنزلہ اس کے جاگنے کے اور اس کا ظاہر خلق کے ساتھ اور اس کا باطن حق کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ تمام احوال جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے۔

آپ کے کرامات

قدوۃ العارفین شیخ شہاب الدین عمر السہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ہمارے عم بزرگ شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر رحمۃ اللہ علیہ جب کسی مرید کو نظرِ عنایت و توجہ سے دیکھتے تھے تو وہ کامل ہو جاتا تھا اور جب کسی شخص کو آپ خلوت میں اپنے ساتھ روزانہ بٹھلایا کرتے تھے اور اس سے اس کے حال و احوال مفقود ہو جاتے تو آپ اس سے فرماتے کہ آج شب کو تمہیں یہ یہ حالات پیش آئیں گے اور تم اس مقام پر پہنچ جاؤ گے اور فلاں فلاں وقت میں تمہارے پاس شیطان آئے گا تو اس سے تم ہوشیار رہنا چنانچہ شب کو یہ تمام حالات اس شخص پر واقع ہوتے۔

ایک وقت کا ذکر ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص اس وقت گائے کا ایک بچہ آپ کے لئے لایا اور کہنے لگا: کہ حضرت یہ بچہ میں آپ کی نذر کرتا ہوں اس کے بعد یہ شخص چلا گیا آپ نے فرمایا: کہ یہ گائے کا بچہ مجھ سے کہتا ہے کہ میں شیخ علی بن الہیتی کے نذرانہ میں دیا گیا ہوں اور آپ کے نذرانہ کو جو بچہ دیا گیا ہے وہ دوسرا ہے چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد یہ شخص دوسرا بچہ لے کر آیا اور کہنے لگا: کہ حضرت یہ دونوں بچے مجھ پر مشتبہ ہو گئے اس لئے اس میں غلطی ہوگئی دراصل آپ کے نذرانہ میں دیا ہوا یہ بچہ ہے آپ نے اسے لے لیا اور اسے واپس کر دیا۔

شیخ محمد عبداللہ بن مسعود الرومی بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت میں بغداد کی سوق الشیاطین میں سے گزرتے ہوئے آپ کے ساتھ جا رہا تھا کہ اثنائے راہ میں ایک ٹنگی ہوئی بکری کی طرف جسے قصاب بنا رہا تھا آپ کی نظر پڑی آپ نے اس قصاب سے فرمایا: کہ یہ بکری مجھ سے کہہ رہی ہے کہ میں مردار ہوں قصاب آپ کا کلام سن کر بے ہوش ہو گیا اور جب ہوش میں آیا تو اس نے آپ کے دستِ مبارک پر توبہ کی اور اقرار کیا کہ بے شک یہ بکری مردار تھی۔

ایک دفعہ میں آپ کے ساتھ جا رہا تھا کہ اثنائے راہ میں آپ کو ایک شخص ملا جو کہ اپنے لئے کچھ میوے لئے جا رہا تھا آپ نے اس سے فرمایا: کہ یہ میوہ تم مجھے فروخت کر دو اس نے

کہا: کیوں آپ نے فرمایا: یہ میوہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ آپ مجھے اس شخص سے بچا لیجئے اس نے مجھے اس لئے خریدا ہے کہ مجھے کھا کر پھر یہ شراب پئے اتنا سن کر یہ شخص بے ہوش ہو کر گر پڑا اور پھر آپ کے پاس آ کر شراب خوری سے تائب ہو گیا اور کہنے لگا: کہ بجز اللہ تعالیٰ میرے اس گناہ سے اور کوئی مطلع نہ تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں آپ کے ساتھ (بغداد کے) محلہ کرخ میں جا رہا تھا کہ راستے میں ہمیں ایک مکان سے شراب خوروں کی آواز سنائی دی آپ لوگوں کی آواز سن کر اس مکان کی طرف آئے اور آ کر اس مکان کی دہلیز میں آپ نماز پڑھنے لگے اتنے میں وہ لوگ مکان میں سے نکل آئے اور آپ کو اندر لے گئے تو ان کی تمام شراب پانی ہو گئی اور یہ سب لوگ آپ کے دستِ مبارک پر تائب ہوئے۔

ولادت ووفات ونسب

آپ 490ھ میں بمقام سہرورد یا بقول بعض شہر روز تولد ہوئے اور بغداد میں توطن اختیار کیا اور 563ھ میں یہیں پر آپ نے وفات پائی۔

شیخ نور الدین بن علی الشافعی نے اپنی کتاب بہجۃ الاسرار میں آپ کا نسب نامہ اس طرح بیان کیا ہے۔

شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر بن محمد بن عبداللہ المعروف معاویہ ابن سعید بن الحسین القاسم بن النصر بن القاسم بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق السہروردی رحمۃ اللہ علیہ

سمعانی نے اسے کچھ اختلاف کے ساتھ بیان کیا ہے کہ عبدالقاہر بن عبداللہ بن محمد بن عمویہ (ان کا نام عبداللہ تھا) بن سعد بن الحسن بن القاسم بن علقمہ بن النصر بن عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رحمۃ اللہ علیہ

اور محمد القابسی نے بیان کیا ہے کہ آپ امیرِ حشویہ کی اولاد سے اور کردی تھے اور بکری نہ تھے۔

ابنِ نجار نے بیان کیا ہے کہ سہرورد بضمہ سین مہملہ وسکون ہائے ہور وفتحہ رائے مہملہ

وسکون رائے ثانیہ ودرآخر دال مہملہ عراق عجم میں زنجان کے ایک شہر کا نام ہے۔

شیخ محمد ابوالقاسم بن عبدالبصر رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ ابومحمد القاسم بن عبدالبصر رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ اعیانِ مشائخ عراق اور علمائے عام میں سے تھے اور کراماتِ ظاہرہ واحوال نفیسہ رکھتے تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمکین جاہ وعظمت حقیقی اور قبولیتِ عامہ عطا فرمائی تھی اور آپ کو صاحبِ ہیبت وعظمت و صاحب تصرف تام کیا تھا آپ جامع شریعت وطریقت تھے اور مذہب مالکی رکھتے تھے۔ شہر بصرہ اور ملحقاتِ بصرہ میں اس وقت تربیتِ مریدین اور فتوے دینا وغیرہ امور آپ ہی کی طرف منتہی تھے۔ صاحبِ حال واحوال سے کثیر التعداد لوگوں نے آپ سے ارادت حاصل کی اور آپ کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے بصرہ میں آپ اپنے وعظ میں شریعت و حقیقت دونوں کا بیان فرمایا کرتے تھے اور علماء ومشائخ اس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

آپ کا کلام

آپ کا کلام نہایت نفیس و عالی ہوتا تھا منجملہ اس کے ہم کچھ اس جگہ بھی نقل کرتے ہیں۔

وھوا ھذا الوجد حجود ما لم یکن عن شاھد مشھود و شاھد الحق یفني شواھد الوجودو ینفي عن العین الوسن سکرہ یرید علی سکر الشراب وارواح الواجدین عطرۃ لطیفه وکلامھم یحیي اموات القلوب و یزید في العقول والوجد یقسط التمیز ویجعل الامساکن مکانا واحدا والاعیان عینا واحد او اوله رفع الحجاب و مشاھدۃ الرقیب و حضور الفھم و ملاحظه الغیب ومحادثه السروایناس المفقود و شرط صحه الوجد القطاع اوصاف البشریه عن التعلق بمعني الوجد حال وجودہ ومن لافقد له لا وجدله وھو مقامان ناظر و منظور الیه فالناظر مخاطب

يشاهد الذى وجده في وجده والمنظور اليه مغيب وقداختطفه الحق باول ماورد اليه والوجود نهايه الوجد لان التواجد يوجب استيعاب العبد والوجدثم ورود ثم شهود ثم وجود فمتعدار الوجود يحصل الخمود و صاحب الوجود محوو صحو فحال صحوه بقائه وحال محوه فنائه بالحق الى الحق وهاتان الحالتان معاقبتان ابدا والوجود اسم لثلثه معان الاول: وجود علم لدني بقطع علم الشواهد في صحبه مكاشفه الحق والثاني: وجود الحق وجود اغير مقطوع والثالث وجود رسم الوجود فاذا الوشف العبد بوصف الجمال سكر القلب فطرب الروح وهام السر فالصحو انما هو بالحق وكلما كان في غيرالحق لم يخل من حيرة لا حيرة شبهه بل حيرة في مشاهدة نورالعزة وكلما كان بالحق لم تعتور عليه عله ثمه الصحومن ايدية الجميع والوائح الوجود الجمع و منازل الحيات و الحيات اسم لثلثه معان الاول حيات العلم ولها ثلثه انفاس نفس الخوف و نفس الرجاء و نفس المحبه والثاني حيات الجمع من الموت التفرقه ولها ثلثه انفاس نفس الاضطرار و نفس الافتقار و نفس الافتخار والثالث: حيات الوجود من موت وهي حيات الحق ولها ثلثه انفاس نفس الهيبه وهو نفس يبيت الاعتدال و نفس الوجود وهو يمنع الانفصال ونفس الانفراد يورث الاتصال وليس وراء ذلك ملحظ لنظاره من موت الجبل الفناء و لا طاقه للاشارة

ترجمہ:۔ یعنی جو وجد کہ مشاہدے سے خالی ہو وہ وجد کذب و دروغ ہے اور شاہد شواہد وجود میں فنا اپنی ہستی وجود سے نکل جاتا ہے اور اس کا سکر سکرِ شراب سے بہت زیادہ ہوتا ہے اور واجدین کی ارواح نہایت پاکیزہ اور لطیف ہوتی ہیں

اور ان کا کلام مردہ دلوں کو زندہ اور عقل کو زیادہ کرتا ہے اور وجد تمیز کو اٹھا دیتا ہے اور مکانات متعددہ کو جو مکان واحد اور اعیانِ مختلفہ کو عین واحد کر دیتا ہے اور وجد کی ابتداء حجابات کا اٹھ جانا اور تجلیات حق کا مشاہدہ کرنا اور فہم کا حاضر ہونا اور اسرارِ غیب کا ملاحظہ اور گم گشتگی اور تنہائی کو پسند کرنا صحتِ وجد کی یہ شرط ہے کہ وجد کے سبب سے اوصافِ بشریت منقطع ہو جائیں اور جس وجد سے کہ اوصاف بشریت سے فقدان (گم گشتہ ہونا) نہ حاصل ہو در حقیقت وہ وجد نہیں اور وجد کے دو مقام ہیں۔ مقامِ ناظر اور مقامِ منظور الیہ۔ مقامِ ناظر: مقامِ مشاہدہ ہے اور مقامِ منظور الیہ مقام غیب ہے کہ حق تعالیٰ اسے اوّل وجد میں اپنی طرف کھینچ لیتا ہے کیونکہ تواجد استیعابِ عبدیت اور وجد استغراقِ عبدیت اور وجود طلبِ فنا کو لازم کرتا ہے اور اس کی ترتیب اس طرح سے ہے کہ اوّل حضور پھر ورود پھر شہود اور پھر وجود ہے پھر وجود سے خمود حاصل ہوتا ہے اور صاحبِ وجود محو اور ہوشیاری میں رہتا ہے اس کی ہوشیاری اس کی بقاء اور اس کا محو اور اس کی فنا ہے اور اس کی یہ دونوں حالتیں ہمیشہ یکے بعد دیگرے رہتی ہیں۔ (متصوفین کے نزدیک) وجود کے تین معنی ہوتے ہیں۔ اول: وجودِ علمِ لدنی جس سے کہ علمِ شواہد قطع ہو جاتے ہیں اور اس سے مکاشفۂ حق حاصل ہوتا ہے۔ دوم: وجودِ حق کہ پھر اس سے انقطاع نہ ہو سکے۔ سوم: وجودِ رسوم وجود اور جب بندے کو مکاشفہ جمال ہو جاتا ہے تو اس کے دل میں سکر پیدا ہوتا ہے اور اس کی روح میں خوشنودی پیدا ہوتی ہے اور سر ظاہر ہوتا ہے اور حالت صحو نہیں حاصل ہوتی مگر تجلیات حق سے پھر جب صاحب وجود غیر حق کی طرف مشغول ہوتا ہے تو اسے حیرت طاری ہوتی ہے مگر حیرت شبہ نہیں بلکہ حیرت مشاہدہ عزت و کمال اور جب ذاتِ حق کی طرف مشغول ہوتا ہے تو پھر اس پر کسی امر کا توارد نہیں ہوتا کیونکہ صحو مقاماتِ جمعیت ولوائح وجود اور منازلِ حیات سے ہے اور حیات کے تین معنی ہیں۔

اول: حیاتِ علم اور حیاتِ علم کے تین انفاس ہیں۔ نفسِ خوف نفسِ رجاء نفسِ محبت دوم: حیاتِ حق کی جمع ہے جو کہ موت کے تفرقہ سے حاصل ہوتی ہے اور اس کے بھی تین انفاس ہیں۔ نفسِ اضطرار نفسِ افتقار نفسِ افتخار۔ سوم: حیاتِ وجود جو کہ موت کے تفرقہ سے حاصل ہوتی ہے اور یہ حیات حق ہے اور اس کے بھی تین انفاس ہیں۔ اوّل: نفسِ ہیبت اس سے اشتغال بالغیر نہیں رہتا۔ دوم: نفسِ وجود جو کہ انفصال کو مانع ہوتا ہے سوم نفسِ انفراد اور اس سے اتصال ہوتا ہے اس سے آگے پھر نہ مقامِ نظارہ ہے اور نہ طاقت اشارہ۔

آپ کی فضیلت و کرامات

قدوۃ العارفین شیخ الصوفیہ شیخ شہاب الدین عمر السہروردی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کی زیارت کرنے کے لئے بصرہ گیا اور بصرہ پہنچتے ہوئے بہت سے مویشی اور کھیت اور باغات پر سے جو کہ آپ کی طرف منسوب تھے میرا گزر ہوا اور یہ حال دیکھنے سے مجھے خیال ہوا کہ یہ تو امارات کی شان ہے پھر میں سورۂ انعام پڑھتا ہوا بصرہ میں داخل ہوا اور میں نے اپنے جی میں کہا: کہ دیکھوں کون سی آیت پر میں آپ کے دولت خانہ میں داخل ہوتا ہوں اور آپ کے حق میں اس آیت کو میں نیک فالی سمجھوں گا غرض میں پڑھتا ہوا گیا اور اس آیت پر میں آپ کے دولت خانہ کے دروازے پر پہنچا۔ "اولئك الذين هدى الله فبهداهم اقتده" یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدائے تعالیٰ نے ہدایت کی تم ان کی ہدایت کی پیروی کرتے رہو۔ میں یہ آیت پڑھتا ہوا آپ کے دروازے میں کھڑا ہوا تھا کہ آپ کا خادم قبل اس کے کہ میں اندر جانے کی اجازت چاہوں مجھے اندر بلا لے گیا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے اول مجھ سے یہی فرمایا: کہ عمر جو کچھ زمین پر ہے وہ زمین ہی پر ہے اور اس میں میرے دل میں کچھ بھی نہیں ہے آپ کے یہ فرمانے سے مجھے نہایت ہی تعجب ہوا۔

شیخ علی الخباز بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت اپنے بعض احباب کے ساتھ ان کے ایک باغ میں تھا۔ اس وقت ان کے پاس ایک فقیر آئے اور ان سے کہنے لگے کہ تم مجھے انجیر کھلا کر شکم سیر کر دو انہوں نے کوئی قریباً آدھ سیر انجیر لا کر ان کو دیئے اور انہوں نے کھا کر کہا: کہ اور لاؤ انہوں نے اور لا کر دیئے اور اسی طرح سے یہ قریباً چار پانچ من انجیر کھا گئے اور پھر

نہر پر جا کر بہت سا پانی پیا ایک مدت مدید کے بعد مالکِ باغ نے مجھ سے بیان کیا کہ اس سال سے میرے کھیت و باغات کی پیداوار دوگنی ہوگئی پھر اسی سال مجھے حج بیت اللہ جانے کا موقع ملا چنانچہ میں حج بیت اللہ کے لئے گیا اور اس اثناء میں راستہ میں میں قافلہ کے آگے جا رہا تھا کہ مجھ کو ان بزرگ موصوف کو جن کو میں نے انجیر کھاتے ہوئے دیکھا تھا دیکھنے کا اشتیاق ہوا۔ مجھے یہ خیال گزرتے ہی جب میں نے اپنی داہنی جانب دیکھا تو یہ بزرگ بھی جا رہے ہیں مجھے ان کو دیکھتے ہی دہشت سی غالب ہوئی اور میں نے ان کو سلام کیا اور ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا یہ بزرگ اور میں دونوں قافلہ کے آگے آگے چلے جاتے تھے اور جب یہ بزرگ چلتے تو انہیں کے ساتھ ساتھ قافلہ بھی چلتا تھا اور جب یہ بیٹھ جاتے تھے تو قافلہ بھی اتر پڑتا تھا انہی ایام سے ایک روز کا ذکر ہے کہ یہی بزرگ ایک حوض کے پاس آئے جس کا پانی خشک ہونے کے قریب ہوگیا آپ نے اس کے نیچے کی مٹی نکال نکال کر کھانی شروع کی اور ذرا سی یہی مٹی آپ نے مجھ کو بھی کھلائی تو مجھے یہ مٹی ذائقہ میں حشو شکلانج کی طرح اور خوشبو میں مشک کی طرح معلوم ہوئی مٹی کھا کر پھر آپ نے بہت سا پانی پیا اور پانی پی کر مجھ سے فرمایا: علی اس کے کھانے کے بعد جو تم نے مجھے کھاتے دیکھا تھا آج میں نے کھایا ہے اور اس کے درمیان میں نہ میں نے کچھ کھایا اور نہ پیا۔ میں نے اس وقت ان سے دریافت کیا کہ حضرت یہ قوت آپ کو کن سے حاصل ہوئی ہے تو انہوں نے فرمایا: کہ ایک روز حضرت شیخ ابومحمد بن عبد بصری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ پر توجہ کی جس سے میرا دل محبت سے بھر گیا اور میرا سرّ حق سبحانہ تعالیٰ سے واصل ہوگیا تصرف اکوان واعطان عطا ہوا اور بعید مجھ سے قریب ہو گیا غرض آپ کی نظر سے میں غایتِ مقصود کو پہنچا اور وہ قوت حاصل ہوئی کہ جس سے میں بجز احکام بشریت باقی رکھنے کے اکثر اوقات کھانے پینے سے مستغنی ہوگیا۔ شیخ علی الخباز کہتے ہیں کہ پھر اس کے بعد میں نے ان بزرگ کو نہیں دیکھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

شیخ ابوعبداللہ البلخی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں ایک وقت مکہ معظمہ میں تھا اسی وقت شیخ محمد بن عبدالبصری بھی مکہ معظمہ میں تشریف لائے آپ کے ہمراہ اس وقت چار اشخاص اور بھی تھے انہوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور نماز پڑھ کر سب نے سات دفعہ

طواف کیا اور طواف کر کے باب شیبہ کی طرف کو نکلے میں بھی آپ کے ہمراہ ہو گیا اور آپ کے بعض ہمراہیوں نے مجھ کو آپ کے ساتھ ہونے سے روکا آپ نے فرمایا: کہ انہیں مت روکو آنے دو پھر آپ نے سب کے آگے کھڑے ہو کر فرمایا: کہ میرے قدموں پر قدم رکھتے ہوئے چلے آؤ غرض! ہم آپ کے ساتھ ساتھ چلے گئے یہاں تک کہ ہم سب نے آپ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد پھر آگے جا کر عصر کی اور پھر سدِ یاجوج ماجوج میں جا کر مغرب کی اور جبلِ قاف میں جا کر عشاء کی نماز پڑھی پھر آپ پہاڑ کی چوٹی پر جا کر بیٹھے اور آپ کے گرداگرد ہم سب بھی بیٹھ گئے اور جبلِ قاف کے چاروں طرف کے لوگ آن آن کر آپ کو سلام علیک کرنے لگے۔

ان لوگوں کے جسموں سے چاند و سورج کی طرح سے روشنی پھیلتی جاتی تھی پھر جَوّ (آسمان اور زمین کا درمیانی فاصلہ فضا) میں سے بجلی کی طرح سے بہت سے لوگ آئے اور آپ کے پاس حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے اور آپ کا کلام سننے کے مشتاق ہوئے آپ نے کلام کرنا شروع کیا تو ان میں سے بعض کا یہ حال تھا کہ لرزتے تھے اور بعض کا یہ حال کہ جَوّ میں دوڑنے لگتے تھے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور ان سب نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی پھر آپ واپس ہوتے ہوئے بہت سے ایسے مقامات میں اتر گئے جس کی زمین میں مشک کی سی خوشبو آتی تھی اور جہاں بہت سے آدمی نہایت خوش الحانی سے ذکر اللہ کر رہے تھے اور آپ کے درمیان تسبیح پڑھتے جاتے تھے اور آپ کو وجد ہو جاتا تھا اور آپ اس کی فضا میں تیر کی طرح سے نکل جاتے تھے اور کبھی آپ فرماتے تھے کہ اے پروردگار! جن لوگوں کا کہ تو ذمہ دار اور ان کا کفیل ہے تو ان پر اپنا فضل و کرم کر پھر ہم جس جگہ سے کہ گئے تھے۔ وہیں واپس آ گئے اور اس کے بعد ہم ایک شہر میں آئے جو بلا مبالغہ گویا سونے چاندی سے بنا ہوا تھا اور جس میں نہریں اور باغات بکثرت تھے ہم نے آ کر یہاں پر کچھ میوے کھائے اور نہروں سے پانی پیا اور ایک ایک سیب ہم نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور رخصت ہوئے آپ نے فرمایا: کہ یہ اولیاء اللہ کا شہر ہے اس میں بجز اولیاء اللہ کے اور کوئی نہیں آ سکتا پھر مکہ معظمہ میں آ کر ہم نے ظہر کی نماز پڑھی۔

آپ کا وصال

بصرہ میں آپ سکونت پذیر تھے اور کبیر سن ہو کر 580 ہجری میں آپ نے وفات پائی اور آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے اور لوگ زیارت کیا کرتے ہیں آپ کے وفات پانے کے بعد پرندوں نے بھی جَوّ (فضا) میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور لوگوں نے دیکھا اور ان کی آواز سنی اور اس روز بہت سے یہودی اور عیسائی مسلمان ہوئے۔

شیخ ابوالحسن الجوسقی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے شیخ ابوالحسن الجوسقی ہیں آپ بھی اکابرین مشائخِ عراق اور عظمائے عارفین سے تھے کرامات و مقاماتِ عالیہ اور تصریفِ تام رکھتے تھے بہت سے خوارقِ عادات اللہ تعالیٰ نے آپ کے دستِ مبارک پر ظاہر کئے اور بہت سے امورِ مخفیہ کو آپ کی زبان پر گویا کیا آپ اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد اور عمل و علم دونوں میں کامل تھے۔

شیخ علی بن الہیتی کی خدمتِ بابرکت سے آپ مستفید ہوئے اور آپ ہی کی طرف آپ اپنے آپ کو منسوب بھی کرتے تھے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی آپ آیا جایا کرتے تھے۔ شیخ بقاء بن بطو۔ شیخ عبدالرحمٰن الطفسونجی ابوسعید القیلوی وغیرہ سے آپ نے ملاقات کی۔

آپ کی صحبتِ بابرکت سے اکابرین کی ایک بہت بڑی جماعت مستفید ہوئی۔ شیخ ابومحمد عبدالرحمٰن البغدادی بن جیش آپ کی طرف منسوب تھے نیز صلحاء سے کثیر التعداد لوگوں نے آپ سے فخرِ تلمذ حاصل کیا۔

آپ کا کلام

آپ نے فرمایا: کہ علماء کا فساد دو باتوں میں ہے:

اول: یہ کہ علم پر عمل نہ کریں

دوم: یہ کہ جس بات کا علم نہ ہو اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور کلام لایعنی اور جس امر سے کہ روکے جائیں باز نہ رہیں اور ہر ایک سے انسیت رکھنا ادبار کی نشانی ہے۔

اور شقاوت کی تین علامتیں ہیں:

اول: یہ کہ علم حاصل ہو اور عمل سے محروم رہے

دوم: یہ کہ عمل کرتا ہو مگر اخلاص سے محروم رہے

سوم: یہ کہ اہلِ عرفان کی صحبت میں رہ کر ان کی تعظیم نہ کرے

اور یاد رہے کہ علم حرزِ جان اور جہل غرور ہے اور صدق امانت اور صلہ رحمی بقاء اور قطع رحمی مصیبت ہے اور صبر شجاعت اور کذب عاجزی اور صدق قوت ہے اور ہر ایک شخص کو چاہئے کہ ایسے شخص کی صحبت میں رہا کرے جو کہ اس کو آدابِ شریعت سے متنبہ اور اس کی غفلت شعاری میں اس کے حال و احوال کی حفاظت کرتا رہے۔

دُعائے مستجاب

آپ اکثر اوقات یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

"اللھم یا من لیس فی السموات من قطرات وفی الارض من حبات ولا فی ھبوب الریح والجات ولا فی قلوب الخلق من خطرات ولا فی اعضائھم من حرکات ولا فی اعینھم ان لحظات الا وھی لك شاھدات وعلیك والات وبربوبیتك معترفات و فی قدرتك متحیرات فاسئلك یااللہ بالقدرۃ التی تحیربھا من فی السموات والارض ان تصلی علی محمد وعلی الہ وصحبہ وذریاتہ"

یعنی اے اللہ! آسمان کے تمام قطرے اور زمین کے سارے دانے کل سخت سے سخت آندھیاں اور تیری مخلوق کے دلوں کے کل خطرات اور ان کی آنکھوں کے نظارے سب کے سب تیری گواہی دیتے ہیں اور تیری ذات پاک پر صریحاً دلالت کرتے ہیں اور تیری ربوبیت کے معترف اور تیری قدرت میں متحیر ہیں تیری اس قدرت کی برکت سے جس نے کہ کل آسمان زمین والوں کو متحیر کر رکھا ہے دعا مانگتا ہوں کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل اور اصحاب اور ذریات پر درود بھیج آمین!

جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو اسے چاہئے کہ یہ دعا پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری ہوگی آپ اکثر مندرجہ ذیل اشعار پڑھا کرتے تھے۔

اشار قلبی الیک کیما　　یری الذی لا تراہ عینی

میرے دل نے تیری طرف اشارہ کیا تاکہ وہ اس ذات کا مشاہدہ کرے جو کہ ظاہری آنکھوں سے نہیں دکھائی دیتی۔

وانت تلقی علی ضمیری　　حلاوۃ السوال والتمنی

میرے دل پر تو ہی القاء کیا کرتا ہے حلاوت سوال اور حلاوتِ اشتیاق کو۔

ترید منی اختبار شیء　　وقدعلمت المرادمنی

تو میری آزمائش کرنا چاہتا ہے اور تجھے معلوم ہے جو کچھ میری مراد ہے۔

ولیس فی سواك حظ　　فکیف ماشئت فاختبرنی

وہ یہ ہے کہ بجز تیری ذات کے اور کسی شے سے مجھے راحت نہیں سو جس طرح سے کہ تو چاہے مجھے آزما۔

آپ کی فضیلت و کرامات

شیخ عمر البز از نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ شیخ علی بن الہیتی کی طبیعت کچھ ناساز ہوئی تو حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور اس وقت شیخ بقاء بن بطو شیخ ابوسعید القیلوی اور شیخ احمد الجوی الصرصری وغیرہ بھی موجود تھے۔ شیخ علی بن الہیتی نے آپ (یعنی شیخ ابوالحسن الجوسقی) کو دستر خوان بچھانے کا حکم دیا اور آپ نے دستر خوان بچھایا اور دستر خوان بچھا کر آپ متفکر کھڑے رہے کہ مشائخ موصوف میں سے پہلے کس کے سامنے نان رکھیں۔ بعد ازاں آپ نے بہت سے نان اٹھا کر اور دفعتاً بیچ میں چھوڑ دیئے جس سے نان چاروں طرف پھیل گئے بدوں اس کے کہ کسی کے سامنے رکھنے کی ضرورت پڑتی حاضرین اس لطیفہ سے بہت خوش ہوئے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ آپ کے خادم ابوالحسن نے اس وقت کیا عمدہ بات کی ہے شیخ علی بن الہیتی نے

فرمایا: کہ حضرت میں اور وہ دونوں آپ کے خادم ہیں۔

پھر شیخ علی بن الہیتی نے آپ سے یعنی شیخ ابوالحسن الجوسقی سے فرمایا: کہ وہ آپ کی یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا کریں یہ سن کر آپ یعنی شیخ ابوالحسن جوسقی نہایت آبدیدہ ہوئے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ ابوالحسن نے جس نہر سے کہ پانی پیا ہے وہ اسی کو دوست رکھتے ہیں لہٰذا آپ نے ان کو ان کے شیخ شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہی رہنے کی اجازت دیدی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

شیخ مسعود الحارثی بیان کرتے ہیں کہ میں اور شیخ عبدالرحمٰن بن ابی الحسن و شیخ عمران البریدی و للذ ارانی شیخ ابوالحسن الجوسقی کی خدمت میں گئے تو آپ کی طرف جاتے ہوئے دجلہ پر سے جو کہ جوسق کے بالمقابل واقع تھی گزرے تو یہاں پر ہمیں ایک نہایت بدصورت شخص جو کہ زنجیروں سے جکڑا ہوا پڑا تھا ملا اس نے ہمیں اپنے پاس بلا کر کہا: کہ جب تم شیخ ابوالحسن الجوسقی کی خدمت میں جاؤ تو ان سے میرے لئے سفارش کرنا کہ وہ مجھے چھوڑ دیں کیونکہ انہوں نے مجھے یہاں پر اس طرح محبوس کیا ہے غرض! جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے اور ہم نے اس شخص کی نسبت کچھ کہنا چاہا تو آپ نے فرمایا: کہ یہ شیطان ہے تم اس کے حق میں مجھ سے کچھ سفارش نہ کرنا کیونکہ یہ ان فقراء کے نزدیک جو کہ ہم سے دور رہتے ہیں آیا کرتا تھا اور ان کے دلوں میں تشویش پیدا کرتا تھا اور میں ہر دفعہ اس کو منع کیا کرتا اور ڈرایا کرتا تھا اور یہ مجھ سے عہد کر کے قسم کھالیتا تھا کہ پھر یہ ان کے پاس نہ جائے گا جب کئی دفعہ یہ اپنا عہد توڑ چکا تو اب کی دفعہ میں نے اسے محبوس کر رکھا ہے جیسا کہ تم دیکھ آئے ہو۔

آپ جوسق میں جو کہ بلادِ عراق میں سے ایک شہر کا نام ہے اور جو کہ ایک نہر اور پہاڑ پر واقعہ ہے سکونت پذیر تھے اور کبیر سن ہو کر یہیں پر آپ نے وفات پائی اور یہیں پر آپ مدفون بھی کئے گئے اور آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے اور لوگ زیارت کیا کرتے ہیں۔ رضی اللہ عنہ

شیخ عبدالرحمٰن الطفسونجی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ عبدالرحمٰن الطفسونجی الاسدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بھی اکابرین واعیانِ مشائخ عظام سے تھے۔ کراماتِ جلیلہ اور تصرف نافذ رکھتے تھے اور اکثر اوقات امورِ مخفیہ کی خبر دیا کرتے تھے اور پھر جس امر کی نسبت آپ جو کچھ کہتے تھے وہ بعینہٖ اسی طرح سے واقع ہوا کرتا تھا۔

آپ کی فضیلت وکرامات

ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں آ کر کہا: کہ حضرت میرے کچھ کھجور کے درخت ہیں مگر ان میں کھجوریں نہیں لگتیں اور میرے پاس کئی گائے ہیں وہ بچے نہیں دیتیں آپ نے اس شخص کے لئے دعا کی اور اسی سال اس کے درختوں میں پھل آنے شروع ہو گئے اور اسی سال میں اس کی گائیوں نے بچے دیئے اور کثرت سے اس کے گھر میں مویشی ہو گئے اور بکثرت دودھ ہونے لگا۔

ایک شخص نے آپ سے کہا: کہ حضرت آپ کا فلاں مرید کہتا ہے کہ جو کچھ آپ کو عطا ہوا ہے' اتنا ہی مجھے عطا ہوا ہے آپ نے فرمایا: کہ جس نے مجھے عطا فرمایا ہے اسی نے اس کو بھی عطا فرمایا ہے لیکن میرے برابر اس کو عطا نہیں فرمایا پھر آپ نے فرمایا: کہ میں اسے تیر مارتا ہوں تھوڑی دیر سرنگوں رہے اور فرمایا: کہ میں نے اسے تیر مارا اور اسے لگا اور اب پھر دوسرا تیر مارتا ہوں اور تھوڑی دیر سرنگوں رہے اور فرمایا: کہ میں نے اسے دوسرا تیر مارا اور اسے میرا تیر لگا بھی اور اب پھر تیسرا تیر مارتا ہوں اگر یہ تیر بھی اسے لگا تو معلوم ہو جائے گا کہ اسے بھی میرے برابر عطا ہوا ہے پھر آپ تھوڑی دیر سرنگوں رہے اور فرمایا دوڑو اس کا انتقال ہو گیا لوگ گئے تو اسے مردہ پایا۔

آپ مریدوں کی تربیت اور ان کی ترقی بتدریج کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اس سے فرماتے تھے کہ کل تم اپنے مقصود کو پہنچ جاؤ گے پھر جب وہ واصل الی اللہ ہو جاتا تو آپ فرماتے۔ ”ھا انت وربك“ یعنی تو اور تیرا پروردگار تجھ کو کافی ہے۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا: سبحان من سبح له الوحوش في القفار پاک ہے وہ ذات کہ تمام وحشی جانور جنگل میں جس کی تسبیح کیا کرتے ہیں تو تمام بڑے چھوٹے جنگلی جانور آپ کے پاس آکر اپنی اپنی آوازوں میں بولنے لگے اور شیر اور ہرن اور خرگوش وغیرہ کل جانور مخلوط ہو کر ایک جگہ جمع ہو گئے اور بعض بعض جانور آپ کے قدموں پر آکر لوٹنے لگے پھر آپ نے فرمایا: "سبحان من سبحت له الطيور في اوكارها" "پاک ہے وہ ذات کہ تمام پرندے اپنے گھونسلوں میں جس کی تسبیح کرتے ہیں۔" تو اس وقت تمام انواع و اقسام کے پرندے ہوا میں آپ کے سر مبارک پر آکر بھر گئے اور عمدہ عمدہ لہجوں میں چہچہانے لگے پھر آپ نے فرمایا: "سبحان من سبحه الرياح العواصف" "پاک ہے وہ ذات کہ ہوائیں اور آندھیاں جس کی تسبیح کرتی ہیں" تو مختلف اور نہایت لطیف ہوائیں چلنے لگیں پھر آپ نے فرمایا: "سبحان من سبحه الجبال الشوامخ" "پاک ہے وہ ذات کہ پہاڑ اور چٹانیں جس کی تسبیح کرتے ہیں" تو جس پہاڑ پر کہ آپ بیٹھے تھے وہ پہاڑ حرکت کرنے لگا اور اس کی بہت سی چٹانیں ہل کر نیچے گر گئیں۔

ایک روز آپ نماز جمعہ کے لئے جاتے ہوئے خچر پر سوار ہونے لگے مگر سوار ہوتے ہوئے رکاب سے پیر کھینچ لیا اور پھر ذرا سا توقف کر کے خچر پر سوار ہوئے لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: کہ اسی وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بھی اپنے خچر پر سوار ہونے کو تھے اس لئے میں نے نہیں چاہا کہ میں آپ سے پہلے سوار ہو جاؤں۔

آپ کے صاحبزادے شیخ ابوالحسن علی الحسینی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے والد ماجد سفر کے ارادے سے نکلے اور سوار ہوتے ہوئے رکاب پر پیر رکھ کر واپس آ گئے آپ سے واپسی کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا: کہ زمین میں کوئی ایسی جگہ نہیں پاتا کہ جہاں میرا قدم سما سکے پھر آپ تادمِ حیات کبھی طفسونج سے نہیں نکلے۔

طفسونج بلادِ عراق میں سے ایک شہر کا نام ہے کیبرسن ہو کر یہیں آپ نے وفات پائی وریہیں مدفون ہوئے قبر آپ کی اب تک ظاہر ہے اور لوگ زیارت کرتے ہیں۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ کے صاحبزادے موصوف نے آپ

سے کہا: کہ مجھ کو آپ کچھ وصیت کیجئے آپ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: کہ تم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت و تابعداری اور ہمیشہ ان کی تعظیم و تکریم کرتے رہنا آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں آئے آپ نے ان کی بڑی عزت کی اور انہیں خرقہ پہنایا اور اپنی صاحبزادی ان کے نکاح میں دی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

شیخ بقاء بن بطو رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ بقاء بن بطو رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بھی اکابرین مشائخِ عراق سے اور صاحبِ احوال و کرامات تھے آپ منجملہ ان چار مشائخ کے ہیں جو کہ باذنہ تعالیٰ مبروص کو اچھا اور نابینا کو بینا اور مردے کو زندہ کرتے تھے جیسا کہ ہم اور کئی جگہ بیان کر آئے ہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تعظیم و تکریم اور بسا اوقات آپ کی تعریف کیا کرتے تھے۔

آپ کی فضیلت و کرامات

ایک روز آپ کراماتِ اولیاء بیان کر رہے تھے اس وقت آپ کے پاس ایک شخص صاحبِ احوال و کشف و کرامات بیٹھے ہوئے تھے یہ شخص آپ سے کہنے لگے کہ ایسا کون شخص ہے جو کہ اگر کنوئیں سے پانی طلب کرے تو اس کے لئے ڈول میں سونا نکل آئے یا جس طرف نظرِ توجہ سے دیکھے تو وہ جانب سونے سے پر ہو جائے اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو تو اسے کعبہ سامنے نظر آئے؟ (چنانچہ ان کا یہی حال تھا) آپ نے ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور تھوڑی دیر سرنگوں رہے تو ان کا حال ان سے سلب ہو گیا پھر انہوں نے آپ سے معذرت کی آپ نے فرمایا: کہ جو چیز کہی جا چکی وہ اب نہیں لوٹ سکتی۔

ایک دفعہ تین فقہاء شب کو آپ کی زیارت کرنے آئے اور عشاء کی نماز انہوں نے آپ ہی کے پیچھے پڑھی آپ جیسا کہ چاہئے قرأت کا پورا حق ادا نہ کر سکے جس سے فقہائے موصوف کو کسی قدر آپ سے بدظنی ہوئی مگر انہوں نے آپ سے کچھ کہا نہیں اور شب کو

فقہائے موصوف آپ ہی کے زاویہ میں رہے اور انہیں احتلام ہو گیا اس شب سردی بھی بشدت تھی مگر فقہائے موصوف اسی وقت اٹھ کر نہر پر جو کہ آپ ہی کے زاویہ کے روبرو واقع تھی غسل کرنے لگے اور ان کے کپڑوں پر ایک بہت بڑا شیر آ بیٹھا' فقہائے موصوف سردی کی وجہ سے نہایت پریشان ہوئے اتنے میں آپ نکل کر نہر پر آئے اور شیر آپ کے قدموں پر لوٹنے لگا اور آپ اسے اپنی آستین سے مارتے ہوئے فرمانے لگے کہ تو ہمارے مہمانوں سے کیوں تعرض کرتا ہے گو انہوں نے ہمارے ساتھ سوء ظنی کی تو اس وقت شیر بھاگ گیا اور فقہائے موصوف نے پانی سے نکل کر آپ سے معذرت کی آپ نے فرمایا: کہ آپ لوگوں نے زبان کی اصلاح اور ہم لوگوں نے دل کی اصلاح کی ہے۔

ایک دفعہ گاؤں میں آگ لگی اور دور تک پھیل گئی آپ گئے اور آگ کے پاس کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا: کہ اے آگ! بس یہیں تک رہ آگ اسی وقت بجھ گئی۔

آپ قریہ آبنوس جو کہ قریٰ نہر الملک میں سے ایک گاؤں کا نام ہے سکونت پذیر تھے اور یہیں پر آپ نے وفات بھی پائی آپ کی عمر اس وقت 80 سال سے متجاوز تھی آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے اور لوگ اس کی زیارت کیا کرتے ہیں۔ رضی اللہ عنہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین حضرت شیخ ابوسعید علی القیلوی یا بقول بعض ابوسعید القیلوی رضی اللہ عنہ ہیں۔

آپ بھی صاحب احوال وکراماتِ جلیلہ اور ان چار مشائخ میں سے تھے جن کا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں آپ جس امر کے لئے دعا فرماتے تھے تو آپ کی دعا قبول ہوتی تھی اور جس مریض کی کہ آپ عیادت کرتے تھے خدائے تعالیٰ کے فضل سے وہ شفا پاتا تھا اور جس ویران دل کی طرف کہ آپ نظر توجہ کرتے تھے وہ دل محبت الٰہی سے معمور ہو جاتا تھا۔

آپ مفتی زمانہ اور فقہائے معتبرین سے تھے شیخ ابوالحسن علی القرشی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوعبداللہ محمد بن احمد المدینی رحمۃ اللہ علیہ شیخ خلیفہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ مبارک بن علی الجبلی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محمد بن علی القیدی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ مشائخِ عظام آپ کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے۔

ایک دفعہ آپ نے ایک چٹان پر کھڑے ہو کر جو کہ قیلویہ کے ایک میدان میں پڑی ہوئی تھی اذان کہی اور جب اذان کہتے ہوئے آپ نے اللہ اکبر کہا تو آپ کی تکبیر کی ہیبت سے چٹان کے پانچ ٹکڑے ہوئے اور زمین لرز گئی۔

ایک دفعہ آپ کے بعض مرید آپ کے لئے لوٹے میں پانی بھر کر لا رہے تھے کہ لوٹا گر کر ٹوٹ گیا اور پانی بھی ضائع ہو گیا آپ نے آ کر اس لوٹے کو اٹھایا تو وہ درست ہو کر جیسا کہ تھا ویسا ہی پانی سے لبریز ہو گیا۔

ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے کہ اثنائے وعظ میں روافض کی ایک بڑی جماعت آپ کے پاس دو مٹکے کہ جن کا منہ بند تھا لے کر آئی جس شخص کے پاس یہ دونوں مٹکے تھے اس سے آپ نے فرمایا: کہ تم لوگ روافض ہو اور میرا امتحان کرنے آئے ہو پھر آپ نے تخت پر سے اتر کر ایک مٹکے کو کھولا تو اس میں سے ایک لنگڑا بچہ نکلا اس سے آپ نے فرمایا: قم باذن اللہ تو یہ اٹھ کر دوڑنے لگا اور دوسرے مٹکے کا منہ کھولا تو اس میں سے ایک تندرست بچہ نکلا اس سے آپ نے فرمایا: کہ بیٹھا رہ تو اس کے پیر میں لنگ ہو گیا اور لنگ ہو جانے سے اسی جگہ بیٹھا رہا جب ان لوگوں نے آپ کی یہ کرامت دیکھی تو یہ سب کے سب آپ کے دستِ مبارک پر تائب ہو گئے اور قسم کھا کر کہنے لگے کہ اس راز سے بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی واقف نہ تھا۔

آپ علمائے کرام کا لباس پہنا کرتے تھے اور خچر پر سواری کیا کرتے تھے آپ نہایت خوش طبع و مجمع مکارمِ اخلاق تھے۔

آپ کا وصال

آپ قریٔ نہر الملک میں سے قریہ قیلویہ میں سکونت پذیر تھے اور 557 ہجری میں یہیں پر آپ نے کبیر سن ہو کر وفات پائی اور آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کے صاحبزادے ابوالخیر سعید نے آپ سے کہا: کہ آپ مجھ کو کچھ وصیت کیجئے آپ نے ان سے فرمایا: کہ میں وصیت کرتا ہوں کہ تم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تعظیم و تکریم میں رہنا انہوں نے کہا: کہ آپ مجھے ان کے حال

سے آگاہ کیجئے تو آپ نے فرمایا: کہ آپ اس وقت ریحانہ اسرار اولیاء اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ومحبوب ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

شیخ مطرالباذرانی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ مطرالباذرانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ اکابرین مشائخِ عراق سے اور صاحبِ احوال وکراماتِ جلیلہ تھے۔

آپ کی نظر کیمیا اثر

شیخ احمد الہروی نے بیان کیا ہے کہ آپ جس گنہگار کی طرف نظر کرتے تھے تو وہ فوراً آپ کا مطیع وفرمانبردار ہو جاتا تھا اور جس غفلت شعار کی طرف دیکھتے تو وہ بیدار و ہوشیار ہو جاتا تھا اور جو یہودی یا عیسائی شخص کہ آپ کے پاس آیا فوراً مسلمان ہو گیا جس زمین پر سے آپ گزرتے تھے وہ زمین آپ کی برکت سے سرسبز وشاداب ہو جاتی تھی اور جس امر کے لئے کہ آپ دعا کرتے تو فوراً قبولیتِ دعا کے آثار نمایاں ہو جاتے تھے۔

ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت میرے ساتھ پانچ شخص اور بھی تھے آپ ہمارے آنے سے بہت خوش ہوئے اور آپ نے ہمارے لئے قریباً ڈیڑھ سیر دودھ نکالا اور ہم نے اس دودھ میں سے اتنا پیا کہ ہم سیر ہو گئے بعد ازاں سات شخص اور آئے اور اسی میں سے انہوں نے بھی پیا اور وہ بھی سیر ہو گئے اس کے بعد دس شخص اور آئے اور وہ بھی پی کر سیر ہو گئے اور دودھ صرف ڈیڑھ سیر ہی تھا اور اس سے زیادہ نہ تھا۔

ایک دفعہ آپ نے خواب میں ایک عظیم الشان درخت دیکھا جس کی شاخیں بکثرت اور قریہ باذران سے متصل تھیں آپ نے صبح آکر یہ خواب اپنے شیخ شیخ تاج العارفین سے بیان کی آپ نے فرمایا: کہ مطر اس درخت سے میری ذات مراد ہے تم جا کر قریہ باذران میں سکونت اختیار کرو یہ قریہ باذران قریٰ عراق میں سے ایک قریہ کا نام ہے چنانچہ آپ اس قریہ میں آکر سکونت پذیر ہوئے اور یہیں پر آپ نے وفات پائی۔

جب آپ کی وفات کا زمانہ قریب ہوا تو آپ کے صاحبزادے ابوالخیر کردم نے آپ

سے کہا: کہ میں آپ کے بعد کس کی اقتداء کروں تو آپ نے فرمایا: کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی آپ کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ میں نے پھر آپ سے یہی پوچھا تو پھر بھی آپ نے یہی کہا: کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اور فرمایا: کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ انہی کی اقتداء کریں گے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

شیخ ماجد الکروی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ ماجد الکروی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ اہلِ قوسان سے (جو کہ عراق کے ایک قریہ کا نام ہے) تھے اور احوال وکرامات جلیلہ رکھتے تھے۔

آپ کی فضیلت وکرامات

ایک دفعہ آپ کی خدمت میں ایک شخص آئے اور کہنے لگے کہ میں نے حج بیت اللہ کا ارادہ کرلیا ہے آپ نے ان کو اپنا ایک پیالہ دیدیا اور فرمایا: کہ اگر تم وضو کرنا چاہو تو یہ تمہارے لئے پانی ہے اور اگر پیاس لگے تو یہ تمہارے لئے دودھ ہے اور اگر تم پر بھوک کا غلبہ ہو تو یہ تمہارے لئے ستو ہے۔ یہ شخص آپ کے اس عطیہ کے نہایت مشکور ہوئے اور حجِ بیت اللہ کو گئے اور آپ کا یہ عطیہ ان کی مندرجہ بالا ضرورتوں کے لئے کافی ووافی ہوا۔ یہ شخص شیخ تاج العارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص مریدوں میں سے تھے۔

آپ کے صاحبزادے سلیمان بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت آپ کی خدمتِ بابرکت میں دس بارہ شخص آئے آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ جاؤ خلوت خانہ میں سے کھانا نکال لاؤ خلوت خانہ میں اس وقت کھانے پینے کی کوئی چیز بھی نہ تھی مگر اس وقت آپ کی خلاف ورزی نہ کرسکا اور خلوت خانہ میں چلا گیا تو مجھے وہاں انواع واقسام کے کھانے ملے میں انہیں آپ کے پاس لے آیا اس کے بعد پندرہ شخص اور آئے پھر آپ نے مجھ سے ایسا ہی فرمایا اور میں خلوت خانہ میں گیا تو اس دفعہ بھی مجھے وہاں انواع واقسام کے کھانے ملے۔ اس کے بعد آپ کے پاس تیس شخص اور آگئے اور ان کے لئے بھی میں یہی کھانے نکال کر لے آیا بعد ازاں آپ نے اپنے دونوں خادموں کی

طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور اسی حالت میں وہ اپنے گھر لائے گئے اور چھ ماہ تک ان کی یہی حالت رہی پھر چھ ماہ کے بعد وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے معذرت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہمیں یہ خیال ہوا کہ یہ واقعہ سحر تھا کہ جس کی وجہ سے آپ ہم پر خفگی فرما رہے ہیں۔

ایک دفعہ آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ سلیمان اس پہاڑ پر جا کر دیکھو تمہیں وہاں رجال الغیب سے تین شخص ملیں گے تم ان سے میرا سلام کہنا اور ان سے پوچھنا کہ آپ کو کس چیز کی خواہش ہے؟ غرض میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان سے دریافت کیا تو ان میں سے ایک شخص نے کہا: کہ مجھے انار کی خواہش ہے اور ایک نے کہا: کہ مجھے سیب کی خواہش ہے اور ایک شخص نے کہا: مجھے انگور کی خواہش ہے۔ میں نے واپس آ کر آپ کو اطلاع دی آپ نے فرمایا: کہ یہ تینوں میوے فلاں درخت سے توڑ لاؤ میں اس درخت سے یہ تینوں میوے توڑ لایا اس سے پہلے میں نے اس درخت کو خشک دیکھا تھا پھر آپ نے یہ تینوں میوے دیکھ کر فرمایا کہ جاؤ ان کو دے آؤ میں ان کے پاس لے گیا اور ان میں سے دو شخصوں نے اپنی چیز لیکر کھالی مگر جس شخص نے کہ سیب مانگا تھا اس نے سیب نہیں لیا اور کہا: کہ یہ میں تمہیں دیتا ہوں۔ اس کے بعد یہ دونوں شخص ہوا میں اڑ کر چلے گئے مگر یہ شخص ان کے ساتھ نہیں جا سکے پھر آپ نے آن کر ان کے لئے دعا کی اور سیب میں سے کچھ ان کو کھلایا اور کچھ خود آپ نے کھایا اور ان کے کندھے پر آپ نے ہاتھ مارا تو یہ شخص بھی اڑ کر چلے گئے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کی نہایت تعریف کیا کرتے تھے آپ کے سنِ تولد وغیرہ کے متعلق ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوا 564 ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ

شیخ ابو مدین شعیب المغربی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ ابو مدین شعیب المغربی ہیں آپ اکابرینِ مشائخِ مغرب و عظمائے عارفین اور ائمہ محققین سے تھے اور کرامات و مقاماتِ عالیہ رکھتے تھے آپ اوتادِ مغرب سے تھے اور اسرارِ حقائق و معارف کے آپ خزینہ تھے آپ کو تصریفِ تام اور

مقامات ولایت میں مقام وسیع حاصل تھا آپ سے عجائبات و خوارقِ عادات بکثرت ظہور میں آتے تھے اسرار و معارف اور فنونِ حکمیہ ہمیشہ آپ کی زبان سے بیان ہوا کرتے تھے آپ شریعت و طریقت دونوں کے جامع اور بلادِ مغرب کے ایک نامور مفتی تھے اور مذہب مالکی رکھتے تھے قبولیتِ عامہ آپ کو حاصل تھی دور دراز کے طلبہ آپ کے پاس آتے اور آپ سے مستفید ہوتے تھے۔

شیخ عبدالرحمٰن بن حجون المغربی و محمد بن احمد القرشی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبداللہ القشاتانی الفارسی رحمۃ اللہ علیہ قدوۃ الصالحین شیخ زکائی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ مشائخِ عظام نے آپ سے علمِ طریقت حاصل کیا ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اہلِ طریقت نے فخرِ تلمذ حاصل کیا ہے۔

غرضیکہ آپ اعلیٰ درجہ کے جمیل و ظریف متواضع مجمع مکارمِ اخلاق اور متبعِ شرع شریف تھے آپ کی ادعیہ مشہور و معروف ہیں منجملہ ان کے کچھ ہم یہاں بھی نقل کرتے ہیں۔

اللهم ان العلم عندك وهو محجوب ولا اعلم امراً فاختاره لنفسي فقد فوضت اليك امري وارجوك لفاقتي وفقري فارشدني اللهم اني احب الامور اليك وارضاها عندك وحمدها عاقبه عندك فانك تفعل ماتشاء بقدرتك انك على كل شيء قدير ۔

یعنی اے پروردگار! تمام امور کا علم تجھی کو حاصل ہے اور اس میں سے مجھے کسی بات کا علم نہیں تا کہ میں اس سے کوئی بھلائی حاصل کر سکوں میں اپنے تمام امور اے پروردگار! تجھی کو سونپتا ہوں اور اپنے فقر و فاقہ اور مصیبت میں تجھی سے مدد چاہتا ہوں۔ اے پروردگار! تو انہیں امور کی طرف میری رہنمائی کر جو کہ تیرے نزدیک پسندیدہ اور آخرت میں میرے لئے مفید ہوں کیونکہ جو کچھ تو چاہتا ہے کر سکتا ہے اور ہر بات پر تجھ کو قدرت حاصل ہے۔

آپ کی فضیلت و کرامات

شیخ عبدالرحیم القناوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک دفعہ بیان فرمایا

کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے سامنے کھڑا کر کے فرمایا: کہ شعیب! تمہاری داہنی جانب کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اے پروردگار! تیری عطا و بخشش ہے پھر فرمایا کہ تمہاری بائیں جانب کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اے پروردگار! تیری قضا و قدر ہے۔ ارشاد ہوا کہ اے شعیب! ہم نے اس کو (یعنی عطا کو) تمہارے لئے زیادہ کیا اور اس کو (یعنی قضاء کو) تم سے معاف کیا سو اس شخص کو مرحبا ہے جو کہ تمہیں دیکھے یا تمہارے دیکھنے والے کو دیکھے۔

ایک دفعہ آپ نے نماز میں یہ آیت شریف پڑھی "وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا" اور پڑھ کر اپنے لب چوسے اور نماز کے بعد آپ نے فرمایا: کہ اس وقت مجھے شرابِ طہور کا پیالہ پلایا گیا۔

ایک دفعہ آپ نے یہ آیت شریف پڑھی۔ "اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ" اور فرمایا: کہ مجھے ان دونوں فریق کے مقامات دکھلائے گئے۔

شیخ صالح زکائی نے بیان کیا ہے کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ مسلمانوں اور فرنگیوں کے درمیان لڑائی ہوئی اس وقت آپ اپنی تلوار اور اپنے مریدوں کو ساتھ لے کر جنگل کی طرف گئے اور جا کر آپ ایک ٹیلے پر بیٹھ گئے اس کے بعد آپ کے سامنے کا سارا میدان خنزیروں سے بھر گیا اور خنزیر مسلمانوں کی طرف حملہ کرنے لگے تو اس وقت آپ تلوار نکال کر ان میں کود پڑے اور چلا کر بہت سے خنزیروں کو آپ نے قتل کیا اس کے بعد تمام خنزیر بھاگ پڑے اور پھر فرمایا: کہ یہ فرنگی لوگ تھے کہ خدائے تعالیٰ نے انہیں ذلیل کیا اور ان کو شکست دی۔ ہم نے یہ دن اور یہ وقت یاد رکھا اس کے بعد فرنگیوں کے شکست پانے کی خبر آئی اور اس خبر میں یہی دن اور یہی وقت مذکور تھا جب مجاہدین واپس آئے تو وہ آ کر آپ کے قدم بوس ہوئے اور بیان کیا کہ معرکہ میں آپ ہمارے ساتھ شریک تھے اور آپ نے ان کا بہت سا لشکر کاٹ ڈالا یہاں تک کہ وہ شکست کھا کر پسپا ہو کر بھاگ پڑے اور اگر اس وقت آپ نہ ہوتے تو اس روز ہم سب ہلاک ہو گئے ہوتے اور پھر معرکہ کے بعد آپ ہمیں نہیں دکھائی دیئے۔

شیخ صالح زکائی بیان کرتے ہیں کہ آپ کے اور معرکہ کے درمیان میں ایک ماہ سے زیادہ دنوں کی مسافت تھی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ فرنگیوں نے آپ کو اور بہت سے مسلمانوں کو قید کر لیا اور قید کر کے سب کو ایک بڑی کشتی میں بٹھالیا اور جب وہ اپنی کشتی کا لنگر کھول کر اسے چلانے لگے تو جیسی کھڑی تھی کھڑی رہی اور ذرا بھی وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹی جس سے انہیں آپ کی عظمت و شان معلوم ہوئی اور آپ سے کہنے لگے کہ آپ جایئے ہم نے آپ کو رہا کیا آپ نے فرمایا: کہ میرے ساتھ جتنے اور لوگ ہیں انہیں بھی چھوڑ دو تو ان لوگوں نے آپ کے تمام ہمراہیوں کو بھی رہا کر دیا۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ ایک دریا کے کنارے وضو کر رہے تھے کہ اثنائے وضو میں آپ کی انگشتری گر گئی آپ نے فرمایا: کہ اے پروردگار! میری انگشتری مجھے عطا فرما تو ایک مچھلی اسے منہ میں لئے ہوئے اوپر آئی اور آپ نے اس کے منہ سے اپنی انگوٹھی نکال لی۔

آپ بلادِ مغرب میں سکونت پذیر تھے خلیفہ وقت نے آپ سے تبرک حاصل کرنے کے لئے آپ کو بلایا اور آپ خلیفہ موصوف کی طرف روانہ ہوئے جب آپ تلمسان پہنچے تو آپ نے فرمایا: کہ ہمیں بادشاہوں سے کیا واسطہ؟ پھر آپ سواری پر سے اترے اور قبلہ رخ ہو کر آپ نے کلمہ شہادت پڑھا اور فرمایا: کہ اے پروردگار! میں نے تیری طرف جلدی کی تاکہ تیری رضامندی مجھے حاصل ہو اور یہ کہہ کر پھر آپ کی روح پرواز ہوگئی اور یہیں پر آپ مدفون ہوئے اور اب تک آپ کی قبر ظاہر ہے۔ (رضی اللہ عنہ)

شیخ ابوالبرکات صخر بن صخر بن مسافر الاموی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ ابوالبرکات صخر بن صخر بن مسافر الاموی ہیں آپ اکابرینِ مشائخِ عراق سے تھے اور کرامات و مقاماتِ انفاسِ روحانیہ و فتوحاتِ عالیہ رکھتے تھے۔

آپ اپنے قریہ بیت فار سے جبلِ ہکار جا کر مدت تک قدوۃ السالکین شیخ شرف الدین عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں رہے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے خلیفہ بنے علاوہ ازیں اور بھی بہت سے مشائخین سے آپ نے ملاقات کی اور کثیر التعداد صلحائے زمانہ اور آپ کے صاحبزادے شیخ ابوالبرکات کہ عنقریب ہی جن کا ذکر کیا جائے گا

آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے آپ کریم الشمائل صاحب حیاء و مروت اور نہایت عقیل و فہیم بزرگ تھے۔

آپ کا کلام

محبت الٰہی کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص محبت الٰہی کی شراب پیتا ہے اس کا نشہ بدوں مشاہدہ محبوب نہیں اترتا۔ شراب محبت الٰہی کا سکر گویا وہ شب ہے کہ جس کی صبح مشاہدہ جمال محبوب ہے جیسے کہ صدق وہ درخت ہے کہ جس کا پھل مجاہدہ وریاضت ہے۔

محبت کے تین اصول ہیں: وفا، ادب، مروت۔

وفا یہ ہے کہ اس کی وحدانیت و فردانیت میں اپنے دل کو منفرد کر کے انفراد قلب حاصل کرے اور مشاہدۂ الٰہی میں ثابت قدم رہے اور اس کے نور ازلیت سے مانوس رہے۔

ادب یہ ہے کہ خطرات کی مراعات و حفظ اوقات اور ماسوا سے انقطاع کرتا رہے

مروت یہ ہے کہ قولاً و فعلاً صدق و صفا کے ساتھ ذکر اللہ پر اور ظاہر و باطن میں اغیار سے روگردانی کر کے سر اللہ پر ثابت قدم رہے اور حالات آئندہ کی رعایت کر کے حفظ اوقات کرتا رہے۔

جب بندے میں یہ تینوں خصلتیں جمع ہو جاتی ہیں تو وہ لذت وصال پانے لگتا ہے اور اس کے مقام سر میں آتش اشتیاق بھڑک اٹھتی ہے۔

آپ کی کرامات

شیخ ابوالفتح نصر بن رضوان بن مروان الدارانی للہ نے بیان کیا ہے کہ ایک روز کا ذکر ہے کہ موسم خریف میں مجھے آپ کے ساتھ آپ کے زاویہ سے پہاڑ تک جانے کا اتفاق ہوا اس وقت آپ کے بعض رفقاء نے کہا: کہ آج ہمارا انار ترش و شیریں کھانے کو جی چاہتا ہے بعدازاں ہم نے دیکھا کہ اطراف و جوانب کے تمام درخت انار سے بھر گئے اور آپ نے فرمایا: کہ تم نے انار کی خواہش کی ہے سو اسے توڑو اور کھاؤ غرض ہم نے بہت سے انار توڑے اور کھائے اور ایک ہی درخت میں سے ہم نے ترش اور شیریں دونوں قسم کے انار توڑے اور اس قدر کھائے کہ ہم سیر ہو گئے پھر جب ہم وہاں سے واپس آئے تو کسی درخت پر ایک انار

بھی نظر نہیں آیا۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ شیخ نصر اللہ بن علی الحمیدی الشیبانی الہکاری پہاڑ کے کنارے پر سے جا رہے تھے اور اس روز ہوا بہت تیز تھی اور خصوصاً اس وقت ایک بہت بڑی آندھی آئی اور پہاڑ میں بھی کچھ اضطراب سا پیدا ہو گیا اور شیخ موصوف پہاڑ پر سے گرے آپ اس وقت پہاڑ کے سامنے ہی بیٹھے ہوئے تھے آپ نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا تو پہاڑ تھم گیا اور شیخ موصوف ہوا میں معلق رہ گئے گویا کسی نے ان کو تھام رکھا ہے پھر آپ نے ایک گھڑی کے بعد فرمایا: کہ اے ہوا تو ان کو ان کی جگہ پہاڑ پر پہنچا چنانچہ شیخ موصوف بذریعہ ہوا کے پھر اپنی جگہ پہاڑ پر پہنچ گئے۔

ابو الفضل معالی بن مہان التیمی الموصلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں قریباً سات برس تک آپ کی خدمت بابرکت میں رہا ایک وقت کھانے کے بعد میں آپ کے ہاتھ دھلا رہا تھا آپ نے اس وقت مجھ سے فرمایا: کہ تم مجھ سے اس وقت جو چاہو کیا چاہتے ہو میں نے کہا: حضرت آپ میرے واسطے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر قرآن یاد کرنا سہل کر دے چنانچہ آپ کی دعا کی برکت سے مجھ پر قرآن مجید یاد کرنا سہل ہو گیا یہاں تک کہ آٹھ ماہ میں میں نے پورا قرآن مجید یاد کر لیا اور اس سے پہلے میری یہ حالت تھی کہ میں ایک آیت کو تین تین دن میں یاد کیا کرتا تھا اور اب میں شب و روز قرآن مجید پڑھا کرتا ہوں علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کی برکت سے میری ہر ایک مشکل کو آسان کر دیا۔

آپ کے صاحبزادے ابو المفاخر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص ہمیشہ نماز میں فضول حرکتیں کہ جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے کیا کرتا تھا آپ نے بارہا اس کو منع کیا لیکن یہ شخص اپنی حرکت سے باز نہیں آیا اور ایک دفعہ آپ نے اس سے کہا: کہ یا تو تو اپنی حرکت سے باز آ ورنہ اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھ بیکار کر دے گا۔ اسی وقت سے اس کے دونوں ہاتھ بیکار ہو گئے ایک روز یہ شخص نہایت آبدیدہ ہو کر آپ کی خدمت میں آیا اور نہایت عاجزی کرنے لگا آپ نے فرمایا: کہ اب تمہاری یہ عاجزی کچھ کام نہیں آ سکتی جبکہ خدائے تعالیٰ کا غضب تم پر آ چکا چنانچہ اس شخص کے دونوں ہاتھ تا دم حیات بیکار ہی رہے۔

آپ جبلِ ہکار سے قریب مقامِ لالش میں سکونت پذیر تھے اور یہیں پر آپ نے وفات پائی اور یہیں آپ مدفون بھی ہوئے آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ ابوالمفاخر عدی بن صخر بن صخر بن مسافر الاموی الہکاری رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے آپ ہی کے صاحبزادے موصوف شیخ ابوالمفاخر عدی بن ابی البرکات صخر بن صخر بن مسافر الاموی الشامی الاصل الہکاری المولد والدار رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ بھی اکابرین مشائخِ عراق سے تھے اور مقاماتِ احوال و کراماتِ عالیہ اور انفاسِ روحانیہ و تصرف تمام رکھتے تھے آپ اپنے والد ماجد کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے اور بہت کچھ شہرت آپ کو حاصل ہوئی آپ ایک نہایت عقیل و فہیم متواضع کریم النفس بزرگ تھے اور علم اور اہلِ علم کی آپ نہایت عزت کرتے تھے ہمیں آپ کے سنِ تولد یا سنِ وفات کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوا۔

شیخ ابویعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ ابویعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف بن الحسنین بن دہرۃ الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ اعیانِ مشائخِ اسلام سے تھے اور خراسان میں تربیتِ مریدین آپ ہی کی طرف منتہی تھی۔ ہمیشہ آپ کی خانقاہ میں علماء و فقہاء کی ایک بڑی جماعت رہا کرتی تھی اور آپ سے مستفید ہوا کرتی تھی اسی طرح سے کثیر التعداد اہلِ سلوک آپ کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے آپ اپنی صغر سنی ہی سے تا عینِ حیات زہد و عبادت و ریاضت و مجاہدہ اور خلوت میں مشغول رہے جس طرح سے کہ آپ نے کثیر التعداد علماء و فقہاء سے فخر تلمذ حاصل کر کے علومِ دینیہ کی تکمیل کی اور اسی طرح اعیانِ خراسان نے آپ سے تلمذ حاصل کیا۔

شیخ علی الجونی بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کی ایک مجلسِ وعظ میں حاضر ہوا آپ وعظ فرما رہے تھے اثنائے وعظ میں آپ سے دو فقہاء نے کہا: کہ بس خاموش رہو تم ایک بدعتی شخص معلوم ہوتے ہو آپ نے فرمایا: کہ تم خاموش رہو خدائے تعالیٰ تمہیں زندگی نصیب نہ کرے

چنانچہ اسی مجلس میں ان دونوں کا انتقال ہوگیا۔

ابنِ خلقان نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ ایک روز وعظ فرما رہے تھے اور ایک عالم آپ کی مجلس وعظ میں موجود تھا اسی مجلس میں ایک فقیہ جو کہ ابن سقاء کے نام سے مشہور تھا اٹھا اور آپ کی نسبت کچھ اذیت دہ کلمات کہے اور آپ سے کچھ سوالات کئے آپ نے فرمایا: کہ بیٹھ جاؤ تمہارے کلام سے ہمیں کفر کی بو آتی ہے اور عجب نہیں کہ غیر دینِ اسلام پر تمہارا خاتمہ ہو چنانچہ اسی اثناء میں ملک الروم کا ایک قاصد خلافت پناہی میں آیا ہوا تھا یہ اس کے ساتھ قسطنطنیہ چلا گیا اور وہاں جا کر عیسائی ہوگیا اور اسی پر اس کا خاتمہ بھی ہوا۔

یہ شخص قاری قرآن اور نہایت خوش آواز تھا۔ اس کے دیکھنے والوں میں سے ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس کو قسطنطنیہ کی ایک دکان پر بیمار پڑا ہوا دیکھا اس کے ہاتھ میں اس وقت ایک پنکھا تھا جس سے یہ اپنے منہ پر سے مکھیاں اڑا رہا تھا میں نے اس وقت اس سے پوچھا: کہ تمہیں کچھ قرآن بھی یاد ہے یا سب بھول گئے اس نے کہا: کہ صرف مجھے ایک آیت "رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ" یاد رہ گئی ہے۔ یعنی ایک روز ایسا ہوگا کہ کافر بہتیرے ہی ارمان کریں گے کہ اے کاش! ہم بھی مسلمان ہوتے۔ انتہی کلامہ۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو اس بلاء سے محفوظ رکھے اور بہ برکت خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کا خاتمہ بالخیر کرے۔ وصلی اللہ علی النبی پس ہر ایک شخص کو چاہئے کہ اتقیاء وصلحاء ابرارِ امتِ مرحومہ اور اولیاء اللہ و عارفینِ کاملین سے بداعتقادی نہ کرے اور نہ ان کے ساتھ بدظنی سے کام لے ورنہ ان کی بددعاء تیر بہدف اور سمِ قاتل کا حکم رکھتی ہے۔ "ونسئل العفو والعافیہ وحسن الخاتمہ بمحمد وآلہ علیہ الصلوٰۃ و السلام ابداً ابدا"

ایک وقت کا ذکر ہے کہ ایک عورت آپ کی خدمتِ بابرکت میں آ کر کہنے لگی کہ فرنگیوں نے میرے لڑکے کو قید کرلیا ہے آپ اسے چھڑا دیجئے آپ نے ہر چند اس کو صبر دلایا مگر یہ عورت ہرگز صبر نہ کرسکی آپ نے فرمایا: کہ اے پروردگار! اس کے لڑکے کو قید سے چھڑا

کر اس کے پاس پہنچادے پھر آپ نے اس سے فرمایا: کہ جاؤ گھر پر انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا لڑکا تمہیں ملے گا چنانچہ یہ عورت اپنے گھر گئی تو گھر میں اس کا لڑکا موجود تھا۔

اس نے بیان کیا کہ میں ابھی قسطنطنیہ میں محبوس تھا ایک شخص آیا جسے میں نہیں پہچانتا تھا اور آ کر ایک لحہ بھر میں مجھے اٹھا لایا اور یہاں پہنچا دیا اس عورت نے واپس آ کر آپ کو اس کے آنے کی خبر دی آپ نے فرمایا: کہ کیا تمہیں اس میں کچھ تعجب معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ایسے ہیں کہ جو اپنے تمام کاموں میں بالکل نیک نیتی رکھتے ہیں اور ہر ایک کام کو محض لوجہ اللہ کیا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے ارادوں کو اسی وقت پورا کر دیتا ہے۔

آپ کا وصال

آپ 440ھ میں قرائے ہمدان میں سے قریہ بوز نجرد میں تولد ہوئے اور 535ھ میں مضافاتِ ہمدان میں سے قریہ تامین میں ہوازن سے قریہ مرو کی طرف لوٹتے ہوئے آپ نے وفات پائی اور یہیں پر آپ مدفون بھی ہوئے پھر ایک مدت کے بعد آپ کی نعش کو نکال کر مرو لے جا کر دفن کیا گیا اس وقت تک آپ کی نعش جیسی کہ تھی ویسی ہی رہی اور مرو میں اب تک آپ کی قبر ظاہر ہے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ شہاب الدین عمر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ شہاب الدین عمر بن محمد بن عبداللہ محمد عمویہ السہر وردی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ اعلیٰ درجہ کے عالم و فاضل جامع شریعت و طریقت اور اکابرینِ مشائخِ عراق سے تھے اور مقامات و کراماتِ عالیہ رکھتے تھے۔

سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی نسبت فرمایا ہے کہ عمر تم اخیر مشاہیر عراق سے ہو گے۔

آپ اعلیٰ درجہ کے متبع شریعت و تابع سنت نبوی تھے علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و السلام اور شریعت و طریقت میں مقامِ رفیع رکھتے تھے نجم الدین بقلیسی جو کہ آپ کے مریدوں میں

سے تھے بیان کرتے ہیں کہ جب کہ میں بغداد میں آپ ہی کی خدمت میں چلہ کشی کے لئے خلوت خانہ میں بیٹھا تو اخیر چلہ میں چالیسویں روز مجھے مشاہدہ ہوا کہ آپ ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوئے صاع بھر بھر کر لوگوں کو جواہرات تقسیم کر رہے ہیں اور جب یہ جواہرات کم ہو جاتے ہیں تو پھر یکا یک خود بخود بڑھ جاتے ہیں جب میں چلہ کا یہ اخیر دن پورا کر کے خلوت خانہ سے نکلا اور آپ کی خدمت میں آیا تو قبل اس کے کہ میں اس کی نسبت آپ سے دریافت کروں آپ نے فرمایا: کہ جو کچھ تم نے اپنے مشاہدہ میں دیکھا ہے ٹھیک دیکھا ہے اور یہ سب کچھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ہے کہ آپ نے علم کلام کے عوض میں عطا فرمایا کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تصریف تام میں یدِ طولیٰ عطا فرمایا تھا۔ (مترجم)

آپ کا قصہ اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ آپ شب و روز علم کلام میں مشغول رہتے تھے اور اس فن کی آپ نے بہت سی کتابیں یاد کر رکھی تھیں اور آپ کے عم بزرگ آپ کو اس میں مشغول رہنے سے منع کیا کرتے تھے چنانچہ ایک روز آپ کے عم بزرگ آپ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں لے گئے اور فرمایا: کہ یہ میرے بھتیجے شب و روز علم کلام میں مشغول رہتے ہیں اور میں انہیں منع کیا کرتا ہوں مگر یہ نہیں مانتے غرض آپ کی توجہ سے آپ کا سینہ علمِ کلام سے بالکل صاف ہو گیا اور بجائے اس کے آپ کے سینہ میں حقائق بھر گئے۔ انتہی معارف حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا آپ یہ دعا بکثرت پڑھا کرتے تھے۔

"اللھم بصرنا بعیوب انفسنا لننظر عیوبنا ولا تکلنا علی انفسنا طرفہ عین وانصرنا علی اعدائنا ولا تفضحنا یوم القیامہ انك لا تخلف المیعاد"

یعنی اے پروردگار! تو ہمیں ہمارے عیوب دیکھنے کی بصیرت دے کہ ہم خود اپنے عیوب دیکھ لیا کریں اور ایک لحہ بھر بھی تو ہمیں ہمارے نفسوں پر مت چھوڑ اور ہمارے دشمنوں پر تو ہماری مدد کر اور اے پروردگار! تو ہمیں قیامت کے دن ذلیل نہ کرنا بے شک تو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

ابنِ نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ اپنے وقت کے عارفِ کامل اور حقیقت وطریقت میں شیخ وقت تھے خلق اللہ کو آپ نے وصول الی اللہ کی طرف بلایا اور خود بھی زہد وعبادت وریاضت ومجاہدات میں مشغول رہے۔

آپ نے اولاً علوم دینیہ کی تحصیل کی اور حدیث بھی سنی۔ اس کے بعد آپ عرصہ دراز تک خلوت گزیں رہے اور ذکر واشغال کرتے رہے۔ بعدازاں آپ نے اپنے عم بزرگ کے مدرسہ میں مجلسِ وعظ منعقد کی اور خلقت کثیر آپ کے وعظ میں آنے لگی اور قبولیتِ عامہ آپ کو حاصل ہوئی اور اقطار وجوانب میں دور دور تک آپ کی شہرت ہوگئی اور عام وخاص سب آپ کے فیض وبرکت سے مستفید ہوئے۔ امراء وسلاطین کے نزدیک بھی آپ کو بہت کچھ عزت ووقعت حاصل تھی کئی دفعہ آپ شام اور سلطان خوارزم شاہ کی طرف بحیثیتِ قاصد بھیجے گئے اور رباطِ ناصری ورباطِ بسطامی ورباطِ مامونیہ تینوں کے آپ ہی شیخ مقرر تھے پھر اخیر عمر میں آپ کو ضرر بھی پہنچایا گیا مگر آپ اسی طرح سے بطریقِ اوّل اوراد واذکار میں مشغول رہ کر خاطر جمع رہے۔

قاضی القضاۃ مجیر الدین عبدالرحمٰن العلیمی نے اپنی ''تاریخ المعتبر فی ابنائے من عبر'' میں بیان کیا ہے کہ شہاب الدین آپ کا لقب تھا اور آپ کا نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے آپ اعلیٰ درجہ کے فقیہ شافعی المذہب عابد وزاہد اور نہایت ہی بزرگ صالح تھے آپ شیخ الشیوخ تھے اور آپ کی آخر عمر میں آپ کا بغداد میں کوئی نظیر نہیں تھا آپ نے سلوک میں عمدہ عمدہ کتابیں بھی لکھی ہیں منجملہ آپ کی کتب سے کتاب ''عوارف المعارف'' مشہور ومعروف ہے۔

شیخ جاگیر الکروی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ جاگیر الکروی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بھی اعیانِ مشائخ عراق سے تھے اور احوال فاخرہ ومقاماتِ عالیہ وانفاس نفیسہ اور کراماتِ ظاہرہ رکھتے تھے بہت سے عجائبات وخوارقِ عادات اللہ تعالیٰ نے آپ سے ظاہر کرائے جمیع مشائخ عراق اور خصوصاً تاج العارفین آپ کی نہایت تعریف کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ شیخ جاگیر

اپنے نفس سے اس طرح نکل گئے ہیں جس طرح سے کہ سانپ اپنی کینچلی سے نکل جاتا ہے صلحاء و عباد سے کثیر التعداد لوگ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے آپ اعلیٰ درجہ کے ظریف الشمائل کامل الادب اور شریف الصفات تھے اور ہر حال میں آدابِ شریعت و قانونِ عبوذیت کو مُرعی (رعایت) رکھتے تھے آپ کا قول تھا کہ میں نے کسی مرید سے عہد نہیں لیا مگر یہ کہ میں نے اس کا نام لوحِ محفوظ میں لکھا دیکھا۔

شیخ ابو محمد الحسن الحمیدی نے بیان کیا ہے کہ آپ کی روزی بے شک و گمان محض غیب سے ہوتی تھی ایک وقت کا ذکر ہے کہ میں آپ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر تھا اس وقت آپ کے سامنے سے کئی گائیں نکلیں ایک گائے کی نسبت آپ نے فرمایا: کہ اس گائے کے شکم میں سرخ بچھڑا ہے اور یہ گائے بچھڑے کو فلاں ماہ میں فلاں دن جنے گی اور یہ بچھڑا میرے نذرانہ میں دیا جائے گا اس کے بعد آپ نے ایک اور گائے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: کہ اس کے شکم میں بچھیا ہے اور یہ گائے فلاں وقت جنے گی اور اس کی کئی صفتیں بیان کر کے فرمایا: کہ یہ بھی ہمارے نذرانے میں دی جائے گی اور فلاں شخص اس کو ذبح کرے گا اور فلاں فلاں شخص اس کو کھائیں گے اور ایک سرخ کتا بھی اس میں سے گوشت لے جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ایک سرخ کتا زاویہ کی طرف آ کر ایک ران اٹھا لے گیا ایک وقت کا ذکر ہے کہ ایک نووارد شخص آپ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ آپ مجھے ہرن کا گوشت کھلایئے چنانچہ اسی وقت ایک ہرن آن کر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور آپ نے ذبح کرنے کے لئے فرمایا: چنانچہ یہ ہرن ذبح کیا گیا اور اس کا گوشت پکوا کر کھلایا گیا۔

ابو محمد الحسن راوی بیان کرتے ہیں کہ مجھے قریباً سات برس تک آپ کی خدمت میں رہنے کا اتفاق ہوا مگر بجز اس کے اور کبھی میں نے آپ کے زاویہ پر ہرن نہیں دیکھا آپ ہمیشہ بیابان میں رہے۔

قنطرۃ الرصاص کے پاس آپ نے اپنا زاویہ بنا لیا تھا یہیں آپ رہا کرتے تھے اور کبیر سن ہو کر یہیں پر آپ نے وفات پائی اور یہیں پر آپ مدفون ہوئے۔ اس کے بعد لوگوں نے یہاں پر ایک گاؤں بسا لیا اور آپ سے برکت طلب کرتے رہے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ عثمان بن مرزوق القرشی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ عثمان بن مرزوق القرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ اکابرین مشائخِ مصر سے تھے اور احوال و مقاماتِ رفیعہ و کراماتِ ظاہرہ رکھتے تھے آپ جامع شریعت و طریقت تھے۔

آپ کا کلام

معارف و حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا منجملہ اس کے کچھ ہم یہاں بھی نقل کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا ہے کہ فکر معرفتِ الٰہی و معرفت قدرت و صفاتِ الٰہیہ کا راستہ ہے اور اس کی حکمت و آیات اس کی نشانیاں ہیں اور عقل و فہم کو اس کی کنہ (حقیقت' تہہ وغیرہ) ذات دریافت کرنے کی مطلق طاقت نہیں کیونکہ خدائے تعالیٰ کی قدرتیں اور اس کی حکمتیں اگر متناہی اور محدود ہوتیں اور انسان کی عقل و فہم اور اس کے علم میں سما سکتیں تو یہ عظمت و قدرتِ الٰہیہ سے متعلق ایک قسم کا بہت بڑا نقصان ہوتا۔"تعالی اللّٰہ عن ذلک علوا کبیرا" اسی لئے اسرارِ ازلی اور اسرارِ جلالی آنکھوں سے پوشیدہ رہے معنی و مخفی وصف کی طرف راجع ہوئے اور فہم اس کے ادراک سے قاصر رہی اور ملک ملک میں دائر رہا اور مخلوق اپنے مثل کی طرف راجع ہو کر اس کی تلاش میں سرگرداں رہے اور چاروں طرف وہ زبان حال سے خدا کا نام پکارنے لگے پس تمام مخلوق فرش سے عرش تک معرفت الٰہی کے راستے اور اس کی ازلیت کی کافی دلیلیں ہیں اور تمام کائنات اپنی زبانِ حال سے اس کی وحدانیت کی گواہی دے رہے ہیں سارا عالم معرفتِ الٰہی کا سبق ہے جس کے حروف کو وہی پڑھ سکتا ہے جس کو بقدر اس کی طاقت کے اس کی بصیرت عطا ہوئی ہے۔

الا کل شیء لہ ایۃٌ

تدل علی انہٗ واحدٌ

اور جس دل میں کہ شوق و محبت نہیں وہ دل خراب و ویران ہے اور جس فہم میں کہ آب

معرفت نہ ہو وہ گویا بدلی بے آب ہے اور خلق سے وحشت ہونا اپنے مولا سے مونس ہونے کی دلیل ہے۔

آپ مصر میں سکونت پذیر تھے اور یہیں پر 564ھ میں آپ نے وفات پائی اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے نزدیک آپ مدفون ہوئے اور اب تک آپ کی قبر ظاہر ہے اس وقت آپ کی عمر ستر سال سے متجاوز تھی۔ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ سوید السنجاری رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ سوید السنجاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ دیارِ بکر میں اعیانِ مشائخ عظام سے گزرے ہیں آپ احوالِ فاخرہ و مقاماتِ رفیعہ و ارشاداتِ عالیہ اور کراماتِ ظاہرہ رکھتے تھے آپ امام العارفین حجۃ السالکین جامع شریعت و حقیقت تھے قبولیت عامہ آپ کو حاصل تھی اور سنجار میں ریاست علمی و عملی اور تربیتِ مریدین آپ ہی کی طرف منتہی تھی۔

شیخ حسن الشلعفری رحمۃ اللہ علیہ شیخ عثمان بن عاشور السنجاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ مشائخِ عظام آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے علاوہ ازیں اور بھی بہت سی خلقت نے آپ سے ارادت حاصل کی تمام علماء و مشائخِ وقت اور خصوصاً حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے آپ فرماتے ہیں۔

علوم تین قسم پر ہیں: علم من اللہ علم، علم مع اللہ و علم باللہ و علم الظاہر و علم الباطن و علم الحکم اور خاموشی اعلیٰ درجہ کی عقلمندی ہے اور جب خواہش و نفسانیت غلبہ کرتی ہے تو عقل اس وقت مغلوب ہو جاتی ہے۔

شیخ ابوالمجد سالم بن احمد الیعقوبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ سنجار میں ایک شخص تھا جو کہ سلف صالحین پر بلاوجہ طعن و تشنیع کیا کرتا تھا جب یہ شخص بیمار ہو کر قریب المرگ ہوا تو اس وقت یہ شخص ہر ایک قسم کی باتیں کرتا تھا مگر کلمہ شہادت نہیں پڑھ سکتا تھا بار ہا لوگ اسے کلمہ شہادت پڑھ کر سناتے تھے لیکن کسی طرح سے بھی یہ اسے نہیں پڑھ سکتا تھا لوگ اس وقت دوڑ کر آپ کو بلا لائے آپ اس شخص کے پاس آن کر بیٹھے اور تھوڑی دیر آپ سرنگوں رہے پھر

آپ نے اس شخص سے فرمایا: کہ "لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" پڑھو تو پھر اس شخص نے کلمہ شہادت پڑھا اور کئی دفعہ پڑھا۔

پھر آپ نے فرمایا: کہ چونکہ یہ سلف صالحین پر طعن کیا کرتا تھا اسی لئے اس وقت کلمہ شہادت پڑھنے سے اس کی زبان روک دی گئی تھی میں نے اس وقت جنابِ باری کی درگاہ میں اس کی سفارش کی تو مجھ سے کہا گیا کہ ہم نے تمہاری سفارش قبول کی بشرطیکہ ہمارے اولیاء بھی اس سے راضی ہو جائیں اس کے بعد میں مقام حضرت الشریفہ میں داخل ہوا اور حضرت معروف الکرخی رحمۃ اللہ علیہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوبکر بسطامی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے میں نے اس کی طرف سے معافی چاہی۔

پھر اس شخص نے بیان کیا کہ جب میں کلمہ شہادت پڑھنا چاہتا تھا تو ایک سیاہ چیز آن کر میری زبان کو پکڑ لیتی تھی اور کہتی تھی کہ میں تیری بدزبانی ہوں پھر اس کے بعد چمکتا ہوا ایک نور آیا اس نے اس کو دفعہ کر دیا اور کہا: میں اولیاء اللہ کی رضامندی ہوں۔

پھر اس شخص نے بیان کیا کہ اس وقت مجھے آسمان و زمین کے درمیان نورانی گھوڑے نظر آ رہے ہیں جن کے سوار بھی نورانی ہیں اور یہ سب سوار ہیبت زدہ ہو کر سرنگوں ہیں اور "سبوحٌ قدوسٌ ربنا و ربُ الملٰئکۃِ والروح" پڑھ رہے ہیں پھر آخر دم تک یہ شخص کلمہ شہادت پڑھتا رہا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا۔ فالحمد للّٰہ علی ذلك.

عارف کامل شیخ عثمان بن عاشور السنجاری بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اس وقت مسجد میں ایک نابینا شخص آئے اور غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے آپ نے ان کی یہ حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے پروردگار! تو ان کو بینا کر دے چنانچہ آپ کی دعا سے یہ بینا ہو گئے اور اس کے بعد بیس برس تک زندہ رہے۔

عارف کامل شیخ ابومنعہ بن سلامۃ المغروقی بیان کرتے ہیں کہ کسی نے بدوں قصاص کے ایک شخص کی ناک کاٹ لی جب آپ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے آ کر اس کی کٹی ہوئی ناک کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر جوڑ دیا تو باذنہ تعالیٰ اس کی ناک جڑ کر جیسی تھی ویسی ہی ہو

گئی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک مجذوم پر سے آپ کا گزر ہوا اس مجذوم کے جسم سے کیڑے ٹپکتے تھے اور خون و پیپ اس کے جسم سے بہتا تھا اور اطباء اس کے علاج سے عاجز ہو گئے تھے آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے پروردگار! تو اسے عذاب کرنے سے بے پرواہ ہے تو اس کو صحت عطا فرما اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے اسے تندرست کر دیا۔

آپ سنجار میں سکونت پذیر تھے اور کبیرسن ہو کر یہیں پر آپ نے وفات پائی اور یہیں مدفون ہوئے اور آپ کی قبر یہاں پر اب تک ظاہر ہے۔

شیخ حیات بن قیس الحرانی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ سیات بن قیس الحرانی ہیں آپ بھی اکابرین مشائخ عظام سے تھے اور احوالِ فاخرہ و مقاماتِ رفیعہ اور کراماتِ عالیہ رکھتے تھے۔ بہت سے عجائبات و خوارقِ عادات اللہ تعالیٰ نے آپ سے ظاہر کرائے اور بہت کثیر التعداد صاحبِ احوال و مقامات آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے تمام علماء و مشائخِ وقت آپ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے اور ہر خاص و عام کو آپ کی عظمت و بزرگی اور آپ کے مراتب و مناصب کا اعتراف تھا بارہا اہلِ حران آپ کی دعا کی برکت سے باران طلب کرتے تھے تو آپ کی دعا سے باراں ہوتی تھی اسی طرح وہ اپنی مصیبتوں اور سختیوں میں آپ سے دعا کراتے تھے تو آپ کی دعا کی برکت سے ان کی مصیبتیں ان سے دور ہو جاتی تھیں اور آپ کے اس قسم کے حالات مشہور و معروف ہیں۔ معارف حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا آپ فرمایا کرتے تھے کہ چھلکوں کی قیمت ان کے مغز سے اور مردوں کی قیمت ان کے عقل سے اور محلوں کی قیمت ان کے مکینوں سے ہوا کرتی ہے اور احباب کا فخر احباب سے ہوتا ہے۔

شیخ عبداللطیف بن ابی الفرح الحرانی المعروف بابن القسیطی بیان کرتے ہیں کہ حران میں ایک مسجد بنائی جانی زیر تجویز تھی جب اس کی بنا قائم کرتے ہوئے محراب نصب کی جانے لگی تو مہندس نے کہا: کہ قبلہ کا رخ یہ ہے۔ آپ نے فرمایا: کہ نہیں قبلہ کا رخ یہ ہے اور مہندس

کو اس رخ پر کر کے آپ نے فرمایا: کہ تم اپنے دل کی طرف نظر کرو تمہیں قبلہ نظر آئے گا مہندس نے اپنے دل کی طرف توجہ کی تو اسے قبلہ بے حجاب دکھائی دیا اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

شیخ نجیب الدین عبدالمنعم المنعم الحرانی الصقیلی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہمیں آپ کے ساتھ ببول کے سایہ میں آرام لینے کا اتفاق ہوا اور اس وقت آپ کے ہمراہ بہت سے آدمی تھے اس وقت آپ کے خادم نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت اس وقت کھجور کھانے کو میرا جی چاہتا ہے آپ نے فرمایا: کہ درخت کو ہلاؤ آپ کے خادم نے کہا: کہ حضرت یہ تو ببول کا درخت ہے آپ نے فرمایا: کہ تم اسے ہلاؤ تو سہی آپ کے خادم نے اسے ہلایا تو تر و تازہ کھجوریں اس درخت سے ٹپکنے لگیں اور سب نے اس قدر کھائیں کہ سیر ہو گئے۔

آپ حران میں سکونت پذیر تھے اور یہیں پر 581ھ میں آپ نے وفات پائی اور یہیں پر آپ مدفون ہوئے آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے۔

شیخ ابو عمرو بن عثمان بن مزروۃ البطائحی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ ابو عمرو بن عثمان بن مزروۃ البطائحی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بھی اکابرینِ مشائخ عظام سے تھے آپ احوال و مقاماتِ عالیہ و کراماتِ ظاہرہ رکھتے تھے اور اسرارِ مشاہدات و مقامات وصول الی اللہ میں آپ راسخ القدم تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبولیتِ عامہ عطا فرمائی تھی اور لوگوں کے دلوں کو آپ کی عظمت و بزرگی سے بھر دیا تھا۔

معارف و حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا منجملہ اس کے کچھ ہم اس جگہ بھی نقل کرتے ہیں۔

آپ کا کلام

آپ نے فرمایا: کہ اولیاء اللہ کے دل معرفت الٰہی سے اور عارفوں کے دل محبتِ الٰہی کے مشاہدہ سے اور اہلِ مشاہدہ کے دل فوائد سے بھرے ہوتے ہیں اور احوالِ مذکورہ میں سے ہر

ایک صاحب کے لئے آداب ہوتے ہیں جنہیں وہ حسبِ محل بجالاتا ہے اور جو شخص کہ انہیں نہیں بجالاتا وہ ہلاکت میں پڑ جاتا ہے۔

نیز! آپ نے فرمایا: کہ غافلین حکمِ الٰہی میں اور ذاکرین روح اللہ میں اور عارفین لطفِ الٰہی میں اور صادقین قربِ الٰہی میں زندگی بسر کرتے ہیں اور اہلِ محبت بساطِ الٰہی میں زندگی بسر کرتے ہیں وہی ان کو کھلاتا ہے اور وہی پلاتا ہے۔

شیخ ابو حفظ عمر بن مصدر الربیعی واسطی نے بیان کیا ہے کہ آپ اپنی ابتدائی عمر میں گیارہ سال تک سیاحت کرتے ہوئے جنگل بیابان میں پھرتے رہے آپ اس اثناء میں تنہا رہتے تھے کسی کے قریب نہیں آتے تھے اور ساگ وغیرہ کی قسم سے مباح چیزیں کھایا کرتے تھے اور ہر سال ایک شخص آن کر آپ کو صوف کا جبہ پہنا جایا کرتا تھا۔

اسی اثناء میں ایک روز کا ذکر ہے کہ انوار و تجلیات کمال وجلال آپ پر ظاہر ہوئے اور آپ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اسی طرح سے سات برس تک کھڑے رہے اس اثناء میں نہ آپ بیٹھے اور نہ اس اثناء میں آپ نے کچھ کھایا پیا پھر سات برس کے بعد آپ احکامِ بشریت کی طرف لوٹے اور مقام سر میں آپ سے کہا گیا کہ تم اپنے مکان واپس جا کر اپنی زوجہ سے ہم بستر ہوؤ کیونکہ تمہاری پشت میں ایک فرزند کا نطفہ ہے کہ جس کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے چنانچہ آپ اپنے گھر آئے اور آپ کی بی بی صاحبہ نے آپ سے کہا: کہ تم مکان کی چھت پر چڑھ کر اپنے اس واقعہ سے تمام بستی والوں کو مطلع کر دو آپ مکان کی چھت پر چڑھے اور آپ نے پکار کر کہہ دیا کہ میں عثمان بن مزروۃ ہوں مجھے آج شب کو اپنے گھر رہنے کا حکم ہوا ہے جو کوئی کہ آج شب کو اپنی بی بی سے ہم بستر ہوگا اسے اللہ تعالیٰ فرزندِ صالح عطا فرمائے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تمام بستی میں آپ کی آواز پہنچا دی اور تمام لوگوں نے آپ کا مافی الضمیر سمجھ لیا پھر آپ اس شب کو اپنے مکان پر رہ کر جس جگہ سے کہ آئے تھے وہیں پھر واپس چلے گئے پھر سال سال تک اسی طرح آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کھڑے رہے یہاں تک کہ بال آپ کے جسم پر اس قدر بڑھ گئے کہ آپ کا تمام جسم ان سے چھپ گیا شیر و درندے اور وحوش و طیور آپ سے مانوس ہو گئے تھے اور سب کے سب آپ کے پاس آ

کر جمع ہوتے اور کوئی کسی کو ایذا نہیں دے سکتا تھا پھر سات برس کے بعد آپ احکامِ بشریت
کی طرف لوٹے اور چودہ سال کی قضائے فرائض کو آپ نے ادا کیا۔

آپ کی کرامات

شیخ ابوالفتح الغنائم الواسطی بیان کرتے ہیں کہ شیخ احمد ابن الرفاعی کے پاس ایک شخص
ل لے کر آیا اور کہنے لگا: کہ میرے پاس صرف ایک ہی بیل ہے اسی میں اپنی اور اپنے اہلِ و
عیال کی بسر اوقات کرتا ہوں اور یہ بیل ضعیف و ناتواں ہو گیا آپ خدائے تعالیٰ سے دعا
فرمایئے کہ اللہ اس کے ضعف و ناتوانی کو دور کر دے۔ شیخ موصوف نے فرمایا: کہ تم اس بیل کو
لے کر شیخ عثمان بن مرزوہ کے پاس جاؤ اور ان سے میرا سلام علیک کہنا اور ان سے تم اپنے
لئے اور ہمارے لئے بھی دعائے خیر و برکت کرانا یہ شخص اپنا بیل لے کر آپ کی خدمت میں
گیا آپ اس وقت ایک پانی کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے آپ نے خود ہی اس شخص سے
فرمایا کہ

"وعليك و على الشيخ احمد السلام ختم الله تعالىٰ لى ولكل
المسلمين بالخير"

یعنی تم پر اور شیخ احمد پر خدائے تعالیٰ کی سلامتی اترتی رہے اور میرا اور ان کا اور
ہر ایک مسلمان کا اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر کر دے۔

اس کے بعد آپ نے ایک شیر کی طرف اشارہ کیا تو اس نے اس کے بیل کو شکار کیا اور
مار کر کے اس کا گوشت کھایا پھر آپ نے اس شکار کو ہٹا کر دوسرے شیر سے اس کا گوشت
کھانے کو کہا اور اسی طرح جتنے شیر اس وقت آپ کے پاس تھے سب کو آپ نے اس کا
گوشت کھلا دیا اور کچھ بھی باقی نہ رہا اس کے بعد ایک موٹا تازہ بیل ایک جانب سے آپ
کے پاس آیا آپ نے اس شخص سے فرمایا: کہ لو اس کو تم اپنے اس بیل کے بدلہ لے جاؤ۔ اس
شخص نے اٹھ کر اس بیل کو پکڑ لیا اور اپنے جی میں کہنے لگا: کہ آپ نے میرا بیل تو ہلاک کر دیا
اور یہ نیا بیل مجھ کو دیا ہے اگر یہ بیل کسی نے پہچان کر مجھ پر سوء ظنی کی اور مجھ کو کچھ اذیت
پہنچائی تو میں کیا کروں گا۔ اتنے میں ایک اور شخص آپ کے پاس آیا اور آپ کی دست بوسی

کر کے آپ سے کہنے لگا: کہ حضرت میں نے ایک بیل آپ کی نذر کیا تھا اور میں اسے پانی پلانے لایا تھا تو وہ میرے ہاتھ سے چھوٹ کر معلوم نہیں کہاں بھاگ گیا آپ نے فرمایا: کہ فرزند من! وہ ہمارے پاس آ گیا اور وہ یہی بیل ہے جس کو تم دیکھ رہے ہو تو یہ شخص قدم بوس ہو کر کہنے لگا: کہ حضرت اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو آپ کی معرفت حاصل کرا دی ہے اور کل چیزیں حتیٰ کہ جانوروں تک بھی آپ کو پہچانتے ہیں آپ نے فرمایا: کہ بات یہ ہے کہ دوست سے دوست کوئی بات نہیں چھپایا کرتا ہے جو شخص کہ خدائے تعالیٰ کو پہچانتا ہے اسے کل چیزیں پہچانتی ہیں پھر آپ نے اس شخص سے فرمایا: کہ تم باطن میں مجھ پر اعتراض کرتے ہو کہ میں نے تمہارے بیل کو ہلاک کر کے دوسرا نیا بیل تم کو دے دیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ مجھے دل کے حالات سے بھی مطلع کر دیتا ہے تو یہ شخص رونے لگا پھر آپ نے اس کے حق میں دعائے خیر و برکت کر کے اس کو رخصت کیا اور پھر رخصت ہوتے ہوئے اس کو یہ خیال ہوا کہ مبادا راستہ میں کوئی درندہ جانور مجھے یا میرے بیل کو اذیت پہنچائے تو آپ نے فرمایا: کہ اب تمہیں یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ کوئی درندہ جانور تمہیں یا تمہارے بیل کو کچھ اذیت پہنچائے تو آپ نے ایک شیر کو اشارہ کر کے فرمایا: کہ وہ ساتھ جا کر اس کو پہنچا آئے چنانچہ یہ شیر اس شخص کی اور اس کے بیل کی نگرانی کرتا ہوا اس کو پہنچا آیا اور اثنائے راہ میں شیر اس کے دائیں بائیں اور کبھی اس کے آگے پیچھے چلا کرتا تھا۔

جب یہ شخص شیخ احمد بن الرفاعی کی خدمت میں پہنچا اور اس نے آپ کے تمام واقعات بیان کیے تو آپ نے فرمایا: کہ شیخ مزروۃ جیسے رتبہ کا شخص پیدا ہونا بہت مشکل ہے پھر آپ نے بھی اس شخص کے حق میں دعائے خیر کی اور اسے رخصت کیا۔

شیخ عبداللطیف بن احمد القرشی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ جنگل میں سات شکاری جمع ہو گئے اور بندوقوں سے پرندوں کا شکار کرنے لگے یہ لوگ جس پرندے پر بندوق چلاتے تھے وہ زمین پر مردہ ہو کر گرتا تھا۔ اسی طرح سے انہوں نے بہت سے پرندے مار ڈالے آپ نے اُن سے فرمایا: کہ نہ تو تمہیں خود ان مردار پرندوں کا کھانا جائز ہے اور نہ تمہیں یہ جائز ہے کہ انہیں تم اور کسی کو کھلاؤ تو یہ لوگ مذاق کے طور پر آپ سے کہنے

لگے کہ اچھا تو آپ انہیں زندہ کر دیجئے آپ نے فرمایا: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللھم احیھا یا محی الموتٰی ویا محی العظام و ھی رمیم" یعنی اے پروردگار! اوراے مردوں اور بوسیدہ ہڈیوں کوزندہ کرنے والے! میں تیرے نام کی برکت سے دعا مانگتا ہوں کہ تو ان پرندوں کوزندہ کردے تو باذنہٖ تعالیٰ یہ تمام پرندے زندہ ہو کر اڑ گئے اور یہ لوگ آپ سے معذرت کرتے ہوئے آئندہ بندوق چلانے سے تائب ہوئے اور اب آپ کی خدمت میں آنے جانے لگے۔

آپ بطائح میں سکونت پذیر تھے اور کبیرسن ہو کر یہیں پر آپ نے وفات پائی اور یہیں پر آپ مدفون بھی ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ ابوالبناء محمود بن عثمان بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ ابوالبناء محمود بن عثمان بن مکارم النعال البغدادی الازجی الفقیہ الواعظ الزاہد صاحب الکرمات والریاضت والمجاہدات رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ مجمع مکارمِ اخلاق اور اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد اور نہایت ظریف وخوش طبع تھے۔ خلقِ کثیر نے آپ سے نفع پایا آپ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے آپ شب و روز میں قرآن مجید کا روزانہ ایک ختم کیا کرتے تھے۔

حافظ ابنِ رجب نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا ہے کہ 523ھ میں آپ تولد ہوئے آپ حافظ قرآن تھے حدیث آپ نے شیخ ابوالفتح بن البطی سے سنی تھی اور شیخ ابوالفتح بن المنی سے بھی کچھ پڑھا تھا اور فقہ میں کتاب مختصر الخرقی آپ کو زبانی یاد تھی علاوہ ازیں آپ ہمیشہ دیگر کتبِ فقہ و کتبِ تفسیر کا بھی مطالعہ کیا کرتے تھے اور اپنی رباط (مسافر خانہ) میں آپ وعظ بھی کیا کرتے تھے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبتِ بابرکات سے بھی آپ مستفید ہوئے۔ ابوالفرج بن الحنبلی نے بیان کیا ہے کہ آپ اور آپ کے مرید دینی شرعی امور کی نہایت سختی سے پابندی کیا کرتے تھے اور جو امراء و رؤسا امورِ شرعیہ کی خلاف ورزی کرتے اور شراب خوری وغیرہ امورِ قبیحہ میں مبتلا رہتے تھے ان سے نہایت سختی سے پیش آتے تھے اور

انہیں شراب خوری وغیرہ امور قبیحہ سے مانع ہوتے تھے اور ان کے سامنے سے ان کی شراب اٹھا کر پھینک دیا کرتے تھے چنانچہ اسی کے متعلق بارہا آپ کے اور امراء کے درمیان سخت معرکہ واقع ہو جایا کرتے تھے آپ شیخ حنابلہ مشہور تھے۔

609 ہجری میں آپ نے وفات پائی اور اپنی رباط میں آپ مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ قضیب البان الموصلی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ قضیب البان الموصلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ مشاہیر علمائے عظام سے گزرے ہیں آپ بھی احوال و مقاماتِ رفیعہ اور کراماتِ عالیہ رکھتے تھے۔ مشائخِ وقت آپ کو بڑی تکریم و تعظیم سے یاد کرتے تھے آپ کے احوال میں استغراق آپ پر زیادہ غالب رہتا تھا معارف و حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا اور آپ کے اشعار بھی اسی سے مملو ہوتے تھے۔

شیخ ابوالحسن علی القرشی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ کا جسم خلافِ عادت حد سے بڑھ گیا یہاں تک کہ میں خائف ہو کر واپس چلا آیا اس کے بعد پھر میں اپنے زاویہ میں آیا تو اس وقت میں نے آپ کے جسم کو اس قدر چھوٹا دیکھا کہ چڑیا کے برابر ہو گیا تھا اس وقت بھی میں واپس چلا آیا اور تیسرے پہر پھر تیسری دفعہ آیا تو میں نے آپ کو اصلی حالت میں دیکھا اور اب میں نے آپ سے ان دونوں کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کہ تم نے کیا مجھے ان دونوں حالتوں میں دیکھا ہے میں نے عرض کیا: جی ہاں! پھر آپ نے فرمایا: کہ پہلی حالت مشاہدۂ جمال کی اور دوسری حالت مشاہدۂ جلال کی تھی۔

شیخ عبداللہ المارد ینی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ علامہ ابن یونس الموصلی کی مجلس میں آپ کا ذکر ہوا اور لوگ آپ کے حالات سے بحث کرنے لگے حسنِ اتفاق سے اسی وقت آپ بھی آ موجود ہوئے سب کو نہایت حیرت ہوئی اور سب کے سب دم بخود رہ گئے آپ نے آن کر سلام علیک کی اور سلام علیک کرکے علامہ موصوف سے فرمایا: کہ جو کچھ خدائے تعالیٰ

جانتا ہے آپ کو اس کا علم ہے۔ علامہ موصوف نے فرمایا: نہیں! پھر آپ نے فرمایا: کہ اگر خدا تعالیٰ نے مجھے وہ علم جو کہ آپ کو حاصل نہیں ہے عطا فرمایا ہو تو علامہ موصوف خاموش رہے اور آپ کو اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔

شیخ عبداللہ المارد ینی بیان کرتے ہیں کہ اس وقت آپ کی مجلس میں میں بھی موجود تھا۔ میں نے اس وقت اپنے جی میں کہا کہ آج میں صبح تک آپ کے پاس رہ کر دیکھوں گا کہ آپ کیا کرتے ہیں چنانچہ اس روز میں آپ کے ساتھ رہا تو اس وقت آپ نے اپنے ساتھ کچھ ٹکڑے سے (اس موقع پر راوی نے یہ بیان نہ کیا کہ یہ کس چیز کے ٹکڑے تھے) لے کر آپ کچھ گلیوں میں سے گزر کر ایک دروازے پر آئے اور آپ نے اس کی کنڈی ہلائی اندر سے ایک بڑھیا آئی اور کہنے لگی کہ آج آپ نے بہت دیر لگائی پھر آپ اس بڑھیا کو یہ ٹکڑے دیکر یہاں سے واپس ہوئے اور شہر کے دروازے پر آئے اور آپ کے لئے دروازہ خود بخود کھل گیا آپ نکل کر شہر سے باہر روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ ساتھ ہولیا ہم تھوڑی دیر چلے تھے کہ ایک نہر پر پہنچے اور ٹھہر گئے اور آپ غسل کر کے نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے اور صبح تک نماز پڑھتے رہے اور نماز پڑھ کر صبح کو آپ واپس چلے گئے اور اخیر میں مجھے نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا جب دھوپ نکلی تو اس کی تپش سے میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ میں ایک بیابان میں ہوں اور یہاں پر بجز میرے اور کوئی نہیں ہے اسی اثناء میں یہاں سے بہت سے سوار گزرے اور میں نے ان سے گفتگو کرتے ہوئے بیان کیا کہ میں موصل کا رہنے والا ہوں تو انہوں نے اس کا یقین نہیں کیا اور کہا کہ شہرِ موصل یہاں سے چھ ماہ کے فاصلہ پر واقع ہے پھر جب میں نے اپنا قصہ بیان کیا تو ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ تم یہیں پر ٹھہرے رہو شاید آپ آج شب کو پھر تشریف لا دیں اور آپ کے ساتھ تم پھر اپنے شہر پہنچ جاؤ چنانچہ جب شب ہوئی تو وہیں عشاء کے وقت تشریف لائے اور غسل کر کے صبح تک نماز پڑھتے رہے پھر جب صبح ہوئی اور واپس ہوئے تو آپ کے ساتھ میں بھی ہولیا جب ہم موصل پہنچے تو مسجدوں میں صبح کی نماز ہو رہی تھی آپ نے اس وقت میری طرف نظر کی اور میرا کان پکڑ کر فرمایا: کہ اب پھر کبھی ایسا خیال نہ کرنا اور نہ اس راز کو کسی پر افشاء کرنا۔

شیخ ابوالبرکات صخر بن مسافر بیان کرتے ہیں کہ آپ قریباً ایک ماہ تک ہمارے زاویہ کے قریب ٹھہرے رہے آپ اس عرصہ میں ہمیشہ استغراق میں رہے اس اثناء میں ہم نے آپ کو کھاتے پیتے یا سوتے اٹھتے کبھی نہیں دیکھا ہیں پر آپ کے پاس میرے عم بزرگ شیخ عدی بن مسافر آتے اور آپ کے سرہانے کھڑے ہو کر فرمایا کرتے۔"هنيئا لك يا قضيب البان قد الختطفاك الشهود الالٰهي والستغرقك الوجود الرباني" یعنی اے قضیب البان! تمہیں مبارک ہو کہ شہودِ الٰہی نے تمہیں اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور وجود ربانی نے تمہیں مستغرق کیا ہے۔

شیخ محمد بن الخضر الحسینی الموصلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے قاضی موصل سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں ان کی کرامات اور ان کے مکاشفات سن سن کر ان سے کسی قدر بدظن سا رہتا تھا یہاں تک کہ میں نے کئی دفعہ اس بات کا ارادہ کر لیا کہ میں سلطان سے کہہ کر انہیں شہر بدر کرا دوں مگر میں نے ابھی کسی پر اظہار نہیں کیا تھا کہ موصل کے بعض کوچوں میں سے میں نے آپ کو دور سے آتے دیکھا مجھے اس وقت خیال ہوا کہ اگر میرے ساتھ کوئی اور شخص ہوتا تو آپ کو اس طرف آنے سے روک دیتا اس وقت میں نے آپ کو آپ کی مشہور و معروف صورت میں اور پھر ایک کردی (منسوب بقبیلۂ کرد) شخص کی صورت میں اور اس کے بعد ایک بدوی شخص کی صورت میں اور بعد ازاں فقیہ و عالم کی صورت میں دیکھا۔ چند قدم چل کر اور پھر قریب آن کر آپ نے فرمایا: کہ بتلاؤ ان چاروں میں سے کس کس کو قضیب البان کہو گے اور اس کے نکلوا دینے کے لئے کوشش کرو گے اس وقت مجھ سے آپ کی جانب سے بدظنی دور ہو گئی اور میں نے آپ کی دست بوسی کر کے آپ سے اس بات کی معافی مانگی۔

آپ شہر موصل میں سکونت پذیر تھے اور یہیں آپ نے 570 ہجری میں وفات پائی اور یہیں آپ مدفون ہوئے آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین ابوالقاسم عمر بن مسعود بن ابی العز البزاز ہیں آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مریدوں میں سے ہیں اور بہت بڑے زاہد و عابد تھے اور کراماتِ ظاہرہ و احوالِ فاخرہ رکھتے تھے بہت لوگ آپ کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے۔

آپ کا کلام نہایت موثر ہوا کرتا تھا جب آپ محبتِ الٰہی کا بیان کرتے تھے تو آپ کے لبوں سے نور نکلتا تھا اور چہرہ پر اس وقت فرحت اور خوشی کے آثار نمایاں ہو جاتے تھے اور جب آپ خوفِ الٰہی کا بیان کرتے تھے تو اس وقت آپ کے چہرہ پر ڈر اور دہشت کے آثار نمایاں ہو جاتے تھے۔

حدیث آپ نے شیخ ابوالقاسم سعید بن البناء اور شیخ ابوالفضل محمد بن ناصر الدین الحافظ اور شیخ عبدالاول الشجری وغیرہ شیوخ سے سنی۔

ابنِ نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مریدوں میں سے تھے مدت تک آپ کی صحبتِ بابرکات میں رہ کر آپ مستفید ہوئے اور آپ ہی سے آپ نے تفقہ حاصل کیا اور آپ ہی کے ساتھ جماعتِ کثیرہ سے حدیث سنی اور آپ ہی کے اخلاق و آداب اور طریقۂ سلوک پر تھے آپ نے کسبِ حلال کی غرض سے تجارت اختیار کی تھی اور بغداد کی ایک منڈی سوق الثلاثاء میں اپنی دکان قائم کر کے اس میں آپ انواع و اقسام کا کپڑا فروخت کیا کرتے تھے پھر آپ نے تجارت بھی چھوڑ دی اور اپنی مسجد کے سامنے ہی اپنا زاویہ بنا کر اس میں خلوت گزین ہوئے اور آپ کی شہرت ہو گئی اور لوگ آپ کی زیارت کرنے کے لئے دور دراز سے آنے لگے اور نذرانہ اور تحائف پیش ہونے لگے آپ یہ سب کچھ جو کہ آپ کو ملتا تھا فقراء اور اہلِ سلوک پر جو کہ آپ کے پاس رہا کرتے تھے خرچ کر دیا کرتے تھے بہت سے لوگ آپ کے دستِ مبارک پر تائب ہو کر اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد ہوئے آپ اکثر اوقات مندرجہ ذیل اشعار پڑھا کرتے تھے۔

الھی لک الحمد الذی انت اھلہٗ
علٰی نعم ما کنت قط لھا اھلاً

الٰہی وہ حمد وثناء جس کا کہ تو اہل ہے تجھی کو لائق وزیبا ہے تو نے مجھے وہ نعمتیں عطا فرمائیں جن کا کہ میں اہل نہ تھا۔

اذازدت تقصیراً تزدنی تفضلاً
کانی بالتقصیر استجب الفضلا

مجھ سے قصور ہوتا ہے اور پھر بھی تو فضل کرتا ہے گویا ہر ایک قصور پر میں تیرے فضل وکرم کا مستحق ہوتا ہے۔

532 ہجری میں آپ تولد ہوئے تھے اور 608 ہجری میں آپ نے وفات پائی اور اپنے ہی زاویہ مذکور میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ مکارم بن ادریس النہر خالصی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ مکارم بن ادریس النہر خالصی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ مشاہیرِ اعیانِ مشائخِ عراق سے تھے اور احوال ومقامات عالیہ رکھتے تھے آپ اکابر عارفین سے تھے۔ اعلیٰ درجہ کی شہرت اور قبولیت عامہ آپ کو حاصل تھی آپ نے اس قدر مشائخِ عظام سے ملاقات کی جس قدر کہ آپ کے زمانہ کے دیگر مشائخ کو ان کی ملاقات نہ تھی۔

شیخ علی بن الہیتی آپ کے شیخ تھے اور آپ کی بہت زیادہ عزت کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ برادرم شیخ مکارم بن ادریس ایک کامل بزرگ ہیں اور میری وفات کے بعد ان کو شہرت اور قبولیت عامہ حاصل ہوگی۔ بلادِ نہر خالص اور لواحق بلادِ نہر خالص میں تربیت مریدین آپ ہی کی طرف منتہی تھی آپ کا کلام حسب ذیل ہے۔

آپ کا کلام

مریدِ صادق وہ ہے جو کہ اپنے قلب میں حلاوت عدم پائے اور اپنے نفس سے تکلیف و الم کو دور کردے اور قضاء وقدر پر راضی اور خوش ہو کر مطمئن رہے اور فقیر وہ ہے کہ صابر وبے

طمع اور باادب اور نہایت خلیق ہو اور مراقبہ الٰہی میں رہے اور کسی پر افشائے راز نہ کرے اور حق سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اپنے حال واحوال میں اسی سے الحاح وزاری کرتا رہے۔

اور زاہد وہ ہے کہ راحت نفس اور ریاست وامارت کو چھوڑ کر نفس کو شہوت وخواہش سے روکے رہے اور اسے زجر وتوبیخ کرتا رہے اور اسے چھوڑ کر مولیٰ کی طرف رجوع کرے۔

اور مجاہد فی اللہ وہ شخص ہے کہ غفلت وسستی کو چھوڑ دے اور بیدار ہو کر غور وفکر کرتا رہے اور خشوع وخضوع واستقامت کو لازم اور حقیقت کو استعمال اور صفات کو زندہ کرے اور مجاری قضاء سے خاموش اور ایذا دہی سے دور رہے اور حق سبحانہ وتعالیٰ سے حیا کرے اور راحت و آرام میں نہ پڑے اور اپنے تمام نفع ونقصان خدا کو سونپ دے۔

اور مراقب وہ شخص ہے کہ ہمیشہ غمگین رہے اور لوگوں سے احسان وسلوک کرتا رہے اور اپنے غصہ کو فرو کر دیا کرے اور اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے۔

اور مخلص وہ شخص ہے کہ رحمت الٰہی میں داخل ہو کر مخلوق سے نجات کلی حاصل کرے اور تمام کائنات سے جدا ہو کر سر اللہ پر قائم رہے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکام بجالاتا رہے۔

اور شاکر وہ شخص ہے کہ اپنے حوائج اور ضروریات پر صبر کر کے حق تعالیٰ کے ساتھ رہے اور خاص وعام میں سے کسی کی طرف رجوع نہ کرے اور اپنے دل کو تدبیر واہتمام سے خالی رکھے۔

شیخ ابوالحسن الجوسقی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت شوق ومحبت الٰہی کے متعلق کچھ بیان فرما رہے تھے کہ سلطانِ ہیبت وجلال کے وقت اسرار محبین پست ہو جاتے ہیں تو ان کے انوار تمام انواروں کو جو کہ ان کے انفاس کے مقابل میں ہوتے ہیں پھیکا کر دیتے ہیں پھر آپ نے ایک سانس لی تو اس مسجد کے جس میں کہ آپ تشریف رکھتے تھے کل قندیلیں جو تعداد میں تیس سے بھی زائد تھیں گل ہو گئیں۔ اس کے بعد تھوڑی دیر آپ خاموش رہے پھر آپ نے فرمایا: کہ جبکہ ان کے اسرار زندہ ہو جاتے ہیں تو اس وقت انوار انس وجلال متجلی ہوتے ہیں اور ان کی روشنی ہر ایک اس اندھیرے کو جو کہ ان

کے انفاس کے مقابل ہوتا ہے روشن کر دیتی ہے۔ پھر آپ نے سانس لی تو مسجد کی تمام قندیلیں روشن ہو گئیں۔

ایک روز آپ دوزخ اور اس کے تمام عذابوں کا بیان کر رہے تھے تو آپ کے اس بیان سے لوگوں کے دل دہل گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ایک معتزل شخص نے اپنے جی میں کہا کہ یہ اب ڈرانے کی باتیں ہیں وہاں درحقیقت آگ کہاں ہو گی جس سے عذاب دیا جائے گا تو آپ نے اس وقت یہ آیتِ شریف پڑھی: "وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَة مِنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يَا وَيْلَنَا اِنَّا كُنَّا ظَالِمِيْنَ" اگر انہیں ذرا بھی عذاب پہنچے تو ابھی کہنے لگیں کہ افسوس! ہم نے اپنے اوپر نہایت ظلم کیا اور یہ آیت پڑھ کر تھوڑی دیر آپ اور آپ کے ساتھ تمام حاضرین خاموش ہو گئے تو اس وقت یہ شخص چلا چلا کر الغیاث الغیاث کرنے لگا اور نہایت بے چین ہو گیا اور نہایت بدبودار دھواں اس کی ناک سے نکلنے لگا جس کی بو سے لوگوں کے دماغ پھٹے جاتے تھے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت شریف پڑھی "رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ" یعنی اے پروردگار! ہم سے اپنا عذاب اٹھا لے ہم ایمان والے ہیں تو اس آیت شریف پڑھنے سے اس شخص کی بے چینی جاتی رہی اور اس شخص نے اٹھ کر آپ کی قدم بوسی کی اور آپ کے دستِ مبارک پر اپنے اس بدعقیدے سے تائب ہوا اور از سرِ نو اسلام قبول کیا اور بیان کیا کہ میں نے اپنے دل میں ایک ایسی سوزش اور تپش پائی جو میرے تمام جسم میں پھیل گئی جس سے میرے بطن میں بدبودار دھواں بھر گیا اور قریب تھا کہ میں اس سے ہلاک ہو جاتا اور میں نے سنا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے۔ "هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ط اَفَسِحْرٌ هٰذَا اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ" یعنی یہ وہی آگ ہے کہ جس کا تم انکار کرتے تھے سو کیا یہ کوئی جادو کی بات ہے یا تم اسے دیکھ نہیں رہے ہو پھر اس شخص نے کہا کہ اگر آپ نہ ہوتے تو میں اس وقت ہلاک ہو جاتا۔

بلدۂ نہر خالص میں آپ سکونت پذیر تھے اور کبیر السن ہو کر یہیں پر آپ نے وفات پائی آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے اور لوگ زیارت کرتے ہیں۔

(رضی اللہ عنہ)

شیخ خلیفہ بن موسیٰ النہر ملکی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ خلیفہ بن موسیٰ النہر ملکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ اعیانِ مشائخ عراق سے تھے اور احوال و مقامات و کراماتِ عالیہ رکھتے تھے۔ اہل السلوک سے کثیر التعداد صاحب حال و احوال آپ کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے آپ مجمع مکارم اخلاق و صفات حمیدہ اور نہایت عقیل و فہیم بزرگ تھے آپ اعلیٰ درجہ کے متبع شریعت تھے اور علم اور صاحبِ علم کی آپ نہایت عزت کرتے تھے آپ کا کلام حسب ذیل ہے۔

آپ کا کلام

مراتب زاہدین ابتدائی مراتب متوکلین ہوتے ہیں اور ہر ایک شے کی نشانی ہوتی ہے اور ذلتِ عقبیٰ کی نشانی دل کا غمگین ہو کر آنکھوں سے آنسو نہ بہنا اور جو شخص کہ اپنے نفس کو کھو کر خدائے تعالیٰ سے توسل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نفس کو اس کے لئے محفوظ رکھتا ہے اور بہترین اعمال مخالفِ نفس اور مجاری قضاء و قدر سے رضامند رہنا ہے اور جب کہ خوف قلب میں قائم ہو جاتا ہے تو وہ تمام شہواتِ نفسانی کو جلا دیتا ہے اور ہر ایک شے کی ایک ضد ہوتی ہے اور نورِ قلب کی ضد شکم پری ہے۔

تہی از حکمتی بعلت آں کہ پری از طعام تا بینی

اور جو شخص ماسوا کو چھوڑ کر خدائے تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے وہ اسے پا کر اپنے مقصود کو پہنچتا ہے اور جس کا وسیلہ صدق و راستی ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ اس سے راضی رہتا ہے اور جو مال و دولت اور فرزند و زن بندے کو اللہ تعالیٰ سے دور کر دے وہ اس کے حق میں شوم و بدبختی ہے اور جبکہ بندہ بھوکا پیاسا ہوتا ہے تو اس کے باطن میں صفائی حاصل ہوتی ہے اور جب وہ سیر اور سیراب ہو جاتا ہے تو اس کے باطن میں کدورت پیدا ہو جاتی ہے۔

شیخ ابو قوتا کے بعض مریدوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک دفعہ خدائے تعالیٰ سے عہد کیا کہ میں اب متوکل ہو کر جامع رصافہ میں بیٹھ جاؤں گا اور کسی کو بھی اپنے حال سے آگاہ نہ کروں گا چنانچہ میں اسی وقت جامع رصافہ میں آ کر بیٹھ گیا اور تین روز تک بے کھانے

پینے کے بیشمار ہاملود نہ میں نے کسی شخص کو دیکھا۔ شدتِ بھوک کی وجہ سے میں نہایت عاجز ہو گیا اور وہاں سے نکلتے ہوئے بھی مجھے لحاظ آتا تھا اور بس یہی جی چاہتا تھا کہ اب کہیں سے کھانا ملے چنانچہ اسی وقت دیوار شق ہوئی اور ایک سیاہ شخص کپڑے میں کھانا لپیٹا ہوا رکھ کر چلا گیا اور مجھ سے کہہ گیا کہ شیخ خلیفہ تم سے کہتے ہیں کہ لو یہ کھانا کھا کر اپنی خواہش پوری کرو اور یہاں سے نکل جاؤ کیونکہ تم اربابِ توکل سے نہیں ہو میں یہ کھانا کھا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: کہ جس شخص کو توکل کرنے کی قوت اور اس میں ظاہری و باطنی اطمینان حاصل نہ ہو اسے اس درجہ کا توکل نہ کرنا چاہئے تا کہ اسبابِ ظاہری کو چھوڑ کر معصیت میں نہ پڑے۔

آپ نہر الملک میں سکونت پذیر تھے اور یہیں پر آپ نے وفات پائی اور اب تک آپ کی قبر ظاہر ہے۔

جب آپ قریب الوفات ہوئے تو آپ تسبیح وتہلیل کرتے رہے اور آپ کے چہرے پر خوشنودی کے آثار زیادہ ہوتے جاتے تھے اسی اثناء میں آپ نے فرمایا: کہ یہ جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اصحاب کبار ہیں اور مجھے رضائے الٰہی کی خوشخبری سنا رہے ہیں پھر آپ نے فرمایا: کہ یہ فرشتے ہیں کہ مجھے پروردگار کے پاس لے جانے کے لئے نہایت عجلت کر رہے ہیں پھر آپ مسکرائے اور مسکرا کر آپ نے فرمایا: کہ بندے کی روح پرواز ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ اس پر اپنی تجلی کرتا ہے تو وہ خوش وخرم ہو جاتا ہے پھر آپ نے یہ آیت شریف پڑھی: "یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً" یعنی اے نفسِ مطمئنہ! خوش وخرم ہو کر جلد اپنے پروردگار کی طرف چلی آ آپ یہ آیت پوری کرنے نہ پائے تھے کہ آپ کی روح پرفتوح پرواز ہو گئی۔ رضی اللہ عنہ

شیخ عبداللہ بن محمد القرشی الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ عبداللہ بن محمد بن احمد بن ابراہیم القرشی الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ مشاہیرِ مشائخ مصر اور عظمائے عارفین سے تھے اور احوال ومقامات اور کرامات

فاخرہ رکھتے تھے آپ کو مقامات قرب میں مرتبہ عالی وقدمِ راسخ وتصرف تام حاصل تھا ہر خاص وعام کے دل میں آپ کی عظمت وبزرگی اور ہیبت تھی۔

آپ ہاشمی وقریشی النسب تھے اور آثار ولایت آپ کی پیشانی پر نمایاں تھے اور سکونت ووقار آپ کے چہرے پر ظاہر تھا جو شخص آپ کو دیکھتا تھا پھر وہ اپنی نظر آپ کی طرف سے نہیں ہٹا سکتا تھا جب آپ کبھی کسی منڈی یا بازار میں سے گزرتے تھے تو لوگ اپنے کاروبار چھوڑ کر اور خاموش ہو کر آپ کی طرف دیکھنے لگتے تھے اور بازار کا شور وغل بالکل مٹ جاتا تھا بڑے بڑے اکابرین علماء مثل قاضی القضاۃ عماد الدین بن البکری رحمۃ اللہ علیہ علامہ شہاب الدین بن ابی الحسن علی الشہیر بابن الحمیر رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالعباس احمد بن علی الانصاری القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوطاہر محمد الانصاری الخطیب وغیرہ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے علاوہ ازیں اور بھی بہت سے علماء وفقراء آپ سے فخرِ تلمذ حاصل کر کے آپ کی طرف منسوب ہوئے۔

آپ نہایت خلیق ظریف وجمیل کریم وسخی اور متواضع تھے اور علم اور اہلِ علم کی آپ نہایت عزت کرتے تھے اخیر عمر میں آپ مرضِ جذام میں مبتلا ہو گئے اور آپ کی آنکھیں بھی جاتی رہی تھیں۔

آپ کا کلام

آپ نے فرمایا ہے کہ عبودیت میں ادب کو لازم رکھو اور کسی شے سے تعرض نہ رکھو اگر خدائے تعالیٰ چاہے گا تو وہ ہمیں اس کے نزدیک پہنچا دے گا۔

ایضاً جس شخص کو مقامِ توکل حاصل نہ ہو وہ ناقص ہے۔

ایضاً اس قبلہ یعنی دینِ اسلام کو لازم کر لو کیونکہ بدوں اس کے فتوحات ممکن نہیں۔

ایضاً شیخ کو جائز نہیں کہ وہ اپنے مرید کو اسباب سے نکل جانے کی اجازت دے مگر صرف اسی وقت کہ وہ اپنے حکم پر قادر ہو اور اچھی طرح سے اس کی حفاظت کر سکتا ہو۔

آپ اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اللھم امنن علینا بصفاۃ المعرفۃ وھب لنا صحیح المعاملۃ فیما

بيننا وبينك وارزقنا صدق التوكل و حسن الظن بك وامنن بكل مايقربنا اليك مقرونا بالعوافي في الدارين يا ارحم الراحمين ۔

یعنی اے پروردگار! ہمیں صفاتِ معرفت عطا فرما اور ہمارے اور اپنے درمیان ہمیں حسنِ معاملہ کی توفیق دے اور صدقِ توکل تیرے ساتھ حسنِ ظن پر ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں تمام وسیلہ عطا فرما جو کہ ہمیں تجھ سے قریب کر دیں اور جو کہ دونوں جہاں میں ہماری روحانی و جسمانی دونوں قسم کی تندرستی و عافیت کے باعث ہوں آمین یا ارحم الراحمین۔

نیز! آپ نے فرمایا ہے کہ میں ایک دفعہ شیخ ابوعبداللہ المعاوری کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ کیا میں تم کو ایک دعا سکھلاؤں جس سے تم اپنے حوائج میں مدد لیا کرو میں نے عرض کیا کہ حضرت ضرور سکھلائیے آپ نے فرمایا: کہ جب تمہیں ضرورت ہوا کرے تو تم یہ دعا پڑھا کرو:

يا واحد يا احد يا واجد يا جواد انفحنا منك بنفحة خير انك علی كل شي قدير ؏

یعنی اے پروردگار! اے واحد و یگانہ! اے کریم و رحیم! ہمیں اپنے فضل و کرم سے بہتر سے بہتر تحفہ اور عطیہ دے بے شک تو ہر ایک بات پر قادر ہے۔

علامہ دمیری نے اپنی کتاب حیٰوۃ الحیوان میں باب حرف شین معجمہ میں بیان کیا ہے کہ مجھ سے امام العارفین شیخ ابوعبداللہ بن اسد الیافعی نے ان سے قدوۃ العارفین ابوعبداللہ القرشی نے انہوں نے اپنے شیخ ابوالربیع المالقی سے بیان کیا ہے کہ شیخ ابوالربیع نے شیخ ابوعبداللہ محمد القرشی سے فرمایا: کہ میں تمہیں ایک خزانہ بتلاتا ہوں کہ تم اس خزانہ میں سے کتنا ہی خرچ کرو لیکن کبھی وہ کم نہیں ہوسکتا اور وہ خزانہ ایک دعا ہے کہ جو شخص اس دعا کو ہمیشہ نماز کے بعد اور خصوصاً ہر نماز جمعہ کے بعد پڑھا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر ایک مصیبت و بلاء سے محفوظ رکھے گا اور دشمنوں پر اس کی فتح کرے گا اور اسے غنی کر دے گا اور ایسی جگہ سے اسے روزی پہنچائے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا اور اسباب معاش اس پر سہل کر دے گا اور

اس پر سے اس کا قرض اتار دے گا گو وہ کتنا ہی کیوں نہ ہو۔ بمنہ وکرمہ اور وہ دعا یہ ہے:

يا الله يا واحد يا موجد يا جواد يا باسط يا كريم يا وهاب يا ذالطول يا غني يا مغني يا فتاح يا رزاق يا عليم يا حي يا قيوم يا رحمٰن يا رحيم يا بديع السموات والارض يا ذالجلال و الاكرام يا حنان يا منان انفحني منك بنفحة خيربها عمن سواك ان تستفتحوا فقد جاء كم الفتح انا فتحنا لك فتحاً مبيناً نصر من الله وفتح قريب اللهم يا غني يا حميد يا مبدئ يا معيد يا ودود يا ذالعرش المجيد فعال لما يريد اكفني بحلالك عن حرامك واغنني بفضلك عمن سواك واحفظني بما حفظت به الذكر وانصرني بما نصرت به الرسل انك على كل شيء قدير۔

شیخ ابو العباس احمد العسقلانی نے بیان کیا ہے کہ آپ بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ میں شیخ ابراہیم بن ظریف کی خدمت میں حاضر تھا آپ سے اس وقت پوچھا گیا کہ کیا یہ بات جائز ہے کہ کوئی شخص خدائے تعالیٰ سے کسی بات کا عہد کرلے کہ وہ اپنے مقصود کو حاصل کئے بغیر اپنا عہد نہ توڑے گا تو آپ نے حدیث ابولبابۃ الانصاری سے جو کہ قصہ بنی نضیر میں مذکور ہے سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ جائز ہے اور حدیث مذکور بھی آپ نے فرمائی ہے کہ ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: اما انه لو اتاني لا ستغفرت له ولكن اذا فعل ذلك بنفسه فدعوه حتّٰى يحكم الله فيه یعنی ابولبابہ رحمۃ اللہ علیہ اگر میرے پاس آتے تو میں ان کے لئے دعا کرتا مگر جبکہ انہوں نے یہ کام صرف اپنی ذات کے لئے کیا ہے تو تم اس سے تعرض نہ کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود ان کے حق میں کوئی فیصلہ کردے۔

جب میں نے آپ کا یہ کلام سنا تو میں نے بھی اس بات کا عہد کرلیا کہ جب تک قدرت الٰہی سے مجھے کوئی چیز نہیں پہنچے گی اس وقت تک میں کوئی شے بھی نہ لوں گا چنانچہ میں تین روز تک کھانے پینے سے رکا رہا اور اپنی جگہ بیٹھا ہوا اپنا کام کر رہا تھا۔ تیسرے روز میں اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں دیوار شق ہوئی اور ایک شخص اپنے ہاتھ میں ایک برتن

لئے ہوئے نمودار ہوا اور کہنے لگا: تم تھوڑی دیر اور صبر کرو عشاء کے وقت اس برتن میں سے تم کو کچھ کھلایا جائے گا پھر یہ میری نظر سے غائب ہو گیا بعدازاں میں اپنے ورد میں مشغول تھا کہ مغرب و عشاء کے درمیان پھر دیوار شق ہوئی اس میں سے ایک حور نکلی اس حور نے آگے بڑھ کر اسی برتن سے جس کو میں دیکھ چکا تھا شہد کے مشابہ ایک نہایت شیریں چیز چٹائی جس کے ذائقہ نے مجھ پر دنیا کے تمام ذائقے پھیکے کر دیئے غرضیکہ اس نے مجھے اس میں بمقدار انگشت کے چٹایا اور پھر میں بے ہوش ہو گیا' بعدازاں مدت تک میں اسی ذائقہ کے سرور میں رہا اور کھانا پینا کوئی چیز بھی مجھے اچھی نہیں معلوم ہوئی۔

نیز! آپ بیان فرماتے ہیں کہ شیخ موصوف (یعنی شیخ ابوعبداللہ القرشی) نے ایک دفعہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ منیٰ میں پیاس کا مجھے سخت غلبہ ہوا اور پیالہ لیکر میں کنوئیں پر آیا اور کنوئیں پر جو لوگ تھے ان سے میں نے پانی مانگا مگر کسی نے مجھے پانی نہیں دیا اور میرا پیالہ دور پھینک دیا تو میں نے دیکھا کہ نہایت شیریں حوض میں پڑا ہوا ہے میں نے اس حوض پر جا کر پانی پیا اور پانی پی کر پھر میں نے اپنے رفقاء کو اس کی خبر کی اور وہ آئے تو انہیں یہ حوض نہیں دکھائی دیا۔

ایک دفعہ آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ ایک مرتبہ میں اپنے ایک رفیق کے ساتھ بحرِ جدہ پر تھا اس وقت میرے رفیق کو پیاس کا غلبہ ہوا اور ہمارے پاس اس وقت بجز ایک چھوٹی سی چادر کے اور کچھ نہ تھا بہت لوگوں سے ہم نے درخواست کی کہ وہ یہ چادر لیکر ہمیں پانی پلا دیں مگر کسی نے اس بات کو نہ مانا بعدازاں میں نے اپنے رفیق کو یہ چادر دیکر رئیسِ قافلہ کے پاس بھیجا اور وہ پیالہ اور چادر لے کر اس کے پاس گئے تو اس نے ان کو نہایت جھڑکی دی اور ان کا پیالہ دور پھینک دیا اور یہ اپنا پیالہ اٹھا کر میرے پاس واپس آئے جس سے مجھے سخت رنج ہوا اور نہایت ہی میری دل شکنی ہوئی۔ بعدازاں میں نے ان سے پیالہ لیکر سمندر سے پانی بھرا اور ان کو پلایا اور خود میں نے بھی پیا اور پھر اور بھی بہت سے لوگوں نے جن کے پاس پانی نہ تھا اسی سمندر کا پانی پیا اور خوب سیراب ہو کر پیا۔ اس کے بعد پھر میں نے اسی پانی سے آٹا گوندھا پھر جب ہم اپنے پکانے کھانے کی ضروریات سے فارغ ہو چکے تو اس کے

بعد پھر میں نے سمندر سے پانی لیا تو اب وہ مجھے کھاری معلوم ہوا جس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ ضرورت کے وقت اعیان میں بھی تبدیلی ہو جایا کرتی ہے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن علی المعلقب رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن علی المعلقب بالاعرب رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ اکابرین مشائخ بطائح اور عظمائے عارفین سے تھے آپ احوال و مقامات فاخرہ اور کرامات عالیہ رکھتے تھے آپ نہایت کریم الاخلاق اور متواضع علم دوست بزرگ تھے۔ آپ شافعی المذہب تھے اور علمائے کرام کا لباس پہنا کرتے تھے۔

آپ اپنے ماموں شیخ احمد بن ابی الحسن الرباعی کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے اور انہی سے آپ نے علم طریقت حاصل کیا علاوہ ازیں آپ نے بہت سے مشائخ عظام سے شرف ملاقات حاصل کیا اور کثیر التعداد علماء و فقراء آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے اور خلق کثیر نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا آپ ہمیشہ خشوع و خضوع اور مراقبہ میں رہا کرتے تھے اور کبھی بدوں ضرورت کے نظر نہیں اٹھاتے تھے بیان کیا جاتا ہے کہ بوجہ حیاء کے چالیس برس تک آپ نے آسمان کی طرف نظر نہیں اٹھائی شیر اور درندے آپ سے انسیت رکھتے اور آپ کے قدموں پر اپنا منہ ملا کرتے تھے۔

عارف کامل شیخ احمد بن ابی الحسن علی البطائحی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آپ کو دیکھا کہ موسم گرما میں چھت پر سوئے ہوئے ہیں اس روز گرمی نہایت شدت کی تھی اور نہایت تیز گرم ہوا چل رہی تھی میں نے دیکھا کہ اس وقت آپ کے سرہانے ایک بہت بڑا سانپ بیٹھا ہوا ہے اور اپنے منہ میں نرگس کے بہت سے پتے لئے ان کو آپ پر پنکھے کی طرح جھل رہا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت آپ کے پاس ایک شخص ایک نوجوان کو لیکر آیا اور کہنے لگا: کہ یہ میرا فرزند ہے اور حد درجہ میری نافرمانی کرتا ہے آپ نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو یہ اپنے کپڑے نوچتا ہوا مدہوش ہو کر جنگل کی طرف نکل گیا اور کھانا پینا سب چھوڑ دیا اور چالیس روز تک یونہی اسی طرح پھرتا رہا اس کے بعد اس

کے والد نے آپ کے پاس آ کر اس کی بدحالی کی شکایت کی تو آپ نے اس کو ایک کپڑا دیا اور فرمایا کہ اسے لے جا کر اس کے منہ پر مل دو چنانچہ اس نے یہ خرقہ اس کے منہ پر مل دیا تو اسے اس حال سے افاقہ ہوا اور اب وہ آن کر آپ کی خدمت میں رہنے لگا اور آپ کے خاص مریدوں میں سے ہوا۔

آپ زیادہ سے زیادہ آگ سے ڈرانے والے شخص سے کہہ دیتے کہ تم آگ میں گھس جاؤ تو وہ فوراً آگ میں گھس جاتا اور اسے کچھ بھی ضرر نہ پہنچتا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر شخص میں جو کہ میرے پاس آئے۔ تصرف کرنے کی قوت عطا فرمائی ہے۔

ایک دفعہ اسی موقع پر ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں جب چاہتا ہوں اٹھ سکتا ہوں اور جب چاہتا ہوں بیٹھ سکتا ہوں آپ نے اس سے فرمایا کہ اچھا اگر تمہیں قدرت ہو تو اٹھو تو یہ شخص اٹھ نہ سکا یہاں تک کہ دوسرے لوگوں نے اسے اٹھا کر اس کے گھر پہنچایا اور ایک ماہ تک یہ حس و حرکت نہ کر سکا پھر ایک ماہ کے بعد یہ آپ کے پاس لایا گیا اور اس نے آپ سے معذرت کی تو یہ اٹھ کھڑا ہوا اور اچھا ہو گیا۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا: کہ جسے ہم چاہیں وہی ہماری زیارت کر سکتا ہے۔ ایک شخص نے اس وقت اپنے جی میں کہا کہ آپ چاہیں یا نہیں چاہیں۔ میں بہر حال آپ کی زیارت کروں گا چنانچہ ایک دفعہ آپ کے دولت خانہ پر گئے تو ایک بہت مہیب صورت شیر آپ کے دروازے پر کھڑا دیکھا جس کی طرف یہ دہشت کی وجہ سے پوری طرح نظر نہیں کر سکتے تھے گو یہ شیر کے بہت بڑے شکاری تھے علاوہ ازیں شیر ان کی طرف حملہ آور ہوا تو وہاں سے بھاگ نکلے۔ اسی طرح سے کامل ایک ماہ تک نہیں جا سکے اور دوسرے لوگوں کو یہ برابر آتے جاتے دیکھتے۔ اس سے انہیں اصلی سبب کا پتہ لگا اور اس کے بعد یہ اپنے اس خیال سے تائب ہو کر آپ کے زاویہ پر آئے تو یہ شیر اٹھ کر ان سے پہلے اندر چلا گیا اور اندر جا کر غائب ہو گیا پھر جب یہ اندر گئے تو آپ نے ان کے تائب ہو جانے سے ان کو مبارکباد دی اور اس سے خوش ہوئے۔

مقدام ابن صالح البطالحی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ایک شخص کی عیادت کو تشریف لے گئے اس شخص کو خارش کی بیماری تھی اور اس نے اپنی اس بیماری کی آپ سے شکایت کی آپ نے اپنے خادم سے فرمایا: کہ تم ان کی بیماری اٹھا لو تو آپ کے فرمانے سے آپ کے خادم کے جسم پر مرض خارش ہو گیا اور اس شخص کے جسم سے خارش بالکل جاتی رہی اور وہ بالکل اچھا ہو گیا تو آپ اس شخص کے پاس سے واپس ہوئے اور راستے میں ایک خنزیر ملا آپ نے خادم سے فرمایا: کہ میں نے اس خنزیر پر تم سے مرض خارش کو منتقل کیا ہے چنانچہ آپ کے خادم سے بھی مرض خارش منتقل ہو کر خنزیر کے جسم پر منتقل ہو گیا۔

ایک دفعہ آپ مجلسِ سماع میں آئے اور جب قوال نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے تو آپ کو وجد آ گیا۔

رمانی بالصدود کما ترانی

والسنی الغرام فقد برانی

بے توجہی کے تیر مار کر اس نے میری حالت مردہ کر دی اور جامۂ محبت پہنا کر گویا اس نے مجھے پھر زندہ کر دیا۔

ووقتی کلہ حلو لذیذ

اذا ما کان مولائی یرانی

میرے تمام اوقات شیریں اور لذیذ ہیں جبکہ میرا مولا مجھے دیکھ رہا ہے۔

اور وجد میں آ کر آپ یہ شعر پڑھنے لگے ؎

اذا کنت اضمرت غدرًا او همعت به

یوما فلا بلغت روحی امانیها

اگر میں نے اپنے دل میں بے وفائی کو چھپایا ہو یا کبھی میں نے اس کا ارادہ بھی کیا ہو تو کبھی بھی میری روح اپنے مقاصد کو نہ پہنچے۔

او کانت العین منذ فارقتکم نظرت

شنیا سواکم فخانتها امانیها

یا میری آنکھوں نے جب سے کہ میں تم سے جدا ہوا ہوں تمہارے سوا اگر کسی کی طرف ذرا بھی نظر کی ہو تو وہ ٹیڑھی ہو جائیں۔

او كانت النفس تدعونى الى مكن
سواك فاحتكمت فيها اعاديها

یا میرے نفس کو تیرے بغیر ذرا بھی قرار ہوتا ہے تو اس پر اس کے دشمنوں کا تسلط ہو۔

وما تنفست الا كنت فى نفسى
تجرى بك الروح منى فى مجاريها

ہر سانس میں میرا یہ حال ہے کہ روح میرے تمام جسم میں تیری یاد کے ساتھ دوڑتی ہے۔

كم دمعه فيك لى ما كنت اجريها
وليلة كنت الفنى فيك الفنيها

میں نے تیری یاد میں بہت سے آنسو بہائے ہیں اور بہت سی راتوں کو میں تیری یاد میں فنا ہوتا رہا ہوں۔

حاشا فانت محل النور فى بصرى
تجرى بك النفس منى فى مجاريها

غرض کہ تو میری آنکھوں کی روشنی ہے اور تیرے ہی سبب سے میرے جسم میں جان باقی ہے۔

مافى جوانح صدرى بعد جانحة
الا وجدتك فيها قبل مافيها

میری ہڈیوں پسلیوں کے درمیان میں جو کچھ کہ موجود ہے تجھ کو میں نے اس کے موجود ہونے سے پہلے اس میں پالیا۔

آپ قریہ ام عبیدہ میں جو کہ بطائح کی سرزمین میں واقع ہے سکونت پذیر تھے اور یہیں

پر 609ھ میں آپ نے وفات پائی اور اب تک آپ کی قبر ظاہر ہے۔ رضی اللہ عنہ

شیخ ابوالحسن بن ادریس الیعقوبی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین ابوالحسن بن ادریس الیعقوبی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بھی اکابرین مشائخ عراق سے تھے اور احوال و مقاماتِ فاخرہ اور کراماتِ ظاہرہ رکھتے تھے آپ سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین سے تھے اور حضرت شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبتِ بابرکت سے بھی مستفید ہوئے تھے اور آپ کی صحبتِ بابرکت سے بھی بہت سے مستفید ہوئے اور خلق کثیر نے آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا آپ فرمایا کرتے تھے کہ تمام کائنات کا من اولہ الی اخرہ مجھ پر کشف ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اہلِ جنت و اہلِ دوزخ کو بھی دکھا دیا ہے۔

نیز بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ہر ایک آسمان کے فرشتے اور ان کے مقامات اور ان کے لغات اور ان کی تسبیح کو بھی جانتے پہچانتے تھے مندرجہ اشعار کو بھی آپ اکثر پڑھا کرتے تھے۔

غرست الحب غرسا فی فوادی
فلا اسلوا الی یوم التنادی

محبت کا میرے دل میں بیج بو دیا گیا ہے سو اب میں اسے قیامت تک بھی نہیں بھول سکتا۔

جرحت القلب منی باتصال
فشوقی زائد والحب بادی

میں نے اپنے دل کو زخمی کر کے اتصالِ حقیقی سے جوڑ دیا ہے سو میرا شوق دن بدن بڑھتا ہے اور محبت زیادہ ہوتی ہے۔

سقانی شربۃ احی فوادی
بکاس الحب من بحر الودادی

ایک گھونٹ پلا کر اس نے مجھے زندہ دل کر دیا اور وہ گھونٹ بھی محبت کے پیالہ میں دریائے محبت سے بھر کر پلایا۔

ولـو لا الـلّٰـه یحـفـظ عـارفیـه

لهـام الـعـــارفـون بـکـل وادی

اگر خدائے تعالیٰ اپنے عارفوں کی نگہبانی نہ کرے تو وہ جنگل و بیابان میں حیران و پریشان پھرتے رہیں۔

آپ فرماتے تھے کہ دس برس تک میں نے اپنے نفس کی خواہشوں سے پھر دس برس تک میں نے قلب کی نفس سے اور دس برس تک قلب کے سر سے محافظت کی اس کے بعد مجھ پر (مقام) منازلہ الٰہی (یعنی رجوع الی اللہ) وارد ہوا اور اس نے میری سر سے پیر تک حفاظت کی۔"وَاللّٰهُ خَيْرٌ الْحَافِظِيْنَ" اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ حفاظت کرنے والا ہے۔

ایک دفعہ بعض لوگوں نے ایک ظالم حاکم کی کہ جس نے ان پر ظلم کیا تھا شکایت کی تو آپ نے ایک درخت پر اپنا قدم مار کر فرمایا: ہم نے اسے مار ڈالا چنانچہ اسی وقت معلوم ہوا کہ اس کا انتقال ہوگیا آپ نے 619 ہجری میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ

شیخ ابو محمد عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ ابو محمد عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بھی اکابرین مشائخِ عظام اور عظمائے اولیائے کرام سے تھے اور احوال و مقاماتِ فاخرہ و کراماتِ عالیہ رکھتے تھے۔

حافظ ابن النجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ اصل میں طرابلس کے رہنے والے تھے اور آپ کے والد عیسائی تھے اور خود آپ نے اپنی صغر سنی ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا اور اسلام قبول کر کے قرآن مجید بھی یاد کرلیا۔ اس کے بعد آپ علومِ دینیہ حاصل کرنے کے لئے بغداد آئے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ بابرکت سے مستفید ہوئے اور آپ سے فقہ حنبلی پڑھ کر تفقہ حاصل کیا اور قاضی ابوالفضل محمد بن عمر الاموی شیخ ابوالعباس احمد بن ابی غالب بن الطلایہ شیخ ابوبکر محمد رحمۃ اللہ علیہ بن زاغونی رحمۃ اللہ علیہ وابن النبار رحمۃ اللہ علیہ و شیخ ابوالفضل محمد بن ناصر الحافظ وغیرہ شیوخ سے آپ نے حدیث

سنی۔ بعدازاں آپ اصبہان آئے اور یہاں آکر بھی آپ نے شیخ ابوالخیر محمد بن الباغان رحمۃ اللہ علیہ و شیخ ابوعبداللہ حسن الرسیمی رحمۃ اللہ علیہ و شیخ ابوالفرح مسعود الثقفی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ شیوخ حدیث سے حدیث سنی اس کے بعد پھر آپ بغداد واپس آئے اور مدت تک یہاں حدیث شریف پڑھاتے رہے بعدازاں پھر اصبہان آئے اور پھر تاحینِ حیات آپ یہیں رہے اور آپ کو قبولیتِ عامہ حاصل ہوئی۔

آپ اعلیٰ درجہ کے متدین صدوق اور صاحب خیر و برکت اور نہایت عابد و زاہد بزرگ تھے۔

شیخ ابوالحسن بن القطیعی نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ سے آپ کا نسب نامہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کہ ہم لوگ قریہ جتہ کے رہنے والے ہیں یہ قریہ قرائے طرابلس میں سے جبلِ لبنان میں واقع ہے ہم لوگ عیسائی تھے اور میرے والد علمائے نصاریٰ میں سے تھے اور ان کا میری صغرسنی میں ہی انتقال ہو چکا تھا اسی اثناء میں ہمارے اس قریہ میں کچھ معرکے ہونے لگے اور ہم یہاں سے نکل پڑے نیز ہمارے اس قریہ میں بہت سے مسلمان بھی تھے اور میں انہیں قرآن مجید پڑھتے دیکھتا اور سنتا تو میں آبدیدہ ہو جاتا تھا پھر جب میں بلادِ اسلام میں داخل ہوا تو میں نے اسلام قبول کر لیا اس وقت میری عمر گیارہ سال کی تھی اس کے بعد 540ھ میں بغداد گیا۔

ذہبی نے اپنی کتاب تاریخ الاسلام میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ موفق الدین وضیاؤ الدین وابن خلیل وابوالحسن القطیعی وغیرہ نے آپ سے روایت کی ہے۔

ابن رجب نے اپنے طبقات میں بیان کیا ہے کہ ابنِ جوزی نے بھی اپنی کتابوں میں اکثر مقامات پر آپ سے روایت کی ہے۔ انتہی

605 ہجری میں اصبہان ہی میں آپ نے وفات پائی اور خانقاہ بہاء الدین الحسن ابن ابی الہیجا میں آپ مدفون ہوئے۔

(رضی اللہ عنہ)

شیخ ابوالحسن علی بن حمید المعروف بالصباغ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ ابوالحسن علی بن حمید المعروف بالصباغ رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ بھی مشاہیر مشائخِ عظام میں سے تھے اور احوال و مقاماتِ فاخرہ اور کراماتِ عالیہ رکھتے تھے بہت سے خوارقِ عادات اللہ تعالیٰ نے آپ سے ظاہر کرائے۔

آپ شیخ عبدالرحمٰن بن حجون المغربی کی خدمتِ بابرکت سے مستفید ہوئے اور انہی کی طرف آپ منسوب بھی تھے۔

علاوہ ازیں شیخ محمد عبدالرزاق بن محمود المغربی وغیرہ اور دیگر مشائخِ مصر سے آپ نے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔

شیخ ابوبکر بن شافع القوصی رحمۃ اللہ علیہ شیخ علوم الدین مغلوطی رحمۃ اللہ علیہ امام العارفین شیخ مجد الدین علی بن وہب المطیع القشیری المعروف بابن دقیق وغیرہ مشاہیرِ مشائخِ مصر آپ کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے اور کل دیارِ مصر میں سے خلقِ کثیر نے آپ سے فخرِ تلمذ حاصل کیا۔ علماء وفضلاء آپ کی مجلس میں آن کر آپ کے کلامِ فیض اثر سے محظوظ و مستفید ہوتے تھے کیونکہ آپ ایک اعلیٰ درجہ کے فقیہ و فاضل متواضع کریم الاخلاق اور نہایت علم دوست بزرگ تھے آپ مندرجہ ذیل شعر بہت پڑھا کرتے تھے۔

تسرمد وقتی فیك فهو مسرمد
وافنيتنی عنی فعدت مجردًا

میرا کل وقت تیری ہی یاد میں ہمیشہ رہے گا تو نے مجھے میری ہستی سے نابود کر کے مقامِ تجرید میں پہنچا دیا۔

وکلی بکل الکل وصل محقق
حقائق قرب فی دوام تخلدًا

میرا کل کلِ الکل کے ساتھ وصلِ حقیقی حاصل کر کے حقائقِ قرب میں ہمیشہ باقی رہے گا۔

تفرد امری فانفردت بغربتی
فصرت غریبًا فی البریة اوحدًا

جب میرا تعلق کسی سے نہ رہا تو میں اپنی تنہائی میں منفرد ہو گیا اور غریب مسکین ہو کر مخلوق سے جدا اور اکیلا ہو گیا۔ ایضاً

بقائی فنائی فی بقائی مع الهوی

فیا ویح قلب فی فناه بقائه

میں نے بقاء میں فنا ہو کر محبت الٰہی کے ساتھ بقائے حقیقی حاصل کی ہے۔ سو بڑی خوشی کی بات ہے کہ جس کی فنا میں اس کی بقا ہو۔

وجودی فنائی فی فنائی فانني

مع الانس یاتینی هنیا بلائه

میرا وجود میری فنا میں میری فنا ہے اور اب وہ انس و محبت کی میری آزمائش کرتا رہتا ہے۔

فیامن دعی المحبوب سراً یسره

اتاك المنی یوماً اتاك فنائه

جو شخص کہ اپنے دوست کو راز و نیاز سے پکارتا ہے اسے یاد رہے کہ وہ اس روز کامیاب ہوگا جس روز کہ وہ اس کی یاد میں فنا ہو جائے گا۔

آپ کی کرامات

شیخ ابوالقاسم نصر اللہ الاسنائی بیان کرتے ہیں کہ آپ ایک شخص کو اپنے ساتھ خلوت میں بٹھایا کرتے تھے۔ اسی اثناء میں یہ شخص رمضان المبارک کے اخیر عشرے میں سے ایک شب کو آپ کے ساتھ خلوت میں داخل ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد رونے لگا آپ نے اس سے رونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے بیان کیا کہ میں زمین پر تمام چیزوں کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھتا ہوں اور جب میں سجدہ کرنا چاہتا ہوں تو میں اپنی پشت میں ایک کھمبا سا اڑا ہوا پاتا ہوں جس کی وجہ سے میں سجدہ نہیں کر سکتا آپ نے اس شخص سے فرمایا: کہ تم اس سے نہ گھبراؤ یہ کھمبا جسے تم اپنے وجود میں محسوس کرتے ہو وہ میرا سر ہے جو کہ تمہارے وجود میں رکھا گیا ہے اور یہ جو تمام چیزوں کو تم سربسجدہ دیکھ رہے ہو یہ سب خیال شیطانی ہے اس کے ذریعہ سے وہ تم پر فتح پانا

چاہتا ہے کہ ان سب چیزوں کو دیکھ کر تم بھی ان تمام چیزوں کی طرح سربسجدہ ہو جاؤ۔

اس شخص نے اپنے جی میں کہا کہ مجھے اس کی تصدیق کیونکر ہو؟ آپ نے فرمایا: کہ تم اس کی تصدیق چاہتے ہو یہ کہہ کر آپ نے اپنا داہنا ہاتھ پھیلایا تو اس شخص نے دیکھا کہ آپ کا ہاتھ مشرق تک منتہی ہوا پھر آپ نے اپنا بایاں ہاتھ دراز کیا تو اس شخص نے دیکھا کہ آپ کا ہاتھ مغرب تک منتہی ہوا پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو آہستہ آہستہ ملانا شروع کیا۔ یہ شخص بیان کرتے ہیں کہ اس وقت یہ تمام چیزوں جو کہ مجھے سب کی سب سربسجدہ معلوم ہوتی تھیں ایک دوسرے سے ملنے لگیں یہاں تک کہ آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ گیا تو وہ تمام چیزیں معدوم ہو کر آپ کے دونوں ہاتھوں میں بصورتِ انسان ایک روشنی سی نظر آنے لگی اور یہ صورتِ انسانی چلاتی ہوئی الغیاث الغیاث پکارتی تھی اور جب یہ صورت آپ سے قریب ہوئی تو آپ کے دہنِ مبارک سے ایک روشنی نکلی جس نے تمام چیزوں کو روشن کر دیا اور یہ صُورت بالکل کوئلے کی طرح کالی ہو گئی اور پھر اس نے ایک چیخ ماری اور دھوئیں کی طرح ہوا میں اڑ گئی پھر آپ نے فرمایا: کہ فرزندِ من! تم نے دیکھا کہ ان تخائل شیطانی کا کیا حال ہو گیا۔

فاضل ابوعبداللہ محمد بن سنان القرشی بیان کرتے ہیں کہ میں بمقامِ قنا آپ کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور نو ماہ کے بعد اپنے وطن جایا کرتا ایک دفعہ مجھے اپنے عزیز و اقارب کے دیکھنے کا نہایت اشتیاق ہوا۔ اتنے میں آپ بھی مکان میں تشریف لائے اور فرمایا: کہ کیوں محمد تمہیں اپنے گھر جانے کا اشتیاق لگا ہوا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے اس وقت میرا ہاتھ پکڑ کر۔ مجھے ایک مکان میں کر دیا اور فرمایا کہ تیار ہو جاؤ میں تیار ہو گیا پھر آپ نے فرمایا: کہ اپنا سر اٹھاؤ میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ مصر میں اپنے مکان کے دروازے پر کھڑا ہوں۔ میں اپنے مکان کے اندر گیا اور میں نے اپنے والدین کو سلام علیک کیا اور گھر کے سب عزیز و اقارب سے ملا اور ان کے ساتھ میں نے کھانا کھایا اور میرے پاس دس روپیہ تھے میں نے والد ماجد کو دے دیئے مغرب کی اذان سنی تو میں اپنے گھر سے نکلا تو میں نے اپنے آپ کو آپ کی رباط میں پایا آپ اس وقت کھڑے تھے آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ کیوں محمد تم اپنا اشتیاق پورا کر چکے۔ بعدازاں ایک ماہ تک اور میں آپ کی

خدمت میں رہا پھر میں آپ سے سفر کی اجازت لیکر سوئے وطن روانہ ہوا اور پندرہ روز میں میں اپنے شہر مصر پہنچا میرے والدین وغیرہ مجھے دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم تو تم سے ناامید ہو گئے تھے میں نے ان سے کہا: کیوں؟ تو میری والدہ ماجدہ نے میرے اس دفعہ آنے کا قصہ بیان کیا۔ اس دفعہ بھی میں نے اپنا واقعہ ان سے چھپایا اور آپ کی تا زیست اسے میں نے کسی سے ظاہر نہیں کیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ ساحل بحر پر وضو کر رہے تھے اسی اثناء میں آپ نے کسی شخص کے چیخنے کی آواز سنی اور آپ وضو چھوڑ کر اس طرف دوڑے گئے اور لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ابھی ایک مگرمچھ آن کر ایک شخص کو کھینچ لے گیا اور کھینچ کر دریا کی موج میں جا گھسا تھا آپ نے اسے دیکھا اور دیکھ کر اُس پر چلائے تو وہ جوں کا توں ٹھہر گیا اور ذرا بھی حس و حرکت نہیں کر سکا اس کے بعد آپ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر پانی پر سے چلتے ہوئے وہاں پر گئے اور اس مگرمچھ سے کہا کہ تو اسے چھوڑ دے۔ اس نے چھوڑ دیا پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ تو باذن اللہ تعالیٰ مر جا تا تو وہ اسی وقت مر گیا اور اس شخص سے فرمایا: کہ تم اٹھ کر چلو تو اس نے کہا کہ میں تو ڈوبا جاتا ہوں اور میرے پیر نہیں تھمتے آپ نے فرمایا: کہ نہیں نہیں چلو یہ تو خشکی کا راستہ ہے تو اسی وقت دریا اس جگہ سے کہ جہاں پر آپ کھڑے تھے پتھر کی طرح خشک ہو گیا اور اس پر سے آپ اور یہ شخص کنارے پر آ گئے تمام لوگ اس واقعہ کو دیکھ رہے تھے اس کے بعد دریا اپنی حالت پر ہو گیا اور مگرمچھ کو لوگوں نے دریا سے باہر کھینچ لیا۔

شیخ مجد الدین قشیری بیان کرتے ہیں کہ شیر اور تمام درندے اور حشرات الارض وغیرہ سب آپ سے انسیت رکھتے تھے اور آپ کے پاس آیا کرتے تھے میں نے آپ کو اپنے قدموں پر سے بارہا ان جانوروں کا لعاب دہن دھوتے ہوئے دیکھا۔

ایک دفعہ میں نے آپ کو تنہا بیٹھے ہوئے دیکھا اسی وقت بہت سے رجال غیب کے بعد دیگرے آن آن کر آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ رجال غیب اور اولیاء اللہ اور جنات وغیرہ حتیٰ کہ جانور بھی آپ کا ادب کرتے تھے اور آپ کا حکم بجالاتے تھے آپ نہایت متبع شرع تھے کبھی بھی آپ آداب شریعت کی خلاف ورزی نہ کرتے بلکہ اس کے ہر ایک ادب کو بجالایا کرتے تھے۔

شیخ ابوالحجاج الاقصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کے بعض

مریدین نے آپ سے دریافت کیا کہ مشاہدۂ انوارِ جلالِ الٰہی کی کیا علامت ہے؟

آپ نے فرمایا: کہ مشاہدہ جلال انوار الٰہی مقام سر کو دیکھتا ہے اور جب وہ کسی عاصی اور مردہ دل کو نظرِ توجہ سے دیکھتا ہے تو اس کے دل کو زندہ کر دیتا ہے اگر وہ کسی غافل پر توجہ کرتا ہے تو وہ اس کی توجہ سے متنبہ ہو جاتا ہے اور اگر ناقص پر توجہ کرتا ہے تو وہ کامل ہو جاتا ہے۔

پھر آپ سے پوچھا گیا کہ جو شخص ان صفات سے موصوف ہو اس کی کیا علامت ہے؟

آپ نے (اپنے قریب ایک پتھر کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا: کہ اگر ایسا شخص (مثلاً) اس پتھر پر اپنی نظر ڈالے تو وہ اس ہیبت سے پانی کی طرح پگھل جائے گا پھر آپ نے اسی پتھر کی طرف نظر کی تو وہ پانی کی طرح پگھل کر ایک جگہ جمع ہو گیا۔

شیخ ابوالحجاج موصوف یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اہلِ مصر میں سے ایک شخص مفقود الحال ہو گیا تو یہ آپ کے پاس آیا اور آپ سے کہنے لگا: کہ میں قسمیہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ مجھ پر میرا حال واپس کرا سکتے ہیں آپ نے اس شخص سے فرمایا: کہ اچھا ٹھہر جاؤ تا کہ میں تم پر تمہارا حال وارد کرنے کی اجازت لے لوں تین روز تک یہ شخص آپ کی خدمت میں ٹھہرا رہا چوتھے روز آپ نے اپنے ساتھ اس شخص کو دودھ اور شہد کھلایا اور فرمایا: کہ تمہار، میرے ساتھ دودھ کھانے سے تمہارا حال تم کو واپس ہو گیا اور شہد کے کھانے سے تمہارے حال میں دوگنی ترقی کی گئی اور تم میرے شہر سے نکلنے تک اس کی تصریح نہیں کر سکتے چنانچہ یہ شخص فائز المرام ہو کر اپنے شہر واپس گئے اور آپ کے شہر سے نکلنے سے پہلے کچھ بھی تصرف نہ کر سکے۔

نیز! شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کھانا کھا رہے تھے اور اپنے اسی کھانے میں آپ نے ساٹھ آدمیوں کو اور بھی شریک کر لیا اور اسی طرح سے قریباً سو آدمیوں نے اس میں سے کھایا اور کچھ بچ بھی رہا۔

آپ قریہ قنا میں جو کہ مصر کی سرزمین میں سے ایک قریہ کا نام ہے سکونت پذیر تھے اور 612ھ میں یہیں پر آپ نے وفات بھی پائی اور مقبرہ قنا میں اپنے شیخ شیخ عبدالرحیم کے نزدیک آپ مدفون ہوئے آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے۔ رضی اللہ عنہ

خاتمۃ الکتاب للمؤلف

اب ہم حسبِ وعدہ خاتمہ میں بھی آپ ہی کے کچھ اور دیگر فضائل و مناقب کا ذکر کر کے اپنی کتاب کو ختم کرتے ہیں۔

آپ نے اپنی صغرسنی کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا: کہ جب میں اپنی صغرسنی میں مکتب کو جایا کرتا تھا تو اس وقت روزانہ انسانی صورت میں میرے پاس ایک فرشتہ آیا کرتا تھا یہ فرشتہ آکر مجھے مدرسہ میں لے جاتا اور لڑکوں کے درمیان میں مجھے بٹھا دیتا اور خود بھی میرے ساتھ بیٹھا رہتا اور پھر مجھے اپنے مکان پر پہنچا کر واپس چلا جاتا میں اس کو مطلق نہیں پہچانتا تھا ایک روز میں نے اس سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: کہ میں فرشتہ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی لئے بھیجا ہے کہ میں مدرسہ میں تمہارے ساتھ رہا کروں۔

نیز آپ نے بیان کیا ہے کہ جتنا کہ اور ایک ہفتہ میں یاد کیا کرتے تھے اتنا میں روزانہ ایک دن میں یاد کیا کرتا تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے احباب میں سے ایک بزرگ نے اس بات پر کہ وہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے افضل ہیں طلاق ثلاثہ کی قسم کھائی بعد ازاں انہوں نے تمام علمائے عراق سے فتویٰ دریافت کیا کہ لیکن کسی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ یہ بہت حیران ہوئے کہ کیا کریں؟ لوگوں نے آپ کی خدمت میں جانے کے لئے کہا چنانچہ انہوں نے آپ کی خدمت میں آکر اپنا واقعہ بیان کیا آپ نے ان سے فرمایا کہ تمہیں ایسی قسم کھانے پر کس چیز نے مجبور کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ کسی چیز نے بھی نہیں بلکہ یہ محض ایک اتفاقی بات ہے جو کہ مجھ سے سرزد ہوگئی۔ اب آپ مجھے یہ فرمایئے کہ میں کیا کروں؟ آیا میں

اپنی زوجہ کو اپنے پاس رکھوں یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں تم اپنی زوجہ کو اپنے پاس رکھو کیونکہ حضرت بایزید بسطامی کے کل فضائل تم میں موجود ہیں بلکہ تم کو ان پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ تم مفتی بھی ہو اور وہ مفتی نہیں تھے تم نے نکاح کیا ہے اور انہوں نے نکاح نہیں کیا تم صاحبِ اولاد ہو اور وہ صاحبِ اولاد نہ تھے۔

ملک العلماء شیخ عزیز الدین عبدالعزیز بن عبدالسلام السلمی الشافعی نزیل القاہرہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جس درجہ کے تواتر کے ساتھ آپ کی کرامات ثبوت کو پہنچیں ہیں اس درجہ تواتر کے ساتھ دیگر اولیاء کی کرامات ثبوت کو نہیں پہنچیں علم و عمل دونوں میں جو کچھ کہ آپ کا مرتبہ و منصب تھا مشہور و معروف ہے اور محتاجِ بیان نہیں۔

قاضی مجیر الدین العلیمی نے اپنی تاریخ میں عزیز الدین موصوف کے حالات ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ درجہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے اور زُہد و عبادت اور کشف و مقامات میں رتبہ عالی رکھتے تھے اور نہایت ہی حاضر جواب تھے۔ اشعارِ نادرہ آپ کو بکثرت یاد تھے اور ملک العلماء آپ کا لقب تھا۔

علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

شیخ الاسلام علامہ شہاب احمد بن حجر الشافعی العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: کہ فقراء میں سماع کا طریقہ جو کہ آلات و مزامیر کے ساتھ مشہور و معروف ہے اس کے متعلق کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس قسم کے سماع میں کبھی شریک ہوئے ہیں یا آپ نے کسی کو اس میں شریک ہونے کے لئے فرمایا یا اس کی اباحت و تحریم کے متعلق آپ کا کوئی قول ہو تو آپ بیان فرمائیے؟ تو آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: کہ ہمیں اخبارِ صحیحہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک اعلیٰ درجہ کے فقیہ اور عابد و زاہد تھے اور لوگوں کو زُہد و عبادت اور توبہ و استغفار کی ترغیب دیا کرتے تھے اور معصیت و گناہ اور عذابِ الٰہی سے ان کو ڈرایا کرتے تھے اور اس قدر خلق اللہ نے آپ کے دستِ مبارک پر توبہ کی کہ جس کی تعداد احاطہ شمار سے خارج ہے اور اس کثرت سے آپ کی کرامات نقل ہوئی ہیں کہ آپ کے معاصرین میں سے یا آپ کے بعد زمانہ میں

کسی کی کرامات اس کثرت سے نقل نہیں ہوئیں اور ہمیں اس قسم کے سماع کے متعلق آپ کا قول یا فعل کچھ معلوم نہیں۔

شیخ عفیف الدین ابومحمد عبداللہ مکی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

قدوہ العارفین شیخ عفیف ابومحمد عبداللہ بن علی بن سلیمان بن فلاح الیافعی الیمنی ثم المکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ قطب الاولیاء الکرام شیخ المسلمین والاسلام رکن الشریعہ وعلم الطریقہ وموضح اسرار الحقیقہ حامل رایہ علماء المعارف والمفاخر شیخ الشیوخ وقدوۃ الاولیاء العارفین استاذ الوجود ابومحمد محی الدین عبدالقادر بن ابی صالح الجیلی قدس سرہ علم شرعیہ کے لباس اور فنون دینیہ کے تاج سے مزین تھے آپ نے کل خلائق کو چھوڑ کر خدائے تعالیٰ کی طرف ہجرت کی اور اپنے پروردگار کی طرف جانے کے لئے سفر کا پورا سامان کیا آداب شریعت کو بجا لائے اور اپنے تمام اخلاق و عادات کو شریعت غرا کے تابع کر کے اس میں کافی سے زائد حصہ لیا۔ ولایت کے جھنڈے آپ کے لئے نصب کئے گئے اور اس میں آپ کے مراتب و منصب اعلیٰ وارفع ہوئے آپ کے قلب کے آثار ونقوش نے فتح کو کشف اسرار کے دامنوں میں اور آپ کے (مقام) سر نے معارف و حقائق کے چمکتے ہوئے تاروں کو مطلع انوار سے طلوع ہوتے دیکھا اور آپ کی بصیرت نے حقائقِ معارف کی دلہنوں کو غیب کے پردوں میں مشاہدہ کیا آپ کا سریر ولایت حضرت القدس میں مقامِ خلوت و وصلِ محبوب میں جا کر ٹھہرا اور آپ کے اسرارِ مقامات مجد و کمال تک رفیع ہوئے مقام عز وجلال میں حضور دائمی آپ کو حاصل ہوا یہاں علم سر آپ پر منکشف ہوا اور حقیقتِ حق الیقین آپ پر واضح ہوئی۔ معانی و اسرارِ مخفیہ سے آپ مطلع ہوئے اور مجاری قضاء وقدر اور تصریفاتِ مشیات کا آپ نے مشاہدہ کیا اور معادنِ معارف و حقائق سے آپ نے حکمت و اسرار نکالے اور انہیں ظاہر کیا اور اب آپ کو مجلسِ وعظ منعقد کرنے کا حکم ہوا۔ اور بمقام حلبتہ النورانیہ 511 ہجری میں آپ نے مجلسِ وعظ جو کہ آپ کی ہیبت و عظمت سے مملو تھی اور جس میں کہ ملائکہ واولیاء اللہ آپ کو مبارکبادی کے تحفے دے رہے تھے آپ اعلیٰ روس الاشہاد کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کا وعظ کہنے کے لئے کھڑے ہوئے اور

خلق کو حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف بلانا شروع کیا اور وہ مطیع ومنقاد ہو کر آپ کی طرف دوڑی۔ ارواحِ مشتاقین نے آپ کی دعوت قبول کی اور عارفین کے دلوں نے لبیک پکاری۔ سب کو آپ نے شرابِ محبتِ الٰہی سے سیراب کیا اور ان کو قربِ الٰہی کا مشتاق بنا دیا اور معارف و حقائق کے چہروں پر سے شکوک وشبہات کے پردے اٹھا دیئے اور دلوں کی پژمردہ شاخوں کو وصفِ جمالی ازلی سے سرسبز وشاداب کر دیا اور ان پر راز واسرار کے پرندے چہچہاتے ہوئے اپنی خوش الحانیاں سنانے لگے۔ وعظ ونصیحت کی دلہنوں کو آپ نے ایسا آراستہ پیراستہ کر دیا کہ عشاق جس کے حسن و جمال کو دیکھ کر دہشت کھا گئے اور تمام مشتاق ان کا نظارہ کر کے ان پر آشفتہ و فریفتہ ہو گئے علوم وفنون کے ناپیدا کنار سمندروں اور اس کی کانوں سے توحید و معرفت اور فتوحاتِ روحانیہ کے بے بہا موتی و جواہر نکالے اور بساطِ الہام پر ان کو پھیلا دیا اور اہلِ بصیرت اور اربابِ فضیلت آن آن کر انہیں چننے اور اس سے مزین ہو کر مقاماتِ عالیہ میں پہنچنے لگے آپ نے ان کے دل کے باغیچوں اور اس کی کیاریوں کو حقائق و معارف کے باران سے سرسبز وشاداب کر دیا اور امراض نفسانی و روحانی کو ان کے جسموں سے دور کیا اور ان کے اوہام اور خیالاتِ فاسدہ کو ان سے مٹایا جس کسی نے بھی کہ آپ کے بیانِ فیضِ اثر کو سنا۔ وہی آبدیدہ ہوا اور تائب ہو کر اسی وقت اس نے رجوع الی الحق کیا غرضیکہ تمام خاص و عام آپ سے مستفید ہوئے اور بے شمار خلقت کو آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور اسے رجوع الی الحق کی توفیق دی اور اس کے مراتب ومناصب اعلیٰ وارفع کئے۔ رحمۃ اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ۔

عبدلہ فوق المعالی رتبۃ

ولہ المحاسن والمحار الافخر

آپ ان بندگانِ خدا سے تھے کہ جن کا مرتبہ عالی سے عالی تھا محاسنِ اخلاق اور فضائلِ عالیہ آپ کو حاصل تھے۔

ولہ الحقائق والطرائق فی الھدیٰ

ولہ المعارف کالکواکب تزھر

حقیقت وطریقت کے آپ رہنما تھے اور آپ کے حقائق و معارف تاروں کی طرح روشن اور ظاہر تھے۔

ولہ الفضائل و المکارم والندی

ولہ المناقب فی المحافل تنشر

آپ صاحبِ فضائل و مکارم اور صاحبِ جود وسخا تھے محفلوں اور مجلسوں میں ہمیشہ آپ کے فضائل و مناقب کے ذکر کا تذکرہ رہتا تھا۔

ولہ التقدم والمعالی فی العلا

ولہ المراتب فی النھایہ تکثر

مقامِ بالا میں آپ کو مرتبہ حاصل تھا اور مقامِ انتہا میں آپ کے مراتب و مناصب بکثرت تھے۔

غوث الوریٰ غیث الندیٰ نور الھدیٰ

بدر الدجیٰ شمس الضحیٰ بل انور

آپ خلق کے معین و مددگار اور اس کے حق میں بارانِ رحمت اور نورِ ہدایت تھے آپ چودھویں رات کے چاند اور روشن دن کے سورج سے بھی زیادہ روشن تھے۔

قطع العلوم مع العقول فاصبحت

اطوارھا من دونہ تتحیر

نہایت عقل و دانش کے ساتھ آپ نے جملہ علوم طے کیے جن کے مسائل کہ بدوں آپ کے حل کیے حیرت میں ڈال دیتے تھے۔

مافی علاہ مقالۃ لمخالف

فمسائل الاجماع فیہ تسطر

آپ کے مقام و مرتبہ میں کسی کو چون و چرا نہیں اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ باتفاق رائے سب نے آپ کے مقام و مرتبہ کو تسلیم کیا ہے۔

الغرض! زمانہ آپ کی روشنی سے منور ہو گیا دینی عز و جلال دوبالا ہوا علمی ترقی ہوئی اور اس کے مدارج عالی ہوئے شریعت غرا کو آپ سے کافی مدد و اعانت پہنچی۔ علماء و فقراء میں سے کثیر التعداد بلکہ بے شمار لوگوں نے آپ سے فخرِ تلمذ حاصل کیا اور آپ سے خرقہ پہنا اور اکابرین علمائے اعلام و مشائخِ عظام آپ کی طرف منسوب ہوئے یمن کے کل شیوخ میں سے بعض نے خود آپ سے اور اکثروں نے بذریعہ قاصدوں کے آپ سے خرقہ پہنا ۔

ومنهج الاشياخ الباس خرقة

ومنشور فضل يرجع الفرع للاصل

چونکہ طریقہ مشائخین خرقہ (خلافت) پہنے اور اجازتِ فضیلت حاصل کرنے میں فرع کو اصل سے ملاتا ہے۔

ولبس اليمانين يرجع غالبًا

الى سيد سامى فخار على الكل

لہٰذا اکثر یمانیوں کا خرقہ (خلافت) آپ ہی سے ملتا ہے کیونکہ آپ سید سامی اور اپنے وقت کے فخرِ کل اولیاء تھے۔

امام الورىٰ قطب الملاء قائلاً علىٰ

رقاب جميع الاولياء قدمى علىٰ

آپ امام اور قطبِ وقت اور اس قول کے قائل تھے کہ میرا قدم تمام اولیائے وقت کی گردنوں پر ہے۔

قطاطاله كل بشرق و مغرب

زفابًا سوى فرد فعرقب بالعزل

چنانچہ مشرق سے مغرب تک کل اولیاء نے اپنی گردنیں جھکائیں اور صرف ایک فردِ واحد نے اپنی گردن نہیں جھکائی تو معزول کر کے عتاب کیا گیا۔

مليك له التصريف فى الكون نافذ

بشرق و غرب الارض والرعر والسهل

آپ تصریفِ تام کے مالک تھے اور آپ کی تصریفِ تام (باذنہ تعالیٰ) مشرق سے مغرب تک زمین کے ہر ایک حصہ میں نافذ ہوتی تھی۔

سراج الھدیٰ شمس علی فلک العلا

بجیلان مبداھا علاھا بلاافل

آپ شمع ہدایت اور مقامِ بالا کے آسمان کے آفتاب تھے وہ آفتاب جو کہ جیلان کے افق سے طلوع ہو کر پھر نہیں چھپا۔

طراز جمال مذھب فوق حلتہ

عدا الکون فیھا الدھر یختار ذافل

۹۔ اس دن آپ کے حلہ ولایت پر طرح طرح کے طلائی نقش و نگار کڑھے ہوئے تھے وہ حلہ ولایت جس پر زمانہ ہمیشہ ناز کرتا رہے گا۔

یتیمۃ در زان عقد ولائہ

بجید علی جید الوجود بہ محل

اس دن آپ کا عقدِ ولایت مقاماتِ عالیہ کے بے بہا موتیوں سے مزین تھا، وہ عقدِ ولایت جو ولایت ہی کی گردن کو بھاتا اور زیب دیتا ہے۔

تجد ذاك یابحر الندیٰ عبد قادر

ایا یافعی ذوالفتخار ذومحل

اے حضرت عبدالقادر! آپ دریائے جود وسخا ہیں اور آپ کو سب کچھ حاصل ہے اے یافعی! (جو کہ آپ مریدوں سے تھے) صاحب فخر و مرتبہ عالیہ۔

قفا ھھنا فی راس نھر عیونھم

ملاھا ومن بحر النبوہ مستمی

آؤ ہم اور تم دونوں اس نہر کی بہار دیکھیں (نہر سے شیخ رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں) جو فیضِ نبوت جیسے شیریں چشمہ اور دریائے نبوت سے نکلی ہے۔

و سبحانك اللھم ربا مقدسًا

و واسع فضل للوری فضلہ مولی

اور اب میں تیری حمد کرتا ہوں اے پاک پروردگار! اے وسیع فضل والے!
مخلوق پر تیرا فضل بے انتہا ہے۔

اس کے بعد شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ آپ کی کرامات دائرہ حصر سے خارج ہیں اور اکابرین علمائے اعلام نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ آپ کی کرامات درجہ تواتر کو پہنچ گئی ہیں اور باتفاق یہ امر مسلم ہو چکا ہے کہ جس قدر کہ کرامات آپ سے ظہور میں آئی ہیں دیگر شیوخِ آفاق سے اتنی کرامتیں ظہور میں نہیں آئیں۔

الغرض! بندے نے مندرجہ بالا نثر و نظم میں آپ کے محاسن اور فضائل و مناقب کو مختصراً بیان کیا ہے۔ انتہی کلامہ (مؤلف)

مندرجہ بالا عبارت میں حلبہ نورانیہ سے حلبہ برانیہ مراد ہے جیسا کہ ابنِ نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ 511 ہجری میں بمقام حلبہ برانیہ آپ نے مجلسِ وعظ منعقد کی۔ انتہی کلامہ

شاید شیخ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے برانیہ کو نورانیہ سے تبدیل کر دیا کیونکہ جب آپ مجلسِ وعظ میں تشریف رکھتے تھے تو وہ انوارِ تجلیات سے خالی نہیں ہوتی تھیں اور ممکن ہے کہ کاتبوں سے اس میں تحریف ہوئی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شیخ الاسلام شیخ محی الدین النووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بستان العارفین میں بیان فرمایا ہے کہ قطبِ ربانی شیخ بغداد حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی جس قدر کرامتیں کہ ثقہ لوگوں سے نقل کی ہوئی ہیں ہمیں نہیں معلوم کہ اس قدر کرامتیں آپ کے سوا اور کسی بزرگ کی بھی نقل ہوئی ہیں آپ شافعیہ اور حنابلہ دونوں کے شیخ تھے ریاست علمی و عملی اس وقت آپ ہی کی طرف منتہی تھی اکابرین و اعیانِ مشائخِ عراق آپ کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے اور کثیر التعداد صاحبان حال و احوال نے آپ سے ارادت حاصل کی اور بے شمار خلق اللہ نے آپ سے فخرِ تلمذ حاصل کیا۔ جملہ مشائخِ عظام و علمائے اعلام آپ کی تعظیم و تکریم اور آپ کے اقوال کی طرف رجوع کرتے تھے دور دراز سے لوگ آپ کی زیارت کرنے آتے اور آپ کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا کرتے تھے چاروں جانب سے اہلِ

سلوک آپ کی خدمت میں آتے اور آپ سے مستفید ہو کر واپس جایا کرتے تھے آپ جمیل الصفات شریف الاخلاق کامل الادب و المروت وافر العلم و العقل اور نہایت متواضع تھے۔ احکامِ شریعت کی آپ نہایت سختی سے پیروی کرتے تھے اور اہلِ علم سے آپ انسیت رکھتے تھے اور ان کی نہایت تعظیم و تکریم کرتے تھے اور اہلِ ہوا اور اہلِ بدعت سے آپ کو سخت نفرت تھی اور طالبانِ حق و اہلِ مجاہدہ و مراقبہ سے بھی آپ کو نہایت محبت تھی۔ معارف و حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا شعائر اللہ و احکام شریعت کی اگر کوئی ذرا بھی ہتک کرتا تھا تو آپ نہایت غضبناک ہو جاتے تھے آپ اعلیٰ درجہ کے سخی اور کریم النفس اور یگانہ روزگار تھے اور اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔

اب ہم آپ کے حالات کو قاضی ابوبکر بن قاضی موفق الدین اسحاق بن ابراہیم المعروف بابن الفتاح المصری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قصیدہ پر جو انہوں نے آپ کی مدح میں لکھا ہے ختم کرتے ہیں۔ وَهُوَ هٰذَا

قصیدۂ مدحیہ

ذکر الا له حيات قلب الذاكر ۔۔۔ فامت به كيدالغرور الغادر

معبود حقیقی کا ذکر ذاکروں کے لئے زندہ دلی ہے میں اس کے ذکر سے ہر ایک قسم کے مکر و فریب کی بیخ کنی کرتا رہوں گا۔

واذكره واشكره على الهامه ۔۔۔ ذكراً تعنت بالذكور الشاكر

اب تو خدا تعالیٰ کا ذکر و شکر کر کہ جس طرح وہ تجھے الہام کرے وہ ذکر و شکر جو ذاکر و شاکر کی عاجزی کا مظہر ہو۔

واعد حديثك عن اليال قدمضت ۔۔۔ بالا برقين و بالعذيب و حاجر

اور ان راتوں کی باتیں یاد کر جو تو نے مقامِ ابرقین مقامِ عذیب اور مقامِ حاجر میں گزاریں۔

سقيالا يام العقيق واهله ۔۔۔ ويكل من ورد الحمى من زائر

ایامِ عقیق اور عقیق میں بسنے والوں کو مبارک ہو اور ہر ایک زائر کو جو اس کے جنگل کی بھیڑ میں سے ہو کر نکلے۔

اخلا من الامن استبان لخائف والوصل بعد تقاطع تهاجروا

اور کیا وہ (زائر) امن و امان سے خالی ہو کر دہشت زدہ ہوتا ہے حالانکہ وصل بعدِ انقطاع و ہجر بھی ممکن ہے۔

والعجز عن ادراكه ادراكه وكذا الهدى فيه فنون الحائر

اس کے ادراک سے عاجز ہونا اس کو پانا ہے اور اسی طرح ہدایت میں تمام طریقوں سے واقف ہونا ہے۔

ايام لا اقمارها محجوبه عنا ولا غزلا نها بنوافر

وہ دن جن کے چاند ہم سے چھپے ہوئے نہیں اور نہ ان کے ہرن ہم سے نفرت رکھتے ہیں۔

وتعودا عيادي بعود رضاكم عني وتملاء بالسرور سرائري

میری عیدوں کے دن تمہاری رضامندی سے لوٹ آئیں گے اور میرے تمام راز خوشنودی سے بھر جائیں گے۔

ولقد وقفت علىٰ الطول سائلاً عن اهل ذاك الحيي وقفت حائر

میں مکانوں کے نشانوں پر کھڑے ہو کر ان سے اس قبیلہ کا حال پوچھتا ہوا حیران کھڑا رہا۔

فاجابني رسم الديار وقد جرت فيه دموعي كا لسحاب الماطر

تو مجھے ان گھروں کی نشانیوں نے جواب دیا اور میری آنکھوں سے آنسو اس طرح جاری ہو گئے جیسے بدلی سے پانی۔

ذهبوا جميعا فاحتسبهم واصطبر فعساك ان تحظى باجر الصابر

وہ سب کے سب چلے گئے تو اب تم انہیں یاد کر کے صبر کرو تا کہ تم صبر کرنے والوں کا اجر و ثواب پاؤ۔

وتزودوا التقوی فانت مسافر وبغیر زاد کیف حال مسافر

اور پرہیز گاری کا توشہ تیار کر لو کیونکہ تم مسافر ہو اور ظاہر ہے کہ بدوں زادِ راہ کے مسافر کا کیا حال ہوتا ہے۔

فالوقت القصر مدة من ان تنی فیہ فسارع بالجمیل وبادر

کیونکہ وقت کی مدت بہت کم ہے کہ تم اس کو پا سکو تو تمہیں نیکیوں کی طرف دوڑ کر جلد ان کو حاصل کرنا چاہیے۔

واجعل مدیحك ان اردت تقربا من ذی الجلال بباطن وبظاهر

للمصطفیٰ ولا له و صحابه والشیخ محی الدین عبدالقادر

(شاعر اپنی طرف خطاب کر کے کہتا ہے) اگر تو ظاہر و باطن میں اللہ جل شانہ کے تقرب کا خواہاں ہے تو اپنی مدح کو جناب سرورِ کائنات ﷺ اور آپ کی آل اور اصحاب اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے نام سے نامزد کر۔

بحر العلوم الحبر و القطب الذی ورث الولایه کابراً عن کابر

آپ علوم کے دریا اور قطبِ وقت تھے اور آپ نے بزرگانِ دین میں سے بڑے بڑے مشائخِ عظام سے ولایت حاصل کی تھی۔

شیخ الشیوخ وصدرهم و امامهم لب بلا قشر کثیر مآثر

آپ شیخ الشیوخ اور ان کے امام اور ان کے صدر تھے آپ فضل و کمال کے لحاظ سے گویا مغزِ بے پوست اور صاحبِ فضائل کثیرہ تھے۔

غوث الانام و غیثهم و مجیرهم بدعائه من کل خطب جائر

آپ خلق کے معین و مددگار اور ان کے لئے بارانِ رحمت تھے اور اس کو اپنی دعا کی برکت سے ہر ایک مصیبت سے بچانے والے تھے۔

تاج الحقیقة فخرها نجم الهدا یه فجرها نور الظلام لعاثر

آپ تاجِ حقیقت اور اس کے فخر اور ہدایت کے روشن تارے تھے آپ ہدایت کی صبح اور گہرے اندھیرے کے نور تھے۔

روح الولایه انسها بدر الھدا　　یه شمسها لب اللباب الفاخر

آپ ولایت کی روح اور اس کے انس اور ہدایت کے چاند اور اس کے سورج اور ہر ایک فخر و فضیلت کے خلاصہ تھے۔

صدر الشریعه قلبها فرد الطری　　قة قطبها نخل النبی الطاهر

آپ صدرِ شریعت اور اس کے دل اور طریقت کے فردِ کامل اور قطبِ وقت اور نبیِ طاہر کی آل تھے۔

ودلیله الوقت المخاطب قلبه　　بسرائر و بواطن و ظواهر

آپ کا رہبر آپ کا وقت ہوتا تھا جس وقت کہ مقامِ قلب سے ظاہری باطنی راز و نیاز اور اسرار کے ساتھ آپ کو خطاب ہوتا تھا۔

وهو المقرب و المکاشفه جهرة　　بغیوب اسرار وسر ضمائر

آپ مقرب بارگاہِ الٰہی تھے اور آپ پر عالمِ غیب سے اسرارِ خفیہ اور پوشیدہ راز کشف ہوتے تھے۔

وهو المنطق والموید قوله　　وله الفتوح الغیب ایه قادر

آپ کا قول مدلل اور مؤید بالصواب ہوتا تھا اور فتوح الغیب (آپ کی کتاب) اس کی کافی دلیل ہے۔

وله التجب التودد والرضاء　　من ربه بمعارف کجواهر

آپ محبت و الفتِ رضائے الٰہی اور معارف و حقائق میں جو کہ درِ بے بہا ہیں رتبہ عالی رکھتے تھے۔

سلك الطریق فاشرقت من نوره　　وعلومه کضیاءِ بدر زاهر

آپ گویا طریقت کے موتیوں کی لڑی تھے اور طریقت آپ کی علمی روشنی سے چودھویں رات کی طرح روشن ہوگئی۔

وعلاه اعلی فی المعالی رتبه　　وفخاره ماثله لمفاخر

آپ کا رتبہ مقاماتِ عالیہ میں اعلیٰ وارفع تھا اور آپ کے وہ فضائل تھے جو کسی

صاحب فخر کو حاصل نہیں ہو سکتے۔

خلع الالٰہ علیہ ثوب ولایۃ　　وامدہ من جندہ بعساکر

اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلعت ولایت عطا فرمایا اور اپنے لشکروں سے اس نے آپ کی مدد کی۔

فلہ الفخار علی الفخار بفضلہ　　والفی وبالنسب الشریف الباہر

فضلِ الٰہی سے آپ کو فضیلت پر فضیلت حاصل تھی اور عالی نسبی کا فخر بھی آپ کو حاصل تھا۔

ولہ المناقب جمعت وتفرقت　　فی کل ناد ذاثراء عامر

آپ کے مناقب بکثرت ہیں جو کہ قلمبند کیے گئے اور جن کا ہر ایک ذی عزت و ذی شان محفل ومجلس میں تذکرہ رہتا تھا۔

فابن الرفاعی و ابن عبد بعدہ　　وابو الوفاء وعدی بن مسافر

شیخ ابن الرفاعی - ابن عبد - شیخ ابوالوفاء - شیخ عدی بن مسافر

وکذا ابن قیس مع علی مع بقا　　معھم ضیاء الدین عبدالقاہر

شیخ ابن قیس - شیخ علی - شیخ بقاء بن بطو - شیخ ضیاءُ الدین عبدالقاہر وغیرہ جملہ مشائخِ موصوف۔

شھدوا باجمعھم مشاھد مجدہ　　مابین بادی فضلھم والحاضر

آپ کی مجالس میں حاضر ہوا کرتے تھے اور یہ وہ مشائخ ہیں کہ جن کی فضیلت و بزرگی ہر ایک شہری اور دیہاتی کے نزدیک مسلم تھی۔

واقر کل الاولیاء بانہ　　فرد شریف ذومقام ظاھر

الغرض! کل اولیاء اللہ نے اس بات کا اقرار کیا کہ آپ فردِ کامل اور صاحب مقاماتِ ظاہرہ ہیں۔

وبانھم لم یدرکوا من قربۃ　　مع سبقھم علما غبار الغابر

اور وہ آپ کے قریب ومقامات میں آئے باوجود آپ نے سبقت علمی رکھنے کے

بھی چلنے والے کے غبار کے برابر بھی نہ پا سکے۔

کلا ولا شربوا اذا من بحره   مع ربهم الا كنعبة طائر

انہوں نے آپ کے دریائے وصال سے اپنے پروردگار کے ساتھ پرندے کے گھونٹ سے زیادہ پانی نہیں پیا۔

اصحابه نعم الصحاب و فضلهم   بادلكل مناضل و مناظر

آپ کے احباب و مرید وہ بزرگ تھے کہ جن کی فضیلت و بزرگی ہر ایک مخالف و موافق پر ظاہر تھی۔

وهم رءوس الاولياء منهم الا   قطاب بين ميامن و مياسر

وہ سب کے سب رئیس الاولیاء تھے اور ان میں سے بعض اطراف و جوانب میں رتبۂ قطبیت کو بھی پہنچے ہیں۔

يامن تخصص بالكرامات التى   صحت باجماع و نص تواتر

آپ ہی کو یہ خصوصیت حاصل ہوئی کہ آپ کی کرامات اجماع اور تواتر سے ثابت ہوئی ہیں۔

وتناقل الركبان من اخبارها   سيرا الحلت لمسامر و مسافر

مسافروں نے آپ کی وہ وہ کرامات اور آپ کی سیرتیں نقل کیں کہ جن کو ہر ایک مقیم اور مسافر سن کر محظوظ ہوا۔

لما خطرت و قلت ذا قدمی علیٰ   كل الرقاب بجد عزم باتر

جبکہ آپ نے آگے بڑھ کر ذی وقعت اور مضبوط ارادے سے فرمایا: کہ میرا یہ قدم ہر ایک ولی کی گردن پر ہے۔

مدت لهيبتك الرقاب واذعنت   من كل قطب غائب او حاضر

تو آپ کی ہیبت سے تمام اولیاء اللہ کی گردنیں آگے بڑھیں اور ہر ایک حاضر و غائب ولی اور قطب نے آپ کے قول کی تصدیق کی۔

ونشطت حين بسطت فانقبضت   كذا الاقطار بين معاضد و مناظر

جب آپ خوشی کے وقت خوشنود ہوئے۔ سب معاضد اور مناظر آپ کے فرمانبردار ہوئے۔

وعنت لك الاملاك من كل الورى   ما بين مابين مامورلهم او امر

تمام جہان کے ملوک وسلاطین اور حاکم ومحکوم بھی آپ کے سامنے سر جھکائے ہوئے تھے۔

وظهرت فضلاً و احتجبت جلالة   وعلوت مجداً فوق كل معاصر

آپ کی فضیلت و بزرگی عیاں تھی اور آپ کا مقام و مرتبہ مخفی تھا کیونکہ مقام و مرتبہ میں آپ اپنے تمام ہمعصروں سے آگے تھے۔

وعظمت قدرا فارتقيت مكانة   حتّٰى دنوت من الكريم الغافر

آپ قدرومنزلت کی سیڑھیوں پر چڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ آپ اپنے پروردگار سے قریب ہوئے۔

ورقيت غايات الولا متبشراً   من ربك الاعلى بخير بشائر

اور مقامِ ولایت کے انتہا درجہ تک پہنچ کر اپنے پروردگار سے بہتر سے بہتر خوشخبریاں سنیں۔

وبقيت لما ان فنيت مجرداً   وحضرت لما غيبت حضرة ناظر

آپ اپنی ہستی سے فنا ہو کر مقامِ تجرید میں آئے اور اپنی ہستی سے غائب ہو کر مقامِ حضرت القدس میں پہنچے۔

فشهدت حقا اذدهشت مهابة   وكذا شهود الحق كشف بصائر

پھر آپ نے حق کا مشاہدہ کیا جبکہ آپ خوفزدہ ہو کر متحیر ہو گئے تھے اور اسی طرح شہودِ حق سے کشف بصیرت ہوتی ہے۔

مدحي الطويل قصيرة و مديدة   عن وصف بحرك بالعطاء الوافر

میری طول وطویل مدح باوجود طویل ہونے کے بھی آپ کے دریائے وصف سے بمقابل آپ کی عطائے وافر کے بہت ہی کم ہے۔

اعددت حبك بعد حب المصطفٰی والاٰل والاصحاب خیر ذخائر
وجعلت فیك المدح خیر وسیلة للّٰه لا جارة کالتشاعر

میں آپ کی محبت کو حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب کی محبت کے بعد بہتر ذخیرہ اور آپ کو خدائے تعالیٰ کے نزدیک بہتر وسیلہ بناتا ہوں اور شاعروں کی طرح میں اس کے صلہ ملنے کا ذریعہ نہیں بناتا۔

ورجوت من نفحات تربك نفحة یحیی بھا فی العمر میت حاطری

جس بادِنسیم نے کہ آپ کی تربیت کی ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ بادِنسیم مجھ پر ایک ہی دفعہ چل کر میری مردہ طبیعت کو زندہ کر دے۔

ثم الصلوٰة علی النبی المصطفٰی خیر الوریٰ من اول والاخر

اور اب میں نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجتا ہوں جو کہ خیر الخلق اور خیر الاولین والاخرین ہیں۔

فلك الرسالته شمسھا روح النبوة قدسھا للحق اشرف ناصر

جو کہ فلک رسالت اور اس کے سورج اور روحِ نبوت اور حق تعالیٰ کے بہتر مددگار تھے۔

فی حبه قل ماتشاء فقدره فوق المقام وفوق نثر الناثر

آپ کی محبت و شان میں جو چاہو سو کہو کیونکہ آپ کا رتبہ اربابِ شعروسخن کی قوت بیان سے آگے ہے۔

والعجز عن ادراکه ادراکه وکذا الھدیٰ فیه فنون الجائر

آپ کے مرتبہ کو دریافت کرنے سے قاصر رہنا اس سے واقف ہونا ہے اور اسی طرح سے ہدایت جس میں عقلیں حیران ہیں۔

اللّٰه انزل مدحه فی ذکره یتلٰی فما ذا قول شعر الشاعر

جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدح اپنے کلام پاک میں کی ہے (جو شب و روز پڑھا جاتا ہے) تو اربابِ شعروسخن کا کیا ذکر ہے۔

ما فی الوجود مقرب الابه من مرسل اومن ولی شاکر

بدوں آپ کے وسیلہ کے کوئی بھی مقرب الٰہی نہیں بن سکا نہ کوئی نبی و رسول اور نہ کوئی ولی شاکر۔

کل الخلائق و الملائك دونه مافوقه غیر الملیك القادر

تمام مخلوقات اور فرشتہ وغیرہ سب آپ کے رتبہ سے نیچے ہیں اور آپ کے مرتبہ بجز مالکِ حقیقی قادر ذوالجلال کے اور کسی کا مرتبہ بالاتر نہیں۔

صلی علیه الله ما ابتسم الدجی عن جوهر الصبح المنیر السافر

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں اتارتا رہے جب تک کہ راتوں کی اندھیریاں صبح کے چمکتے ہوئے نور سے روشن ہوتی رہیں۔

یہ آپ کے اور ان اولیائے کرام کے جو کہ ہمیشہ آپ کی مدح سرائی میں رطب اللسان رہا کرتے تھے مختصر حالات ہیں جن سے کہ ہم واقف ہوئے اور اپنی اس تالیف میں ہمیں ان کے ذکر کرنے کا موقع ملا۔

فالحمد لله علی ذلك اللهم ببرکته وبحرمته لدیك ارزقنا صدق الیقین ولا تجعلنا ممن یاکل الدنیا بالدین واجعلنا ممن یومن بکرامات الاولیاء الصالحین ۔ امین ۔

اب یہ قلیل البضاعت المعترف بالعجز والتقصیر ناظرین کی خدمتِ سامی میں عرض کرتا ہے کہ جہاں کہیں کہ اس میں کچھ سقم پائیں تو وہ اسے صرف اپنے دامنِ کرم سے چھپا ہی نہ لیں بلکہ اس کی اصلاح بھی کر دیں اور میں بارگاہِ الٰہی میں دست بدعا ہوں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہمیں اپنے عیوب دیکھنے کی بصیرت عطا فرمائے اور ہمارے آنے والے دنوں کو ہمارے گزشتہ ایام سے ہمارے حق میں بہتر کرے اور میرا اور جمیع اہلِ اسلام کا خاتمہ بالخیر کرے اور قبر میں سوال و جواب پر ثابت قدم رکھے اور ہمیں اصحابِ یمین (نجات پانے والوں) میں سے کرے اور قیامت کے دن سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے کے نیچے ہمارا حشر کرے اور اپنے فضل و کرم سے مجھے اور میرے والدین اور جن کا کہ مجھ پر کچھ

بھی حق ہے اور جو لوگ اس کتاب کا مطالعہ کریں اور مؤلف و کاتب الحروف کو دعائے خیر سے یاد کریں۔ سب کو اور تمام مسلمان بھائیوں کو بخش دے۔

اٰمین یا رب العالمین ۔ تم و کمل والحمد للّٰہ وحدہٗ وصلی علٰی سیدنا ومولانا محمد وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ وسلم تسلیمًا کثیرًا دائمًا الٰی یوم الدین و رضی اللّٰہ عن الصحابہ کلھم اجمعین ۔

تمت الکتاب بعون الملک الوھاب

شعبان المعظم ۱۳۷۴ ہجری

قصیدہ غوثیہ

قصیدہ غوثیہ بحرِ معرفت میں ڈوبے ہُوئے اشعار ہیں جو حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ کی پروازِ معرفت کے ترجمان ہیں۔ یہ قصیدہ آپؒ کی زبانِ حق سے اس وقت جاری ہُوا جب کہ آپ عشقِ الٰہی میں مستغرق تھے اور ذاتِ حق کے جلوہ میں جذب تھے اور مقامِ وصل میں گم تھے اور آپ نے وُہ باتیں کہہ دیں جہاں بندے کی زبان پر رب بولتا ہے۔ یہ قصیدہ عرفانِ الٰہی کا گوہرِ نایاب ہے اس کا ایک ایک لفظ بحرِ حقیقت میں ڈوبا ہُوا ہے۔ اس لیے جو شخص اس قصیدے کا ورد کرے گا وُہ بھی اللہ کی معرفت میں رنگا جائے گا اور اسے قربِ الٰہی حاصل ہو گا۔ اس کے فوائد بے پناہ ہیں۔ یہ کلام بے نظیر و پُر تاثیر قضائے حاجات وحلِ مشکلات دینی و دُنیاوی اور حصُولِ فیوضِ ظاہری و باطنی کے لیے اکسیر صفت اور تیر بہدف اور خاص الخاص مجرّب وردِ اولیاء اللہ ہے۔ اس کا وِرد کرنے سے حُبِّ الٰہی و عشقِ مصطفائی کے نُورانی شعلے دِل میں پیدا ہوں گے۔ عرفان و قربِ حق اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وصلِ دیدار اس کی برکت سے نصیب ہوگا۔ حضور غوث پاک اور تمام اولیائے عظام کی زیارتیں ہوں گی۔ نعمتِ دیدارِ جمالِ بے مثال حضور محبوبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم عطا ہوگی۔ ہر قسم کی دینی و دُنیاوی اور ظاہری و باطنی نعمتوں سے جھولیاں بھریں گی۔ ہر کام میں کامیابی اور ہر میدان میں فتحیابی حاصل ہوگی، اس کا ورد کرنے سے سرکار محبوبِ سبحانیؒ کی خاص الخاص نسبت حاصل ہوتی ہے اور طالبِ حق بہت جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے اور منزلِ مقصود پر پہنچتا ہے۔

منازلِ طریقت میں ترقی اور پرواز کی خاطر قصیدہ غوثیہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک خلوت کا مقام مقرر کیا جائے اور وہاں بعد نمازِ عشاء باوضو قبلہ رُخ ہو کر بیٹھ جائے اور گیارہ مرتبہ دُرود شریف پڑھے اور پھر ۴۱ مرتبہ قصیدہ غوثیہ پڑھے اور چالیس روز تک اسی طرح وظیفہ کرے اس کے بعد سات دن کا ناغہ کرے پھر پہلے کی طرح چالیس روز تک دوبارہ قصیدہ غوثیہ پڑھے اس طرح گیارہ چلّے مکمل کرے اِن شاء اللہ اس کلام کی برکت اور تاثیر سے اس پر معرفتِ الٰہی کے دروازے کھل جائیں گے اور صاحبِ مشاہدہ بن جائے گا۔ اگر پہلے ہی صاحبِ مشاہدہ ہو تو اس پر بے شمار اسرارِ الٰہی کا ظہور ہو گا۔

اگر کوئی شخص اس کی زکوٰۃ ادا کرنا چاہے تو اسے چاہیئے کہ چلتے پانی کے کنارے جائے باوضو ہو کر دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اس کے بعد کھڑے ہو کر گیارہ مرتبہ دُرود شریف پڑھے اس کے بعد ۲۱ مرتبہ یہ قصیدہ پڑھے اس کے بعد پھر دُرود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اس طرح چالیس دن تک کرے یہ وظیفہ زوالِ آفتاب کے بعد اور غروبِ آفتاب سے پہلے کسی وقت کر سکتا ہے۔ اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جائے اور بعد میں روزانہ ایک مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لے اِن شاء اللہ قصیدہ غوثیہ کے فیوض و برکات اور انوارات ہمیشہ حاصل رہیں گے۔

اس قصیدہ کو روزانہ وظیفہ کے طور پر ایک مرتبہ پڑھ لینا دینی و دنیوی فیوض و برکات کے لیے بہت مفید ہے۔ قصیدہ کو ہمیشہ پڑھنے والا اپنی ہر دلی مُراد کو پائے گا، مخلوق پر تسخیر حاصل ہو گی، عزت میں اضافہ ہو گا بے پناہ سکونِ قلب حاصل ہو گا۔ بارگاہِ ربّ العزت میں مقبول ہو گا۔ قوتِ حافظہ میں اضافہ ہو گا۔ ناگہانی آفات سے محفوظ رہے گا گویا کہ اس قصیدہ کی بدولت دینی و

اخروی انعامات سے مالامال ہو جائے گا۔

قصیدۂ غوثیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ ۔۔۔ فَقُلْتُ لِخَمْرَتِیْ نَحْوِیْ تَعَالِ

محبت نے وصل کا جام پلایا میں نے خمار سے کہا میری طرف آ جا

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُئُوْسٍ ۔۔۔ فَهِمْتُ بِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ

شراب محبت تیزی سے آئی پس میں نے خمار محبت کو اپنے غلاموں سے سمجھا

فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا ۔۔۔ بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ

میں نے تمام قطبوں سے کہا کہ تم میرے ساتھیوں میں شامل ہو جاؤ

وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ ۔۔۔ فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِیْ

ہمت کرو اور پی لو کہ تم میرا لشکر ہو قوم کا ساقی مجھے بہت دے رہا ہے

شَرِبْتُمْ فَضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ ۔۔۔ وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ

تم نے میری بچی ہوئی شراب پی لی لیکن میرے رتبے اور مقام کو نہ پہنچ سکے

مَقَامُکُمُ الْعُلٰی جَمْعًا وَّلٰکِنْ ۔۔۔ مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَازَالَ عَالِ

تم سب کا مقام بلند ہے لیکن میرا مقام تم سب کے اوپر ہے

اَنَا فِیْ حَضْرَتِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ ۔۔۔ یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُو الْجَلَالِ

میں قرب الٰہی میں اکیلا ہوں میں تصرف والا ہوں اور میرے لیے ذوالجلال کافی ہے

أنا البازي أشهب كل شيخ ... ومن ذا في الرجال أعطي مثالي

میں تمام مشائخ میں سفید باز ہوں اور میرے جیسا کس کو مرتبہ ملا ہے

كساني خلعة بطراز عزم ... وتوجني بتيجان الكمال

اللہ تعالیٰ نے مجھے پختہ عزم والی خلعت پہنائی اور مجھے کمال کا تاج پہنایا

وأطلعني على سر قديم ... وقلدني وأعطاني سؤالي

اللہ نے مجھے رازِ قدیم سے مطلع کیا اور میری قدر کی جو مانگا عطا کر دیا

وولاني على الأقطاب جمعا ... وحكمي نافذ في كل حال

مجھے تمام قطبوں پر بالا کیا پس میرا حکم ہر حال میں جاری ہے

فلو ألقيت سري في بحار ... لصار الكل غورا في الزوال

اگر میں راز کو دریاؤں پر ڈال دوں تو وہ سب خشک ہو جائیں

ولو ألقيت سري في جبال ... لدكت واختفت بين الرمال

اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ظاہر کروں تو وہ ٹوٹ کر ذرے ہو جائیں

ولو ألقيت سري فوق نار ... لخمدت وانطفت من سر حالي

اگر میں اپنے راز کو آگ پر ڈال دوں تو وہ میرے راز حال سے بجھ کر خاکستر ہو جائے

ولو ألقيت سري فوق ميت ... لقام بقدرة المولى تعالى

اگر میں اپنا راز مردے پر ڈالوں تو وہ اللہ کی قدرت سے کھڑا ہو جائے

وما منها شهور أو دهور ... تمر وتنقضي إلا أتى لي

ہر مہینہ اور زمانہ جو گزرنے کے لیے آتا ہے وہ پہلے میرے پاس آتا ہے

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاْتِیْ وَیَجْرِیْ ۔۔۔ وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِیْ

آنے والی بات کی مجھے خبر مل جاتی ہے یہ مجھے اللہ کی طرف سے ملا جھگڑے سے باز آ

مُرِیْدِیْ ہِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّیْ ۔۔۔ وَافْعَلْ مَا تَشَاءُ فَالْاِسْمُ عَالِیْ

اے میرے مرید بلند ہمت ہو خوش ہو غنی رہ جو چاہے کر میرا نام بہت بڑا ہے

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ ۔۔۔ عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالِیْ

اے مرید مت ڈر اللہ میرا رب ہے مجھے رفعت ملی اور میں مراد کو پہنچ گیا

طُبُوْلِیْ فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ ۔۔۔ وَشَاؤُسُ السَّعَادَۃِ قَدْ بَدَالِیْ

میری شہرت آسمان اور زمین میں ہے اور سعادت کے نقیب مجھ پر ظاہر ہو رہے ہیں

بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ ۔۔۔ وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَالِیْ

اللہ کا تمام ملک میرے حکم کے تحت ہے اور میرا وقت میرے دل سے پہلے میرے لیے صاف ہو گیا

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا ۔۔۔ کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِیْ

میں نے تمام ملکوں کی طرف دیکھا تو وہ سب مجھے رائی کے دانے کے برابر نظر آئے

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ ۔۔۔ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ

ہر ولی کا مقام ہے میرا مقام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے جو بدر کامل ہیں

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ ۔۔۔ عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

اے میرے مرید دشمن سے نہ ڈر میں قتل کا ارادہ کرنے والا ہوں

اَنَا الْجِیْلِیُّ مُحْیِ الدِّیْنِ اِسْمِیْ ۔۔۔ وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَاْسِ الْجِبَالِ

میں جیلانی ہوں محی الدین میرا نام ہے اور میرے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہیں

أَنَا الْحَسَنِيُّ وَالْمَخْدَعُ مَقَامِيْ	وَأَقْدَامِيْ عَلٰى عُنُقِ الرِّجَالِ

میں حسنی ہوں میرا مقام مخدع ہے اور میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِيْ	وَجَدِّيْ صَاحِبُ الْعَيْنِ الْكَمَالِ

اور میرا نام عبدالقادر جیلانی مشہور ہے اور میرے جد پاک صاحب کمال تھے

تہذیب شدہ

تنبیہ الغافلین

مصنف

امام ابو اللیث نصر بن محمد ابراہیم سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

ابوثوبان سید محمد اسد اللہ اسد

شبیر برادرز

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

معارف درود و سلام

جلاء الافہام

فی فضل الصلوٰۃ والسلام
علی محمد خیر الانام

تصنیف
شیخ شمس الدین ابن قیم الجوزیہ
متوفی ۷۵۱ ہجری

تنویر الافہام فی مسائل الصلوٰۃ والسلام

محمد محی الدین

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-7246006



اسرارِ خطابت
معارفِ درود وسلام
فتاوٰی یورپ
سیرتِ مصطفٰی
جگر گوشۂ رسول
تنبیہ الغافلین
شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول ۴۰ اردو بازار لاہور
فون: 042-7246006